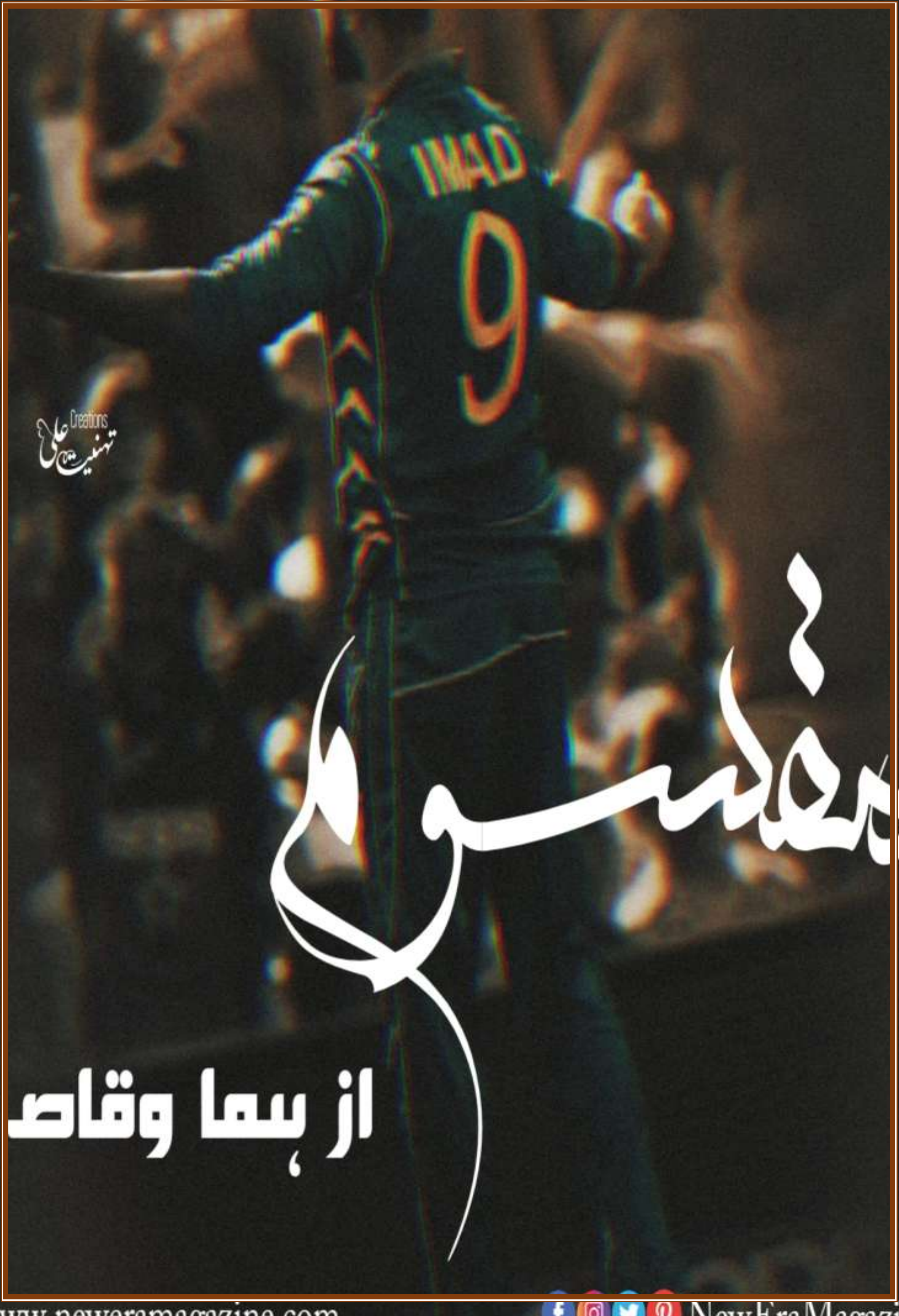
معشوق
از ہما وقاص
Creations
تہنیت علی
IMAD
9

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقسوم

از ہما وقاص

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

چوڑیوں کی چھنک کی آواز اس کے ہر بڑھتے قدم کے ساتھ سنائی دے رہی تھی۔سانس پھولنے لگی تھی ہاتھ میں پکڑے کاغذ کو دوپٹے کے پلو کے نیچے کرتی وہ اب اوپری چھت کے زینے چڑھ رہی تھی۔سنہری جوتے کے ہیل سے ٹک ٹک کی آواز کے ساتھ وہ زینے چڑھتی اب اوپر آ چکی تھی۔

تیز تیز قدم اٹھاتی مہمانوں کے بیچ سے گزرتی کمرے تک پہنچی اور دائیں ہاتھ سے دروازہ دھکیلتی کمرے میں داخل ہوئی۔جہاں سامنے سنگھار میز کے آگے پڑی کرسی پر وہ بیٹھی تھی۔یک ٹک خود کو سامنے آئینے میں دیکھتی ہوئی۔ہلکے سے تربوزی رنگ کے جوڑے میں نفاست سے میک اپ کیے کانوں میں کندن جھمکے پہنے بڑی بڑی پلکیں گالوں پر جھکائے بھرے سے گداز ہونٹوں پر سرخی سجائے وہ مخملی سی وہ گلاب سی گم صم سی بیٹھی تھی۔

دروازے کے دھماکے سے کھلنے پر اس نے پلکوں کی جھالر اٹھائی اور بڑی بڑی سرمئی آنکھوں میں حیرت واضح نظر آ سکتی تھی۔جو اریبہ کے ہونق

بنے چہرے اور ہاتھ میں پکڑے کاغذ کی وجہ سے آئی تھی۔

ادینہ بھاگ گیا وہ خبیث۔۔۔اریبہ نے روہانسی آواز میں کہا۔لب کاٹتے ہوئے پریشان صورت کے ساتھ۔۔اس کا چہرہ زرد تھا مطلب نہ تو وہ کوئی مذاق کررہی تھی اور نہ ہی جھوٹ بول رہی تھی ایسی حالت تو سچ بولنے والوں کی ہی ہوا کرتی ہے جیسی ابھی اس کے سامنے کھڑی اس کی چھوٹی بہن کی تھی۔

کیا؟؟؟؟

حیرت زدہ لہجہ جس میں بے یقینی کا عنصر واضح تھا۔

ہاں ہاں ٹھیک کہہ رہی ہوں چلا گیا رکھ گیا تو یہ ایک کاغذ کا ٹکڑا اپنے اسٹڈی ٹیبل پر جہاں آنے کو کمبخت کتابیں بھی ترس جاتی تھیں۔۔

اریبہ نے روہانسی آواز میں کہا۔کاغذ والا ہاتھ اوپر اٹھا کر ایک نظر کاغذ پر ڈالی۔

دکھا تو مجھے۔۔۔

ادینہ نے جلدی سے کاغذ کو جھپٹ کر اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔مہندی کے خوبصورت ڈائزائن سے رنگے سفید دودھ جیسے ہاتھ عجلت میں تہہ شدہ کاغذ کو کھول رہے تھے۔ادینہ نے بے چین سی شکل بنا کر کاغذ کو اپنے چہرے کے آگے کیا اور تیزی سے نظریں کاغذ پر لکھی سطروں پر دوڑنے لگی تھیں۔

دل عجیب سی ہی کیفیت اختیار کر گیا۔دھڑکن تیز ہونے کے وجہ سے ہتھیلی پسینے سے بھیگ سی گئی تھی۔کیوں ایسا اب کیوں ہو رہا تھا سمجھ سے باہر تھا۔گھٹن سی کس چیز کی تھی۔

پیارے ابا

اسلام علیکم

ابا مجھے جانا ہے اور اب میں رکنے والا نہیں۔مجھے ادینہ سے نکاح نہیں کرنا مجھے میری منزل تک پہنچنا ہے پہلے اس سب کے لیے یہ شادی یہ نکاح ابھی یہ سب کچھ میں نہیں کر سکتا۔ہو سکے تو مجھے معاف کر دیں۔

آپکا بیٹا

میسم مراد

چند فقرے تھے جو وہ اپنی صفائی میں لکھ کر چھوڑ گیا تھا۔ادینہ نے گہری سانس لی اور کاغذ کو ہاتھ میں لے کر وہ ڈھنے کے سے انداز میں کرسی پر پھر سے بیٹھ گئی۔

ادینہ۔۔۔۔

اریبہ نے مدھم سی آواز میں کہتے ہوئے اس کے کندھے کو تھاما تھا۔باہر شور ہونے لگا تھا۔شاید اب سب کو خبر ہوگئی تھی۔

ہمم۔۔۔

ادینہ کی آواز کہیں بہت دور سے آتی ہوئی سنائی دی۔وہ پر سوچ انداز لیے کرسی پر بیٹھی تھی۔

تم ٹھیک ہو نہ؟

اریبہ نے ہمدردی سے کندھے پر گرفت کو مضبوط کیا اور سر تھوڑا سا

اس کے کان کے قریب جھکایا۔

ہاں ہوں۔۔۔

ویسی ہی سوچوں میں گم سی آواز تھی وہ کسی غیر مرئی نقطے پر نظر جمائے بیٹھی تھی۔دروازے کے قریب پھر سے قدموں کی چاپ سنائی دی۔پر اس دفعہ متوجہ صرف اریبہ ہوئی تھی جبکہ وہ تو ویسے ہی ساکن مجسم بنی بیٹھی تھی۔

ادینہ۔۔۔۔

عزرا روہانسی آواز میں کہتی ہوئی آگے بڑھی تھیں۔ہلکے سے موتیا رنگ کے جوڑے میں پوری طرح تیار ہوئی وہ تھوڑی دیر پہلے والا پرسکون چہرہ اب کھو چکی تھیں۔کچھ دیر پہلے جب وہ ادینہ کی تیاری دیکھنے کو کمرے میں آئی تھیں تو چہرہ کھل چہرے پر دکھ اور اضطراب تھا۔ادینہ کو یوں ساکن اور گم صم سا دیکھ کر ممتا تڑپ اٹھی تھی اور رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی۔وہ آنسوؤں پر باندھے بند کو روک نہیں سکی تھیں۔

امی بس کریں رونا جھوٹا تھا ہمیشہ سے اب بھی وہی کیا کمبخت نے۔۔

اریبہ نے ادینہ کے کندھے کو چھوڑ کر اب عزرا کو تھام لیا تھا۔جن کی حالت اب ادینہ سے زیادہ غیر تھی۔عزرا آنسو صاف کرتی ہوئی پھر سے ادینہ کی طرف بڑھی تھیں اب وہ بلکل اس کے سامنے آگئ تھیں۔

ادینہ تم ٹھیک ہو نہ؟؟

روتے ہوئے اپنی ہتھیلی کو ادینہ کی تھوڑی کے نیچے رکھ کر اس کے چہرے کو اوپر کیا۔وہ سپاٹ چہرے اور خشک آنکھوں کے ساتھ اب عزرا کی طرف دیکھ رہی تھی عزرا کا دل پھٹنے کو آگیا تھا۔دکھ بھی تو ایسا تھا بیٹی کے نکاح کے روز ہی اگر دلہا گھر سے چلا جائے تو اس سے بڑا دکھ کیا ہو سکتا ہے۔

امی آپ دونوں مجھے اکیلا چھوڑ دیں پلیز۔۔

ادینہ نے کمرے کی خاموشی کو گھٹی سی آواز کے ساتھ توڑ ڈالا تھا۔

ادینہ بیٹا۔۔۔۔

عزرا نے تڑپ کر اس کی طرف دیکھا اور دوپٹہ اپنے منہ پر رکھا۔

امی پلیز۔۔۔۔۔

ادینہ نے چڑنے کے سے انداز میں کہا۔اس کے چہرے پر عجیب سی بے زاری تھی۔عزرا اور زور سے رونے لگی تھیں۔ادینہ نے ماتھے پر بل ڈال کر پاس کھڑی اریبہ کی طرف مدد طلب نظروں سے دیکھا۔جو بڑی بہن کی ایک گھوری کو بھانپ گئی تھی۔

امی چلیں آپ۔۔۔

عزرا کو کندھوں سے پکڑ کر وہ زبردستی کمرے سے باہر لے گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پانی۔۔۔۔

فہد نے پانی کو بوتل اس کی طرف بڑھائی۔جو کھڑکی کے باہر آتے جاتے لوگوں پر نظریں جمائے خاموش بیٹھا تھا۔ٹرین ملتان سٹیشن پر پچیس منٹ کے لیے رکی تھی۔پیاس لگی تھی اور جانتا تھا وہ خود کچھ نہیں کہے گا پر

پیاس تو اسے بھی لگی ہوگی یہ سوچ کر ہی پانی کی بوتل لے آیا تھا۔وہ پانی کی بوتل آگے بڑھائے کھڑا تھا اور اسے کوئی خبر نہیں تھی۔فہد نے گہری نظروں سے دیکھا۔

لائٹنگ نیلے اور سیاہ رنگ کی ٹی شرٹ اور نیچے نیلے رنگ کی جینز پینٹ پہنے الجھے سے بالوں اور بےزار چہرے کو لیے بیٹھا وہ اس کا جگری دوست میسم مراد تھا۔پتلا سا جسم لمبا قد سانولی رنگت جاذب نظر نقوش پر اگر کوئی چیز اسکے چہرے کو خاص بناتی تھی تو وہ تھیں اس کی لمبائی رخ بڑی سی گہری بولتی شفاف آنکھیں۔

کن سوچوں میں گم ہو اب تو جو کرنا تھا کر لیا۔۔

فہد نے کندھے پر دھیرے سے ہاتھ رکھا۔میسم نے گردن کو ہلکا سا خم دیا اور سر کو اثبات میں جنبش دی۔اس کے ہاتھ سے بوتل پکڑی اور پھر سے کھڑکی سے باہر دیکھنا شروع کر دیا۔جب سے گھر سے نکلے تھے دونوں کے درمیان ہونے والی یہ پہلی گفتگو تھی۔

خط میں کیا لکھ کر رکھا۔۔

فہد نے پھر سے سوال داغا۔میسم کے پانی کی بوتل کو کھولتے ہاتھ رک گئے تھے۔پر فہد کی طرف نہیں دیکھا۔

لکھ آیا بس جو لکھنا تھا۔۔

پھیکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔پانی کی بوتل منہ سے لگائی گلے کی گلٹی نے اوپر سے نیچے سفر طے کیا۔

اسے مل کر آیا۔۔۔۔

میسم نے دھیرے سے نہیں میں سر ہلایا تھا۔لبوں پر لگے پانی کو ہاتھ کی پشت سے صاف کیا۔

ہمم پر خوش ہوں میں ہمت بندھی اپنے آپ کو آزمانے کی۔۔۔

گہری سانس خارج کی ایسے جیسے تکلیف کو کم کیا ہوا۔زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجائی جس کا ساتھ آنکھیں تو بلکل نہیں دے رہی تھی۔

کتنے پیسے ہیں تیرے پاس؟؟؟

میسم نے گلا صاف کرتے ہوئے آواز کو نارمل رکھ کر کہا۔لہجہ تھوڑا شرمندہ سا تھا۔خود تو ایک انجانی ڈگر پکڑ ہی چکا تھا اسے بھی ساتھ گھسیٹ چکا تھا۔

تین ہزار صرف تیرے پاس؟

فہد نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔کیا کرتا چند گھنٹوں میں وہ کہاں سے اتنے پیسوں کا انتظام کرتا۔سوالیہ نظروں سے اب اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔جو خاموش تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک۔۔۔

بہت مدھم سی آواز۔۔اس کے بعد دونوں نفوس چپ تھے۔ٹرین کی سیٹی کی آواز کے ساتھ ہی ٹرین نے دھیرے سے رفتار پکڑ لی تھی۔

تم دن کے وقت شام کا منظر نہ دیکھنا

میرا اداسیوں کا بنا گھر نہ دیکھنا

پھر روشنی ہی بعد میں پھیکی دکھائی دے

چہرہ کسی کا ایسا منور نہ دیکھنا

میدانِ تشنگی کی یہ آنکھیں امام ہیں

ہے دیکھنے سے واقعی بہتر نہ دیکھنا

ڈر جاؤگے خلائے بے معنی کے خوف سے

باہر سے جھانک کر کبھی اندر نہ دیکھنا

اپنی ہی دُھن میں ٹھوکریں کھاتے چلے گئے

تھا وصفِ خاص راہ کا پتھر نہ دیکھنا

آیا کوئی سفیرِ محبت چلا گیا

اب مدتوں ہم ایسا سخن ور نہ دیکھنا

ٹرین کی رفتار دھیرے دھیرے تیز ہو رہی تھی۔وہ کھڑکی کے باہر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔ہوا بالوں کو پھڑ پھڑا رہی تھی۔لب پھر سے

خشک ہونے لگے تھے شاید۔سورج ڈوبنے کو تھا اور ساتھ ساتھ دل بھی عجیب طرح سے ڈوب رہا تھا۔فہد تو اوپری برتھ پر جا کر سو چکا تھا۔

پر اس کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لی تھیں۔ذہن ماضی کی فلم کو شروع سے چلے کر بیٹھا تھا۔

☫☫☫☫☫☫☫☫☫☫☫☫☫☫☫☫

کرموسومز آر۔۔۔

کتاب کو فولڈ کیے ایک ہاتھ میں پکڑے دوسرے ہاتھ کو ہوا میں لہراتے وہ برآمدہ نما اس گیلری میں چکر لگاتی ہوئی پڑھ رہی تھی۔کل بائیو کا ٹیسٹ تھا اور وہ جی جان سے محنت کر رہی تھی۔سبز رنگ کی ڈھیلی سی قمیض اور کپری پہنے بالوں کی اونچی سی پونی بنائے وہ ہر چیز سے بے نیاز تھی وہ جب پڑھتی تھی تو یوں ہی ارد گرد سے بے نیاز ہو جایا کرتی تھی۔ذہین تو تھی پر پڑھنے کی شوقین بھی بہت تھی۔وہ تھی ادینہ شیراز گول سا چہرہ کھڑی سی خوبصورت ناک بھورے بال بھوری سبزی مائل

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آنکھیں جن سے بلا کی ذہانت ٹپکتی تھی۔سڈول سا بدن اٹھارہ سال کی الہڑ دوشیزہ۔

وہ پڑھنے میں مگن تھی جب اچانک باہر کی طرف کھلتی کھڑکی سے ایک عدد گیند اچھلتی ہوئی اس کے سر کے پاس سے گزرتی ہوئی لکڑی کے میز پر پڑے شیشے کے جگ سے ٹکرائی اور جگ چھناکے کی آواز سے ٹوٹا تھا۔

افففف میرے خدا۔۔۔

ادینہ کا دل دھک سے رہ گیا۔بھوری سبزی مائل آنکھیں پھیل سی گئی تھیں اور گلابی لب منہ کو وا کیے اب ٹوٹے ہوئے جگ کی طرف رخ کیے ہوئے تھے۔

پلنگ پر بیٹھی اریبہ نے بھی کتاب پر جھکا سر جھٹکے سے اٹھایا اور پھر منہ کھلا رہ گیا۔عزرا بھی لگ بھگ اسی حالت میں کچن سے باہر آئی تھیں۔

غضب خدا کا کیا ہوا یہ۔۔۔؟

عزرا نے بوکھلا کر کہا اور ایک ہاتھ سینے پر دھرا۔سامنے ادینہ ہاتھ میں زرد رنگ کی گیند پکڑے کھڑی تھی چہرہ ایسے سرخ ہو رہا تھا جیسے دہکتے کوئلوں پر سلگ رہی ہو۔پاس ہی زمین پر شیشے کا جگ زمین بوس اپنی آخری سانسیں لے چکا تھا۔تھوڑے سے فاصلے پر اریبہ منہ پر ہاتھ رکھے بے ساختہ امڈ آنے والی ہنسی کو روک رہی تھی۔اس کی تھوڑی دیر پہلے والی پریشانی اب ہوا ہو چکی تھی۔کیونکہ مزہ تو اب آنے والا تھا ادینہ کا چہرہ آگے ہونے والی جنگ کا پورا ساماں کیے ہوئے تھا۔

ہونا کیا ہے سر بچ گیا ہے میرا بس آج تو نہیں دینے کی میں اس کو گیند اس کی۔۔۔

ادینہ نے دانت پیس کر کہا۔آنکھیں پھٹنے کو تھیں ناک کے نتھنے کبھی پھول رہے تھے کبھی سکڑ رہے تھے۔تیز قدموں سے آگے بڑھی اور پاس پڑے تکیے کے کور میں گیند پھینکی۔

اوہ! کیا ہوا فہد ہے کیا سامنے والوں کا؟؟

عزرا نے اچھنبے سے پوچھا۔ماتھے پر شکن آئے اور ناک ادینہ کی طرح ہی

پھول گیا تھا۔دانتوں کو ایسے پیسا جیسے کچا ہی چبا جائیں گی اس موئے فہد کو۔

نہیں وہ یہاں تیسری منزل تک کیسے بال پہنچا سکتا ہے یہ تو وہ ہے آپکا لاڈلا۔۔۔۔

ادینہ نے گلا پھاڑ کر بھاری آواز میں لفظ چبا چبا کر ادا کیے۔لمبی سی گردن پر سر ایسے ہی گھما رہی تھی۔جیسے جیسے وہ لفظ ادا کر رہی تھی اس کے ذکر پر وہ یونہی ہو جایا کرتی تھی۔آپے سے باہر۔۔۔تھا تو وہ اس سے تین سال بڑا اور گھر بھر میں بڑا پر وہ عقل شکل پڑھائی ہر چیز میں اسے خود سے چھوٹا ہی مانتی تھی۔

عزرا کا ناک ایک دم سے نارمل حالت اختیار کر گیا تھا پر چہرے پر حیرت در آئی۔

میسم!وہ دوکان پر نہیں گیا کیا پھر۔۔؟؟

عزرا نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔اریبہ نے گلا صاف کیا اور دانت

نکالتے ہوئے قہقہ لگایا جو وہ بہت دیر سے دبائے بیٹھی تھی۔

ہاں میسم مراد۔۔۔۔

سامنے جو غصے میں بھری کھڑی پیاری سی لڑکی ہے نہ اس کے بڑے ماموں کا بڑا بیٹا۔بچپن میں چلنا بعد میں سیکھا بلا پکڑ کر گھمانا پہلے آگیا تھا قصور سارا جواد چچا کا تھا کرکٹ کے بے انتہا شوقین تھے موصوف نے بہت کوشش بھی کی کہ کسی طرح کرکٹ کو ہی اپنا پروفیشن بنا ڈالیں پر احمد میاں یعنی کے جواد کے ابا حضور اور میسم کے دادا حضور اس کے سخت خلاف تھے بھئی گردن سے دبوچ کر ڈاکٹری پڑھائی پر ڈاکٹر تو مراد کی طرح وہ بھی نہ بن پائے ہاں البتہ دونوں بھائی پروفیسر ضرور بن گئے۔

جی جی درست سمجھے آپ مراد احمد۔۔میسم کے والد انہیں کرکٹ سے تو باپ کی طرح بہت چڑ تھی لیکن ڈاکٹر بن جانے کا خواب وہ بھی اپنے ابا کا پورا نہیں کر سکے تھے۔تو جناب یہ ڈاکٹر بننے کا خواب تو ابھی تک اس گھر میں کوئی نہ پورا کر پایا تھا۔اس لیے یہ کوشش اب اگلی نسل پر کی

جا رہی تھی۔

احمد میاں کے دو سپوت اور دو عدد ہی بیٹیاں تھیں۔بڑا بیٹا مراد احمد جن کے دو بیٹے تھے میسم مراد اور حزیفہ مراد۔۔پھر جواد احمد تھے جن کی شادی کیا ناکام ہوئی موصوف نے پھر شادی ہی نہ کی۔ایک بیٹی عابدہ جو شادی کے بعد باہر مقیم تھیں ان کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی اور دوسری بیٹی عزرا احمد جو شوہر کی وفات کے بعد سے میکے کی ہو کر رہ گئی تھیں احمد میاں نے ان کو مکان کے تیسرے پورشن میں رہائیش دی تھی اور ان کی بیٹیوں کا خرچ دونوں بھائی مل کر اٹھاتے تھے۔

جی بلکل ٹھیک سمجھے یہ دونوں عزرا کی ہی بیٹیاں ہیں۔بڑی ادینہ شیراز اور چھوٹی سولہ سالہ اریبہ شیراز۔

تو جناب ڈاکٹر بننے کا خواب اب اگلی نسل کے ان چار لوگوں پر آن پہنچا تھا۔پر ابھی تک ریس میں سب سے آگے ادینہ تھی۔

امی رات پھر ماموں سے معافی مانگ لی ہے جناب نے کہتا ہے آرٹس کے ساتھ کروں گا اگلی کوشش سائنس نہیں پڑھی جاتی میرے بس کی

نہیں

اریبہ نے آنکھیں گھماتے ہوئے مزے لے کر رات کی وہ بات بتائی جو عزرا بیگم نہ سن سکی تھیں بحث بہت لمبی ہو چکی تھی اس لیے وہ تو اوپر آکر سو گئی تھیں۔میسم دوسری دفعہ ایف ایس سی بری طرح ناکام ہوا تھا۔لٹیا ہی ڈبو ڈالی تھی باپ داد کی اس گھر کے بڑے بیٹے نے مانو جیسے چراغ تلے اندھیرا تھے موصوف شہر بھر کے لڑکے مراد سے پڑھ کر ٹاپ کرتے تھے اور ان کا اپنا برخوردار سائنس کے تینوں مضامین میں دوسری دفعہ فیل ہو چکا تھا تو دادا حضور نے اسے ورکشاپ بھیجنے کا علان کر ڈالا جس پر اس کی روح فنا ہوئی تھی اور پھر رو دھو کر اس پر سے ڈاکٹر بننے کا بوجھ اتار دیا گیا تھا۔

تو کیا ابا اور مراد مان گئے پھر؟؟

عزرا نے حیران ہو کر پوچھا۔ہاتھ بے ساختہ گال پر آ چکا تھا۔

ماموں اور نانا ابو تو بہت غصے میں تھے لیکن پھر ممانی کے بہت کہنے پر آخری چانس دیا ہے کہ بھئی کر لو بس میں آرٹس کو۔۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اریبہ نے اپنے مخصوص انداز میں کہا اور جھاڑو سے کانچ کے ٹکڑے چنے۔جتنی تیزی سے جھاڑو فرش پر چل رہا تھا اتنی تیزی سے اس کی زبان چل رہی تھی۔

کوئی فائیدہ نہیں لکھوا لو مجھ سے بھئی انتہائی کوئی نکما انسان ہے آرٹس میں بھی ٹھس ہوگا۔۔

ادینہ نے خونخوار لہجے میں نفرت سے کہا۔دانت پیس کر ناک پھلایا۔جی مقابلہ تو عروج پر تھا۔ابھی تک تو ہر طرح کی داد وصول کرنے والوں میں یہی میڈیم سب سے آگے تھیں۔

اچھا زیادہ بکواس نہ کیا کر۔۔۔

عزرا نے فوراً کہا۔اسی لمحے وہ ہانپتہ ہوا اوپر آیا تھا۔جی بلکل درست اندازہ لگایا آ گیا وہ زینے پھلانگتا اپنی گیند لینے میسم مراد۔۔۔پتلا سا سانولے رنگ بڑی آنکھوں والا پسینے سے بھیگا ہوا۔سانس چڑھا ہوا۔

ایک نظر سامنے غصے میں بھری کھڑی ادینہ کی طرف دیکھا کان

کھجایا۔منہ میں کچھ بڑبڑایا اور پھر عزرا کی طرف رخ کیا۔

پھپھو میری گیند آئی ہے۔

شرٹ کو گلے سے پکڑ کر سینے کو ہوا دیتے ہوئے کہا۔چور نظر پھر سے غصے میں بھری کھڑی ادینہ پر ڈالی جو لگ بھگ چڑیل نما شکل اختیار کرنے کو ہی تھی۔

ہا۔۔ہاں ادینہ گیند دے اس کی۔۔

عزرا نے فوراً ادینہ کی طرف دیکھا اور آنکھیں نکال کر کہا۔میسم کے معاملے میں وہ ایسی ہی ہو جاتی تھیں۔جی بلکل درست سمجھے ادینہ اور اریبہ کی سوتیلی ماں کے جیسی۔۔

کیوں دوں میرا سر پھوڑ ڈالتی تو اس کا کیا جاتا ہاں؟؟؟

ادینہ نے دونوں ہاتھ کمر پر دھر کر آنکھیں سکیڑ کر کہا۔آنکھوں میں آج بھرپور جنگ کا عزم لیے کھڑی تھی وہ۔

پھوڑ ڈالتی نہ پھوڑا تو نہیں بال دو میری۔۔

میسم نے اسی کے انداز میں کہا۔کمر پر ہاتھ دھرے وہ اس وقت میسم تو نہیں معصومہ زیادہ لگ رہا تھا۔

نہیں دیتی میں یہ بال تو شام کو ماموں کو ہی ملے گی جب میں پڑھنے آؤں گی ان سے۔۔۔

ادینہ نے آنکھیں نکال کر اپنے خطرناک ارادوں سے آگاہ کیا تھا۔مراد احمد دوسرے پورشن میں اکیڈمی چلاتے تھے جہاں ڈھیروں بچے ان سے کیمسٹری پڑھنے آتے تھے۔

ادینہ۔۔۔۔

عزرا نے کچن سے پھر ڈپٹنے کے سے انداز میں آواز لگائی تھی۔میسم پیر پٹختا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا تھا۔چلو جی لاڈ اٹھوانے کا وقت آن پہنچا۔اسی بات سے تو وہ خار کھاتی تھی بچپن سے۔

پھپھو دیکھیں اسے زیادتی کر رہی ہے میرے ساتھ۔۔۔

میسم نے بچارگی سے عزرا کو کہا اور پھر واپس عزرا سمیت ہی وہ کچن

سے باہر آیا تھا۔

نہیں دیتی۔۔۔

ادینہ نے پر سکون انداز میں ہاتھ سینے پر باندھے۔

اریبہ کہاں رکھی ہے اس نے بال۔۔؟

میسم نے تنک کر اریبہ کی طرف دیکھا۔جو ہڑبڑا کر اب ادینہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔ادینہ نے ایسے کالی ماتا کا روپ اختیار کر کے اس کی طرف دیکھا کہ وہ تو تھوک نگل کر ہی رہ گئی بچاری۔۔۔

ماموں سے لے لینا شام کو۔۔

ادینہ نے مزے سے اپنے ناخنوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔میسم نے گہری سانس لی پھر تیزی سے پلنگ پر اس کی کتاب کی طرف بڑھا۔وہ بھی پیچھے لپکی تھی پر شرٹ ہی پکڑ کر کھینچ سکی صرف۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔

میسم نے کتاب کو دونوں ہاتھوں میں یوں پکڑا جیسے ایک ہی جست میں

دو ٹکڑے کر ڈالے گا۔ادینہ کی سانس ہی تو خشک ہوئ تھی۔

ارے ارے جاہل کہیں کے خبردار جو میری کتاب کو چھوا بھی تو۔۔

وہ تیزی سے تڑپنے کے انداز میں میسم کی طرف لپکی۔جو کتاب کے دو ٹکڑے کر دینے کے انداز میں اسے تھامے کھڑا تھا۔

ہاں دو میری اور لے لو کتاب اپنی۔۔

میسم نے بھنویں سکیڑ کر کہا۔ادینہ پیر پٹختی آگے بڑھی تھی اور پھر تکیے میں سے گیند نکال کر واپس پلٹی۔

یہ لو مرو پکڑو۔۔۔

زور سے غصے میں مارنے کے انداز میں اس نے گیند کو میسم کی طرف اچھالا تھا نشانہ تو اس کے چہرے کا ہی لیا تھا۔جسے بہت مہارت سے وہ اپنے ہاتھ میں لے چکا تھا۔

تم کیا جانو کتابوں کی قدر۔۔۔

ادینہ نے زہر خندہ لہجے میں کہا۔جبکہ وہ دانت نکال گیا تھا بس۔گیند کو

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاتھ میں اچھالتا زینے کی طرف بڑھا لیکن پھر رک کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔جہاں عزرا پکوڑے تلنے میں مصروف تھیں۔

پھپھو کڑی بنی ہے کیا آج؟

میسم نے آگے جا کر پکوڑا اٹھا لیا تھا۔عزرا نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔

ہاں آج آ جانا اوپر شام کو۔۔۔

عزرا نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔میسم پکوڑا ہاتھ میں پکڑے مسکراتا ہوا باہر آیا۔ایک ابرو اوپر چڑھا کر ادینہ کی طرف دیکھا پھر شرٹ کا کالر بڑے بھرم سے کھڑا کیا۔

ٹھیک ہے پھپھو میرے لیے پکوڑے سیپرٹ بھی رکھیے گا۔۔

تیر تو سیدھا نشانے پر ہی لگا تھا جناب اور وہ واقعی جل بھن گئ تھی۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے آ جانا بس شام کو۔۔۔

وہ ادینہ کے جل جانے پر پرسکون ہوتا نیچے اتر رہا تھا۔جب پیچھے سے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عزرا کی آواز سنائی دی۔

✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾

ماموں اُدھر دیکھیں ذرا۔۔۔ادینہ نے مراد کے کان میں سرگوشی کی آنکھیں شرارت سے چمک رہی تھیں اس کی۔نظریں سامنے گاؤ تکیے سے سہارا لیے ایک ٹانگ کھڑی کر کے پلنگ پر بیٹھے میسم پر ٹکی تھی۔

مراد جو ادینہ کے ہاتھ سے اس کی کتاب پکڑ رہے تھے اس کی بات پر اس کی نظر کا تعاقب کیا۔سامنے میسم کتاب آگے کیے بیٹھا تھا جبکہ اس کے دائیں ہاتھ میں گیند موجود تھی جسے وہ ہلکے ہلکے اچھال کر پکڑ رہا تھا اور جناب کی نظریں بھی کتاب پر نہیں گیند کی اوپر نیچے حرکت پر ٹکی تھیں۔

موصوف نے اب آرٹس کے ساتھ انٹرمیڈیٹ کے امتحان ایک ساتھ دینے تھے اور پیپرز کو بس لگ بھگ دو ماہ کا عرصہ باقی تھا اور اسے پارٹ ون اور پارٹ ٹو دونوں کے مضامین تیار کرنے تھے۔

مراد کی آنکھیں سکڑ گئی تھیں اور ماتھے پر شکن آ چکے تھے۔گھور کر میسم

کی طرف دیکھا۔پر وہ تو نظروں کی تپش تک محسوس نہیں کر سکا۔کرتا بھی کیسے وہ تو پتا نہیں کس میدان میں کیچ پکڑ رہا تھا وہ یہاں تھوڑی نہ موجود تھا۔ہاں جسمانی طور پر تھا پر جناب دماغی طور پر تو۔۔۔۔۔

میسم۔۔۔۔

مراد نے گرج دار آواز میں چیختے ہوئے کہا۔میسم جو پڑھنے کی آڑ میں کھیل رہا تھا ایک دم سے گڑبڑا گیا۔نظر اٹھا کر دیکھا تو پہلی نظر آنکھوں میں شرارت بھرے کھڑی ادینہ پر پڑی جو اب معنی خیز مسکراہٹ چہرے پر سجائے مزا لے رہی تھی اس ساری سچویشن کا جبکہ باقی بچے بھی اپنی اپنی کتابوں سے سر اٹھا چکے تھے۔

اکیڈمی کا وقت تھا بہت سے بچے پڑھنے کے لے آئے ہوئے تھے۔

جی ابا؟

لڑکھڑاتی آواز کے ساتھ کہتے ہوئے وہ گیند کو کتاب کی آڑ میں چھپا چکا تھا۔تھوک نگل کر مراد کی طرف دیکھا جن کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

بک پیچھے کرو۔۔۔

مراد نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ادینہ نے کمر کے پیچھے ہاتھ باندھے اور لبوں کو منہ کے اندر کرتے ہوئے مسکراہٹ دبائی۔وہ مراد کے بلکل ساتھ کھڑی تھی۔مخصوص انداز میں بھورے ریشمی بالوں کی اونچی سی پونی کیے۔

جی۔۔۔۔

میسم نے معصوم سی شکل بنا کر ناسمجھی ظاہر کی۔جیسے کہ اسے سمجھ ہی نہ آیا ہو کہ مراد نے اس وقت اس کو کہا کیا ہے۔اتنا وقت نہیں تھا اس کے پاس کہ وہ گیند کو کرتے کی جیب میں رکھ سکتا۔

میں نے کہا کتاب پیچھے کرو۔۔۔اب کی بار مراد کی آواز اتنی اونچی تھی کہ میسم کے ہاتھ سے کتاب خود بہ خود گر گئی اور پیچھے سے جو ہاتھ واضح ہوا اس میں وہ گیند تھامے ہوئے تھا۔

مراد ایک جھٹکے سے کرسی پر سے اٹھے اور پھر ایک ہی جست میں اس

کے سر پر کھڑے تھے۔

کیا ہے یہ ایک تو اس خرافات نے زندگی حرام کر رکھی ہے ہماری۔۔۔

مراد نے میسم کے ہاتھ سے گیند پکڑ کر کھڑکی سے باہر گلی میں اچھال دی۔میسم کی نظروں نے بال کے ساتھ کھڑکی تک کا سفر کیا۔پر گیند ٹھہری بچاری بے جان چیز نظروں کی بازگشت نہ سمجھی سکی جو کہہ رہی تھیں

جانے والے رے رک جا ذرا نہ جانا۔

تم نے پڑھنا ہے یا نہیں بتا دے مجھے آج سہی سے۔۔۔

مراد نے دانت پیس کر ناک پھلاتے ہوئے دیکھا۔وہ شرمندہ سا ہوا کر سر جھکا گیا۔کچھ بچے ڈرے سے بیٹھے تھے اور کچھ میسم کے انداز پر دبی دبی ہنسی ہنس رہے تھے اور سب سے زیادہ دانت نکال کر ہنسنے والی وہ تھی ادینہ شیراز۔

پڑھنا ہے ابا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گھٹی سی آواز میں کہا اور سر جھکا کر کن اکھیوں سے ارد گرد منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی دباتے لڑکے اور لڑکیوں کہ طرف دیکھا۔

آج کے بعد جو دو گھنٹے کے لیے تو باہر جاتا بھی تھا وہ بھی بند تیرا سمجھا وہ بھی بند۔۔

مراد نے انگلی اکڑا کر میسم کی آنکھوں کی سیدھ میں کی۔

ادنیہ آج کے بعد یہ گھر سے باہر گیا تم مجھے بتاؤ گی سمجھی اس پر کڑی نظر رکھنا۔۔

مراد ایک دم سے ادنیہ کی طرف مڑے۔وہ جو دانت نکالے کھڑی تھی جلدی سے منہ بند کر کے معدب انداز میں سر ہلانے لگی۔میسم کے تن بدن میں آگ لگی گئ۔

ارے کیسے اکٹھے پیپر دے گا اگر ایسے پڑھتا رہا میٹرک کا میٹرک رہ جائے گا۔۔

مراد نے اپنے ہاتھ کی تین انگلیوں کو میسم کے سر پر رکھ کر پیچھے کی

طرف دھکیلا اور وہ یوں ہی بیٹھا تھا منہ پھلا کر۔گردن جھکا کر۔مراد جیسے ہی مڑے کرسی کی طرف۔میسم نے خونخوار نظر ادینہ پر ڈالی۔

تجھے تو اب تک بی اے کر لینا چاہیے تھا۔۔

مراد ایک دم سے پھر سے پلٹے۔وہ جو ادینہ کو آنکھیں نکال رہا تھا گڑبڑا کر نظریں جھکا گیا۔ادینہ سمیت بہت سے بچے کھی کھی کر اٹھے۔

بس میں نے فیصلہ کر لیا ہے آج سے پیپر ہونے تک تیرا گھر سے نکلنا بلکل بند۔۔۔

مراد نے پھر سے غصے سے کہا۔اب کی بار تو میسم کی روح ہی فنا ہو گئی۔بچارگی سے چہرہ اوپر اٹھا کر مراد کی طرف دیکھا۔کرکٹ کھیلے بنا اس کا گزارا کہاں تھا اور اب پورے دو ماہ جب تک پیپر نہیں ہو جاتے اس کا گھر سے جانا بند کردیا گیا تھا اور چوکیداری کسے سونپی گئی تھی اس کی جان کی دشمن کو۔وہ دل مسوس کر رہ گیا۔

ابا معاف کر دیں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

روہانسی آواز میں التجا کی۔کیونکہ اب تک اس لیے چپ بیٹھا تھا کہ جتنا وہ اس پر چیخ رہے تھے یہ تو تقریباً روز کا معمول تھا لیکن یوں گھر سے باہر جانے پر پابندی نے معافی مانگنے پر مجبور کر دیا۔پر مراد اس کی بات ان سنی کرتے شکن آلودہ ماتھا لیے آگے بڑھ گئے۔

ابا۔۔۔

میسم کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔ادینہ جو مراد کے پیچھے چلتی ہوئی جا رہی تھی پیچھے مڑ کر زبان باہر نکالی۔اور ایک انگلی کو ناک کے نیچے سے اس انداز سے گزارا جیسے کہہ رہی ہو اچھا ہوا بچو تمھارے ساتھ۔۔

میسم کو زہر لگی وہ اس وقت دل کیا اٹھ کر بال ہی نوچ ڈالے اس کے۔پر اس وقت وہ کچھ بھی تو نہیں کر سکتا تھا۔چارو نا چار سامنے پڑی کتاب کو سیدھا کیا۔اور بھاری سی آواز میں پڑھنا شروع کر دیا۔پر دل میں مختلف اعزائم ترتیب دے رہا تھا۔

اللہ میری توبہ۔۔۔۔۔۔

ادینہ نے ہولناک چیخ ماری اور اچھل کر ایک طرف ہوئی۔آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھیں۔

دوپہر کے تین بج رہے تھے وہ مزے سے دوسرے پورشن میں اکیلی پڑھنے میں مصروف تھی جب اچانک اسے گردن کے پاس کچھ محسوس ہوا۔مصروف سے انداز میں گردن گھما کر دیکھا تو بے ساختہ چیخ نکل گئی

میسم ہاتھ میں مرا ہوا چوہا پکڑے ہوئے اس کے بلکل قریب جھکا ہوا تھا۔وہ دوپہر کو سو کر وقت ضائع نہیں کرتی تھی بلکہ اس خاموش سے پورشن میں آ جاتی تھی اور پڑھتی تھی۔آج بھی وہ پڑھنے میں ہی مصروف تھی۔جب وہ چوہے سمیت آ دھمکا۔۔

بچپن میں ایک دفعہ اسے پاؤں سے چوہے نے کاٹ لیا تھا تب سے اسے زندہ کیا مردہ چوہے سے بھی بے انتہا خوف آتا تھا۔اور پورا گھر جانتا تھا کہ ادینہ کس قدر چوہے سے ڈرتی ہے۔

میسم دور کرو اسے۔۔

خوفزدہ آواز میں کہتی ہوئی وہ ایک طرف کمرے کی دیوار سے جا لگی۔میسم دانت نکالتا ہوا ہاتھ میں دم سے چوہا پکڑے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔آنکھوں میں خوفناک عزائم لیے۔

کیوں؟؟کیوں کروں اسے دور؟

نچلے لب کو دانتوں میں دبائے آنکھوں میں بدلے کی آگ لیے وہ تو اس کی کوئی التجا ہی نہیں سن رہا تھا۔ذہن میں کھڑکی سے باہر جاتی گیند اور کھی کھی کرتی اکیڈمی کی خوبصورت لڑکیاں آ رہی تھیں۔

راہ فرار کوئی تھی ہی نہیں دروازے کی طرف وہ تھا وہ جس طرف کو بھی بھاگنے کی کوشش کرتی میسم اس طرف آ جاتا۔وہ زور زور سے ہنس رہا تھا اور وہ خوف کے مارے ممنا رہی تھی۔یہی سب تو چلتا آ رہا تھا بچپن سے دونوں ایک دوسرے ایسے ہی بدلے لیتے تھے پر آج تو حد ہی ہو گئی۔

امی۔۔۔۔امی۔۔۔۔

دیوار کے ساتھ لگ کر زور زور سے عزرا کو آوازیں دے رہی تھی پر جو بے سود تھیں۔یہاں درمیان والے پورشن میں کون سننے کا اسکی آواز۔ یہاں تو شام کو رونق لگتی تھی اور پھر رات گیارہ بجے تک بچے پڑھنے آتے تھے۔

گھر میں سب لوگ تو دوپہر کو سوتے تھے۔مسوائے مراد احمد کے جو اس وقت کسی نجی کالج میں لیکچر دینے جاتے تھے۔

گھن آ رہی ہے مجھے۔۔۔

سینے پر ہاتھ رکھ کر ادینہ نے روہانسی آواز میں کہا۔وہ بار بار جھر جھری لے رہی تھی اور میسم قہقہے لگاتا اس کی حالت سے محظوظ ہو رہا تھا۔یہ سب کر کے اس کی روح کو تسکین مل رہی تھی۔

ارے کیوں بھئ کیوں آ رہی اتنا پیارا تو ہے ابھی ابھی تازہ تازہ مارا ہے میں نے۔۔۔

میسم نے مصنوعی حیرانگی ظاہر کی چوہے کی طرف دیکھا پھر بڑے انداز

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں چوہے کو ہوائی بوسہ دیا۔ادینہ نے فوراً منہ پر ہاتھ رکھا۔اور ابکائی روکی سیاہ رنگ کا بدشکل چوہا تھا جس کی مونچھیں کافی بڑی تھی۔اور وہ اسے بوسے دے رہا تھا۔

جاہل پاگل کہیں کا گندا کہیں کا

میسم کے اس انداز پر وہ چلا اٹھی ابکائی آ رہی تھی بار بار اور وہ تو بڑے مزے سے اسے ہاتھ میں لیے اسے ڈرانے میں مصروف تھا۔

جو بھی کہو

میسم نے بھنویں اچکا کر ناک پھلائی اسے اس وقت ادینہ پر کوئی ترس نہیں آ رہا تھا۔وہ اور قریب سے قریب آ یا۔ادینہ کی جان پر بن گئی۔

کیا چاہتے ہو خدارا بول دو اب

ادینہ نے روہانسی آواز میں کہا وہ دیوار سے لگی آنکھیں بند کیے کھڑی تھی۔میسم اب بلکل سامنے آ چکا تھا۔اور اس کی حالت پر ہنسی آ رہی تھی۔نیلے رنگ کے جوڑے میں دمکتی سفید رنگت لیے اس وقت وہ

اسے سفید چوہیا لگی۔اب وہ چوہے کو اس کے چہرے کے قریب کیے دونوں کی شکل کا موازنہ کر رہا تھا۔

چاہتا تو میں بہت کچھ ہوں تم سے

میسم نے چوہے کو دھیرے سے ہلاتے ہوئے ایک نظر اس پر ڈالی اور پھر دانت پیس کر ادینہ کی طرف دیکھا۔جو دھیرے دھیرے کانپ رہی تھی۔

سب کروں گی بولو سب کروں گی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ نے ہاتھ جوڑ کر بے چارگی سے کہا۔میسم نے دانت نکالے اور جیب سے شاپر نکالا۔

ٹھیک ہے پھر رکھ دیتا ہوں یہ واپس

بڑے پرسکون انداز میں کہتے ہوئے وہ چوہے کو شاپر کے اندر ڈالتے ہوئے بولا۔ادینہ نے سکھ کا سانس لیا۔

میں باہر جا رہا ہوں کھیلنے

پورے دانت نکال کر ادینہ کی طرف دیکھا۔اور بھنوں کو شرارت سے اوپر نیچے کیا۔جبکہ لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی

تو؟

ادینہ نے ابرو چڑھائے اور اوپر والے ہونٹ کا کچھ حصہ بھی ناگواری سے اوپر کیا۔میسم سیاہ رنگ کی شرٹ پہن کر اور سانولہ لگ رہا تھا۔شام ہو دوپہر ہو بس کرکٹ کرکٹ کالا کوا لگتا تھا اسے وہ۔ادینہ نے ناگوار نظر ڈالی

تو یہ کہ میری دشمن تم ہو اس پورے گھر میں ابا گئے ہوئے ہیں

خبردار جو تم نے یہ بات ان تک پہنچائی

میسم نے دانت پیس کر کہا اور خبردار کرنے کے انداز میں شاپر کو اوپر کیا۔ادینہ نے جھرجھری لی۔اس کا سر زور زور سے اثبات میں ہلنے لگا۔

اگر ایسا ہوا تو یاد رکھنا یہ چوہا تمھاری کتاب میں رکھ کر اوپر بیٹھ جاؤں گا

میسم نے تیز تیز کہا وہ پوری آنکھیں کھولے ادینہ کے قریب ہوا تھا۔اور پھر آنکھیں سکیڑے خبردار کر دینے کے انداز میں کہہ رہا تھا۔جبکہ ادینہ کی آنکھوں کے آگے اس کی کتاب میں مسلا ہوا چوہا گھوم گیا۔

اوے۔۔۔

ابکائی کی آواز نکالتے ہوئے منہ کے آگے ہاتھ رکھا۔اس کی حالت غیر ہو چکی تھی اور دل اس بری طرح متلایا کہ وہ بھاگتی ہوئی قریبی بیت الخلا کی طرف بڑھی۔میسم بھی قہقہ لگاتا اب اس کے پیچھے ہی تھا۔

دفعہ ہو جاؤ میری بلا سے جو مرضی کرو

ادینہ بری طرح ابکائی کرنے کے انداز میں جھکی آوازیں نکال رہی تھی بمشکل الفاظ ادا کیے۔دل کچھ ہلکا ہوا تو پھر غصے سے کلی کرتی باہر آئی۔

گڈ گرل

میسم نے مسکرا کر کہا۔جبکہ وہ تو اب کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

چلو میرے بلیک بے بی پیاری سی آنٹی کو بائے بول دو

میسم نے پھر سے شاپنگ بیگ ادینہ کے قریب کیا۔باز آ جانے والوں میں سے تو وہ بھی نہیں تھا۔

دفعہ ہو جاؤ۔

ادینہ نے اب کی بار اسے دھکا دیا۔وہ ہنستے ہوئے چند قدم پیچھے ہوا۔

جا رہا ہوں اتنا بھاؤ کیوں کھا رہی ہو

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم نے خود کو گرنے سے سنبھالتے ہوئے کہا۔پھر سیٹی بجاتا ہوا مڑا۔

ادینہ نے ابھی سکون کی سانس لیا ہی تھا کہ وہ پھر سے پلٹا۔

عجیب ہے ویسے ایک بات ہے ڈاکٹر کیسے بنو گی تم؟

مصنوعی حیرانگی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ادینہ نے رونے جیسے شکل بنا لی تھی جان ہی نہیں چھوڑ رہا تھا ڈھیٹ تو وہ بچپن سے تھا۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے

ادینہ کی آواز اب پھٹ رہی تھی۔اپنی پوری قوت لگا کر وہ چیخی۔

اچھا اچھا جا رہا ہوں

میسم نے ہاتھ کے اشارے سے تسلی دی۔۔۔مسکراہٹ دبائی

ایسا بھی کیا کردیا میں نے مرا ہوا ہے بےچارا پتاہے جب زندہ تھا مجھے تو تب بھی خوف نہیں آیا

معصوم سی شکل بنا کر کہا اور شاپر کھول کر پھر سے دیکھا۔اور ادینہ کی طرف شاپر اس انداز سے بڑھایا جیسے کہہ رہا ہو لو تم بھی دیکھو۔

امی۔۔۔

ادینہ دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر اس قدر زور سے چیخی کہ اب کی بار وہ واقعی گڑبڑا گیا۔ڈر تھا کہ عزرا پھپھو کی جگہ احمد میاں ہی نہ اٹھ جائیں۔

اچھا۔۔اچھا جا رہا ہوں

جلدی سے تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دوسرے پورشن کے زینے اتر رہا تھا

اور ادینہ روہانسی ہاری ہوئی صورت بنائے گہرے گہرے سانس لے رہی

تھی۔آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو اور زبان پر میسم کے لیے تعریفی القابات تھے۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

اؤٹ نہیں ہو رہا یہ یار

لڑکے نے پیر پٹخ کر پاس کھڑے لڑکے سے کہا اور پھر سامنے وکٹ کے آگے بلا جمائے کھڑے میسم کی طرف دیکھا۔

اوئے بات سن اس کو چھوڑ یہ نہیں ہونے والا اؤٹ تو دوسرے والے کو اڑا

ساتھ کھڑے لڑکے نے گیند ہاتھ میں لیے کھڑے لڑکے کے کان کے قریب ہو کر کہا۔خیر پور کے متوسط طبقے کے علاقے کے گراؤنڈ میں کرکٹ کھیلنے وہ آج پہلی دفعہ اپنے دوست کے کہنے پر آیا تھا۔لیکن یہاں سامنے کھڑے میسم نام کے لڑکے نے بیٹنگ میں ذلیل کر دیا تھا۔

وہ اوپنر کھلاڑی کے طور پر آیا تھا اور تب سے جما کھڑا تھا۔چھ اور چار سکور سے تو کم بنانے کا نام نہیں لے رہا تھا بمشکل دو دوسرے کھلاڑی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اؤٹ کر سکی تھی ان کی ٹیم پر سکور ہی میسم کی وجہ سے بہت زیاہ ہو رہا تھا۔

باقی ٹیم کا کیا بھئی کھیل ہی وہ رہا اکیلا

لڑکے نے غصے سے کہتے ہوئے تھوک ایک طرف پھینکا اور ہاتھ میں پکڑی گیند کو انگلیوں کی گرفت میں سیٹ کیا۔اس کی گیند بازی کے لیے وہ بہت مشہور تھا اس کا دوست بڑے شوق سے اسے اپنی ٹیم کے لیے کھیلنے کے لایا تھا۔پر یہاں میسم کی وجہ سے وہ پریشان ہو کر رہ گیا تھا۔

یہ ایسا ہی ہے بس دوسرے جو ساتھ ہیں ان کو سکور ہی نا بنانے دے اگر یہ ادھر جاتا پھر ہلتا ہی نہیں

لڑکے نے آنکھیں گھماتے ہوئے اسے مشورہ دیا تھا۔

خاک کروں ایسا جب بھی یہ ادھر آتا چھکے چوکے سے کم پر آتا ہی نہیں

لڑکے نے لب کاٹتے ہوئے بال پیچھے کیے۔دوسرے لڑکے نے بھی پریشان صورت بنائی۔ایسے جیسے اس کی بات کی تصدیق کر رہا ہو۔وہ پھر

سے گیند ہاتھ میں پکڑے میسم کی طرف بڑھ رہا تھا۔اور اب کی بار پھر وہ چھ سکور کی اونچائی میں گیند کو اچھال چکا تھا۔اور پھر وہ رکنے والوں میں سے نہیں تھا۔دیکھتے ہی دیکھتے وہ اپنی ٹیم کو جیتا چکا تھا۔اور یہ سب وہ آج پہلے دن نہیں کر رہا تھا وہ ہمیشہ سے کھیلتا ہی ایسا تھا۔بلے بازی اس قدر شاندار تھی کے اچھے اچھوں کے چھکے چھوٹ جاتے تھے۔سکول اور کالج کی طرف سے بھی وہ ہمیشہ مراد سے چھپ کر کھیلتا تھا۔اس کو اگر کوئی بندہ سپورٹ کرتا تھا تو وہ تھے جود احمد۔

آواز آہستہ کرو اس کی

ادینہ نے سر پر کھڑے ہو کر غصے میں کہا۔میسم ان کے پورشن میں ٹی وی پر کرکٹ میچ اونچی آواز میں لگائے بیٹھا تھا۔وہ بہت دیر سے پڑھنے کی کوشش میں سر گرداں آخر تھک کر باہر ائی تھی۔وہ پرسکون ماحول میں پڑھنے کی عادی تھی اور کرکٹ کا شور تو ویسے ہی ناقابل برداشت تھا اسے۔میسم کے ساتھ ساتھ کرکٹ سے بھی نفرت ہو چکی تھی اسے۔

کیوں؟

میسم نے گردن موڑ کر مصروف سے انداز میں ادینہ پر ایک نظر ڈالی اور پھر نظریں ٹی وی پر جما دیں۔آج بہت اہم پاکستان کا میچ تھا اور نیچے تو کرکٹ دیکھنا سختی سے منع تھا۔اس لیے جب بھی کرکٹ میچ دیکھنا ہوتا تو میسم اور جواد اوپر کا ہی رخ کرتے تھے۔کیونکہ اس پورشن میں بڑے یعنی احمد میاں اور مراد بہت کم آتے تھے۔

میرا پیپر ہے کل اور بات سنو تمھارا بھی تو ہے کل پیپر

ادینہ نے یاد آ جانے پر کمر پر ہاتھ دھر کر آنکھیں سکیڑ کر میسم کی طرف دیکھا۔اسکا منہ بھی حیرت سے کھل گیا تھا۔کتنا لاپرواہ تھا وہ ایک وہ تھی جس کی جان پر بنی تھی دن رات ایک کیے ہوئے تھی۔

دونوں کے سالانہ امتحانات شروع ہو چکے تھے۔پارٹ ون کے پیپر میسم دے چکا تھا اور اب ادینہ کے ساتھ ساتھ پارٹ ٹو کے پیپر بھی دے رہا تھا۔

کر لی ہے میں نے تیاری

لاپرواہی سے جواب ملا۔وہ بڑے غور سے میچ دیکھنے میں مصروف تھا۔بلکہ اتنا کھویا ہوا تھا جیسے خود اس بلے باز کی جگہ کھیل رہا ہو۔ادینہ کو تپ چڑھی تھی اس کے اس انداز پر۔

نیچے جا کر دیکھو ٹی وی

ادینہ نے ٹی وی کے آگے آ کر کہا۔وہ ایک دم اچھل ہی پڑا تھا۔گھور کر اس کی طرف دیکھا۔جو بالوں کا بے ترتیب سا جوڑا بنائے سرخ چہرہ لیے کھڑی تھی۔

کیوں یہیں دیکھوں گا تمہیں کیا تکلیف ہے تم نیچے چلی جاؤ

میسم نے دانت پیس کر اسی کے انداز میں کہا۔ایک تو بچ بچا کر وہ اوپر آیا تھا۔اور اب یہ آ کر حکم چلانے لگی تھی۔

نیچے بچے ائے ہوئے ہیں۔۔اکیڈمی کے اتنا شور ہے مجھ سے نہیں پڑھا جائے گا

ادینہ نے دانت پیس کر غصے سے کہا۔دل تو کر رہا تھا کچھ اٹھا کر اس کے سر میں دے مارے خود تو پڑھتا تھا نہیں دوسروں کو بھی پڑھنے نہیں دیتا تھا۔

اور تم دیکھ نہیں رہی شاید کتنا اہم میچ ہے آج اور آواز آہستہ کروں تو مجھے مزا نہیں آتا تم ایک کام کرو ذرا

میسم نے رخ موڑ کر بازو صوفے پر ٹکا کر رازدانہ انداز میں کہا۔

تم کانوں میں روئی ٹھونس کر پڑھ لو

ہاتھ کو ہوا میں مار کر بڑے انداز سے کہا۔اور اپنی طرف سے بات ختم کر دی اریبہ کی بے ساختہ ہنسی اڈ ائی۔وہ جو کچن سے چائے کے دو کپ لیے ائی تھی اب ان دونوں کی بحث پر دانت نکالتی ہوئی صوفے پر بیٹھ چکی تھی۔

تم کیوں کھی کھی کررہی ہو جاؤ اور نیچے سے ماموں مراد کو بلا کر لاؤ

ادینہ نے حکمانہ انداز میں اریبہ سے کہا۔اریبہ نے فوراً ہنسی کو دبایا اور

ہڑبڑا کر اٹھی۔

اے۔۔۔ چھٹنکی خبردار جو نیچے گئی

میسم نے غصے سے انگلی کا اشارہ کر کے اریبہ کو رکنے کے لیے کہا۔اریبہ جو اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی پھر سے بیٹھ گئی اور منہ بنا کر ادینہ کی طرف دیکھا جس کے ناک کے نتھنے پھول چکے تھے۔

اریبہ جاؤ میں کہہ رہی ہوں

ادینہ نے گلا پھاڑ کر چیختے ہوئے کہا۔اریبہ پھر سے ڈر کر اٹھی۔میسم نے گھور کر ادینہ کی طرف اور پھر اریبہ کی طرف دیکھا۔

گئی تو ٹانگیں توڑ دوں گا

میسم نے بھی اونچی آواز میں کہا۔اریبہ نے دونوں کی طرف چڑ کر دیکھا۔ اب اسکے چہرے کی حالت بھی ان دونوں جیسی ہی ہو چکی تھی۔

کیا ہے تم دونوں کو بھئی بھاڑ میں جاؤ میری طرف سے میں تو اندر جا رہی ہوں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اریبہ پیر پٹختی ہوئی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔جبکہ وہ دونوں اب آنکھیں سکیڑے ایک دوسرے کو کھا جانے کے انداز میں دیکھ رہے تھے۔

رکو ذرا تمہیں بتاتی ہوں میں۔

ادینہ تیزی سے زینے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ سامنے سے ہانپتے ہوئے جواد احمد کو دیکھ کر رک گئی۔وہ شاید اپنی عمر کے حساب سے زیادہ تیز سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچے تھے۔ادینہ کے پاس سے لاپرواہ سے انداز میں گزرتے ہوئے میسم کی طرف بڑھے۔

ہاں بھئی کیا بنا پھر

دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو مسلتے ہوئے وہ پر جوش انداز میں میسم سے پوچھ رہے تھے۔وہ اور میسم پاکستان کے میچ پر ایسے ہی پرجوش ہوتے تھے۔

چاچو پہلے اس چڑیل کو روکیں جا رہی ہٹلر کو بلانے

میسم نے ہاتھ کا اشارہ ادینہ کی طرف کرتے ہوئے کہا۔جواد نے اب جا کر ادینہ کی موجودگی کو محسوس کیا تھا۔

دانی کیا مسئلہ ہے بھئی

جواد نے ادینہ کی طرف رخ کیا۔وہ ادینہ کو پیار سے دانی ہی کہتے تھے۔ ادینہ منہ بسور کر رہ گئی پیر پٹختی دانت پیستی وہ جواد کے قریب ائی۔

ماموں بھئی آپ نیچے چلے جائیں نہ میرا پیپر ہے اتنی اونچی اس جاہل نے آواز کر رکھی ہے

ادینہ چڑیل کہنے پر تپ گئی تھی۔غصے سے میسم کی طرف دیکھ کر کہا لیکن وہ اس وقت مزید اسکے ساتھ لڑنے کا سارا موڈ ترک کیے میچ دیکھنے میں مصروف تھا۔

میری بات سنو گڑیا۔تم جاؤ نیچے ابا جی سو رہے ہیں کوئی نہیں ہے نیچے بھابھی اور عزرا بازار گئی ہوئی میرے کمرے میں جا کر پڑھ شاباش

جواد نے پچکارتے ہوئے ادینہ سے کہا۔ادینہ نے خفگی بھرے انداز میں

دیکھا تو جواد نے التجا کے انداز میں آنکھوں سے اسے جانے کا اشارہ کیا تھا۔ہر دفعہ اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا تھا۔وہ جیت جاتا تھا۔

ماموں۔۔۔۔

ادنیہ نے بےچارگی سے جواد کی طرف دیکھا۔جواد نے پھر پچکارنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

جاؤ شاباش

وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کے لیے کہہ رہے تھے۔اور وہ چارو نا چار کتاب اٹھا کر نیچے چل دی تھی جواد ماموں کی وجہ سے اب وہ مراد احمد کو شکایت نہیں لگا سکتی تھی۔

سنو ایک کام کر دو میرا

میسم کی آواز پر ادینہ نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔وہ چائے کا بڑا سا مگ ہاتھ میں تھامے اسکے سر پر کھڑا تھا۔چائے کا بے حد شوقین تھا وہ اور

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہمیشہ یوں ہی بڑے سے مگ میں چائے پیتا تھا۔وہ آج ناشتے کے فوراً بعد دوسرے پورشن میں آگئی تھی حیاتیات کے پریکٹیکل کو بس دو ہی دن باقی تھے اور تجرباتی کاپی کی بہت سی آریھ ابھی اس کی رہتی تھیں اس نے سوچا تھا کہ آج بنا کر کے ہی دم لے گئی اور اپنے اس عزم میں وہ صبح سات بجے کی بیٹھی دس بجے تک کافی حد تک کامیاب ہو چکی تھی ابھی بھی وہ اسی میں مصروف تھی جب وہ آ دھمکا۔

امتحانات کے دوران تو وہ اسے اُس دن کے بعد آج دکھائی دے رہا تھا اسکی وجہ میسم نہیں وہ خود تھی وہ پیپرز میں یوں ہی سات پردوں میں چھپ جاتی تھی۔

ادینہ نے ایک نظر اس پر ڈالی اور پھر آرام سے کاپی پر جھک گئی۔

میرے پاس وقت نہیں ہے تمھیں نظر نہیں آ رہا کیا؟ کاپی بنا رہی ہوں اپنی

اس کی طرف دیکھے بنا وہ مصروف سے انداز میں کہہ رہی تھی۔وہ تو ازل سے ڈھیٹ تھا ہنوز ویسے ہی کھڑا تھا۔

وہ تو دیکھ ہی رہا ہوں

میسم نے بھنویں اچکا کر اچٹتی سی نظر اسکی کاپی پر ڈالی۔وہ بڑے انہماک سے سفید کاغذ پر حیاتیات کی آریھ بنانے میں مگن تھی۔دودھیا مناسب تراش کے ناخن والے خوبصورت ہاتھ بڑی مہارت سے کاپی پر اِدھر اُدھر پنسل کو گھما رہے تھے۔بالوں کی مخصوص انداز میں پونی ٹیل بنائے دھلے سے چہرے کے ساتھ وہ ہر زی روح سے بے نیاز اپنے کام میں مگن تھی۔ایک دم سے ہاتھ رکے تھے اسے کوفت ہوئی تھی میسم کے یوں سر پر کھڑے ہونے سے لب بھینچ کر پھر سے سر اوپر اٹھایا۔

تو جاؤ یہاں سے اب

اوپری لب کو ناگواری سے اوپر چڑھا کر کہا۔میسم نے فوراً جوابی رد عمل میں دانتوں کی نمائش کی۔

میری بھی فزیکل ایجوکیشن کی کاپی بنا دو گی

بڑا دوستانہ انداز تھا۔ایسے جیسے وہ اس طرح کہنے سے مان جائے گی۔ادینہ

نے اچھنبے سے دیکھا۔زبان دانتوں کے بیچ میں گھماتے ہوئے آنکھوں کو سکیڑے اس نے اس انداز سے میسم کو دیکھا جیسے اس کی دماغی حالت پر شاکی ہو۔

دماغ ٹھیک ہے تمھارا کاپی تمھاری ہے میں کیسے بنا سکتی ہوں

تنک کر کہا۔اور ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔جو بڑے آرام سے اسے کہہ رہا تھا جیسے سب بھولے کھڑا ہو کہ ان کی ایک پل کے لیے بھی نہیں بنتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خود بناؤ جا کر

ادینہ نے ناک چڑھا کر ناگواری دکھائی۔وہ پھر سے دانت نکال گیا تھا۔

دیکھ لو تمہیں بھی کام پڑ سکتا ہے

بڑے رعب سے کہا گیا۔جبکہ وہ جانتا تھا وہ کبھی بھی کوئی کام اسے نہیں کہتی تھی اسے جو بھی کام ہوتا تھا وہ یاتو حزیفہ سے کہتی تھی یا پھر جواد احمد سے۔

مجھے اور تم سے کام

ادینہ نے پھر سے جھکا ہوا سر جھٹکے سے اٹھایا۔اب کی بار طنز بھرا لہجہ تھا اور حیرت سے قلم لبوں میں دبائے اب وہ اسے دیکھ رہی تھی جو بڑے انداز سے گردن اکڑائے کھڑا تھا۔

کیا ہو گیا ہے تمہیں

ادینہ نے تمسخرانہ انداز میں ہاتھ کو نچایا۔

چلو چلو راستہ ناپو

ادینہ نے ہاتھ کا اشارہ کمرے کے دروازے کی طرف کیا۔وہ جو جوابی کاروائی کے طور پر اس کے سر پر چپت لگانے کوآگے بڑھا اپنے ہاتھ اور چائے کے کپ کا توازن برقرار نہیں رکھ سکا اور چائے بڑے پریم سے کپ سمیت ادینہ کی کُھلی ہوئی کاپی پر ڈھیر تھی۔ایک ساتھ ہی دونوں کے منہ کھلے۔

جاہل یہ کیا کیا

ادینہ کی ہولناک چیخ ابھری۔جلدی سے اپنی کاپی پر سے کپ کو اٹھایا۔اور دانت پیستے ہوئے کھا جانے والی نظر اپنے سامنے کھڑے میسم پر ڈالی۔جس نے فوراً کھلا منہ بند کیا اور تھوک نگلا۔اس کے اندر کی کالی ماتا کو جاگنے کی وہ خود دعوت دے چکا تھا۔تو جناب ادینہ کا چڑیل کا روپ دھارنے کا وقت آن پہنچا تھا۔

جان بوجھ کر نہیں کیا یہ میں نے

میسم نے گڑ بڑا کر کہا جبکہ وہ اس کے خیالات کے بلکل برعکس صدمے کی حالت میں روہانسی صورت بنائے ڈبڈائی آنکھوں سے اپنی کاپی کو دیکھ رہی تھی جس کی بیرونی جلد تک خراب ہو چکی تھی۔

میری اتنی محنت

ادینہ کی بھیگی سی آواز نکلی اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔وہ اس کے سامنے یوں پہلی دفعہ روئی تھی۔وہ جو اس کے اعتاب کا شکار ہونے کے لیے بلکل تیار کھڑا تھا اچانک اس کے یوں زاروقطار رو دینے پر گڑبڑا سا گیا۔

ادینہ دیکھو انجانے میں ہوا یہ سب

ہڑبڑاہٹ میں اسکی زبان لڑکھڑا کر لفظ ادا کررہی تھی اور ادینہ تو یوں رو رہی تھی جیسے کسی نے اسکی عمر بھر کی جمع پونجی اس سے چھین لی ہو۔

تمھیں کیا پتہ محنت کیا ہوتی ہے تمھارا کیا گیا ہاں

ہچکیوں میں روتے ہوئے بھاری سی آواز میں کہا۔اور چہرہ اوپر اٹھایا۔پہلی دفعہ وہ اسے یوں بے بسی سے روتے دیکھ رہا تھا۔پل بھر میں ہی سفید ناک سرخ ہو چکی تھی اور سبزی مائل بھوری سی آنکھیں نمکین پانی چھلکا رہی تھیں۔

ادینہ۔۔دیکھو تم رو کیوں رہی ہو

میسم کی آواز میں اچانک اس کی حالت کی وجہ سے نرمی در ائی۔اس کی حالت اس وقت واقعی قابل رحم تھی۔

میں میں نئی لے آتا ہوں نوٹ بک

دونوں ہاتھوں کو اپنے سینے پر رکھتے ہوئے وہ تھوڑا سا نیچے جھکا۔اور وہ جو تب سے صدمے کی حالت میں بس ٹسوئے ہی بہائے جا رہی تھی۔بپھر کے کھڑی ہوئی۔

بکواس بند کرو اپنی پرسوں میرا پریکٹیکل ہے کیسے بناؤں گی میں

اس کے بلکل سامنے بھیگے گال لیے وہ ایسے کھڑی تھی جیسے ابھی اس کا منہ نوچ ڈالے گی۔میسم نے التجائی انداز میں کچھ کہنے کے لیے ابھی ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ وہ پھن پھیلائے پھر سے پھنکاری۔

تم جاؤ یہاں سے بس جاؤ مجھے اپنی شکل مت دکھاؤ

پاگلوں کی طرح چیخ کر کہا اور پھر سے بچوں کی طرح لب باہر نکال کر رونے لگی۔میسم پریشان حال تیزی سے وہاں سے نکلا۔ادینہ کو آج پہلی دفعہ یوں روتا دیکھا اسے واقعی میں خود پر ملال ہوا تھا۔بوجھل دل سے وہ زینے اتر رہا تھا۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

تو سمجھ نہیں رہا وہ رو پڑی ہے آج سے پہلے کبھی یوں روئی نہیں وہ

میسم نچلے لب کو دانتوں سے کچلتے ہوئے بےچین سے کھڑا تھا۔وہ پریشان حال سا سیدھا فہد کے پاس آیا تھا۔بار بار آنکھوں کے آگے ادینہ کا آنسوؤں سے تر چہرہ آ رہا تھا۔آج پہلی دفعہ اس کی پریشانی خود کی پریشانی لگ رہی تھی اسے۔

فہد جو اس کے ادینہ کے لیے ایسے پریشان ہونے پر حیران کھڑا تھا اس کے رونے کا سن کر چپ سا ہو گیا۔کیونکہ آج تک جتنے قصے وہ میسم سے سن چکا تھا اور جتنا خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا ان دونوں کی لڑائی میں وہ ہمیشہ میسم کے شانہ بشانہ کھڑی ہوتی تھی اور آج تک کبھی رو کر کمزور نہیں پڑی تھی۔

کتنے پیسے ہیں تیرے پاس

میسم نے سوالیہ انداز میں دیکھا۔فہد نے فوراً جیب میں ہاتھ ڈالا۔اور بھونیں اچکاتے ہوئے سوال داغا

کیوں کیا ہوا اب؟

یار اس کی پریکٹیکل کاپی اسے لے کر دینی ہے

میسم کا لہجہ اور صورت دونوں پریشان حال تھیں۔

دو سو ہیں میرے پاس

فہد نے جیب میں جتنے پیسے تھے نکال کر ایک نظر ڈالی اور پھر میسم کی طرف بڑھائے جو اب اپنی جیب میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔فہد نے آج سے پہلے اسے کبھی ادینہ کے لیے یوں پریشان ہوتے نہیں دیکھا تھا۔بلکہ وہ تو ایسا تھا کہ کرکٹ کے علاوہ کبھی کسی چیز کی پریشانی لیتا ہی نہیں تھا۔

بہت ہیں مجھے دے میں پھر چاچو سے لے کر تمہیں دے دوں گا

میسم نے عجلت میں کہا وہ جلد از جلد ادینہ کا مسئلہ حل کر دینا چاہتا تھا۔بائیک کو کک لگا اسے سٹارٹ کیا۔

خیر ہے یار پریشان کیوں ہوتا ہے رکھ لے

فہد نے اس کے کندھے پر تھپکی دی۔اور اس کے ساتھ ہی بائیک پر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوار ہو گیا۔

یہ کیا ہے

ادینہ نے ہاتھ کی پشت سے گال صاف کیے اور میسم کے ہاتھ میں پکڑے لفافے پر نظر ڈالی۔وہ ابھی تک وہیں بیٹھی رو ہی رہی تھی اور اپنی کاپی کو کھول چکی تھی تمام صفحات کو الگ کر چکی تھی۔

کاپی ہے نئی لے لو روؤ مت

میسم نے نرم سے لہجے میں کہا۔اب تک رو رو کر ادینہ کی ناک اور آنکھوں پر سوزش آ چکی تھی۔اب وہ خونخوار نظروں سے میسم کو گھور رہی تھی۔

کاپی میں خود بھی خرید سکتی تھی میں اس محنت کے لیے رو رہی ہوں جو میں نے اس پر کی تھی

ادینہ نے دانت پیس کر کہا۔اور سر کو ایک جھٹکا دے کر چہرے کا رخ

دوسری طرف موڑا۔اس وقت وہ اسے زہر لگ رہا تھا۔میسم نے گہری سانس لی اور فوراً نئ کاپی کے بائیینڈر کے ربن کو کھولا وہ اس کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

ایک کام کرتے ہیں جتنے پیجز سہی ہیں وہ اس نئ والی کاپی میں لگا دیتے ہیں

وہ تیزی سے کاپی میں سے صفحات کو الگ کر کے نکال رہا تھا۔انداز بڑا مصروف تھا۔ادینہ نے روٹھا سا چہرہ ایک پل کے لیے اس کی طرف موڑا اور پھر کچھ سوچتے ہوئے وہ اس کے ہاتھ سے کاپی لے رہی تھی۔میسم کے اس انداز نے ایک لمحے کے لیے حیرت میں مبتلا کیا تھا۔

ڈر گیا ہو گا کہ اب میں مراد ماموں سے اس کی درگت نہ بنوا دوں۔کالا کوا کہیں کا۔وہ دل ہی دل میں ابھی بھی اسے کوس رہی تھی پر اس وقت منہ سے اسے کچھ کہنا اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارنے کے مترادف تھا۔

رکو میں میں کر کے دیتا ہوں

میسم نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا۔وہ اب صفحات کاپی میں ترتیب دے رہا تھا ان آریھ کی جن کو وہ بنا چکی تھی۔

بس اب تمہیں صرف جو چائے سے خراب پیجز تھے وہ بنانے پڑیں گے پھر سے بلکہ میں ہیلپ کرتا ہوں فیل ہوا ہوں دو دفعہ الیف ایس سی میں پر اتنا تو کر ہی سکتا ہوں

ادینہ نے بس ناک پھلا کر اسے جھکے سر کو دیکھنے پر ہی اکتفا کیا۔اس کے ماتھے کے بل ہنوز قائم تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آنسو تو پونچھ لو

میسم نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔لیکن وہاں اس مسکراہٹ کا کوئی اثر نہیں تھا۔چہرے ابھی بھی شکوہ کنعاں تھا۔

شکایت تمھاری اب بھی لگے گی

ادینہ نے بھیگی سی آواز میں کہا اور غصے سے بھر پور انداز میں مسکراتے میسم کی طرف دیکھا۔

کیسے

میسم نے بھنویں اچکائیں۔جبکہ چہرے پر کوئی خوف نہیں تھا۔وہ چائے سے خراب ہوئے صفحات کو لفافے میں ڈال رہا تھا۔

میں بتاؤں گی مراد ماموں کو کہ اس نے میری محنت برباد کی تھی

ادینہ نے جتلانے جیسے انداز میں کہا۔لیکن یہ کیا اس کے چہرہ تو پر سکون تھا وہاں نہ تو ہوائیاں اڑی تھیں اور نہ ہی جوابی کوئی غصے سے بھرا فقرہ آیا تھا۔وہ ہنوز اسی طرح مسکرا رہا تھا۔

کیسے بتاؤ گی

میسم نے پر سکون لہجے میں کہا۔اور کرسی سے اٹھا۔

میں یہ کاپی دکھاؤں گی انھیں

ادینہ نے دانت پیسے اور جیسے ہی چائے کے ساتھ خراب ہوئے صفحات کو دیکھنے کے لیے سامنے نظر دوڑائی وہ وہاں موجود نہیں تھے۔صفحات میسم مسکراتے ہوئے لفافے میں ڈال رہا تھا۔

کاپی دو واپس

ادینہ نے ناک پھلا کر ہاتھ آگے کیا۔جس کو قہقہ لگا کر میسم نے اپنے ہاتھ سے ایک طرف کیا۔ادینہ جو تھوڑی دیر پہلے اس کی ہمدردی پر حیرت کے سمندر میں غوطے لگا رہی تھی اب بیک وقت آنکھیں اور منہ دونوں کھول چکی تھی۔

کام کرو اپنا میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا اور نہ کسی نے دیکھا ابھی میسم نے اپنے مخصوص انداز میں ابرو چڑھا کر لب ملائے لبوں کے قریب مسکراہٹ چھپانے کے سبب چھوٹے سے گڑھے واضح ہوئے تھے۔ادینہ نے کھلا منہ بند کیا اور آنکھیں سکیڑ کر غصے سے دیکھا۔

تم جیسا چال باز میں نے آج تک نہیں دیکھا

وہ اپنے لب و لہجے پر واپس آچکی تھی اب اس پر چیخ رہی تھی۔جو مسلسل قہقے پر قہقہ لگا رہا تھا۔تھوڑی دیر پہلے والی ہمدری ہوا چکی ہو تھی۔

تم دیکھنا میں کیا حال کرواتی ماموں سے تمھارا

ادینہ نے خطرناک عزائم سے آگاہ کرتے ہوئے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا۔

کیسے ثبوت تو میرے ہاتھ میں ہے

میسم نے لفافہ اوپر کیا۔اور فتحانہ انداز میں مسکرا کر دیکھا۔وہ چڑ کر پیر پٹخ گئی تھی۔

کرتے کے کف کے بٹن بند کرتا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مراد احمد کے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔کیٹرنگ والوں کا فون آیا تھا وہ وقت پوچھ رہے تھے۔یہی بتانے کے لیے وہ مراد کے کمرے تک پہنچا تھا جب اندر سے آتی مختلف آوازؤں کی بازگشت نے قدم جما دیے تھے۔

مراد بھائی کیوں پریشان ہوتے ہیں اتنا ادینہ نے ڈاکٹر بن کر یہیں تو رہنا

عزرا نے مراد کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔وہ سر جھکائے بیٹھے تھے۔

رزلٹ آ چکا تھا ادینہ نے ایف ایس سی میں شاندار نمبر لیے تھے جس کی خوشی میں گھر میں آج چھوٹی سی تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔آخر کار اب ڈاکٹری کی ڈگری کے لیے سب کی نظریں ادینہ شیراز پر ٹکی تھیں جبکہ میسم معمولی نمبروں سے صرف پاس ہی ہو سکا تھا۔مراد کو بڑے بیٹے کو لے کر بہت پریشانی تھی کم از کم اچھے نمبروں میں پاس ہی ہو جاتا۔وہ تو جواد سے بھی چار ہاتھ آگے نکلا تھا جواد نے کم از کم میڈیکل اچھے نمبروں میں پاس تو کیا تھا۔

میسم اگر چھوٹی موٹی نوکری بھی کرتا ہوا تو کیا ہے

عزرا نے مسکراتے ہوئے ایک نظر پریشان کھڑی رابعہ پر ڈالی اور پھر مراد کی طرف دیکھا۔رابعہ شوہر کے غصے سے پریشان حال کھڑی تھیں۔

خواہش تو یہ تھی دونوں ڈاکٹر بنتے ایک ساتھ دونوں کو کلینک بنا دیتے

مراد نے گہری سانس لی۔چہرے پر مایوسی تھی۔باہر کھڑے میسم پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔لیکن یہ کیا یہ حیرت عجیب سی حیرت تھی۔جسے سمجھنے سے وہ قاصر تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ رشتہ بہت بچپن میں احمد میاں کی خواہش پر طے کیا گیا تھا۔وہ چاہتے تھے گھر کی بیٹی گھر میں ہی رہے۔اور عزرا کو کبھی یہ نہ لگے کہ بھائی اس کی بیٹی کو پڑھا کر اس پر احسان کر رہا ہے۔

کوئی بات نہیں بیٹا نہ سہی بہو ڈاکٹر سہی

عزرا نے پھر سے تسلی دینے کے انداز میں کہا۔عزرا کو میسم بہت عزیز تھا اور سب سے بڑا سکون یہ تھا کہ بیٹی آنکھوں کے آگے ہی رہے گی۔

رابعہ نے آگے بڑھ کر عزرا کو گلے لگا لیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ جن قدموں پر آیا تھا انہی قدموں سے کھویا کھویا سا واپس لوٹ رہا تھا۔جب نظر سامنے پڑی۔وہ پیرٹ گرین بنارسی سے جوڑے میں مسکراتی ہوئی اوپری زینہ نیچے اترتی ہوئی آ رہی تھی۔آج وہ اسے کسی اور ہی نظر سے دیکھ رہا تھا جس نظر سے آج سے پہلے اس نے کبھی اسے نہیں دیکھا تھا۔

سفید رنگت گلابی گال بھری سبز ملی جلی بڑی سی آنکھیں بیضوی چہرہ کھڑی چھوٹی سی ناک پنکھڑی سے ہونٹ مغرور سا انداز لمبا قد سڈول

سا بدن ریشمی بھورے کندھوں تک آتے بال۔وہ واقعی میں اتنی دلکش تھی یا آج اسے لگ رہی تھی آج سے پہلے اس کی یہ خوبصورتی اس کی نظر کیوں نہیں دیکھ سکی تھی۔وہ تو کبھی اسے سفید چوہیا لگتی تھی۔کبھی چٹی ماتا کبھی برفانی چڑیل پر آج تو وہ دل کے ساز ہی چھیڑ گئی تھی۔

جلن ہو رہی ہے نہ

ہاتھ پیچھے باندھ کر دھیرے دھیرے ہلتے ہوئے وہ شوخ سے انداز میں اس کے بلکل سامنے آکر کھڑی تھی۔اس کے دل میں بجنے والے ساز سے یکسر انجان۔وہ جو انجانے سے سحر میں جکڑا کھڑا تھا اس کے ایسے مغرور سے انداز پر مسکراہٹ دبا گیا وہ انداز جس پر اس کے دماغ کی گھنٹیاں بجنے لگتی تھیں آج دل کی گھنٹی بج رہی تھی۔آج اس کی کوئی بات بھی بری نہیں لگ رہی تھی۔دلچسپی سے اسے دیکھا جو اپنی طرف سے تیر چلا کر اب اس کی طرف سے آنے والے تیر کا انتظار کر رہی تھی۔میسم کچھ دیرے ویونہی دیکھتا رہا پھر شرارت کی رگ بھڑک ہی اٹھی اور وہ اپنے پرانے انداز کو اپنا گیا تھا۔

تم سے اور میں جلوں جوتا دیکھو میرا

میسم نے قریب ہو کر کہا۔آج اس سے لڑنے میں دل عجیب ہی طرز سے گدگدا رہا تھا۔اس کی ہر ادا دل کو بھلی لگ رہی تھی۔ادینہ کی نظر بے ساختہ اس کی چپل پر پڑی۔اور پھر ہاتھ وہ لبوں پر رکھ چکی تھی۔

کیا ہے گندی سی ہوائی چپل

ہلکا سا قہقہ لگاتے ہوئے کہا۔وہ ہنس رہی تھی اور میسم اس کے دانت دیکھ رہا تھا۔ترتیب سے موتیوں کی لڑی سے دانت۔افف یہ سفید چوہیا اس قدر حسین ہے میں نے تو آج سے پہلے کبھی محسوس ہی نہیں کیا۔شرارت سے بھنویں اٹھا کر اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

میرا مطلب تھا میرے جوتے کو بھی نہیں پرواہ

میسم نے کالر کھڑے کیے تھے۔اور اس نے اپنے مخصوص انداز میں انگلی کو ناک کے نیچے سے گزارتے ہوئے ناک کو سکیڑا تھا۔آج تو وہ ہواؤں میں اڑ رہی تھی۔

اور بات سنو ابھی تو ایف ایس سی کی ہے ڈاکٹر تھوڑی نہ بن گئی ہو جو اتنی اکڑ دکھا رہی

اس کی اس ادا سے ناک چڑھانے پر میسم بے ساختہ اس کی ناک پکڑ کر کھینچ چکا تھا۔

اُفف بد تمیز

زور سے اس کا ہاتھ جھٹکتی خفگی سے اسے دیکھتی اس کی مسکراہٹ سے بے خبر منہ میں بڑبڑاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔جبکہ وہ ایک انوکھے سے حصار میں جکڑا وہیں کھڑا تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

دادا جی کو بتاتا ہوں جا کر میچ دیکھ رہا ہے میسم

تیرہ سالہ حزیفہ نے منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے قدم کمرے سے باہر کی طرف بڑھائے۔

جی تو یہ ہیں جناب حزیفہ مراد آج ان کا تعارف بھی ہو ہی جائے میسم

کے آٹھ سال بعد جب مراد احمد اور رابعہ مایوس ہو چلے تھے تو جناب موصوف کی آمد ہوئی میسم سے بلکل برعکس جناب اچھی خاصی صحت رکھنے والے گول مٹول سے مرد نما بچے ہیں۔ادینہ کا لاڈلا اور میسم کا دشمن ہونے کا شرف جناب کو بھی حاصل ہے۔

میسم جو ٹانگیں پسارے صوفے پر لیٹا کرکٹ میچ دیکھنے میں مصروف تھا حزیفہ کی دھمکی پر اچھل کر بیٹھا۔

اوئے رک رک فٹ بال کہیں کے نہیں تو ایک کک ایسی پڑے گی لڑھکتا ہوا جائے گا

میسم نے نچلے لب کو دانتوں میں جکڑ کر کہا۔حزیفہ کمر پر ہاتھ رکھ کر ناک پھلا کر مڑا۔اس کا کوئی پسندیدہ شو آنے والا تھا اور میسم اسے ٹی وی نہیں دے رہا تھا۔اوپر رابعہ اور عزرا کے ڈرامے کا وقت تھا اس لیے وہ میسم سے ہی لڑنے پہنچ چکا تھا۔

ریموٹ دو مجھے پھر

ماتھے پر بل ڈال کر رعب سے کہا۔دونوں کے درمیان عمر کا بہت فرق تھا پر لڑائی کے دوران دونوں ہم عمر ہی ہو جاتے تھے۔میسم بھی اسی کے انداز میں کمر پر ہاتھ دھر کر بلکل اس کے سامنے آ گیا۔

تمہیں تمیز نہیں ہے کیا بھائی بول

اس کے دائیں گال پر چپت لگائی۔حزیفہ نے بے ساختہ اپنے پھولے ہوئے گال پر خفگی سے ہاتھ رکھا۔اور گھور کر میسم کو دیکھا۔

بھائی بول پہلے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم نے اب اس کے بائیں گال پر چپت لگائی۔وہ لال ہو گیا اور بھینسے کی طرح ناک سے آوازیں نکالیں۔جبکہ میسم سینے پر ہاتھ باندھے اس کے انداز سے محفوظ ہو رہا تھا

امی۔۔۔

حزیفہ نے مٹھیاں بھینچ کر پوری قوت سے چلا کر کہا۔یہ ہوائی فائر تھا کیونکہ دونوں جانتے تھے رابعہ اس وقت ڈرامہ دیکھنے اوپر جاتی ہے۔

یہ دیکھیں مار رہا مجھے لمبو کہیں کا

حزیفہ نے پھر چیخ کر دیواروں سے کہا۔کیونکہ یہ وہ دو جملے تھے جو گھر میں ہر آدھے گھنٹے بعد گونجتے تھے۔

چل جا نہیں ملے گا ریموٹ

میسم نے ہاتھ سے اسے باہر کی طرف جانے کا اشارہ کیا اور خود پھر سے صوفے پر ڈھیر ہوا۔اسی لمحے وہ میسم کے دل کی سلطنت پر حکومت کی جنگ لڑنے والی ہاتھ میں کاغز تھامے کمرے میں داخل ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حزیفہ بات سنو

بڑے مصروف سے انداز میں مدھر سی آواز کے ساتھ حزیفہ کو پکارتی وہ اب دنوں گال کو سہلاتے حزیفہ کے بلکل سامنے کھڑی تھی۔اس کی آواز کانوں میں پڑتے ہی میسم نے ٹرانس میں گردن گھمائی۔محترمہ آجکل میڈیکل کالج میں داخلہ ٹیسٹ کی بھرپور طریقے سے تیاری کر رہی تھیں بہت کم نظر آتی تھیں۔

ہلکے سے زرد رنگ کے جوڑے میں کندھے پر جھولتے دوپٹے اور بالوں کی پونی ٹیل میں وہ سادہ سی بھی آج میسم کے دل کو اچھی لگ رہی تھی۔کمبخت نظر جو ایک پل کو کرکٹ کے میچ سے ہٹتی نہیں تھی آج میچ پر واپس نہیں جا رہی تھی۔

کیا ہوا بھئی رو کیوں رہا میرا بھائی

نظر جو کاغز سے اوپر اٹھی تھی آنکھوں میں آنسو لیے کھڑے حزیفہ پر پڑی ادینہ نے محبت سے حزیفہ کی تھوڑی سے پکڑ کر اس کے چہرے کو اوپر کیا۔

ادی دیکھیں یہ نہیں دے رہا ریموٹ میرا ڈرامہ گزرا جا رہا ہے

وہ بچپن سے ادینہ کہنے میں ناکام ہوا آج تک ادینہ کو ادی ہی کہتا تھا۔ادینہ نے آنکھیں سکیڑ کر میسم کی طرف دیکھا جو پہلے سے ہی دلچسپی سے ادینہ کو دیکھ رہا تھا۔اور پھر پریم سے حزیفہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

تم بھاگ کر جاؤ ذرا مجھے شاپ سے یہ سامان لا کر دو اؤ گے تو ریموٹ تمہیں ملے گا بڑے پر یقین لہجے میں تسلی دی حزیفہ نے بے یقینی سے ادینہ کی طرف دیکھا۔

کس خوش فہمی میں بھئی

میسم نے آبرو چڑھاتے ہوئے۔ادینہ کی بات پر تنک کر کہا۔ادینہ نے بے نیازی برتی اور پھر سے حزیفہ کو پچکارہ

تم جاؤ حزیفہ بھروسہ ہے نہ اپنی ادی پر

حزیفہ کو تسلی دیتے ہوئے وہ اس کے گال تھپک کر اب میسم کی طرف پلٹی۔بڑے آرام سے اب وہ اپنے موبائل کے کیمرہ کو میسم پر سیٹ کر رہی تھی۔

کیا کر رہی ہو یہ

میسم نے آنکھیں سکیڑیں۔لبوں کو بھینچ کر اس کے پر سکون انداز سے اٹھنے والی خطرناک عزائم کی بو کو سونگھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ویڈیو بنا رہی ہوں

بڑے انداز سے اپنی آگے ائی ہوئی پونی کے بالوں کو انگلی میں رول کیا۔لب بھی مختلف زاویے بدل رہے تھے۔

کیوں؟

میسم اپنی جگہ سے اٹھ اور صوفے کی پشت سے پھلانگ کر اب ادینہ کے سامنے تھا۔

تمھارا کل ان ٹی ایس ٹیسٹ ہے نہ اور تمھاری تیاری کا ثبوت تو دینا ہو گا نہ ماموں کو

پلکوں کو مصنوعی انداز میں بار بار جھپکتے ہوئے وہ پرسکون انداز میں کہہ رہی تھی۔

خبردار جو یہ کیا تم نے

میسم نے آگے بڑھ کر موبائل اس کے ہاتھ سے لینا چاہا جو وہ جلدی سے اپنے پیچھے کر چکی تھی۔

کروں گی ایسا ہی نہیں تو ریموٹ دو

ادینہ نے ایک ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اپنے خطرناک عزائم سے اسے آگاہ کیا۔جو قدم قدم اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

دو نہیں تو ابھی آ جانے دو ان کو ذرا

ادینہ نے دانت پیس کر پھر سے دھمکی دی۔میسم نے ناک پھلا کر ریموٹ آگے کیا۔

پکڑو

وہ پوری بتیسی کی نمائش کر گئی تھی۔موتیوں جیسے دانت گلابی لبوں کے اندر سے واضح ہوئے تھے۔

ہائے۔۔۔

اس کی ادا میسم کے دل پر میٹھی سی ضرب ثابت ہوئی تھی۔کمبخت زخم پر زخم کھا رہا تھا خطرہ تھا کچھ ہی عرصے میں چھلنی چھلنی ہو جائے گا۔وہ ریموٹ کو تھامے اس کو زبان نکال کر چڑاتی باہر جا رہی تھی اور میسم کا

ہاتھ انجانے میں ہی دل پر آ چکا تھا۔

کون ہے

اریبہ نے دروازے کے قریب سے آواز دی۔وہ اور عزرا دوپہر کو نیچے ائی ہوئی تھیں۔جب دراوزے پر گھنٹی بجنے پر وہ گیٹ پر گئی تھی۔باہر کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کوئی دروازے کے اور قریب ہوا تھا۔

جی میں فہد

گلا صاف کرنے کے بعد معدب انداز میں کہا قسمت نے آج ساتھ دیا تھا اور وہ دروازے پر تھی۔گو کے میسم کا اور فہد کا گھر آمنے سامنے تھا اور وہ میسم کا واحد جگری دوست تھا پر پھر بھی ان کے گھر بلا تکلف آنا جانا نہیں تھا۔اریبہ کے ساتھ فہد بچپن میں ایک ہی سکول میں پڑھتا تھا۔اور بچپن میں تو کھیلا بھی ساتھ کرتے تھے پر بڑے ہوتے ہی نہ صرف کھیلنا چھوٹ گیا تھا بلکہ کالجز بھی الگ الگ ہو گئے تھے۔لیکن فہد اریبہ کے لیے اپنی محسوسات نہ بدل سکا تھا۔لیکن سلسلہ صرف اسے

دیکھنے کی حد تک ہی تھا۔اور وہ بھی صرف فہد کی طرف سے یک طرفہ ہی تھا۔

جی؟

اریبہ نے بیرونی دروازے کی اوٹ سے ہی سوالیہ لہجہ اپناتے ہوئے کہا۔

یہ جی بریانی امی نے بھجوائی ہے

فہد نے تھوڑا سا آگے ہوتے ہوئے کہا۔اریبہ نے سر پر دوپٹہ درست کرتے ہوئے دروازہ کھولا۔وہ سامنے بریانی کی پلیٹ تھامے کھڑا تھا۔شکل پر وہی شرافت طاری کیے جو وہ ہمیشہ اریبہ کو دیکھ کر کرتا تھا۔

وہ میسم گھر پر ہے

اس سے پہلے کہ اریبہ دروازہ بند کرتی اگلا سوال داغ دیا۔

جی وہ گیا ہے بڑے ماموں کے ساتھ

اریبہ نے سر پر دوپٹہ درست کرتے ہوئے کہا۔اور پھر سے دروازہ بند کرنا چاہا۔

کہاں؟ میرا مطلب ہے کچھ دن سے نظر ہی نہیں آ رہا

کان کھجاتے ہوئے اگلا سوال کر ڈالا۔کالج یونیفارم کے علاوہ کبھی کبھی تو وہ دوسرے حلیے میں نظر آتی تھی۔فیروزی رنگ کے جوڑے میں نکھری نکھری سی ہمیشہ کی طرح دل میں اتر رہی تھی۔

ایڈمیشن کے سلسے میں خوار ہو رہا ہے کسی یونیورسٹی میں میرٹ لسٹ میں نام ہی نہیں آ رہا

اریبہ بے ساختہ اپنے انداز میں کہہ گئی۔

آج پھر کالج گیا ہے سمپل بی اے ہی کرے گا آثار تو یہی ہیں

اریبہ نے گہری سانس لی۔

جی۔۔۔

فہد نے بھر پور نظر ڈالتے ہوئے معدب انداز میں کہا۔اریبہ نے لب بھینچ کر سر ہلایا اور دروازہ بند کرنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا جب عزرا اوپر جانے کے غرض سے وہاں ائیں۔اور اریبہ کو دروازے پر دیکھ

کر رکیں۔

اریبہ کون ہے بھئی

تھوڑا سا آگے ہو کر پوچھا۔عزرا سے وہ شروع سے ہی گھبراتا تھا فوراً واپسی کے لیے قدم پیچھے کیے۔

فہد ہے میسم کا پوچھا رہا

اریبہ نے کہتے ہوئے گردن موڑ کر ایک نظر اس پر ڈالی جو اب بائیک سٹارٹ کر رہا تھا۔

ارے یہی تو جڑ ہے میسم کی بگاڑ کی

فہد کا نام سنتے ہی عزرا کے ماتھے پر شکن تھے۔آواز اتنی اونچی تھی کہ با آسانی فہد تک جا سکتی تھی۔اریبہ نے عزرا کو آنکھیں نکالیں اور چور سی نظر فہد پر ڈالی جو اب جلدی جلدی بائیک کو کک لگا رہا تھا۔اور بائیک تھا کہ سٹارٹ نہیں ہو رہا تھا۔

نہ خود کچھ پڑھتا ہے اور نہ ہی اسے پڑھنے دیتا ہے

عزرا کو تو فہد شروع سے ہی پسند نہیں تھا۔دانت پیستے ہوئے کہا۔ادینہ کا میڈیکل کالج میں ایڈمیشن ہو گیا تھا پر میسم کے نمبر اتنے کم تھے کہ کسی بھی کالج میں میرٹ اچھے مضمون کے لیے نہیں بن رہا تھا۔جبکہ مراد تو یہی چاہتے تھے وہ اب کسی اچھے مضمون میں بی ایس کر لے۔

خود کے تو باپ دادا کا بزنس ہے کوئی فکر ہی نہیں اسے

اریبہ نے جلدی سے دروازہ بند کیا۔

فہد کے دادا کے زمانے سے ان کا شہر میں ایک چھوٹا ہوٹل تھا۔اور اب وہ ہوٹل فہد کے والد چلاتے تھے۔

امی بس بھی کیا کریں وہ سن رہا تھا

اریبہ نے خفگی سے عزرا کی طرف دیکھا۔جو بے نیازی سے سر کو جھٹک چکی تھیں۔اریبہ پلیٹ کو پکڑے کچن کی طرف بڑھ گئی۔

تو سننے دے

عزرا ہاتھ کو ہوا میں مارتی بڑ بڑاتی ہوئی اوپر جا رہی تھیں۔

تیز بھی چلا سکتے ہو بائیک تم

ادینہ نے دانت پیستے ہوئے میسم کے کان کے قریب ہو کر کہا۔جو جان بوجھ کر آہستہ سی رفتار میں بائیک چلا رہا تھا۔

وہ بے زار سی شکل بنائے میسم کے پیچھے بیٹھی تھی۔ویسے تو اسے چھوڑنے اور لے جانے کا کام جواد احمد کا تھا لیکن آج جواد کو کسی کام کے سلسلے میں شہر سے باہر جانا پڑ گیا جس کی وجہ سے ادینہ کو کالج چھوڑنے کی زمہ داری میسم کے کندھوں پر ٹرانسفر ہو گئی تھی۔جسے وہ اپنی طرف سے تو با خوبی نبھا رہا تھا لیکن ادینہ اس سے متفق نہیں تھی اسے لگ رہا تھا وہ جان بوجھ کر بائیک آہستہ چلا رہا ہے۔

کیوں کیا گرا دوں تمہیں میں

میسم نے ہلکی سی گردن موڑ کر کہا۔جس پر وہ اور سرخ ہو چلی تھی۔منہ بنا کر کلائی پر بندھی گھڑی پر ایک نظر ڈالی۔اس کا پہلا لیکچر گزر رہا تھا۔

یقیناً تمھارا کالج لیٹ لگتا ہو گا

پھر سے ناک پھلا کر اس کے کان کے قریب ہو کر غرائی۔وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔وہ کسی پرائیویٹ کالج سے بی اے کر رہا تھا۔یونیورسٹی ایڈمیشن نہیں ہو سکا تھا۔چارو ناچار مراد احمد کو اسے بی اے ہی کروانا پڑا۔

ہاں ایسا تو ہے

لب تھوڑے سے باہر نکال کر کندھے اچکائے۔ادینہ تپ گئی۔

تو اسی لیے لیٹ کروا رہے ہو مجھے جان بوجھ کر بائیک رکو اسی وقت

غصے میں بھر کر کہا۔دل کیا اپنے بیگ کو ہی گھما کر اس کے منہ پر دے مارے۔

تمھاری وجہ سے آہستہ چلا رہا تھا

میسم نے پر سکون لہجے میں صفائی دی۔اب اسے ادینہ کے غصے پر غصہ نہیں آتا تھا۔دل کمبخت بے ایمانی کر گیا تھا۔اور قلعے کے دروازے ادینہ کی فوج کے لیے کھول چکا تھا۔اور اب بھی واقعی ہی اس کے خیال سے اپنی رفتار کو قابو کیے ہوئے تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیوں میں کوئی مریض ہوں جو تم اتنا آہستہ چلا رہے ہو

ادینہ نے چڑ کر دانت ایک دوسرے کے ساتھ کچکچائے۔ایک تو اس کے بات بہ بات دانت نکالنے سے وہ اور چڑ رہی تھی۔ادینہ کی بات پر وہ بے ساختہ قہقہ لگا گیا۔اور پھر شرارت سے تھوڑا سا چہرے کو خم دیا۔

اوہ نہیں سچ۔۔۔میں تو بھول گیا تھا تم تو ڈاکٹر ہو

مصنوعی حیرت طاری کرتے ہوئے لبوں کو باہر نکالا۔ادینہ نے غرور سے ناک پھلائی۔جل ککڑا کہیں کا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یس

بڑی ادا سے سر کو جھٹکا۔میسم کی شرارت کی رگ بھڑکانے کے لیے یہ ادا کافی تھی۔

تو ٹھیک ہے

میسم نے کندھے اچکائے اور پھر ایک دم سے بائیک آسمان سے باتیں کرنے لگی۔ادینہ کی جان ایک دم سے حلق میں ائی۔آنکھیں پھٹنے کو

تھیں۔جلدی سے میسم کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔اور خود کو گرنے سے سنبھالا۔

میسم۔۔۔۔

حلق سے گھٹی سی چیخ نما آواز نکلی بائیک کہ رفتار ہی اتنی تیز تھی۔اس کا سانس خشک ہو گیا تھا۔وہ تو کچھ سن ہی نہیں رہا تھا بس دانت نکالے بائیک کی رفتار تیز سے تیز کر رہا تھا۔

کیسا لگ رہا ہے ڈاکٹر صاحبہ

میسم نے قہقہ لگایا۔اور آواز کو اونچا کیا۔ادینہ کبھی دوپٹہ سنبھالتی کبھی خود کو سنبھالتی پاگل ہو چلی تھی۔جلدی سے میسم کی کمر کے گرد بازو حائل کیے اور سر اس کی پیٹھ سے ٹکا دیا۔

اففف!ایک اور ضرب جناب پہلی دفعہ وہ اس کے لمس سے آشنانہ ہوا تو پتہ چلا کہ انسان میں بھی ارتھ ہوا کرتا ہے میٹھا سا کرنٹ تھا جس کا ارتھ سیدھا دل پر گدگدی کر رہا تھا۔وہ پشت کے ساتھ چہرہ چپکائے کمر

کے گرد بازو حائل کیے اس کی شرٹ کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھی تھوڑی دیر پہلے والا غرور ہوا ہو گیا تھا میسم کے لب خود بہ خود مسکرا دیے۔

پلیز سپیڈ آہستہ کرو میسم

چہرہ اوپر اٹھا کر التجا کے انداز میں اس کے کان میں پھر سے کہا۔جاہل کا لفظ حزف کیا تھا کیونکہ اس وقت وہ اُس کے کے رحم و کرم پر تھی۔

اب کون کمبخت آہستہ کرے سپیڈ۔

میسم نے شرارت سے خود ساختہ سرگوشی کی جو وہ نہیں سن سکتی تھی۔اور بائیک کی رفتار اور بڑھا دی۔بال ہوا میں پھڑ پھڑا رہے تھے اور دل سینے میں۔

امی رابعہ ممانی میرے لیے یہ سب سمجھی نہیں میں

ادینہ نے جوڑا اٹھا کر حیرت سے کہا۔بہت ہی پیارا سا سبز رنگ کا جوڑا

تھا پلنگ پر چوڑیاں دو عدد اور جوڑے۔میک اپ کا سامان بکھرا ہوا تھا جو ابھی ابھی رابعہ اس کی عید کے نام پر دے کر گئی تھیں۔عید الفطر کو کچھ دن رہتے تھے۔پر وہ تو حیرت میں ڈوبی کھڑی تھی آج سے پہلے تو رابعہ کبھی اس کے لیے یوں عید نہیں لائی تھیں۔

عید ہے تمھاری

عزرا نے مسکرا کر کہا اور پھر سے پر شوق نگاہوں سے چیزیں دیکھنا شروع کی۔ادینہ جوڑا ایک طرف رکھا اور الجھ کر عزرا کی طرف دیکھا

وہ تو پتا ہے پر آج سے پہلے تو ایسے نہیں آتی تھی عید میری

عجیب ہی تھا جو اس کی سمجھ سے باہر تھا۔عزرا مسکرا دی۔

بدھو کہیں کی بڑی جو ہو گئی ہے اب عید ایسے ہی آیا کرے گی تمھاری

عزرا نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔اور وہ زیادہ الجھ کر رہ گئی۔

مطلب؟

انداز نا سمجھی والا تھا ایک نظر مسکراتی عزرا پر ڈالی اور دوسری مسینی

ہنسی ہنستی اریبہ پر۔۔

لو جی مطلب سمجھاؤ اب ان محترمہ کو جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

اریبہ نے امرود کو ہاتھ میں گھماتے ہوئے معنی خیز انداز میں کہا۔آنکھوں میں شرارت بھری تھی۔ادینہ نے ماتھے پر بل ڈالے اور رخ سارا اریبہ کی طرف موڑا۔

کیا اوّل فول بکے جا رہی ہو سیدھی سیدھی بات کرو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ نے بے زار سی شکل بنائی۔

ارے بھئی ہونے والی ساس اپنی بہو کے لیے شادی سے پہلے بہت چاؤ سے عید لاتی ہیں تو جی وہی ائی ہے اس دفعہ تمھاری ماشااللہ سے میڈیکل کالج میں ایڈمیشن جو ہو گیا ہے

اریبہ نے کھل کر وضاحت کیا کی اس کے تو چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔

دم سادھے بس بیٹھی ہی رہ گئی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

امی یہ کیا ہے سب ادینہ نے بے زار سی صورت بنا کر عزرا کی طرف دیکھا۔وہ جو بار بار جوڑے کو ہاتھ میں لے کر خوش ہو رہی تھیں۔مصروف سے انداز میں نظر سامنے بے زار سی شکل بنائی ادینہ کی طرف دیکھا۔

کیا ہے سب کیا؟۔۔تمھارے نانا ابو نے بچپن سے ہی کیا ہوا یہ رشتہ عزرا نے ڈپٹنے کے انداز میں کہا۔ماتھے پر ہلکے سے شکن ڈالے اب وہ اس کے بے زار سے انداز پر اپنی خفگی کا اظہار کر رہی تھیں۔

امی۔۔۔

ادینہ کی روہانسی آواز نکلی تھی۔اور پھر وہ تو جیسے ساکن سی ہو گئی۔ایک نظر مزے سے امرود کھاتی اریبہ پر ڈالی جو اس کے دیکھتے ہی پوری باچھیں پھیلائے مسکرا دی تھی۔مطلب میسم۔۔۔

ایک دم سے میسم پورے کا پورا اس کی نظروں کے سامنے آ گیا تھا۔دل کو عجیب سی الجھن ہوئی۔سارے بچپن سے لے کر اب تک کے جھگڑے آنکھوں کے آگے سے گزنے لگے۔

کوئی اسے پکاررہا تھا جس کی بازگشت سماعتوں سے ٹکرا رہی تھی۔لیکن وہ تو کچھ بھی نہیں سن پا رہی تھی۔

اریبہ اٹھو بیٹا تم سمیٹو یہ سب اس کو تو پتہ نہیں کونسا سانپ سونگھ گیا

عزرا نے دو تین دفعہ ادینہ کو پکارا پر وہ تو صدمے کی حالت میں بیٹھی تھی۔پھر جھٹکے سے اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی زینے کی طرف بڑھی۔

کہاں جا رہی ہو اب

عزرا پیچھے سے آوازیں دیتے رہ گئی تھیں لیکن وہ کہاں کچھ سن رہی تھی۔قدم تیز تیز میسم کے کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے اور پھر بلا تکلف وہ اس کے کمرے کا دروازہ کھولتی اس کے سامنے کھڑی تھی۔

وہ بنیان پہنے ٹاول بالوں میں چلاتا سیٹی بجاتا ایک دم سے اسے یوں

سامنے دیکھ کر چونک گیا۔بالوں میں ٹاول سمیت چلتا ہاتھ لمحہ بھر کے لیے تھم گیا۔وہ سرخ ہونق چہرہ لیے اس کے سامنے کھڑی تھی جو بہت دن سے اس کی راتوں کی نیندیں حرام کیے ہوئے تھی۔

میسم

پھولی سانس کے ساتھ اسے پکارتی اب بلکل اس کے مقابل کھڑی تھی۔آنکھوں میں آنکھیں ڈالے۔

کیا ہوا بھئی

میسم اس کے چہرے کی اڑی ہوئی ہوائیاں دیکھ کر پریشان سا ہوا۔ٹاول کو گلے میں ڈالتے ہوئے اچھنبے سے سوال کیا۔

تمہیں پتا ہے ہمارا رشتہ کیا ہوا ہے بڑوں نے

اپنی طرف سے وہ یہ خبر میسم کو بتا کر اس کے سر پر بمب پھوڑ رہی تھی۔اب نظریں گھما گھما کر اس کے چہرے پر وہی حیرت اور صدمہ تلاش کر رہی تھی جس میں وہ خود مبتلا تھی آگاہی کے بعد۔

ہاں پتہ ہے

میسم نے نارمل سے انداز میں لبوں کو تھوڑا سا باہر نکال کر کہا۔دل ہی دل میں تو وہ ادینہ کی حالت پر ہنسی دبا رہا تھا۔

مطلب تم۔۔تمہیں کوئی اعتراض نہیں

ادینہ کی آواز حیرت میں ڈوبی ہوئی تھی۔آنکھیں پھٹنے کو تھیں۔

مجبوری ہے بھئی دادا جی کے آگے کون بول سکتا

میسم نے مصنوعی سنجیدگی طاری کی۔چہرے پر بلا کہ مصومیت لا کر وہ اب ادینہ کی حالت سے محزوز ہو رہا تھا۔

کیا تو تم مجھ سے کر لو گے شادی مجھ سے

ادینہ نے پیشانی پر شکن ڈالے اپنے سینے پر ہاتھ رکھے لفظ چبا چبا کر ادا کیے۔

کڑوا گھونٹ ہے پر بھر لوں گا

میسم نے گہری سانس لے کر ایسے کہا جیسے اس جیسا مظلوم اور فرمابرادر

انسان کوئی نہیں دنیا میں۔

دیکھو تم جا کر کہو نانا ابو سے تم مجھے بلکل پسند نہیں کرتے

ادینہ نے ناک پھلا کر دانت پیستے ہوئے اس کے چہرے کو حیرت سے دیکھا۔میسم کا ردعمل اس کی سوچ کے بلکل برعکس تھا۔وہ تو سمجھی تھی وہ چیخ اٹھے گا پورے گھر میں واویلا مچا دے گا پر وہاں تو چہرے پر بھر پورسکون موجود تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ائے۔ہے۔ہے۔ہے

میسم نے ہاتھ نچا کر منہ چڑانے کے انداز میں کہا۔ادینہ نے ماتھے پر بل ڈال کر حیرت سے دیکھا۔

بڑی چالاک نہیں ہو تم وائیٹ مائیس خود جا کر کہہ دو

میسم نے کندھے اچکائے اور گیلا ٹاول اس کے سر پر رکھ دیا۔ادینہ نے جھنجلا کر ٹاول ایک طرف اچھالا۔گیلا ٹاول اب بیڈ پر ڈھیر تھا۔

دیکھو پاگل مت بنو یہ لوگ سچ میں سیریس ہیں ہم دونوں کی شادی کر

دیں گے

ادینہ نے بے چین سے انداز میں اسے باور کروایا تھا۔وہ پھر سے سیٹی بجاتا اب کرسی پر استری شدہ شرٹ کو پہن رہا تھا۔اس کی بات پر شرٹ کے بٹن لگاتے ہاتھ ایک لمحے کے لیے رُکے ساتھ ہی سیٹی بجاتے لب بھی رک گئے تھے۔

تو کر دیں

میسم کی لاپرواہی عروج پر تھی۔ہاتھ اب پھر سے شرٹ کے بٹن بند کر رہے تھے اور لب پھر سے گول شکل اختیار کیے سریلے سے انداز میں سیٹی بجا رہے تھے۔وہ سیٹی بھارت کے مشہور سنگیت

ارے رے ارے یہ کیا ہوا کی دھن بجا رہا تھا۔جو اسے آجکل اپنی کفیت کے بلکل مناسب لگتا تھا۔

ہاہ۔۔مجھ سے مجھ سے کہہ رہے شادی کرنے کا پاگل انسان جسے تم ایک پل کے لیے بھی برداشت نہیں کرتے ساری عمر کیسے کروگے مجھے

برداشت

ادینہ نے حیران سی صورت بنا کر سینے پر ہاتھ دھرے۔سامنے کھڑے شخص کی دل کی حالت سے یکسر انجان۔

بات سنو یہ تمھارا مسئلہ نہیں ہے میرا مسئلہ ہے میں ٹھہرا مرد ذات دوسری شادی کر لوں گا

میسم نے کندھے اچکا کر کہا اور تیز تیز بالوں میں کنگھی چلائی۔جبکہ لب بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ کو بمشکل روک پائے تھے۔

کیاااا۔۔۔۔؟؟؟؟

ادینہ کی آنکھیں پھٹ کر باہر آنے کو تھیں۔منہ کھل گیا تھا تو آنکھیں سکڑ گئی تھیں۔میسم اس حد تک کٹھور ہو سکتا ہے اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

ہاں ایک ایسی جو مجھے پسند ہوگی

میسم نے شرٹ کے کالر بڑے انداز سے کھڑے کیے۔سینٹ کی بارش

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کی اور ایک نظر آئینے میں نظر آتے اس کے عکس پر ڈالی۔وہی سادہ سا حلیہ اونچی پونی ڈھلا سفید چہرہ وہ کیوں اس کے دل کو یوں دھڑکانے کا سبب بننے لگی تھی۔

ضرب۔۔۔

بہت زور کی ضرب میسم دھیرے سے اس کی طرف پلٹا جو اب پھن پھلائے کھڑی تھی۔

میں خون پی جاؤں گی تمھارا

ادینہ نے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلوں کو اس کے گلے کے قریب لا کر خونخوار لہجے میں کہا۔اور پاؤں کو بے بسی سے پٹخا۔جبکہ وہ تو اس انداز پر بے ساختہ قہقہ لگا گیا تھا۔

ارے ارے شادی کرنا نہیں چاہتی بیوی ابھی سے بن رہی ہو

میسم نے دونوں ہاتھوں کو گرفت میں لے کر معنی خیز انداز میں دیکھا۔پر وہ ابھی کہاں ان نظروں میں چھپی نئ نویلی محبت کو پرکھنے کی حالت میں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی۔

شٹ اپ کوئی بیوی ویوی نہیں بنوں گی کبھی میں تمھاری جاؤ اور جا کر بتاؤ سب کو کہ ہم دونوں کبھی خوش نہیں رہ سکیں گے

ادنیہ نے جھنجلا کر اپنے ہاتھ جھٹکے اور فوراً سینے پر ہاتھ ایسے باندھے مبادا وہ پھر سے ہاتھ تھام لے گا۔

او۔۔۔ہیلو۔۔۔میرے کندھے پر بندوق رکھ کر کیوں چلانا چاہتی ہو محترمہ خود جا کر کہو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا شادی کسی سے بھی ہو مائی فرسٹ اینڈ لاسٹ لو از کرکٹ یونو؟

میسم نے بائیں آنکھ کا کونا دبا کر کہا۔جس پر وہ جل کر ہی تو رہ گئی۔کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

راستہ ناپو

اس کو ہاتھ کے اشارے سے کہتا ہوا وہ پاس سے گزر کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔ادینہ کا منہ اس کے ایسے مغرور پن پر کھلے کا کھلا رہ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھیک ہے

روہانسی آواز میں منہ پر ہاتھ پھیرتی وہ باہر کی طرف بڑھی تھی۔

یار مطلب کچھ تو ہو۔۔کچھ تو

ادینہ نے روہانسے لہجے میں کہتے ہوئے کتاب پر ہاتھ دھرے۔وہ کالج کے لان میں ماہ رخ کے سامنے بیٹھے اپنے اوپر آشکار ہوئی کل کی بھیانک حقیقت سے اسے آشنا کر رہی تھی۔ماہ رخ کو بھی ویسا ہی جھٹکا لگا تھا جیسا اسے لگا تھا۔ماہ رخ اس کی سکول کے زمانے سے دوست تھی جو اس کے اور میسم کے ہر قصے ہر جنگ سے واقف تھی۔

نہ عقل نہ شکل نہ تعلیم

ادینہ نے لب کچلے اور کتاب کو زور سے بیگ پر پٹخا۔کل سے سارا سکون غارت ہوا پڑا تھا۔رات بھی کروٹ بدلتے گزر گئی تھی۔

ادینہ آنٹی سے بات کرو نہ ایسے پریشان ہونے سے کیا فائیدہ

ماہ رخ نے اس کے کتاب پر دھرے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے مشورہ دیا۔جسے سن کر ادینہ نے اور بیزار شکل بنائی۔

ان سے اس لیے نہیں کی جانتی ہوں وہ کیا کہیں گی

ادینہ نے گہری سانس لی۔

تمھارے ماموں کے بہت احسان ہیں مت بھولو تمہیں ڈاکٹر بنا رہے یہ ہے وہ ہے

ادینہ نے عزرا کے تمام الفاظ دھرا دیے جو وہ بنا پوچھے ہی جانتی تھی۔

اور نانا ابو افف ان کے آگے بولے کون

ادینہ نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

تو اب کیا کرو گی یار

ماہ رخ بھی اس کے ساتھ اب پریشان ہو رہی تھی۔

یہ تو پتہ ہے مجھے شادی تو چپ چاپ میں اس سے ہرگز نہیں کروں گی۔تم دیکھنا اتنا تنگ کروں گی اسے خود چھوڑے گا مجھے

ادینہ نے لب بھینچ کر پر سوچ انداز میں سر کو گھمایا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

میسم یہ

فہد نے موبائل فون میسم کے سامنے کرتے ہوئے حیرت سے سوال کیا۔آنکھیں حیرت زدہ تھیں تو منہ وا تھا۔وہ کرکٹ کھیلنے کے لیے گراؤنڈ میں بیٹھے تھے جب فہد نے کال کرنے کی غرض سے میسم کا موبائل لیا گو کہ وہ پہلے بھی اکثر اس کے موبائل کی چھان بین کرتا رہتا تھا اس لیے آج بھی بلا تکلف اس کے موبائل فون کی تصاویر گیلری کو اس کی بنا اجازت کھول چکا تھا۔

گیلری کھلتے ہی جس صنف نازک کی تصاویر کھل کر سامنے ائی تھیں اس پر فہد کی آنکھوں کا حیرت سے پھٹ جانا اور منہ کا یوں کھل جانا اچھنبے کی بات نہیں تھی۔ادینہ کی تصاویر سے موبائل کی گیلری بھری پڑی تھی۔میسم کی نظر فون پر پڑتے ہی وہ اچھل کر سیدھا ہوا۔چہرہ فق ہوا۔

یہ تو وہ ساری تصاویر تھیں جو آجکل اس کے بے سکون قلب کی راحت کا سماں تھی۔نک چڑھی حسینہ کو جب سے رشتے کا علم ہوا تھا۔کان کترانے لگی تھی محترمہ وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اوپر جاتا بھی تو وہ دھماکے کی آواز سے دروازے کے پٹ کو مارتی کمرے میں قید ہو جاتی اور وہ دل مسوس کر رہ جاتا۔

اوئے تو نے کیوں کھولی میرے موبائل کی گیلری بنا اجازت

جھپٹ کر خجل سا ہوتے ہوئے اس نے فہد سے موبائل چھینا۔جبکہ فہد کا ہاتھ ابھی بھی ہوا میں اسی طرز سے معلق تھا جیسے تھوڑی دیر پہلے وہ فون اس کی طرف بڑھائے ہوئے تھا۔

میسم نے اس کو یوں حیرت زدہ ساکن سا بیٹھا دیکھا تو پوری قوت سے اسکے کندھے پر مکا جڑ دیا۔فہد چونک کر اپنی اس حالت سے واپس آیا۔

مار کیوں رہا ہے پہلے بھی تو کھول لیتا تھا پر یہ چل کیا رہا ہے ہاں کچھ پتہ تو چلے

فہد نے کندھے کو سہلاتے ہوئے بھنویں اوپر نیچے نچائیں۔میسم نظریں چرا گیا۔

کیا مطلب کیا چل رہا ہے

میسم نے کان کھجاتے ہوئے ارد گرد ایسے دیکھا جیسے اس کا سوال جواب نہیں رکھتا۔فہد نے دال میں کچھ کالے والے انداز میں دانتوں کو پیسا اور تھوڑا سا اور قریب ہوا۔

تو اور ادینہ ؟۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فہد نے انگلی دائیں بائیں ہوا میں چلاتے ہوئے فقرے کو ادھورا چھوڑا۔اور پھر سے کھوجتی نظروں سے میسم کے چہرے کا جائزہ لیا جو مسلسل فہد سے نظریں چرا رہا تھا۔

کہیں وہی تو نہیں جو میں سمجھ رہا ہوں

فہد نے لب بھینچ کر آنکھیں سکیڑی تھیں۔اور اب کی بار منہ پھر سے حیرت سے کھل گیا۔

کیا وہی؟

میسم نے ماتھے پر بل ڈال کر مصنوعی لا پرواہی اپنائی۔لیکن فہد ہنوز اسی انداز میں گھور رہا تھا۔جس میں بے یقینی تھی اور حقیقت جان لینے کی تڑپ تھی۔

خبیث جان نہیں چھوڑے گا ایسے

میسم نے دانت پیس کر خود ساختہ سرگوشی کی پھر کچھ سوچ کر گہری سانس لی۔کیونکہ پتا تھا کہ یہ بنا جانے جان بخشی نہیں کرے گا۔لیکن ادینہ کے لیے اپنے جزبات اس پر کھول دینا اپنی شامت لانے کے مترادف تھا۔اٹھتے بیٹھتے چھیڑ چھیڑ کر جینا محال کر دے گا جانتا تھا وہ۔

ارے غلط مت سوچ دادا ابو نے بچپن سے رشتہ کیا ہوا ہمارا

میسم نے فہد کے کندھے کو پکڑ کر پر سکون لہجے میں کہا۔جس پر وہ ایک دم سے جھٹکا کھا گیا۔

ہیں۔۔۔؟

منہ پھر کھل گیا جسے اب کی بار میسم نے تھوڑی کے نیچے ھاتھ دھر کر بند کیا۔

آہو

میسم نے کندھے اچکا کر چہرے پر ادینہ کے لیے دل کے جزبات کے آثار کو آنے سے بمشکل روکا۔

اور تو خوشی خوشی مان بھی گیا اس رشتے کے لیے اور اس کی پکس سیو کرنی شروع کر دیں واہ واہ

فہد نے طزیہ انداز میں اس کی بات پر یقین نہ کرتے ہوئے ہاتھ کو ہوا میں نچایا۔

تو کیوں نہیں مانتا مشرقی لڑکا جو ٹھہرا

میسم نے گڑ بڑا کر بات سنبھالی۔جس پر فہد کے ماتھے کے شکن اور بڑھ گئے۔

ہاں ہاں پتا ہے تو کتنا مشرقی ہے

فہد نے میسم کے چہرے کو تھوڑی سے پکڑ کر اپنی طرف گھمایا۔یہ نظریں کیوں نہیں ملا رہا فہد نے کمینگی سے ایک آبرو چڑھا کر سوچا۔میسم نے پوری بتیسی نکالی لیکن اس کا بھی فہد پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

شرافت سے اندر کی بات بتا

ایک جھٹکے سے میسم کے چہرے کو دائیں طرف گھمایا۔اور پھر میسم جو بچپن سے لے کر آج تک اس سے کوئی بات نہیں چھپا سکا تھا ادینہ کے لیے دل میں اٹڈنے والے محبت کے سیلاب کو بھی فہد سے نہ چھپا سکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عزرا اور اریبہ کی مدھم سی آوازوں اور ہلکے ہلکے قہقوں سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔یونیورسٹی سے آکر اتنا تھک جاتی تھی کہ آتے ہی بستر پر سونے کی غرض سے ڈھیر ہوجاتی تھی اب بھی شام کے چار بجے آنکھ کھلی تھی آج جب وہ یونیورسٹی سے ائی تو عزرا اور اریبہ دونوں گھر میں نظر نہیں ائی تھیں۔اب ان کے قہقوں پر آنکھ کھلی۔

بالوں کا بے ترتیب سا جوڑا بناتی وہ برآمدہ نما لاونج میں ائی تو عزرا اور اریبہ تخت پر بیٹھی تھیں۔غالباً وہ بازار سے ائی تھیں۔سامنے کا منظر دیکھتے ہی اسے اندازہ ہو گیا تھا۔

یہ کیا ہے سب اب

ادینہ نے بھنویں اچکا کر چھوٹی سی ناک پھلائی اور ناگواری سے پلنگ نما تخت پر بکھری چیزوں کی طرف دیکھا۔تخت پر مختلف مردانہ چیزیں بکھری ہوئی تھیں۔کڑھائی کیا ہوا مردانہ کرتا۔مردانہ پرفیوم وائلٹ جنہیں عزرا بیگم بڑے پرشوق انداز میں اٹھا کر پاس بیٹھی اریبہ کو دکھا رہی تھیں۔

کیوں بھئی اب میسم کو بھی تو عید جائے گا نہ ہماری طرف سے

عزرا نے خفگی سے اس کی ناگواری کو دیکھتے ہوئے کہا۔اور اپنی بات کی تائید کے لیے ایک نظر اریبہ کی طرف ڈالی جو فوراً اثبات میں سر مارنے لگی تھی۔

چلو جی

ادینہ نے گہری سانس لے کر کمر پر ہاتھ دھرے۔معاملا کچھ زیادہ ہی سنجیدگی اختیار کرتا جا رہا تھا۔اور اس کے لیے ہر گزرتا دن سوہان روح بنتا جا رہا تھا۔

یہ دیکھو کتنا پیارا ہے یہ رنگ اچھا لگے گا نہ میسم پر

عزرا نے ہلکے نیلے رنگ کے کرتے کے ڈبے کو اٹھا کر ادینہ کے آگے کیا جس پر ایک اچٹتی سی نظر ڈال کر وہ نظریں پھیر چکی تھی۔خاک اچھا لگے گا اس کالے کوے پر جل کر دل میں سوچتی وہ کمر سے ہاتھ اٹھا کر سینے پر باندھ چکی تھی۔

عزرا نے نظر اٹھاکر اس کے جواب کا انتظار کیا پر اُسے گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ کر پھر سے ڈبے کو ایک طرف رکھ دیا۔

بچپنا نہیں جائے گا اس لڑکی کا۔وہ ادینہ کے اس کھوئے کھوئے انداز کو اس کی ازلی بیوقوفی سمجھ کر سر جھٹک چکی تھیں۔جبکہ وہ لفظوں کو ترتیب

دے رہی تھی کہ کس طرح وہ عزرا بیگم کو سمجھائے کو وہ میسم کو ہر گز اس رشتے میں قبول نہیں کر سکتی ہے۔پر عزرا کے چہرے پر چھائی پر سکون خوشی اس سے ڈھکی چھپی نہیں تھی۔اسے آج بھی یاد تھا جب اس کے چچا اور دادی نے مل کر اس کی ماں کو گھر سے نکال دیا تھا اور وہ دو بیٹیوں کے ہمراہ باپ اور بھائیوں کی دہلیز پر آ گئی تھیں تب سب سے پہلے آگے بڑھ کر فرط محبت سے ان کو بغل میں دبانے والے مراد احمد ہی تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

امی

ادینہ کی کھوئی کھوئی سی آواز ابھری۔اور عزرا کے چیزیں سمیٹتے ہاتھ لمحہ بھر کے لیے تھم گئے۔سر اٹھا کر ادینہ کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔لیکن وہ پھر سے چپ کھڑی تھی۔

ہمم بولو

عزرا نے کچھ دیر اس کے بولنے کا انتظار کیا۔اور پھر ہاتھ چیزوں کو شاپنگ بیگ میں ڈال رہے تھے۔

کچھ نہیں

ادینہ نے کچھ بھی کہنے کا اردہ ترک کر دیا۔اور خاموشی سے وہاں سے چل دی۔قدم اور دل دنوں ہی بوجھل تھے۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

اریبہ چائے کا ایک کپ بنا دو

میسم نے اریبہ کے سر پر چپت لگائی اور صوفے پر ڈھنے کے سے انداز میں بیٹھا۔افطار کے بعد تقریباً روز ہی ادینہ کی ایک جھلک سے دل کو سیر کرنے وہ اوپر آجاتا تھا۔اور آج تو اسے سامنے پا کر دل کھل سا گیا۔دونوں صوفے پر بیٹھی تھیں اریبہ کا دھیان ٹی وی پر تھا جبکہ وہ قلم منہ میں دبائے اپنی موٹی سی کتاب پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔

ادینہ نے نخوت سے میسم کی طرف دیکھا۔جو اچھل کر اس کے برابر میں بیٹھ چکا تھا۔

بیٹھنے تک کی تمیز نہیں جاہل کو ادینہ نے دانت پیس کر دل میں سوچا۔اور تیزی سے اپنی کتابوں کو سمیٹنا شروع کیا۔آجکل اس کی نظروں

میں آنے میں بھی الجھن ہوتی تھی اسے۔

میں؟؟

اریبہ نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کوفت بھرے انداز میں میسم کی طرف دیکھا جو اس کے بلکل ٹی وی سریل کے وقت آن دھمکا تھا اور پھر ایک دم سے اس کی آنکھیں شرارت سے چمکیں۔لبوں پر شریر سی مسکراہٹ لا کر ادینہ کی طرف دیکھا

اسے کہیں نہ اپنی ہونے والی۔۔۔

اریبہ نے شرارت سے مسکراتے ہوئے ذو معنی جملہ اچھالہ۔جس پر بے ساختہ میسم نے ادینہ کی طرف دیکھا۔اریبہ کے اس جملے پر ادینہ کے کتابیں سمیٹتے ہاتھ لمحہ بھر کے لیے رکے جبکہ میسم اس کی اس حالت سے محزوز ہوتا ہوا مسکراہٹ دبا گیا۔ادینہ اب کھا جانے کے انداز سے اریبہ کو دیکھ رہی تھی جو بے ساختہ زبان دانتوں میں دبا چکی تھی۔

اس کے ہاتھ کی چائے پینے سے اچھا میں نہ ہی پیوں

میسم نے شرارت سے اریبہ کی طرف مسکراہٹ دباتے ہوئے دیکھا۔اور پھر نظر بھر کر ادینہ کو دیکھا جو سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ ضبط کی آخری سیڑھی پر تھی۔اور پھر وہ پھٹی۔۔۔

اور تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں بنا دوں گی تمھارے لیے چائے مائی فٹ

ادینہ نے دانت پیستے ہوئے کھا جانے والی نظر میسم پر ڈالی۔

فٹ سے کون چائے بناتا پگلی

میسم کا جاندار قہقہ جلتی پر تیل کا کام کر گیا۔ادینہ نے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور بولتی اریبہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھی۔

ارے ارے تم دونوں اب اس بات پر مہا بھارت نہ شروع کر دینا جا رہی ہوں میں بنانے ادینہ تم یہ بتا دو تم پیو گی کیا چائے

اریبہ نے ہاتھ کے اشارے سے دونوں کو رام کرتے ہوئے کہا۔اور سلیپر پاؤں میں اڑائے۔

نہیں رنگ کالا ہوتا ہے چائے سے

ادینہ نے زہریلی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے اریبہ کی طرف دیکھ کر فقرہ اچھالہ جبکہ اشارہ میسم کی طرف تھا۔جو بے ساختہ مسکرا دیا۔اب تو اس ظالم کی ہر ادا دل کو بھاتی تھی۔یہ نخوت بھری آنکھیں۔یہ بے زاری سے گول ہوتے لب۔یہ حقارت سے پھولی ناک اور زہر اگلتی زبان کچھ بھی تو برا نہیں لگتا تھا اب اس کمبخت دل کو جناب وہ کیا کہتے ہیں پنجابی میں گوڈے گوڈے ڈوب چکا تھا دل اس کی محبت میں۔

اس سے پہلے کہ ادینہ اٹھتی میسم نے تھوڑا سا آگے جھک کر راستہ روک دیا سر بمشکل ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

اجی کالے ہیں تو کیا ہوا دل والے ہیں

میسم نے ہاتھ کو سینے پر دھر کر تھوڑا سا سر کو جنبش دی۔اریبہ ہنستے ہو کچن کی طرف بڑھ گئی جس کے جاتے ہی ادینہ دانت پیستی ہوئی میسم کی طرف پلٹی۔اور دونوں ہاتھوں سے اسکا خود پر جھکا وجود پیچھے کو دھکیلا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم دیکھو میری بات سنو ہم دونوں کا کوئی جوڑ ہی نہیں کسی طرح بھی

لفظوں پر زور دیتی وہ پھر سے میسم کو انکار کے لیے قائل کرنے پر آ

گئی تھی۔تھوڑی دیر پہلے والی ناگواری کو ایک طرف رکھتے ہوئے اب

التجائی انداز اپنائے ہوئی تھی۔

مطلب؟

میسم نے اس کے چہرے پر بھرپور نظر ڈالی۔سفید شفاف چہرہ ملائیم سی

چمکتی جلد اور پٹر پٹر بولتی زبان۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مطلب تم۔۔تم۔۔۔بس میرا ذہن تمہیں قبول نہیں کر رہا ہے

ادینہ نے جھنجلا کر ہاتھ ہوا میں اٹھائے اور پھر گرائے۔میسم کے دیکھنے کا

انداز عجیب سا لگا۔

اور دل؟

بھاری سی خماری میں ڈوبی آواز تھی۔ادینہ نے چونک کر اس کی طرف

دیکھا اور ایک انجان سا خوف ریڑھ کی ہڈی میں سرائیت کر گیا۔کیا ہو

گیا اس کو؟ اس کی نظریں عجب ہی رنگ ڈھنگ لیے ہوئے ہیں۔ادینہ نے ایک آبروئے چڑھائے سوچا۔پھر فوراً سر جھٹکا جو خطرے کا سائیرن بجا رہا تھا۔

جب ذہن نہیں کر رہا تو دل کیا خاک کرے گا

تھوڑا سا پیچھے ہوتے ہوئے مدھم سی آواز میں کہا۔جبکہ ہاتھ بے ساختہ گلے میں لیا دوپٹہ درست کر رہے تھے۔آج سے پہلے میسم کی نظروں میں ایسا نہیں تھا جو آج تھا۔دماغ بار بار اسے غلط اندازہ تسلیم کر کے جھٹک رہا تھا۔

دیکھو چاہتے ہم دونوں ہی نہیں ایک دوسرے سے شادی کرنا پر پلیز میں بہت مجبور ہوں تم انکار کر دو

ادینہ نے نظریں چراتے ہوئے کہا انداز ابھی بھی التجا بھرا ہی تھا۔پر میسم کا انداز الجھن کا شکار کر رہا تھا۔

میں بھی مجبور ہوں

بے خود سے لہجے میں بے ساختہ وہ اپنے دل کی مجبوری زبان پر لے آیا۔ادینہ نے تپ کر دیکھا لیکن اگلے ہی لمحے پھر سے منت بھرے انداز میں کہا۔

تم ایسا کرو تم جواد ماموں سے بات کرو پلیز

کچھ سوچ کر وہ اسے مفید مشورے سے نواز رہی تھی۔

میں کسی سے بات نہیں کر رہا

میسم ایک دم سے سیدھا ہوا اور رعب سے کہتے ہوئے ریموٹ سے ٹی وی آن کیا۔تھوڑی دیر پہلے والی محبت ایک دم پھر سے میسم کے کٹھور پن میں تبدیل ہوئی تھی جس پر جہاں ایک طرف ادینہ کے ڈرتے دل نے شکر ادا کیا وہاں دوسری طرف ناک ایک دم سے پھولا۔اور چہرہ سرخ ہو گیا۔

مجھے پتہ تھا پتہ تھا تم انتہائی خود غرض انسان ہو

روہانسی آواز میں غصہ ضبط کرتی وہ انگلی کو اکڑائے اٹھی میسم لبوں پر

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انگلیاں ٹکائے مسکراہٹ دبا رہا تھا۔مائی ڈیر چوہیا یہ خود غرض انسان تو اب ساری عمر تمہیں برداشت کرنا ہے۔وہ دل ہی دل میں سوچ کر سرشار ہو گیا۔

شکل ہے نہ عقل نہ تعلیم

زور زور سے کتاب پر کتاب مارتی وہ اونچی آواز میں اسے سنا رہی تھی۔اور اس جملے پر واقعی میسم کے لبوں پر موجود مسکراہٹ غائیب ہوئی۔جسے بنا نوٹس کیے وہ بولے جارہی تھی۔

بھاڑ میں جاؤ میری طرف سے میں خود کچھ کر لوں گی

وہ پیر پٹختی کمرے کی طرف جا رہی تھی اس بات سے بلکل انجان کے جن قدموں کو وہ ابھی زمین پر پٹختی ہوئی گئی ہے دراصل یہ قدم میسم کے دل پر پڑے ہیں۔

گھر کا دروازہ کھلتے ہی سفید رنگ کے قمیض شلوار میں نفیس سا ادھیڑ عمر شخص گھر میں داخل ہوا جن کے پیچھے پیچھے مراد احمد جواد احمد اور ایک

طرف میسم چلتے ہوئے گھر میں داخل ہو رہے تھے۔

جی تو آج ہو جائے گھر کے سب سے بڑے سربراہ کا تعارف احمد میاں۔تو یہ سب سے آگے جو بارعب شخصیت آ رہی ہے سفیدی کی زیادہ جھلک لیے گرے سے بال ہلکی سی بھری داڑھی جھری دار پر پور نور چہرہ آنکھوں پر ٹکا چشمہ

یہ ہیں میسم کے دادا حضور اور ادینہ کے نانا ابو ان کی شخصیت ہی بارعب نہیں ان کا گھر بھر میں بہت رعب اور دبدبا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عید مبارک نانا جی

ادینہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھی میرون رنگ کے چوڑی دار بازو والے پیروں تک آتے گھیرے دار فراک کو زیب تن کیے وہ میسم کی دل پر بجلی گراتی آگے بڑھ رہی تھی خلاف معمول ہلکا سا میک اپ چہرے کو اور جاذب نظر بنا رہا تھا اور وہ ادینہ کے حسن کی تاب نہ لاتے ہوئے وہیں کھڑا کہ کھڑا رہ گیا۔ادینہ احمد میاں سے بغل گیر ہوئی جو اسے دیکھتے ہی باہیں پھیلا چکے تھے۔

ارے جیتی رہو میری بچی ما شااللہ ماشا اللہ

ادینہ کے سر کو تھپکتے ہوئے وہ محبت سے سرشار لہجے میں بولے۔ادینہ ویسے بھی آجکل ان کی خاص محبت کے زیر اثر تھی آخر کو دوسری پیڑھی میں وہی تو تھی جو ڈاکٹری پڑھ کر ان کا خواب پورا کر رہی تھی۔اور سونے پر سہاگا میسم کی دلہن بن کر اسی گھر میں رہنا تھا۔یہ بات احمد میاں کو پر سکون کیے ہوئے تھی

عید مبارک ماموں

ادینہ اب مراد کی طرف بڑھی اور پاس کھڑی اریبہ احمد میاں کے گلے لگ گئی۔مراد سے بغل گیر ہونے کے بعد وہ تھوڑا پیچھے ہوئی۔تو کانوں سے سرگوشی ٹکرائی۔

عید مبارک

میسم کان کے قریب ہو کر دھیمے سے محبت بھرے لہجے میں کہتا ہوا آگے ہوا۔لمحہ بھر کے لیے کچھ دن پہلے والا خوف پھر سے امڈ آیا۔ادینہ

نے چونک کر میسم کی طرف دیکھا جو اب کان کھجاتا ایک طرف چل دیا۔

عیدی نانا ابو

ادینہ نے کندھے اچکائے اور مسکراتی ہوئی احمد میاں کی طرف پلٹی۔جو بڑی خوش دلی سے اب سب کو عید دے رہے تھے۔عزرا اور رابعہ کچن میں مصروف تھیں اور باہر اب عید لینے کا شور برپا تھا سب سے عید لے کر بڑے ایک طرف بیٹھ چکے تھے اور وہ سب لاونج میں موجود ٹی وی کے آگے براجمان ہو چکے تھے۔

عیدی

اچانک پانچ سو کے نوٹ کو ہاتھ میں تھامے میسم اس کے کندھے کے قریب جھکا۔ادینہ نے چونک کر دیکھا وہ پانچ سو کا نوٹ آگے کیے مسکرا رہا تھا۔خلاف معمول آج نکھرا نکھرا سا لگ رہا تھا اور وہی ہلکے نیلے رنگ کا کرتا زیب تن کیا تھا جو عزرا ادینہ کو اس دن دکھا رہی تھیں۔سیاہ بال بکھر کر تھوڑا سا ماتھا ڈھکے ہوئے تھے۔

پہلے کبھی لی تم سے میں نے

ادینہ نے نخوت سے ناک چڑھائی اور بڑی شان سے چہرہ دوسری طرف گھمایا۔آیا بڑا مجھے عیدی دینے والا یہ چکر کیا ہے کیوں حق جتا رہا اتنا ادینہ کا ماتھا ٹھنکا۔

غور سے دیکھو تمہیں دے کون رہا ہے

میسم نے اس کے کان کے قریب ہو کر سرگوشی کی جس پر اس نے گردن موڑ کر دیکھا تو وہ ہاتھ اس کے برابر بیٹھی اریبہ کی طرف کیے ہوئے تھا جو پوری بتیسی کی نمائش کرتی ہوئی اب پیسے پکڑ رہی تھی۔ادینہ کا ناک ایک دم سے پھولا اور آنکھیں سکڑ گئی تھیں۔

بدتمیز

ادینہ نے جھٹکے سے چہرے کا رخ پھر سے ٹی وی کی طرف موڑ دیا۔

ازل سے

میسم نے ہنستے ہوئے کہا اور گھوم کے آگے آیا۔

میری عید

ابھی وہ ادینہ کے ساتھ موجود صوفے پر بیٹھا ہی تھا جب خفگی سے منہ پھلائے حزیفہ اس کے آگے ہاتھ کیے آ کر کھڑا ہوا۔میسم نے مخصوص انداز میں ایک آنکھ کے آبرو چڑھائے

اوئے فٹ بال ہٹ یہاں سے

میسم نے ہاتھ سے اس کو ایک طرف کرنے کی ناکام کوشش کی جو ٹس سے مس نہ ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں بھی تو چھوٹا ہوں تم سے

حزیفہ نے بڑے لاڈ سے کہا۔جس پر میسم نے منہ کھول کر ایسے حیرانی ظاہر کی جیسے اس نے کوئی انوکھی ہی بات کر دی ہو۔

سائیز چیک کر اپنا پہلے چھوٹا ہوں

میسم نے ہاتھ کا اشارہ حزیفہ کی طرف کرتے ہوئے اوپر سے نیچے کی طرف کیا اور اوپری لب کو طنزیہ گول کیا۔جس پر حزیفہ اپنے مخصوص

انداز میں مٹھی بھینچ کر گہرے گہرے سانس لینے لگا۔

اریبہ میرے کام کرتی ہے وہ واحد میری عیدی کی حقدار ہے میسم نے شہنشاہی انداز میں ہاتھ ہوا میں کھڑا کرتے ہوئے کہا۔اور کن اکھیوں سے ادینہ کی طرف دیکھا جو پہلے سے ہی اس کی نقل اتارنے میں مصروف تھی۔

بائی دے وے شوخے تو ایسے ہو رہے ہو جیسے اپنی کمائی سے عید دے رہے ہو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ نے منہ چڑاتے ہوئے کہا۔اور بالوں کو ہاتھ سے جھٹکا۔

اوئے وائیٹ مائیس دل ہونا چاہیے تمہیں کیا جہاں سے بھی دوں

میسم جو صوفے کی پشت سے سر ٹکائے بیٹھا تھا ایک دم سے سیدھا ہوا۔

تم ویسے تو اس بھینسے کو اپنے کاموں کے لیے آگے لگائے رکھتی ہو اب عید بھی دو نہ

میسم نے آبرو چڑھا کر طنز کیا۔ادینہ نے گھور کر پہلے میسم کی طرف اور

پھر پاس کھڑے حزیفہ کی طرف دیکھا جو اب اور تیز تیز سانس لینے لگا تھا۔

خبردار بھینسا کسے بولا

حزیفہ تنک کر آگے ہوا اس کی سانسیں مزید تیز ہو چکی تھیں۔پر اس کے اس انداز کا سامنے بیٹھے میسم پر رتی بھر اثر نہ ہوا۔

تجھے فٹ بال

میسم نے مسکرا کر پر سکون لہجے میں کہا اور ایک ہاتھ سے پھر سے اسے اپنے سامنے سے ہٹایا۔

حزیفہ اس جاہل کے منہ مت لگو یہ لو اپنی عید

ادینہ نے بڑی شان سے گردن اکڑائے ہزار کا نوٹ حزیفہ کی طرف بڑھایا۔

ہائے ارے واہ

میسم نے داد دینے کے انداز میں لبوں کو باہر کی طرف نکالا۔اور سینے پر

ہاتھ رکھا۔

جلو تم اب

ادینہ نے گردن کو دائیں بائیں جنبش دی اور چھوٹی سی ناک اوپر چڑھائی جس پر جلنے کے بجائے وہ قہقہ لگا رہا تھا۔

میری عید

اریبہ نے بھی چہکتے ہوئے ادینہ کے آگے ہتھیلی پھیلائی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ لو تم بھی

ادینہ نے میسم کی طرف دیکھتے ہوئے مغرور انداز میں اس کے ہاتھ پر بھی ہزار کا نوٹ دھر دیا اور اب کی بار میسم کا منہ کھلا تھا۔

اوہ واہ واہ لاؤ پھر میری عیدی بھی

وہ ایک دم سے اٹھ کر سامنے آ گیا۔اور ہتھیلی ادینہ کے آگے کی۔ آنکھوں میں بلا کی شرارت لیے وہ گہری نظریں اس کے دلکش سراپے پر گاڑے کھڑا تھا۔ادینہ کی چھٹی حس آلارم دے رہی تھی کچھ تو عجیب

تھا میسم کے انداز میں۔

منہ دھو رکھو ہٹو میرے سامنے سے

اسے ایک طرف دھکیلتی وہ ناگواری سے اٹھی۔اور تیز تیز قدم اٹھاتی لاونج سے نکلی جب کے پشت پر میسم کی نظروں کی گرمی محسوس ہو رہی تھی۔

☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬

آہم۔۔۔آہم۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فہد نے منہ کے آگے ہاتھ دھر کر گلا صاف کرنے کی آواز نکالی وہ میسم کے کمرے کے دروازے کے درمیان میں ذومعنی مسکراہٹ لبوں پر سجائے کھڑا تھا۔میسم پڑھنے میں اتنا مگن تھا کہ فہد کی آمد کا احساس ہی نہیں ہوا۔اب اس کی آواز پر سر اٹھا کر دیکھا۔

تو

فہد کو دیکھتے ہی جلدی سے کتاب بند کی۔اس دن ادینہ کی شکل عقل

اور تعلیم والی بات ایسی دل پر لگی کہ دل نے یہ تہیہ کر لیا کہ اب تو بی اے اچھے نمبروں میں ہی پاس کرنا ہے۔تین دن سے وہ مسلسل پڑھنے میں مصروف تھا۔حتیٰ کہ باہر جانے کا بھی ہوش نہ رہا۔

جی میں ہوں آپ کا دوست فہد خیریت تین دن ہو گئے آیا نہیں کھیلنے

فہد معنی خیز انداز میں کہتا ہوا اب میسم کے سامنے بیڈ پر بیٹھ چکا تھا۔اور حیرت سے بیڈ پر بکھری کتابوں کو دیکھ رہا تھا۔

وہ کالج میں ٹیسٹ ہو رہے ہیں تو سوچا

میسم نے کان کھجایا۔اور چور سی نظر فہد پر ڈالی جسے غش پڑنے والا ہی تھا۔

کیا ہے

فہد نے عجیب سے انداز میں دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر میسم کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔

طبیعت ٹھیک ہے نہ تیری

فہد کی حیرت ہنوز قائم تھی۔اور اسے اب میسم کی ذہنی حالت پر شک گزر رہا تھا۔

ہاں ٹھیک ہے

میسم نے اس کے ہاتھ کو اپنے ماتھے پر سے ہٹایا۔اور گہری سانس لی۔کچھ دن سے ادینہ کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھنے کی طلب ہونے لگی تھی۔بس اسی طلب نے اس کے قابل بننے کی پیاس جگا دی تھی۔

ہوا کیا ہے

فہد وجہ جانے بنا جان چھوڑنے والوں میں سے تھا ہی نہیں۔میسم نے مسکرا کر سر جھٹکا پر جواب نہیں دیا۔فہد نے آنکھیں سکوڑ کر دیکھا۔

ادینہ؟ رائیٹ

فہد ایک دم سے سیدھا ہوا اور سوالیہ انداز میں میسم کی طرف دیکھا۔میسم نے ماتھے پر بل ڈالے۔

تو جا یار کل سے اؤں گا

میسم نے خجل سا ہو کر پھر سے کتاب کھولی۔فہد نے لب بھینچے

اچھا جاتا ہوں

فہد نے اٹھتے ہوئے گھور کر دیکھا اور پھر کمر پر ہاتھ رکھ کر افسوس سے میسم کی طرف دیکھا۔میسم نے سوالیہ انداز میں نظر اٹھائی

تو گیا کام سے یار

فہد نے ہاتھ کو ہوا میں مارا۔میسم نے کتاب اٹھا کر اس کی طرف پھینکی جس کا نشانہ سیدھا فہد کے منہ کی طرف تھا جسے اس نے بازو آگے کر کے بروقت روکا۔اور کتاب کو کیچ کیا اور پھر واپس میسم کی طرف اچھالا جس نے بڑی مہارت سے اسے کیچ کیا۔

کمینے یاد رکھیو یہ لڑکیاں دوستی ختم کروا دیتی ہیں

انگشت انگلی ہوا میں چلاتے ہوئے فہد نے خبردار کرنے کے انداز میں کہا۔

ارے نہیں ہوتی دوستی ختم چل کام کر اپنا

میسم نے جھنجلا کر کہا۔اور پھر سختی سے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

فہد سر مارتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا بڑ بڑاتا ہوا جھکے ہوئے سر کے ساتھ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا جب زینے کے پاس سے وہ بری طرح کسی سے ٹکرایا کوئی بہت تیزی سے زینے اتر رہا تھا اس لیے اس کو سامنے سے گزرتا نہیں دیکھ سکا۔فہد نے بمشکل گرنے والے نازک سے سراپے کو سنبھالا اریبہ ایک دم سے سیدھی ہوئی۔

اوہ سوری

اریبہ کو دیکھتے ہی دل کی دھڑکن بے ترتیب ہو گئی تھی۔وہ جو اندر میسم کو ابھی بھاشن دے کر آیا تھا ابھی اس لمحے ان ساری باتوں کو روندتے ہوئے اریبہ کو بھرپور انداز میں دیکھنے میں مصروف تھا۔

اٹس اوکے

اریبہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔اور جانے کے لیے قدم آگے بڑھائے پر بلکل۔سامنے فہد راستہ بند کیے کھویا کھویا سا کھڑا تھا۔

آپ کو لگی کیا

فہد نے پریشان سی صورت بنا کر پوچھا۔

نہیں نہیں کوئی بات نہیں

اریبہ نے زبردستی مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔

راستہ دے دیں پلیز

اریبہ نے مدھر سی آواز میں کہا۔

اوہ ہاں جی جی

فہد ایک دم سے ایک طرف ہوا۔اور وہ تیزی سے اسے یوں ہی کھڑا چھوڑ کر ایک طرف سے نکل گئی۔

بہت بہت شکریہ

ادینہ نے مسکرا کر فائل پکڑی۔سامنے کھڑے روشان نے مسکراہٹ کا تبادلہ کیا۔پاس کھڑی حیرانگی سے کبھی فائل کی طرف اور کبھی سامنے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کھڑے روشان کی طرف دیکھ رہی تھی۔کیا وہ سچ میں انہیں نوٹس دے رہا تھا۔

تینوں نفوس یونیورسٹی کے وسیع لان میں کھڑے تھے۔

رکیں رکیں

آپ لوگ سوچ رہے ہوں گے یہ کون آ گیا سفید رنگت والا خوبرو سا لڑکا جو ادینہ کو فائل پکڑا رہا ہے وہ بھی مسکرا کر تو جناب یہ ادینہ کا کلاس فیلو ہے روشان حمدانی۔ذہین خوش شکل۔اس کی بہت سی خصوصیات اسے پوری جماعت میں نمایاں کرتی تھیں۔

ارے شکریہ کس بات کا آپ کو کسی بھی ہیلپ کی ضرورت ہو اپنی ٹائم

روشان نے لب بھینچے اور پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے ماہ رخ اور ادینہ نے شکر گزار نظروں سے کم حیران کن نظروں سے زیادہ دیکھا۔مختصر سی بات کے بعد اب روشان وہاں سے ان کو حیرت زدہ

چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔

روشان حمدانی نے آج ان سے بات کی تھی وہ بھی اس انداز میں ان دونوں کا حیران ہونا تو بنتا تھا۔وہ بہت اکڑو مشہور تھا وجہ اس کی خاموش طبیعت اور ہر وقت پڑھائی میں ڈوبے رہنا تھا۔اس کا نہ تو کوئی دوست تھا اور نہ وہ عام و خاص کسی سے بات کرتا پایا جاتا تھا۔ادینہ پر یہ مہربانی بھی دو سال بعد اچانک ہوئی جب وہ اور ماہ رخ ایک اسائینمنٹ کو لے کر پریشان ہو رہی تھیں اور وہ قریب ہی بیٹھا تھا۔اور خود آ کر اس نے وہ اسائینمنٹ کی فائل ادینہ کی طرف بڑھا دی۔

اچھا ہے یار

ماہ رخ نے ادینہ کے ساتھ روشان کو دور تک جاتے دیکھا۔وہ اسی طرح جیبوں میں ہاتھ ڈالے لمبے لمبے ڈگ بھرتا جا رہا تھا۔

محنتی بھی بہت ہے

ادینہ اب اس کے نوٹس دیکھ رہی تھی۔جیسے جیسے وہ صفحے پلٹ رہی تھی

ویسے ویسے ستائیش سے آنکھیں پھیلتی جا رہی تھیں۔اس کے نوٹس اس کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت تھے۔

میں تو سمجھتی تھی اکڑو سا ہو گا پر آج دیکھا تم نے کیسے پولائیٹ وے میں بات کر رہا تھا

ادینہ نے متاثر کن لہجے میں کہا اور تائیدی نظر ماہ رخ پر ڈالی۔جو ابھی بھی بار بار دور جاتے روشان کو دیکھ رہی تھی۔

ہاں صورت سے مغرور سا لگتا ہے

ماہ رخ نے تائید کی۔روشان کی سنجیدہ شخصیت اس کے مغرور ہونے کی عکاسی کرتی تھی جبکہ فطرتََ وہ ایسا بلکل نہیں نکلا تھا۔

چلو نوٹس تو ملے

ادینہ نے گہری سانس لی اور مسکرا کر قدم آگے بڑھائے۔ماہ رخ بھی سر کو ہلاتی اس کے ساتھ ہی تھی۔

پاگل ہے تو بلکل پاگل

فہد نے کمر پر ہاتھ دھر کر ڈپٹنے کے انداز میں کہا۔وہ میسم کے سر پر کھڑا سرخ چہرہ لیے اسے ڈانٹ رہا تھا اور وہ مسکرا کر سر اوپر اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا جس پر فہد کو مزید کوفت ہو رہی تھی۔وہ گھر کے پاس ہی واقع پارک میں موجود تھے جہاں فہد کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے میسم کتاب گود میں رکھے پڑھنے میں مصروف تھا۔

چل اگر تیرے کہنے پر مان بھی لیتا ہوں تو مجھے پتا ہے کیا ہوگا پھر وہی سارا دن پریکٹس

میسم نے کتاب کو بند کر کے ایک طرف رکھا اور ہاتھوں کے سہارے پیچھے ہوتے ہوئے گھاس پر ٹانگیں سیدھی کی۔سر کو اوپر اٹھا کر ناراض سے کھڑے فہد کی طرف دیکھا۔جو کچھ وہ اس سے کہہ رہا تھا صبح سے وہ یہ ساری باتیں بہت سے لوگوں سے سن چکا تھا

یہ موقع تمہیں کم از کم نہیں چھوڑنا چاہیے میرا یہ خیال ہے۔ارے یہ تو دیکھ پرنسپل تک تمھاری منتیں کر رہا ہے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فہد اس کو اس کی غلطی کا احساس دلانے پر بضد تھا۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ضد میں سب کا باپ ہے

ان کا کالج تحصیل سطح پر کرکٹ کھیلنے جا رہا تھا اور میسم مراد راحت ایلمنٹری کالج کی کرکٹ ٹیم کی جان تھا۔لیکن وہ اس سال کھیلنے سے صاف انکار کر چکا تھا۔جس پر پرنسپل سے لے کر ہر شخص اس کی منت سماجت کر چکا تھا۔اور اب باری فہد کی تھی۔

فہد پھر وہی بات بار بار تمہیں پتا ہے امتحان سر پر آنے والے اور مجھے اس دفعہ اچھے نمبر لینے ہیں

میسم نے اپنے موقف پر اڑ کر پھر سے وہی بات دہرائی جو وہ کب سے فہد کو سمجھا رہا تھا۔وہ اس دفعہ بہت اچھے نمبروں میں اور پہلی کوشش میں ہی بی اے پاس کرنا چاہتا تھا۔جس کے لیے اب اس کے پاس چند ماہ کا ہی عرصہ تھا۔

تو مطلب تو اپنے کالج کے لیے نہیں کھیلے گا پاگل تحصیل لیول کا میچ ہے پچھلی دفعہ کی طرح شان سے جیت کر ائیں گے

فہد نے افسوس کے انداز میں ہاتھ ہوا میں اوپر کیے اور پھر لب بھینچتے ہوئے نیچے گرائے۔کیونکہ میسم ایسا ہی تھا جب کچھ ٹھان لیتا تھا پھر اس موقف سے اسے ہٹانا ناممکن ہو جاتا تھا۔اور اب کی بار بھی اس کی نظروں سے کچھ ایسا ہی واضح تھا۔

ارے بھاڑ میں جائے شان اور جیت یار پتا ہے نہ سکول میں کیا کرتے رہے ہیں سپورٹس کے نام پر میرے ساتھ ٹیچرز آٹھویں جماعت میں مجھے معلوم ہے سر ارشد نے صرف ٹیم کے لیے جان بوجھ کر فیل کر ڈالا کہ ایک سال اور سکول کی طرف سے جائے گا یہ

میسم نے ماتھے پر بل ڈال کر اس سالوں پرانی بات یاد دلائی۔

بس کر یار پتا ہے مجھے کیسے پیپر ہوئے تھے اور تیرا مقصد تو بھول گیا ہے شاید کرکٹ تیری جان تیری پہچان ہے جب سے ادینہ کو امپریس کرنے کے چکر میں پڑا ہے

فہد نے بھی برابر ماتھے پر شکن ڈالے۔اور ہوا میں ہاتھ ناگواری سے چلاتے ہوئے اس کی بات کو رد کیا۔اور وہ تھا کہ ادینہ کا نام سن کر

بھرپور طریقے سے مسکرا گیا۔

کرکٹ ابھی بھی میری جان ہے پر کیا ہے نہ میرا اس میں کوئی فیوچر نہیں ابا اور دادا کبھی مجھے اس فیلڈ میں جانے نہیں دیں گے تو کیوں نہ دوسری جان کے لیے کچھ کر لیا جائے

میسم نے آنکھ کا کونا دبایا اور پھر قہقہ لگایا۔پر سامنے کھڑے فہد کو اس کی بات نے ذرا مزہ نہیں دیا تھا۔اس کی خفگی ہنوز قائم تھی۔

ارے میرے بھائی یہ لڑکیاں کہاں خوش ہوتی ہیں تارے تک توڑ لانے کی بات کرتی ہیں

فہد اب پینٹ کے پائنچے اوپر کرتا ہوا اس کے برابر بیٹھ چکا تھا۔اس کا مسکرانا فہد کو اب زہر لگ رہا تھا۔

میں ایک سال پورا ضائع کر چکا ہوں اب ایک سال کیا کچھ ماہ ہیں مجھے پڑھنا ہے

میسم نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔مطلب وہ ہر گز بھی آمادہ نہیں ہونے

والا تھا۔فہد نے گھور کر دیکھا۔

تو عشق میں نکما ہو گیا ہے

فہد نے گہری سانس لی اور ہاتھ سے گھاس کو نوچ ڈالا۔چہرے پر اب غصے کی جگہ خفگی نے لے لی تھی۔پر اس خفگی کا بھی اس عاشق پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

پھر تو غلط ہے دیکھ عشق میں نکما نہیں ہوا میں بلکہ پڑھ رہا ہوں

میسم نے دانت نکالے اور کتاب کو اوپر کیا جبکہ فہد ویسی ہی صورت بنائے اسے دیکھ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں نہیں ایسا ہو ہی نہیں سکتا بھئی بہت نفرت کرتا ہے مجھ سے

ادینہ نے آنکھیں پھیلا کر سامنے بیٹھی ماہ رخ کی طرف دیکھا۔اس کی بات سن کر گڑ بڑا ہی تو گئی تھی وہ۔ماہ رخ اس کی باتیں سن کر یہ نتیجہ اخز لر چکی تھی کہ میسم اس سے محبت کر بیٹھا ہے۔جس کو سنتے ہی

وہ گڑ بڑا گئی تھی۔

او میڈیم محبت ایسے ہی ہوتی اچانک سے

ماہ رخ نے چیونگم منہ میں رکھی۔اور آنکھوں کی پتلیوں کو نچایا۔وہ یونیورسٹی کے لان میں گھاس پر براجمان تھیں۔

ارے نہیں بابا ڈراؤ مت مجھے کوئی محبت کرے تو کیا ایسے ہر بات پر انسلٹ کرتا کیا اس کی

ادینہ نے زور زور سے سر نفی میں ہلایا۔ایسے جیسے وہ ماہ رخ کے ساتھ ساتھ خود کو بھی باور کروا رہی ہو کہ میسم اس سے محبت نہیں کرتا ہے۔

وہ تو ایسے مجھے انسلٹ کرتا ہے ہر وقت ہر بات پر

ہاتھ کو ہوا میں اٹھا کر آنکھیں پھیلا کر ماہ رخ کی طرف دیکھا۔جو مسلسل مسکراہٹ دبا رہی تھی۔مطلب وہ یقین نہیں کر رہی تھی۔

مجھے نہیں لگتا میسم کرتا مجھ سے محبت انفیکٹ کر ہی نہیں سکتا

ادینہ نے آخری بات پر زور دیتے ہوئے روہانسی صورت بنائی۔اوپر سے ماہ رخ کی مسکراہٹ اس کا خون خشک کر رہی تھی۔

ہمم تو انکار کیوں نہیں کر رہا پھر

ماہ رخ نہ بھنویں اوپر نیچے کرتے ہوئے چیونگم کو منہ میں گھمایا۔

پتا مجھے کیا لگتا ہے وہ کر دے گا انکار بس مناسب وقت تلاش کر رہا ہے

ادینہ نے پرسوچ انداز میں ماہ رخ کی طرف دیکھا۔ماہ رخ نے قہقہ لگایا۔وہ پھر سے پریشان سی ہو کر لب کچلنے لگی۔کہیں ماہ رخ سچ ہی تو نہیں کہہ رہی۔نہیں نہیں ابھی کچھ دن پہلے تو کتوں کی طرح لڑ رہا تھا مجھ سے ادینہ خود سے ہی سوال کرنے کے بعد خود ہی جواب دے رہی تھی۔

پاس ہو گیا کیا وہ

ماہ رخ نے اسے ہلا کر سوال کیا۔وہ ایک دم سے خیالات سے باہر

ائی۔کچھ دن پہلے ہی بی اے میں وہ بہت اچھے نمبروں کے ساتھ پاس ہوا تھا۔ادینہ کے ساتھ ساتھ سب گھر والے حیران ہوئے تھے۔

ہاں ہو گیا ہے اب ماسٹرز کا سوچ رہا ہے

ادینہ نے گہری سانس لی۔اور کتابوں کو بے دلی سے سمیٹا۔پاس سے گزرتے روشان نے ہاتھ ہلا کر مسکراہٹ کا تبادلہ کیا۔جس کا جواب ان دونوں نے ہاتھ ہلا کر دیا۔وہ اب ان سے کچھ فاصلے پر بیٹھا اپنی کتابیں کھول چکا تھا۔ماہ رخ نے کن اکھیوں سے پریشان صورت بنائے بیٹھی ادینہ کی طرف دیکھا۔

یہ روشان کا کیا چکر ہے

ماہ رخ نے سرگوشی کے سے انداز میں ادینہ کے پاس ہوتے ہوئے کہا۔ادینہ نے نا سمجھی کے انداز میں گردن کو خم دے کر ماہ رخ کی طرف دیکھا۔

کیا مطلب کیا چکر ہے روشان کا

ادینہ نے چونک کر تھوڑا پیچھے ہو کر آنکھیں نکالیں۔ماہ رخ بے ساختہ قہقہ لگا گئی۔آنکھوں میں شرارت تھی تو لبوں پر بھی شریر سی مسکراہٹ تھی۔

بڑا آجکل اسائینمنٹ کا تبادلہ ہوتا مسکرا کر دیکھا جاتا

ماہ رخ نے شرارت بھرے انداز میں آنکھوں کو نچایا۔چیونگم کو منہ میں گھمایا جبکہ لب مسکراہٹ کو معنی خیز انداز میں دبا رہے تھے۔

ایکسکیوزمی۔۔۔

ادینہ نے لفظ کو لمبا کھینچا۔اور حیرانگی سے شکن آلودہ ماتھے سے سامنے بیٹھی ماہ رخ کو دیکھا۔

تم جانتی ہو مجھے ایسا کچھ بھی نہیں ہے

ادینہ نے خفگی سے دیکھتے ہوئے ناک پھلائی۔جس کا ماہ رخ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔وہ ہنوز اسی انداز میں قہقے پر قہقہ لگا رہا تھی۔

تو حرج کیا ہے پاگل بلکہ میں تو کہتی ہوں اگر اس کا پرپوزل جائے گا

گھر تمھارے تو شاید گھر والے کچھ سوچ ہی لیں

ماہ رخ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ دھر کر رازدار انداز اپنایا۔ادینہ نے مصنوعی بتیسی نکالی اور پھر غصے سے اس کے ہاتھ کو اٹھا کر اس کی گود میں پھینکا۔

نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہونے والا میرے گھر میں بلکہ ان سب کو یہ نظر آ رہا ہے کہ میسم سے شادی کے بعد ایک عدد ڈاکٹر ان کے گھر میں ہو گی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ نے بیگ کی زپ زور سے بند کی۔ماہ رخ اب پر سوچ انداز میں سر کو ہلا رہی تھی جبکہ وہ پریشان حال بیٹھی ہوئی تھی۔

بی اے پاس کیا ہے کوئی ڈاکٹر نہیں بن گئے ہو جو یوں اکڑ رہے ہو

ادینہ نے زینے کے جنگلے سے میسم کے ہاتھ کو ہٹایا۔وہ تیسرے پورشن سے نیچے جا رہی تھی جب درمیان والے پورشن کے زینے پر میسم راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔اور اس کی نظریں ادینہ کو گھبراہٹ کا شکار کر

گئی۔وہ بلا جواز اس کا راستہ روکے مسکرائے جا رہا تھا۔جس سے ادینہ کو چڑ ہو رہی تھی۔گھر میں ٹکے رہنے کی وجہ سے کافی حد تک نکھر گیا تھا۔گہرے نیلے رنگ کی لائینگ شرٹ کے نیچے ٹراویزر پہنے وہ عام سے حلیے میں تھا۔ہاں البتہ آنکھوں کی چمک آج معمول کے خلاف تھی۔

کیا دنیا میں صرف ڈاکٹر ہی اچھا کماتے ہیں

میسم نے پھر سے ہاتھ جنگلے پر دھر لیا۔ادینہ نے گھبرا کر دیکھا۔میسم کے لبوں پر میٹھی سی مسکان سجی تھی۔وہ شاید حزیفہ سے کوئی کام کہنے جا رہی تھی ہاتھ میں پیسے پکڑ رکھے تھے اور گلے میں بے نیازی سے دوپٹہ جھول رہا تھا۔ہونٹوں کے بلکل نیچے تھوڑی پر سرخ رنگ کا چھوٹا سا مھاسہ بنا ہوا تھا میسم کو وہ مھاسہ بھی اس کے سفید چہرے پر حسین لگ رہا تھا۔بے ساختہ اپنے دل کی اس حالت پر ہنسی آ گئی اسے ادینہ کے چہرے پر بنا پمپل بھی پیارا لگ رہا تھا۔

نہیں

ادینہ نے سینے پر ہاتھ باندھ کر چہرے کا رخ موڑا۔کیا ہے اس کو یوں

کیوں دیکھے جا رہا ہے۔ادینہ نے چور نظر پھر سے میسم پر ڈالی جو مسکراہٹ دبائے کھڑا تھا۔

تو

میسم نے سرگوشی نما ہلکی سی آواز میں اگلا سوال داغا۔جس پر ادینہ جھنجلا ہی تو گئی۔

کچھ نہیں راستہ تو چھوڑ دو

پھر سے میسم کے بازو کو جھٹکا۔اور پیشانی پر اب شکن اور بڑھ گئے تھے۔دل عجیب طرح کے خیالات بننے لگا تھا ماہ رخ کی باتیں ذہن میں گونجنے لگی تھیں۔

تم سے بات کرنی ہے

ازل سے وہی ڈھیٹ پن۔ادینہ نے کھوجتی سی نظر اس کے چہرے پر ڈالی۔اور عجیب سے احساس نے گھیرا۔وہ نرم سی مسکراہٹ لیے کھڑا تھا

کرو

ادینہ نے لہجے کو جان بوجھ کر سخت رکھا۔تھوک نگلا۔سر پھاڑ دوں گی اس کا اگر اس نے کوئی ایسی ویسی بات کی۔دل میں تہیہ کرتی وہ خود کو تیار کر چکی تھی۔

ایسے کیسے

میسم نے ہلکا سا قہقہ لگایا۔ادینہ جو آنکھیں پھیرے کھڑی تھی چونک کر میسم کی طرف دیکھا۔فضول میں تنگ کر رہا ہے۔کوئی ایسی بات نہیں شکر ہے۔یہ کر ہی نہیں سکتا محبت مجھ سے اپنے دل کو تسلی دے کر وہ کافی حد تک نارمل ہو چکی تھی۔

مطلب؟ تو اور کیسے

ادینہ نے ناک اوپر چڑھائی۔اور بے زار سا لہجہ اپنایا۔راستہ بھی نہیں دے رہا تھا نہ اوپر جانے دے رہا تھا اور نہ نیچے۔

امم سنو چھت پر آؤ شام کو

میسم نے کچھ سوچنے کے سے انداز میں کہا اور سینے پر ہاتھ باندھے

بات کیا ہے میسم

ادینہ نے بھنویں اچکا کر دیکھا۔لب اتنی سختی سے پیوست کر رکھے تھے
کہ ابھی اگر اس نے کچھ ایسا ویسا کہا تو پھٹ پڑے گی۔

خاص بات

میسم نے مختصر کہا آنکھوں اور لہجے میں بلا کی نرمی تھی۔

شام سات بجے چھت پر اوکے

میسم نے تھوڑا سا قریب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے زینہ پھلانگتا ہوا اوپر
چلا گیا اور وہ جز بز سی وہیں کھڑی رہ گئی۔

میسم اوپر ہو گیا

ادینہ نے چھت کے بند دروازے پر ہلکی سی دستک دی تجسس میں ڈوبی
وہ سات بج کے پندرہ منٹ پر چھت پر آ چکی تھی۔مغرب کے بعد کا
وقت تھا ہلکی ہلکی سی روشنی تھی ابھی تیسرے پورشن کے بعد چھت

تھی جہاں وہ لوگ بہت کم آتے تھے۔بڑے تو بلکل نہیں آتے تھے البتہ بچے کبھی پڑھنے اور کبھی کھیلنے آ جاتے تھے۔چھت پر دو کمرے تھے جہاں کاٹھ کباڑ پڑا تھا ایک جھولا چھت کے درمیان میں تھا جس کا حال بارشوں نے برا کر رکھا تھا۔

میسم کی کوئی آواز نہیں ائی تھی۔ادینہ نے دھیرے سے دروازے کو چھت کی طرف دھکیلا اور وہ ہلکی سی چرچراہٹ سے کھلا تھا۔لوہے کا دروازہ بہت بارشوں کی وجہ سے زنگ آلودہ ہو چکا تھا۔جیسے ہی دروازہ کھول کر وہ آگے ہوئی تو حیرت سے آنکھیں پھٹنے کو تھیں۔منہ ایک دم کھل گیا پوری چھت گلاب کی پتیوں سے ڈھکی ہوئی تھی جہاں جگہ جگہ دیے جل رہے تھے پوری چھت انتہائی خوبصورت طریقے سے سجائی ہوئی تھی گلاب کی پتیاں اتنی مقدار میں تھیں کہ ان کی مہک ناک کے نتھنوں میں گھس رہی تھی۔اس کے اوپر کچھ نرم نرم سا گر رہا تھا ہاتھ سے پکڑا تو گلاب کی پتیوں کی بوچھاڑ تھی جو اس پر ہو رہی تھی۔

اور ان سب میں وہ سامنے سفید قمیض شلوار زیب تن کیے سینے پر ہاتھ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

باندھے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

یہ۔۔یہ سب

ادینہ کو اپنی آواز کہیں دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

یہ سب تمھارے لیے

میسم مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔ادینہ نے خوف سے تھوک نگلا۔اس کی نظریں سب ڈر سچ ثابت کر رہی تھیں۔

مم مگر کیوں

زبان لڑ کھڑا سی گئی۔میسم اب بلکل سامنے آ چکا تھا۔گہری محبت بھری نظریں اس پر ڈالے مسکراہٹ دبائے۔۔

کیوں اممم۔۔۔؟

تھوڑی پر انگلی پھیرتے ہوئے شریر سے انداز میں مسکرایا۔اور چند قدم اور آگے بڑھائے۔وہی تو ادینہ تھی جسے ہوش سنبھالتے ہی ہمیشہ ساتھ دیکھا تھا۔پھر آج دل کی دھڑکنوں کا یوں بے ترتیب ہونا زبان کا دل

کے جزبات کا ساتھ نہ دینا ہر طرح کی بکواس کر جانے والی لڑکی کے سامنے آج محبت کا اظہار اتنا مشکل ہو رہا تھا

سوال تو اچھا ہے

میسم ہلکا سا قہقہ لگاتا اور قریب ہوا۔ادینہ نے لبوں کا زاویہ تبدیل کرتے ہوئے قدم پیچھے کیے۔وہ اب شرماتے ہوئے کان کھجا رہا تھا۔اور بار بار لبوں کو منہ کے اندر لے کر گہرے سانس لے رہا تھا ایسے جیسے زندگی کے سب سے مشکل الفاظ ادا کرنے والا ہو۔

اوہ میرے خدا۔۔۔۔اوہ میرے خدا۔۔۔۔کیا بولنے والا ہے یہ

ادینہ نے نچلے لب کے کونے کو بے چینی سے دانتوں میں دبایا۔

ادینہ میں تم سے

میسم نے بمشکل لفظوں کو ادا کیا اس سے پہلے کہ وہ اظہار مکمل کرتا ادینہ نے دائیں ہاتھ کو اس کے سینے کی سیدھ میں کھڑا کیا۔

میسم پلیز

لب بھینچ کر سختی سے کہا۔میسم ایک دم سے چپ ہوا۔

دیکھو تم سب کے ساتھ اس بات کو لے کر کے بہت سریس ہو گئے ہو پر میرا دل ابھی بھی اس رشتے کے لیے

ادینہ نے فقرہ ادھورا چھوڑا اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ماتھے پر شکن نمودار تھے اور چہرے پر وہی بے زاری۔میسم خاموش ہی رہا۔

مطلب پلیز میں تم سے شادی نہیں کر سکتی کسی بھی صورت اور مسئلہ یہ ہے انکار بھی نہیں کر سکتی

ادینہ نے نچلے لب کو بے چینی سے کچلا۔اور نظریں چرائیں۔

وجہ جان سکتا ہوں

میسم نے گہری سانس لی اور پرسکون لہجے میں کہتے ہوئے سینے پر ہاتھ باندھے۔ادینہ نے ایک نظر ڈالی اور پھر فوراً رخ موڑ لیا۔دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔میسم انتظار میں کھڑا تھا۔پھر وہ بولی۔

کوئی ایک وجہ ہو تو بتاؤں میں

ادینہ نے ناک چڑھائی۔اس کی اس ادا پر میسم کا قہقہ گونجا۔وہ جو اسے بہت سنجیدہ اور رنجیدہ تصور کیے کھڑی تھی۔چونک کر غصے سے آنکھیں سکیڑیں۔وہ ہنس رہا تھا بری طرح۔ادینہ نے نخوت سے دانت پیسے۔

کیا!!!!بتاؤ تو مجھے

میسم نے بمشکل قہقے پر قابو پا کر مسکراہٹ دبائی۔اور سانس پیچھے کو کھینچتے ہوئے شریر سی نظروں سے دیکھا۔

ہاں کبھی نہیں سوچا تمھارے بارے میں ایسے میں نے

ادینہ نے ہاتھ کو اس کے سامنے کرتے ہوئے کندھے اچکائے۔نظریں ابھی اس سے ملانے سے کترا رہی تھی۔ملاتی بھی کیسے میسم کی آنکھیں اتنی گہرائی لیے ہوئی تھیں کہ ان میں دیکھ کر بات کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

وہ تو میں نے بھی نہیں سوچا تھا لیکن یقین جانو جب سوچا

میسم نے بے ساختہ دل پر ہاتھ رکھا۔آواز ایک دم سے خماری میں ڈوب

گئی۔افففف اسے تو ہو گئی سچ میں محبت ادینہ کا دل لرز کر رہ گیا۔میسم کا لہجہ اس کے اندر کے جزبات کی عکاسی کر رہا تھا۔

تم ایک دفعہ سوچ کر تو دیکھو

سرگوشی نما آواز تھی۔جو ادینہ کے کان کے قریب ابھری۔

کیوں بھئی میں چاہتی ہی نہیں سوچنا تو کیوں سوچوں

ادینہ گڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔اور لہجے میں سختی کا عنصر لائی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم کیا چاہتی ہو؟

میسم نے گہری سانس لی تھوڑا سا آگے ہو کر اس کے سر پر سے گلاب کی پتی کو اٹھایا۔پھر تھوڑا سا آگے بڑھ کر دیوار پر لگے سوئچ بٹن کو دبا کر چھت پر لگے بلب کو جلایا تو ایک دم سے اندھیرے میں ڈوبی چھت سفید روشنی سے نہا گئی اور گلاب اور دیے فسوں خیز منظر پیش کرنے لگے۔

ادینہ اس کے واپس اپنی جگہ پر آنے تک خاموش رہی چھت کا منظر

آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا جیسے ہی وہ پھر سے اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا تب تک وہ لفظوں کو ترتیب دے چکی تھی۔

تم انکار کرو اس شادی سے کہو سب سے کہ تمہیں مجھ سے شادی نہیں کرنی ہے

ادینہ نے دو ٹوک لہجہ اپنایا۔جس پر میسم پرسکون انداز میں مسکرایا اور اس کی طرف ایسے دیکھا جیسے وہ کوئی نا سمجھ بچہ ہو اور کچھ ایسا مانگ رہا ہو جو ممکن نہیں۔

پر مجھے تو کرنی ہے اور صرف تمہی سے کرنی ہے

میسم نے سر کو تھوڑا آگے کرتے ہوئے اس کے ناک کو دھیرے سے چھوا جس پر فوراً ادینہ نے ناگواری سے لبوں کو باہر نکال کر ناک چڑھائی۔

عجیب دھونس ہے تمھاری

منہ کھول کر ہاتھوں کو کندھوں تک لا کر ناگواری سے کہتی اب وہ بھر

پور طریقے سے سرخ ہو چکی تھی۔

دھونس نہیں محبت ہے

ہنوز وہی پرسکون لہجہ وہی مسکراہٹ وہی گہری محبت کے سمندر کو سمیٹے نظریں۔

پر میرے لیے دھونس ہی ہے کیونکہ میں تھوڑی نہ کرتی ہوں تم سے محبت

ہنوز وہی ناگواری وہی بے زاری وہی چڑاچڑا پن۔میسم نے دھیرے سے ہاتھ تھاما تو وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی۔فوراً سے پہلے ہاتھ پیچھے کھینچنے کی کوشش کی پر گرفت مضبوط تھی۔

ہاتھ چھوڑو میرا اور انکار کرو

دوسرے ہاتھ کا زور بھی لگا ڈالا پر ناکامی۔میسم نے ایک دم سے ہاتھ پر سے گرفت کو ختم کیا اور چند قدم پیچھے لیے۔

جاؤ جو کرنا ہے کرو انکار تو نہیں کروں گا میں

وہ پھر سے اپنی ازلی ڈھٹائی میں واپس آ کر بولا ادینہ نے ناک پھلا کر گہرے سانس لیے پھر پیر پٹخ کر تیزی سے زینے کی طرف بھاگی۔اور وہ اپنی سجائی ہو چھت پر کمر پر ہاتھ دھرے اب چاند کو دیکھ رہا تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

میسم کیا مسئلہ ہے

ادنیہ نے جھنجلا کر سر اوپر اٹھایا وہ اب اس کے ہاتھ سے چھینی ہوئی قلم لیے شرارت سے مسکرا رہا تھا۔وہ نوٹس میں سر دیے پڑھنے میں مصروف تھی اور ہاتھ میں پکڑے قلم کو دھیرے دھیرے گھما رہی تھی جب اچانک کسی نے قلم چھینا سر اوپر اٹھایا تو میسم سر پر کھڑا تھا۔

اس کا اب یہی کام تھا تین دن سے چھت والے واقع کے بعد سے اور ادینہ کی چڑ ہنوز قائم تھی۔اب بھی اریبہ اور عزرا نیچے تھیں تو وہ اوپر آ گیا۔

کچھ نہیں

اچھل کر بیڈ پر ڈھیر ہوا اور سر تکیے پر رکھا۔ادینہ دانت پیستے ہوئے پیچھے

ہوئی اور اپنی کتاب اس کے نیچے سے کھینچی۔جس پر وہ بڑے مزے سے ڈھیر ہوا تھا۔

جاؤ یہاں سے ابھی اور اسی وقت

ادینہ نے بازو کو لمبا کرتے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔جبکہ ناک کے نتھنے غصے سے پھول رہے تھے۔ڈھیٹ کہیں کا۔کھا جانے والی نظر اس پر ڈالی وہ بڑے مزے سے تکیے پر سر رکھے اسے محبت سے دیکھنے میں مصروف تھا۔جب سے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا شیر ہی ہو گیا تھا۔وہ تین دن سے بچ رہی تھی جہاں وہ ہوتا کترا کر وہاں سے نکل جاتی تھی۔

کیوں پہلے ریزن دو

وہی سوال جو وہ اس دن سے اس کا دماغ کھا گیا تھا۔ادینہ نے دانت پیس کر بے زاری سے دیکھا۔

کس چیز کی

لہجے میں اس دن کی ہی سختی تھی اور میسم کی آنکھوں میں ہنوز وہی نرمی۔

مجھ سے شادی نہ کرنے کی ریزن

پر سکون لہجے میں کہا۔اور کہنی کے بل سر کو ہاتھ پر ٹکایا۔گہری آنکھوں کی تپش وہ اپنے چہرے پر با آسانی محسوس کر سکتی تھی۔

بہت سی ہیں

ادینہ نے دانت پیسے۔نظریں چرائیں۔دل کر رہا تھا یہاں سے بھاگ جائے وہ دیکھتا ہی ایسے تھا۔

مثلاً

اگلا سوال۔وہی مخصوص مسکراہٹ چہرے پر سجائے۔ادینہ نے ضبط کرتے ہوئے گہری سانس لی اور پھر گھور کر دیکھا۔

تم جاؤ یہاں سے

چیخنے کے سے انداز میں کہا۔لیکن وہاں کوئی اثر نہیں تھا اس کے ہر

ردعمل کا جواب یا تو مسکراہٹ ہوتی تھی یا پھر قہقہ

نہیں بولو کیا میری صورت

وہ ایک دم سے سیدھا ہو کر بیٹھا۔ہاتھ گالوں پر رکھے ہلکی سی شیو بڑھی ہوئی تھی۔رنگ اب کالا تو نہیں رہا تھا ہاں البتہ رنگت گندمی ہی تھی۔

اچھی خاصی تو ہے بس رنگ تمھاری طرح اوور وائیٹ نہیں ہے

اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا اب وہ اٹھ کر سنگھار میز کے سامنے کھڑا تھا۔

آنکھیں تم سے بڑی ہیں

تھوڑا سا آگے ہو کر آئینے میں اپنی آنکھوں کا جائزہ لیا۔

ادینہ نے بےزاری سے اس کی اوٹ پٹانگ حرکتوں کو دیکھا۔

مجھے ہی جانا پڑے گا یہاں سے۔۔۔

دل میں تہیہ کرتی اب وہ کتابیں سمیٹ رہی تھی۔

اور ناک دیکھو کتنی تیکھی تمھاری طرح پھینی سی نہیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب وہ اپنی ناک کو پکڑے شرارت سے کہہ رہا تھا۔ادینہ نے پھینی کے لفظ پر آنکھیں سکوڑی۔

اور یہ ڈمپل دیکھو دیکھو ان کو کیسے اگنور کر سکتی تم

میسم ایک دم سے مڑا تھا لبوں کو بھینچے جن کی وجہ سے گالوں میں گڑھے نمودار ہوئے تھے۔ادینہ کے قریب چہرہ کیا۔انداز اسے تنگ کرنے والا تھا۔

ہٹو میسم

ادینہ نے چڑ کر کندھے سے پیچھے کیا اور وہ اب ہنس رہا تھا۔اس طرح چڑتی ہی تو اسے پیاری لگتی تھی وہ۔چھوٹی سی ناک کو اوپر چڑھائے آنکھوں کو سکوڑے منہ کو پھلائے۔اسے پیار سے دیکھتے ہوئے مسکرا دیا اور شرارت کی رگ پھر سے بھڑک اٹھی۔

نہیں بھئی بتاؤ نہ اچھا پڑھائی ہی پھر کیا ریزن تو اتنے اچھے تو نمبر اۓ ہیں بی اے میں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب وہ تھوڑی پر انگلی رکھے مصنوعی حیرانگی سے کہہ رہا تھا۔مقصد صرف ادینہ کو تنگ کرنا تھا اور کچھ نہیں۔

ہن۔۔تو کیا انجنیئر بن گئے یا ڈاکٹر

ادینہ نے طنز سے سر کو ہوا میں مارا۔اور لبوں کو نخوت سے اوپر چڑھایا۔

اممم سنو سیکالوجی میں ماسٹرز کرتا ہوں اور پھر پاگلوں کا ڈاکٹر بن جاتا ہوں

ادینہ کے قریب ہو کر بڑی سنجیدہ شکل بنائی۔جس پر ادینہ کا پارہ اور چڑھ گیا۔وہ اب کتابوں کو سمیٹ کر کھڑی ہو چکی تھی اور میسم گھوم کر شرارت سے سامنے آ گیا۔

کیسا؟

شرارت سے بھنوں کو اوپر نیچے نچایا۔جب کے نچلا لب دانتوں نے جکڑا ہوا تھا۔

بکواس وہ ڈاکٹر نہیں ہوتے وہ ماہر نفسیات ہوتے ہیں

ادینہ نے پھر سے دھکا دیا۔اور منہ چڑاتے ہو جواب دیا۔

علاج تو کرتے ہیں نہ

میسم نے قہقہ لگایا۔جس پر ادینہ اب منہ میں بڑ بڑاتی کمرے سے باہر جا رہی تھی اور وہ پیچھے پیچھے آ رہا تھا

یہ اور بات ہے مجھے سٹارٹ اپنے گھر سے لینا پڑے گا

اپنی بات پوری کیے وہ کھڑا شرارت سے مسکرا رہا تھا۔ادینہ ناک پھلا کر مڑی اور پھر تیزی سے واپس کمرے میں جا کر دروازہ بند کر لیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اریبہ اٹھو ادینہ ادینہ۔۔

عزرا کی پریشان سی آواز پر ادینہ نے دھیرے سے آنکھیں کھولی تھیں۔

عزرا پریشان سا چہرہ لیے ان دنوں پر جھکی ہوئی تھیں۔اور ادینہ کے کندھے کو ہلا رہی تھیں ادینہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی۔

امی کیا ہوا

ایک نظر عزرا کے پریشان چہرے پر ڈالی اور دوسری سامنے لگی گھڑی پر جو رات کے دو بجا رہی تھی۔

ابا جی کی طبیعت بہت خراب ہو گئی ہے میں جواد اور مراد کے ساتھ ہسپتال جا رہی ہوں

عزرا نے پریشان سے لہجے میں کہا اریبہ بھی آنکھوں کو ملتی اٹھ بیٹھی تھی۔اب عزرا کے چہرے والی پریشانی ان دونوں کے چہرے پر بھی موجود تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ہوا امی نانا ابو کو میں ساتھ چلتی ہوں

ادینہ اچھل کر بستر سے نیچے اتری اور تیزی سے سلیپر پاؤں میں اڑائے جبکہ ہاتھ دوپٹہ درست کر رہے تھے۔

ہاں چلو ٹھیک ہے نیچے آؤ

عزرا اس کو کہتی ہوں تیزی سے مڑی۔ان کے ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے تھے۔مراد نے نیچے سے فون کر کے اسے احمد میاں کی طبیعت اچانک

ناساز ہونے کا بتایا تھا۔

اریبہ تم چلو نیچے ممانی کے پاس وہ اکیلی ہیں

چادر کو سر پر درست کرتی وہ بنا پیچھے دیکھے اریبہ کو ہدایت کرتی عجلت سے زینے کی طرف بڑھ گئیں۔

جی امی

اریبہ پریشان سی صورت بنائے تیزی سے اٹھی۔ادینہ بھی اب نیچے کی طرف جا رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

امی یہ کیا بات ہوئی

ادینہ نے بچارگی سے عزرا کی طرف دیکھا جن کی بات نے اس کے سر پر بمب پھوڑ ڈالا تھا۔احمد میاں کو دل کی تکلیف ہوئی تھی اور اب بائی پاس کے بعد وہ ادینہ اور میسم کے نکاح کرنے کی ضد لگا بیٹھے تھے۔چند دن میں ہی نکاح کرنے کا کہہ رہے تھے۔

کیا مطلب کیا بات ہوئی تمھارے نانا ابو چاہتے ہیں یہ

عزرا نے مصروف سے انداز میں کپڑے استری کرتے ہوئے بنا دیکھے کہا۔وہ ہونک بنی ان کے پاس کھڑی تھی۔

لیکن کیوں امی ابھی تو میرا پورا ایک سال پڑا ہے

ادینہ نے روہانسی صورت بنائی۔

پریشان ہیں اپنی طبیعت کو لے کر کہتے ہیں یہ خوشی دیکھنا چاہتے ہیں

جلد از جلد

عزرا نے گھور کر ادینہ کی طرف دیکھا اور ہاتھ میں پکڑی شرٹ کو ایک طرف رکھا۔

امی

ادینہ نے بے چینی سے لفظ کا لمبا کھینچا لیکن وہ تو جیسے سن ہی نہیں رہی تھیں۔استری کا پلگ کھینچتی وہ اب کمرے کی طرف بڑھ رہی تھیں جبکہ ادینہ بے چینی سے ان کے پیچھے چل رہی تھی۔

تمھاری خالہ بھی ائی ہوئی ہیں وہ کون سا روز روز آ سکتی ہیں

وہ بنا اس کی طرف دیکھے مصروف سے انداز میں گویا ہوئیں۔ادینہ سکتے میں آ گئی۔عابدہ بھی اپنے بچوں سمیت ائی ہوئی تھی اور اب نکاح کی وجہ سے واپسی روک دی تھی۔

نکاح ہی کر رہے ہیں نہ رخصتی بعد میں کریں گے

عزرا نے پیچھے مڑ کر ادینہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور پھر اریبہ کی طرف مڑیں۔

اریبہ اٹھو تم بازار جانا ہے

عجلت میں اریبہ کو کہتی وہ واش روم کی طرف بڑھ گئی تھیں۔اور اریبہ دانت نکالتی اب شرارتی نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی جو بے حال سی کھڑی ہاتھوں کی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔

ویسے کل سے سٹاک کر رہی فیس بک پر میسم کو سن اچھا خاصا ہینڈسم

چاکلیٹ بوائے ہے مسئلہ کیا ہے تمہیں

ماہ رخ نے قریب ہو کر کہا جس پر تپ کر ادینہ نے اس کی طرف دیکھا۔وہ دونوں لان میں بیٹھی تھیں جہاں ادینہ اسے اپنی دکھ بھری داستان سنا رہی تھی گھر میں نکاح کی تیاری جوش و خروش سے جاری تھی۔

بکواس بند مجھے اس کی صورت اس کے کردار سے نہیں مسئلہ مجھے بس اس کے ساتھ یہ رشتہ قبول نہیں ہے دل نہیں مان رہا ہے بھئی بس

ادینہ نے ماتھے پر بل ڈال کر غصے سے گھورا اور سر نیچے جھکا کر گھاس کو نوچا۔

چلو جی نکاح کو چند دن باقی ہیں وہ محترم بری طرح تمھارے عشق میں مبتلا ہیں اور تم ابھی بھی ایک ہی لکیر پیٹ رہی ہو

ماہ رخ نے گہری سانس لی۔اور افسوس بھری نظروں سے ادینہ کی طرف دیکھا جو رو دینے کو تھی۔

کیا کروں کل پھر گئی تھی میں اس کے پاس

ادینہ نے لب کچلا۔ماہ رخ نے تجسس سے اس کی طرف دیکھا۔

پھر؟

ادینہ کو کندھے سے پکڑ کر سوال کیا۔

پھر کیا کوئی بات ہی نہیں سنتا میری مزاق بس اور اب تو دیکھتا ایسے ہے کہ

ادینہ نے لبوں کو باہر نکال کر روہانسی صورت بنائی جس پر ماہ رخ کا قہقہ امڈ آیا۔

ہائے۔۔۔

دل پر ہاتھ رکھ کر ماہ رخ نے آنکھ کے کونے کو دبایا۔اور شرارت سے اپنے سامنے بے بس سی بیٹھی ادینہ کی طرف دیکھا۔

تم بھی کم نہیں ہو میں پریشان ہوں یہاں اور تم ہو کہ مزے لے رہی قصے سن سن کر

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ نے جھنجلا کر دیکھا۔گھاس پر پھر سے تشدد کیا۔

سنو میری بات گہری سانس لو اور یہ دیکھو اس کی یہ والی پک اور سوچو اسے

ماہ رخ نے موبائل سکرین آگے بڑھائی۔جس میں وہ سیاہ شرٹ میں مسکرا رہا تھا۔لمبی پلکیں اور گہری کالی آنکھیں سانولی رنگت پر جچ رہی تھیں۔

کیا ہے اس میں زہر لگ رہا

ادینہ نے ہاتھ سے موبائل پیچھے کیا۔چہرے پر وہی بے زاری تھی۔ماہ رخ نے منہ کھول کر غصے سے دیکھا

پاگل کہیں کی بچپن کی نفرت کو ایک طرف رکھو

ماہ رخ نے پھر سے موبائل آگے کیا۔اور پیار سے کہا۔ادینہ نے پھر سے سکرین پر نظر ڈالی۔

رکھ دیا

ادینہ نے گہری سانس لے کر گود میں ہاتھ دھرے جبکہ نظریں سکرین پر تھیں جہاں میسم مسکرا رہا تھا۔

اب دیکھو اسے

ماہ رخ نے آبرو نچائے۔لبوں کو دانتوں میں دبایا۔

ہمم کیسا محسوس ہوا

ادینہ کے چہرے کا بغور جائزہ لیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ بھی نہیں

ادینہ نے کندھے اچکائے۔لبوں کو بچوں کی طرح باہر نکالا

دفعہ ہو پھر تم مجھے ایسا لگتا ہے مجھے ہو جائے گی اس سے محبت دیکھ دیکھ کر

ماہ رخ نے اس کے کندھے کو دھکا دیا اور پھر سے میسم کی تصویر کو دیکھا۔جبکہ وہ اب اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی۔

کر لو تم میری طرف سے اجازت ہے

ادینہ نے کپڑے جھاڑتے ہوئے قدم آگے بڑھا دیے۔

⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜

چاکلیٹ

میسم نے ہاتھ میں پکڑی چاکلیٹ اس کی آنکھوں کے آگے کی تھی۔وہ جو گھٹنے پر تھوڑی اٹکائے اداس سی بیٹھی تھی چونک کر دیکھا۔وہ ہاتھ میں چاکلیٹ پکڑے آنکھوں میں محبت بھرے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

نہیں چاہیے

ادینہ نے بے زاری سے چہرے کا رخ موڑا۔نکاح کو دو دن باقی تھے عزرا نے یونیورسٹی جانا بند کر دیا تھا اسکا۔

دیکھو سب کے لیے لے کر آیا ہوں جلدی سے لے لو کوئی آ نا جائے

میسم نے سرگوشی کے انداز میں کان کے قریب ہو کر کہا جس پر وہ اور جھنجلا گئی۔

مجھے یہ پسند نہیں ہے

چاکلیٹ پر ایک نظر ڈال کر نخوت سے جواب دیا۔اور خفا سا چہرہ پھر موڑ لیا جس پر وہ دل و جان سے ڈھیر ہوا۔ہلکے سے شہد رنگ کے جوڑے میں اداس سی وہ اس کے دل میں اتر رہی تھی۔

جھوٹ یہ تمھاری فیورٹ ہے پتہ ہے مجھے

میسم نے مسکرا کر چاکلیٹ کو آگے کیا پھر سے۔اس کے لاڈ اٹھانے میں سکون آتا تھا اب اسے ادینہ ہنوز سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی تھی۔

صرف دو دن رہ گئے ہیں اب تو چھوڑ دو یہ ضد

گہری سانس لے کر سنجیدہ سے لہجے میں کہتا اب وہ اس کے قریب بیڈ پر بیٹھ چکا تھا۔

اگر یہی میں تم سے کہوں

ادینہ نے گھور کر گردن کا رخ موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔

تم سے بہت محبت کرنے لگا ہوں اور ان سب سے بھی کرتا ہوں جو سب خوش ہیں

میسم نے مدھم سے لہجے میں کہا لبوں پر نرم سی مسکراہٹ تھی۔

تم خوش سب خوش لیکن میری خوشی

ادینہ نے سنجیدگی سے ماتھے پر بل ڈال کر دیکھا۔

تم واقعی میں خوش نہیں ہو

آہستہ سا دکھ بھرا لہجہ۔ادینہ نے چونک کر دیکھا وہ آج سے پہلے یوں سمجھدار سا نہیں لگا تھا۔

تم کیا چاہتی ہو بولو

پیار سے پوچھا۔چاکلیٹ کو ایک طرف رکھ کر ادینہ پر نظریں گاڑیں۔ادینہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔وہ تو اس کے انداز میں الجھ گئی

شادی نہیں کرنا چاہتی مجھ سے

اگلا سوال۔اور وہاں ہنوز وہی خاموشی تھی۔اچانک سے میسم کا یہ نرم سا روپ یہ سنجیدہ سا رویہ عجیب سا لگا۔

نہیں

ادینہ نے دو ٹوک انداز میں کہا۔جبکہ ذہن عجیب کشمکش کا شکار تھا۔

تو کوئی سولیڈ ریزن دو کیونکہ ایسے تو اتنے سارے لوگوں کا دل نہیں دکھا سکتا نہ

میسم نے گہری سانس لی۔مسکرا کر کہا۔میٹھی سی مدھم آواز تھی جس میں آج سے پہلے وہ اس سے مخاطب نہیں ہوا تھا۔

اور میرا جو دکھ رہا وہ

ادینہ نے نظریں ایک لمحے کے لیے اس کی نظروں سے ملائیں۔اور پھر کچھ تھا ایسا اس لمحے میں کہ وہ ساکن سی ہو گئی میسم کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی۔ادینہ کو ایسا لگا جیسے دل ڈوب گیا ہوا نیچے کو۔

تمھارے دل کے ہر ہر زخم پر مرہم رکھوں گا وعدہ ہے میرا تمھاری پریشانی نہیں ہے مجھے تمہیں سنبھال لوں گا

نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ بے خود سی آواز میں کہا۔ادینہ نے حیران سا ہو کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔کیا یہ اتنی محبت کرتا ہے مجھ

سے اس کی آنکھوں میں موجود نمی ادینہ کے دل کو میٹھا سا سرور دینے لگی۔

بس تم کوئی وجہ تو ایسی بتاؤ جو اتنی پاورفل ہو کہ میں

خماری سے بھری آواز میں کہتا ابھی وہ فقرہ مکمل نہیں کر پایا تھا جب عقب سے ابھرتی آواز پر دونوں چونک گئے۔

میسم بھائی

ندا نے کمر پر ہاتھ دھر کر غصے سے دیکھا۔وہ اور اریبہ شرارت سے کھڑی مسکرا رہی تھیں۔ندا عابدہ کی بیٹی تھی۔اور وہ اور اریبہ ان دونوں کی پوری نگرانی میں تھیں آجکل۔

نکلیں باہر نکلیں

ندا نے آگے بڑھ کر میسم کو بازو سے پکڑ کر اٹھا دیا۔اریبہ بھی ہنس رہی تھی اب میسم بھی قہقہ لگا رہا تھا ادینہ ساکن سی بیٹھی بس میسم کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

کیا ہے تم لوگوں کو

وہ ہنستے ہوئے اب ان کے دھکے کھا رہا تھا۔اور باہر کی طرف جا رہا تھا۔وہ پیارا لگ رہا تھا۔

سوچ رہیں ہوں گے آپ لوگ کس کو پیارا لگ رہا تھا۔

ارے بھئی وہی جو سامنے تھوڑی دیر پہلے اداس سی صورت بنائے بیٹھی تھی اس کو بابا اس کو پیارا لگ رہا تھا اس وقت

شرم کر لیں تھوڑی سی وہ بھی

ندا نے آنکھیں سکیڑ کر ہاتھ لی انگلیوں کو ملا کر شرارت سے کہا اریبہ اور ندا قہقے لگاتیں اسے باہر لے گئی تھیں۔ادینہ نے آہستہ سے پاس پڑا موبائل اٹھایا فیس بک کھولی اور پھر میسم کی وہی تصویر سکرین پر زوم کیے وہ دیکھ رہی تھی۔لیکن یہ کیا لب مسکرا رہے تھے۔

امی مجھے چٹکی کاٹیں ادینہ مسکرا رہی ہے اللہ یہ لڑکی مسکرا رہی ہے

اریبہ نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر عزرا کی طرف دیکھا۔ادینہ نکاح کا جوڑا پہنے مسکرا رہی تھی۔

جوڑا کچھ دیر پہلے ہی بوتیک سے آیا تھا جس کو ادینہ پہن کر چیک کر رہی تھی۔وہ آج اتنے دن بعد مسکرائی تھی۔عزرا اور اریبہ سامنے پلنگ پر بیٹھی تھیں اور وہ اب سامنے سنگھار میز کے آئینے میں خود کو دیکھ رہی تھی عزرا نے ایک خفگی بھری نظر اریبہ پر ڈالی اور پھر سرشار سی محبت بھری نظر ادینہ پر ڈالی جو نکاح کے خوبصورت جوڑے میں دمک رہی تھی۔اور اس کے گلابی گال اور دلکش مسکراہٹ اسے اور حسین بنا رہی تھی۔

اس کی یہ مسکراہٹ کل رات سے اس کے چہرے پر سجی تھی لیکن اریبہ اور عزرا نے اب دیکھی تھی۔

ارے ہٹ شرارتی کہیں کی میری بیٹی خوش رہے یوں ہی ہمیشہ

اریبہ کو ڈپٹنے کے انداز میں ایک چپت لگا کر گھورتی اب وہ اٹھ کر ادینہ کو اپنے ساتھ لگا چکی تھیں۔ادینہ انکے گرد بانہوں کا گھیرا مضبوط کیے بھر

www.neweramagazine.com

پور طریقے سے مسکرا دی۔ساری رات وہ میسم کو اور اسکی باتوں کو سوچتی رہی اور پھر وہ جیت گیا اور تاج پہن کر تخت پر براجمان ہوا

میسم بہت اچھا ہے

عزرا نے دھیرے سے کان میں سرگوشی کی تو وہ مسکرا دی۔عزرا نے نرمی سے اسے خود سے الگ کیا اپنی آنکھوں میں ائی نمی کو انگلی کے پور سے صاف کیا۔ادینہ کے ماتھے پر بوسہ لیا۔

ایسے ہی مسکراتی رہو ہمیشہ

ادینہ کے گال کو آہستہ سا تھپکا اریبہ بھاگ کر ان دونوں کے درمیان میں آ گئی تھی اب تینوں نے پھر سے ایک دوسرے کو ساتھ لگا لیا

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

سر ابرار کا میسج تھا پہنچا دیا میں نے تمہیں آگے تمھاری مرضی

فہد نے بائیک سے اتر کر ہوا میں ہاتھ اٹھائے اور کندھے اچکائے۔میسم نے خفگی بھری نظر ڈالی۔اور ایسے فہد کی طرف دیکھا جیسے اس کی ذہنی

حالت پر شبہ ہو۔

عجیب بات کر رہا یار میرا نکاح ہے اس دن اور شام تک سلیکشن

میسم نے ہتھیلی کا اشارہ اس کی طرف کرتے ہوئے سر کو ہوا میں مارا۔

تو یار نکاح کے فوراً بعد نکل جائیں گے تو کہہ کر نکاح جلدی کا رکھوا لے آج شام کا

فہد نے جوش میں آ کر اسے مفید مشورے سے نوازہ

لاہور میں مشہور کرکٹر زبیر اکبر نے پاکستان لیگ کے لیے لاہور ٹیم میں تین ن ئے لڑکے لینے کے لیے آڈیشن رکھا تھا۔سر ابرار میسم کو بچپن سے جانتے تھے انہیں جب اس آڈیشن کی خبر ہوئی تو انہوں نے پہلے خود میسم سے رابطہ کیا پر جب میسم کی طرف سے کوئی پیش رفت نہیں ہوئی تو انہوں نے پھر سے فہد کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ میسم کو یہ موقع ہر گز نہیں گنوانا چاہیے۔

اور ویسے بھی کہاں مانیں گے گھر والے جواد چاچو کے علاوہ ابا کا پتا ہے

کتنی نفرت ہے انہیں کرکٹ سے

میسم نے کمر پر ہاتھ دھر کر ماتھے پر بل ڈالے۔وہ یہ پیش کش تین دن پہلے رد کر چکا تھا۔جواد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے وہ بھی کرکٹ کو ایک شوق کی حد تک رکھنے پر گھٹنے ٹیک چکا تھا۔

مطلب تم یہ موقع گنوا رہے ہو

فہد نے گہری سانس لی اور بائیک کے ساتھ ٹیک لگائی۔افسوس بھری نظر میسم پر ڈالی۔وہ ان چند لوگوں میں سے ایک تھا جو میسم کے اندر موجود ایک بہترین کھلاڑی کو دیکھ سکتے تھے۔

کیا موقع بھئی

میسم نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھتے ہوئے سر کو ہوا میں مارا اور سامنے موجود پلازے کو کھوجتی نظروں سے دیکھا۔

انڈر اسٹیمیٹ مت کر خود کو

فہد نے گھور کر خفگی سے دیکھا۔میسم بے ساختہ قہقہ لگا گیا۔جانتا تھا یہ

خفگی اور غصہ فہد کی محبت ہے اس کے لیے۔

اچھا چل چھوڑ اب شاپنگ کروا دے گا میرے ساتھ یا نہیں اچھا دوست ہے تو دولہے کا

میسم نے اس کے گرد بازو کا گھیرا تنگ کیا۔نکاح میں ایک دن رہ گیا تھا اور اس کی جوتے کی خریداری ابھی باقی تھی جس کے لیے وہ فہد کو ساتھ لایا تھا۔

ویسے بھی میں نے سوچ لیا ہے میں ڈاکٹر بنوں گا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فہد کے ساتھ قدم سے قدم ملاتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا۔جس پر چونک کر فہد نے اس کی طرف دیکھا

ائیں

فہد کی آنکھیں حیرت سے ابل پڑی تھیں۔جس پر وہ بڑے عزم سے مسکرا دیا۔

ائیں کیا سائیکاٹرسٹ بنوں گا پھر میں اور ادینہ کلینک بنائیں گے

لبوں کو منہ کے اندر کیے آبرو کو اوپر نیچے کرتا ہوا وہ تائیدی نظروں سے سامنے کھڑے فہد کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔فہد اب ناک پھلائے آنکھیں سکیڑے گھور رہا تھا۔اور وہ مسلسل مسکراہٹ دبا رہا تھا جو فہد کی اس حالت کو دیکھ کر بے قابو ہو رہی تھی۔

ہاں تو اُدھر بیٹھ کر لوگوں کے چھکے چھڑائے گا بس کر دے بھائی

فہد نے کندھا جھٹک کر میسم کے ہاتھ کو گرایا اور معافی کے انداز میں اس کے آگے ہاتھ جوڑے۔

ادینہ ادینہ ارے او بھائی کوئی بات نہیں ضروری نہیں ڈاکٹر بن گئی لڑکی تو ڈاکٹر سے ہی ہو شادی

فہد نے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ماتھے پر شکن لا کر کہا۔

وہ تو یہی چاہتی ہے نہ

میسم نے گہری سانس لے کر راہ میں پڑے پتھر کو تھوڑا سا اچھل کر

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پاؤں سے ایک طرف کیا وہ دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے ہوئے تھا۔

او میرے بھائی وہ ڈاکٹر چاہتی ہے نارمل ڈاکٹر پاگلوں کا ڈاکٹر نہیں

فہد نے قہقہ لگاتے ہوئے ہاتھ کا اشارہ میسم کے چہرے کی طرف کیا۔جس پر میسم نے ساختہ اس کی گردن پر چپت لگائی۔

آج کل لوگ جسمانی سے زیادہ زہنی مریض ہیں بیوقوف ادینہ سے اچھا کماؤں گا میں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم نے بڑی شان سے شرٹ کے کالر پکڑ کر آبرو چڑھائے۔وہ دوکان کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو چکے تھے۔

میسم میسم بات سن

جواد احمد کے جھنجوڑنے پر کسمسا کر وہ سیدھا ہوا۔وہ اس کے اوپر جھکے ہوئے تھے۔میسم نے نیند سے بوجھل آنکھیں بمشکل کھولیں۔

جی چاچو

انگڑائی لیتا ہوا وہ نیند سے بوجھل آواز میں کہتا ہوا تکیے کے سہارے تھوڑا سا اوپر ہوا۔

ادینہ کو یونیورسٹی سے لانا ہے اور مجھے کالج ڈراپ کر دے

جواد احمد نے عجلت میں شرٹ کے کف بند کرتے ہوئے کہا۔میسم نے فوراً گردن گھما کر گھڑی طرف دیکھا دوپہر کے دو بج رہے تھے۔

ادینہ یونیورسٹی گئی ہے؟

حیرت سے پوچھتا اب وہ کمبل کو خود پر سے اٹھاتا سلیپر کو پاؤں میں آڑا رہا تھا۔کل نکاح تھا اور عزرا نے تو چار دن سے اسے گھر بیٹھا رکھا تھا۔

ہاں پوچھ کر گئی ہے ابا سے کوئی ضروری کام تھا اس کو یونیورسٹی میں

جواد نے اسے جلدی کرنے کا اشارہ کرتے ہوئے مصروف سے انداز میں کہا۔

مجھے کام ہے کالج میں ضروری تو اسے لے کر گھر آ جانا

وہ واش روم کی طرف ٹریوزر تبدیل کرنے کی غرض سے بڑھ رہا تھا جب اسے عقب سے جواد کی آواز سنائی دی بنا دیکھے سر ہلاتا وہ واش روم میں گھس گیا تھا

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

واہ واہ میسنی آنکھوں میں نمی دیکھی اور بس ہو گئی کلین بولڈ

ماہ رخ نے ادینہ کے کندھے پر چپت لگائی۔ادینہ نے شرارت سے آنکھیں نکالیں۔اور مسکراتے ہوئے قدم آگے بڑھائے۔یہ یونیورسٹی کی لمبی سی راہداری تھی جس کے ارد گرد کمرہ جماعت تھے۔ماہ رخ نے بھی ادینہ کے ساتھ ساتھ قدم بڑھا دیے۔وہ آفس سے باہر کام نمٹانے کے بعد نکلی تو ماہ رخ کو اپنے اور میسم کے بارے میں بتا رہی تھی۔جس پر ماہ رخ حیرانگی اور خوشی کے ملے جلے اثرات میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

نہیں اور بھی تھا کچھ

ادینہ نے مسکراہٹ کو چھپاتے ہوئے نچلے لب کو دانتوں میں دبایا جب

کہ آنکھیں عجیب سی چمک لیے ہوئے تھیں۔چہرہ ایک انوکھے سے احساس کے زیر اثر گلابی رنگت میں تبدیل ہو رہا تھا۔

اچھا جی۔۔۔۔اور کیا

ماہ رخ نے اس کے چہرے کا بغور جائزہ لیتے ہوئے شرارت سے پوچھا۔

ادینہ نے شرمانے کے سے انداز میں کانوں کے پیچھے بالوں کی آوارہ لٹ کو قابو کیا۔

اتنا میچور کبھی نہیں لگا تھا مجھے جتنا اس دن

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ مسکراتے ہوئے کھوئے کھوئے سے انداز میں گویا ہوئی آنکھوں کے آگے وہی منظر گھوم گیا جب اس نے میسم کی آنکھوں میں جھانکا تھا

میں تو یہ سمجھ رہی تھی بس ایسے ہی لا پرواہ سا ہے اور مجھ سے محبت کا دعویٰ بھی بچپنا ہے اس کا پر اس کے الفاظ

ادینہ نے چمکتی آنکھوں کے ساتھ مسکرا کر ماہ رخ کی طرف دیکھا ماہ رخ مسکراتے ہوئے دلچسپی سے بھنوں کو جنبش دی جیسے اس سے اب صبر

نہیں ہو رہا تھا۔

کہتا تمھارے دل کے ہر زخم پر مرہم رکھوں گا سنبھال لوں گا تمہیں

ادینہ نے گلابی ہوتے گالوں کے ساتھ سرشار سے انداز میں کہا۔وہ اتنے دن بعد اتنی پرسکون ہوئی تھی۔بے چین سی روح کو جیسے سکون آیا تھا۔

ائے ہائے کیا بات ہے

ماہ رخ نے اپنے کندھے کو ادینہ کے کندھے سے ٹکرایا۔وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو ہو ہی گئی جی اچانک والی محبت کہتی تھی نہ میں

ماہ رخ نے پر جوش انداز میں باہوں کا گھیرہ ادینہ کے گرد کیا۔جس نے کچھ پر سوچ سے انداز میں آنکھوں کو سکوڑ کر ماہ رخ کی طرف دیکھا۔

پتہ نہیں کیا ہے محبت ہے یا کچھ اور پر اچھا لگ رہا کل سے سب

ادینہ نے پر سکون انداز میں سانس لیا۔سر کو جھکا کر راہداری کے فرش پر اٹھتے اپنے قدموں کی طرف دیکھا۔

چلو تھوڑا سا پیار ہوا ہے تھوڑا ہے باقی

ماہ رخ نے لہک لہک کر گانا شروع کیا۔جس ہر بے ساختہ دونوں کا قہقہ گونجا۔

اچھا مجھے زیادہ دیر انتظار نہیں کرانا جلدی آ جانا کل ہاں

ادینہ نے آنکھیں نکال کر خبرادر کرنے کے انداز سے ماہ رخ کی طرف دیکھا۔جو پرجوش انداز میں زور زور سے اثبات میں سر ہلانے لگی تھی۔

جی جی بلکل جناب وقت پر اؤں گی

ماہ رخ نے سینے پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا سا جھکتے ہوئے کہا۔ادینہ کے چہرے پر سے مسکراہٹ ایک دم سے غائیب ہوئی۔نظریں حیرت سے سامنے گھٹنوں میں سر دیے نفوس پر تھیں۔

ایک منٹ

ادینہ نے چلتے چلتے ایک دم سے ماہ رخ کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔یہ لابریری کے قریب اوپری منزل کا زینہ تھا جو کچھ خاموش جگہ تھی

یہاں طلبہ بہت کم دکھائی دیتے تھے۔وسیع زینے کے جنگلے کے قریب روشان حمدانی گھٹنوں میں سر دیے بیٹھا تھا۔وہ آج بہت دن بعد یونیورسٹی میں نظر آیا تھا۔

یہ روشان حمدانی ہے

ادینہ نے انگلی کا اشارہ لابریری کے قریب سیڑھیوں کی طرف کیا۔ماہ رخ نے انگلی کے اشارے کی طرف گردن گھمائی۔اب اس کے چہرے پر بھی مسکراہٹ کی جگہ حیرت اور سنجیدگی نے لے لی تھی۔وہ روشان حمدانی ہی تھا۔

ہاں وہی لگ رہا ہے رک اسے کیا ہوا

ماہ رخ نے آگے قدم بڑھائے ادینہ بھی اس کے پیچھے چل دی تھی۔دونوں اب روشان کے بلکل سامنے کھڑی تھیں وہ گھٹنوں میں سر دیے ہنوز ان کی آمد سے بے خبر تھا۔

روشان ایوری تھنگ از اوکے

ماہ رخ نے تھوڑا سا نیچے جھک کر نرم سے لہجے میں پوچھا روشان نے چونک کر سر اوپر اٹھایا۔چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔وہ شرمندہ سا ہو کر فوراً گالوں پر موجود آنسو صاف کرنے لگا۔

روشان آپ آپ رو کیوں رہے ہیں؟

ماہ رخ نے گھبرا کر پوچھا۔ادینہ بھی حیران سی اور پریشان سا چہرہ لیے اس کی طرف دیکھ رہی تھی روشان کا چہرہ اور آنکھیں بری طرح سو جی ہوئی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہ نہیں تو

آنسوؤں میں بھیگی آواز میں روشان نے جلدی سے گال دوبارہ صاف کیے۔ادینہ اور ماہ رخ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

روشان سب ٹھیک ہے آپ کچھ دن سے یونیورسٹی بھی نہیں آ رہے تھے

ادینہ نے بھی پریشان سے لہجے میں نرمی سے پوچھا۔روشان کچھ دیر

خاموش رہا اس کی نظر فرش پر ٹکی تھی۔

ائی لوسٹ مائی مدر لاسٹ سنڈے

روشان نے منہ کھول کر تکلیف سے سانس خارج کیا۔آنکھوں میں موجود آنسو جو وہ روکے ہوئے تھا پھر سے بہنے لگے۔

اوہ انّاللّٰہ وانا الیہ راجعون

ادینہ اور ماہ رخ نے یک لخت ایک ساتھ الفاظ ادا کیے۔روشان کے اندر کی تکلیف اس کی حالت سے واضح تھی مرد چاہے جتنا بھی مضبوط ہو ممتا ایک ایسی نعمت ہے جس کا چھن جانا اندر کاٹ دیتا ہے۔

روشان ہمت کریں پلیز

ادینہ فائل کو گود میں رکھتی کچھ فاصلے پر اسی زینے پر بیٹھ چکی تھی۔ جہاں روشان بیٹھا تھا۔دونوں جانتی تھیں روشان کا کوئی دوست نہیں ہے۔اور اس لمحے اسے دلاسہ دینا ان کا فرض تھا۔روشان کے آنسو لگاتار بہہ رہے تھے۔

ادینہ میں پانی لے کر آتی ہوں رکو

ماہ رخ نے پریشان سے لہجے میں کہتے ہوئے ایک نظر روشان پر ڈالی اور تیز تیز قدم راہداری کی طرف بڑھا دیے۔وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کنٹین کی طرف جارہی تھی جب سامنے سے آتے میسم پر نظر پڑی۔ماہ رخ مسکراتی ہوئی میسم کی طرف بڑھی

ہے میسم آپ میسم مراد ہو ادینہ کے کزن؟

ماہ رخ نے انگلی کا اشارہ کر کے روکا تھا۔میسم حیران سا رکا اور پھر مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔گو کہ وہ ادینہ کی بیسٹ فرینڈ تھی لیکن دونوں کا ایک دوسرے کے گھر آنا جانا اتنا زیادہ نہیں تھا جس کے باعث میسم کی اور اس کی باقاعدہ ملاقات کبھی نہیں ہوئی تھی۔

میں ماہ رخ ادینہ کی دوست

ماہ رخ نے پر جوش انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔میسم جو حیران سا رکا تھا اور ذہن پر زور دے رہا تھا کہ اس نے کہاں دیکھا ہے اسے ایک

دم سے لب بھینچ کر دھیرے سے مسکرا دیا۔

اسلام علیکم ادینہ کہاں ہے؟

میسم نے سلام کے بعد ارد گرد نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا۔وہ اسے لینے کے لیے تو آ گیا تھا عجلت میں پر یہاں آ کر یاد آیا کہ وہ اپنا فون گھر بھول آیا ہے اب باہر بیٹھ کر انتظار کرنے کے بجائے وہ یونیورسٹی کے اندر آ چکا تھا۔

وہ سامنے لائبریری کے پاس آپ چلیں میں آتی ہوں

NEWERAMAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہ رخ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے راستہ بتایا اور خود مسکراتی ہوئی کنٹین کی طرف بڑھ گئی۔میسم نے مسکراہٹ کے جواب میں مسکرا کر دیکھا اور قدم اسی طرف بڑھا دیے جس طرف ماہ رخ نے اشارہ کیا تھا۔وہ پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے راہداری سے گزرتا ہوا تھوڑا سا آگے ہی آیا تھا جب اس کے قدم ایک طرف کے منظر نے جکڑ لیے۔بائیں طرف زینے پر موجود لڑکا بری طرح رو رہا تھا اور ادینہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے بیٹھی تھی چہرے پر کرب تھا تکلیف تھی۔

قدم تو جیسے زمین میں پیوست ہو گئے تھے۔دل میں عجیب سی گھٹن کا احساس بڑھنے لگا تھا۔

کوئی سولیڈ ریزن تو دو

بس مجھے تم سے شادی نہیں کرنی ہے

اور میرا جو دکھ رہا وہ

مختلف فقروں کی بازگشت ذہن کی دیواروں سے ٹکرانے لگی تھی۔

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

قدم پیچھے پلٹنے لگے تھے۔دھیرے دھیرے رخ پلٹا نہیں تھا پر قدم پیچھے جانے لگے تھے۔پینٹ کی جیبوں سے ہاتھ باہر نکل رہے تھے۔

اور میری خوشی ادینہ کے الفاظ کی بازگشت ذہن کی دیواروں پر ہتھوڑے چلا رہی تھی۔وہ جو لڑکا اس کے سامنے بیٹھا اس کی محبت میں آنسو بہا رہا تھا اس سے لاکھ درجے بہتر تھا۔

دل میں ٹیس اٹھی۔آہ۔۔۔

ایک چبھن سی مرچیں جیسے آنکھوں میں ڈال دے کوئی آنکھیں جل گئی تھیں۔میٹھیاں بھینچ لی تھیں کہ شاید اس سے دل کی تکلیف کم ہو گی۔

سفید رنگت بھرا جسم براؤن بال اور ڈاکٹر لبوں کو بھینچے وہ تزلیل سے لرزتے وجود کو لیے یونیورسٹی کے مین گیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔آنکھوں کے آگے وہ منظر منجمند ہو گیا تھا ادینہ کا سفید ہاتھ اس لڑکے کندھے پر تھا۔

چھوڑو میرا ہاتھ میسم اور انکار کرو

آنکھوں کے آگے ادینہ اس سے بے زاری سے ہاتھ چھڑاتی گھوم گئی۔بس پھر قدم رکے نہیں تھے رکے تو گاڑی کے قریب جا کر۔

روشان پانی پیءیں پلیز

ماہ رخ نے روشان کی طرف پانی کی باٹل بڑھائی۔روشان نے بھیگی پلکیں اوپر اٹھائیں اور پانی کی باٹل پکڑی۔

ادینہ میسم آیا ہے باہر لینے تمہیں

ادینہ کی طرف دیکھتے ہوئے ماہ رخ نے ارد گرد میسم کی تلاش میں نظریں دوڑائی۔ادینہ نے تائید کے لیے مسکرا کر ماہ رخ کی طرف دیکھا جس پر اس نے جوش سے سر ہلایا۔

اچھا!!!! اوہ چلیں میں چلتی ہوں

خوشگوار سی حیرت چہرے پر سجائے وہ اٹھی تھی۔اب اس کی جگہ ماہ رخ بیٹھ چکی تھی اور ادینہ مسکراتی ہوئی باہر کی طرف بڑھ گئی۔ارد گرد گردن گھماتی میسم کو تلاش کرتی وہ بیرونی گیٹ تک پہنچ گئی تھی اور جناب واقعی سامنے کار کی پشت سے ٹیک لگائے سر جھکائے کھڑے تھے۔

جو لوگ سمندر میں بھی رہ کر رہے پیاسے

اک ابر کا ٹکڑا انہیں کیا دے گا دلاسے

مانا کہ ضروری ہے نگہبانی خودی کی

بڑھ جائے نہ انسان مگر اپنی قبا سے

برسوں کی مسافت میں وہ طے ہو نہیں سکتے

جو فاصلے ہوتے ہیں نگاہوں میں ذرا سے

تو خون کا طالب تھا تری پیاس بجھی ہے؟

میں پاتا رہا نشوونما آب و ہوا سے

مجھ کو تو مرے اپنے ہی دل سے ہے شکایت

دنیا سے گلہ کوئی نہ شکوہ ہے خدا سے

ڈر ہے کہ مجھے آپ بھی گمراہ کریں گے

آتے ہیں نظر آپ بھی کچھ راہنما سے

دم بھر میں وہ زمیں بوس ہو جاتی ہے

تعمیر نکل جاتی ہے جو اپنی بِنا سے

میسم مراد تو یہ ہے وہ سولیڈ ریزن جس کو بتانے کے لیے وہ جھجکتی رہی

وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے اور وہ کوئی اور اس سے اتنی محبت کرتا

ہے کہ اس کے سامنے آنسو بہا رہا تھا۔اور اس کی آنکھ سے گرنے والے

ہر آنسو کی تکلیف ادینہ شیراز کے چہرے پر موجود کرب سے جھلک رہی

تھی۔

چلیں

میسم کے کانوں سے مدھم سی بازگشت ٹکرائی چونک کر دیکھا تو وہ ظالم چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ سجائے اپنے اندر کے کرب کو چھپائے کھڑی تھی۔

میسم نے خاموشی سے گہری سانس اندر کھینچی اور سر ہلاتا اب وہ گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا اور وہ گھوم کر گاڑی کے دوسرے دروازے تک آ چکی تھی۔

دروازہ کھول کر سٹیرنگ کو مضبوطی سے پکڑے سیٹ کے پشت سے سر ٹکائے وہ ضبط کے عالم میں تھا جب وہ برابر کی سیٹ پر بیٹھی۔

خاموش کیوں ہے اتنا ادینہ نے گردن کو ہلکا سا خم دے کر چور سی نظر ڈالی جو انتہا کی سنجیدہ شکل بنائے اب گاڑی سٹارٹ کر رہا تھا۔

اس کے اس سنجیدہ سے انداز کو لے کر دل میں گدگدی سی ہوئی۔تو کل

میرے ساتھ بیٹھا یہ شخص میری زندگی کا ایک اہم رکن ہو گا۔ایسا رکن جس سے روح وجود دل ہر چیز کا رشتہ ہو گا۔ادینہ نے ایک چور نظر پھر سے ڈالی

گاڑی کو چلاتا سنجیدہ سی شکل بنائے وہ اسے آج اتنا مختلف کیوں لگ رہا تھا اس کے ماتھے پر ائے تھوڑے سے بال اس کی آنکھوں پر جھکی لمبی پلکیں بڑھی ہوئی شیو سانولی رنگت۔بھرے سے خوبصورت تراش کے لب ان کے کونوں کے قریب اور گالوں کے ہلکے سے گڑھے۔سٹیر نگ پر جمے مضبوط ہاتھ تھوڑے کف فولڈ کیے ہوئے بازو ان پر موجود بال گردن سے ابھرتی چھوٹی سی گلٹی۔تیکھا سا ناک۔

کیا ہوا گیا ہے مجھے ادینہ نے گہری سانس لیتے ہوئے دل کو سرزنش کیا۔فورا اس پر سے نظریں ہٹائیں آج سے پہلے یوں کبھی نہیں دیکھا تھا میسم کو۔اور آج جب دیکھا تو دل چاہ دیکھتی رہے۔

میسم

مدھر سی آواز کی بازگشت نے گاڑی میں موجود دونوں نفوس کے

درمیان کی خاموشی کو توڑا۔میسم جو خیالات کے لاوے میں جلتا ہوا بہہ رہا تھا چونک کر دیکھا۔وہ سر جھکائے اپنے ہاتھوں پر نظریں ٹکائے بیٹھی تھی۔بالوں کی آوارہ لٹیں چہرے کے اطراف کو ڈھکے ہوئے تھیں۔

تو میسم مراد آ گئی وہ گھڑی کر لو خود لو مضبوط وہ آج تمہیں بتا دے گی کہ وہ کیا ریزن ہے جیت گیا وہ خوبصورت کامیاب ڈاکٹر اور ہار گئے تم تم بے کار کم شکل شخص میسم کے دل میں عجیب سی چبھن ہوئی۔

ہمم بولو

گلے میں کوئی گولا سا اٹک رہا تھا جسے نگلتے ہوئے اس نے بمشکل مختصر لفظ ادا کیے۔گلے کی گلٹی نے اوپر نیچے سفر طے کیا ضبط کے احساس کو بچاری ہی تو قابو کیے ہوئے تھی دل تو عنقریب جیسے پھٹنے کو تھا۔

میسم میں نکاح کے لیے راضی ہوں

ادینہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ مسکراہٹ دبا کر کہا۔دل اس تیزی سے دھڑکا تھا کہ گردن سر کا بوجھ نہیں اٹھا پا رہی تھی۔اب وہ بے تابی سے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم کی طرف سے کوئی جواب سننے کی منتظر تھی۔

اس کی الفاظ پر چونکا اوہ ادینہ کیوں دے رہی ہو یہ قربانی میسم نے سٹیرنگ پر گرفت اور مضبوط کی گاڑی کی رفتار ایک جھٹکے سے بڑھی۔

افف اتنی خوشی ادینہ نے ڈیش بورڈ سے ہاتھ ٹکا کر خود کو سنبھالہ میسم کے گاڑی کی رفتار بڑھا دینے پر بے ساختہ ادینہ نے ایک ہاتھ اپنے منہ پر رکھا جبکہ دوسرا ہاتھ ابھی بھی ڈیش بورڈ کو تھامے ہوئے تھا۔شرم سے چہرہ گلابی ہو رہا تھا جسے وہ اپنے ہاتھوں سے ڈھک چکی تھی۔میسم کے گاڑی کی رفتار بڑھا دینے پر ادینہ کو اس دن اس کے بائیک کی رفتار بڑھا دینے کا واقع یاد آیا۔لب بے ساختہ اس دن کی قربت پر مسکرا دیے۔

افف اس دن کس طرح قریب تھی میں۔شرم سے پانی پانی ہو گئی۔

تمہیں ضرورت نہیں ادینہ بلکل نہیں اپنی محبت قربان کرنے کی ضرورت نہیں میں میں توڑ دوں گا سب کے دل میں دے دوں گا سب کو دکھ میں بن جاؤں گا سب کی نظروں میں برا پر تمہیں وہ شخص ضرور ملے گا

تم اس سے سچی محبت کرتی ہو میں کیوں زبردستی کا رشتہ قائم کروں میں میسم مراد بے شک تم سے بے انتہا محبت کرتا ہوں اتنی محبت کے ان تین سالوں میں تمھارے لیے سب بھول گیا لیکن میں خود غرض نہیں ہر گز نہیں۔

گاڑی کے تیزی سے گھومتے پہیوں کے ساتھ ساتھ اس کے دماغ میں سوچیں گھوم رہی تھیں۔ایک نظر ادینہ پر ڈالی تو وہ دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھکے رو رہی تھی۔

افف زور سے گاڑی کی پشت پر سر دے مارا۔کیوں دے رہا ہوں اسے اتنا دکھ میں۔

گاڑی ایک چرچراہٹ سے رکی تھی۔ادینہ تیزی سے گاڑی سے نیچے اتری تھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی گھر کے بیرونی گیٹ سے اندر چل دی۔

دل کی دھڑکنوں کی یہ بے ترتیبی سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی۔بھاگتی ہوئی مسکراہٹ دباتی وہ گھر میں داخل ہوئی۔ایک سکون تھا آج بے شک نانا ابو کا فیصلہ غلط نہیں تھا۔لب کے کونے کو دانتوں میں دبائے مسکراتی

اوپر کے زینے چڑھ رہی تھی۔اُفف کتنی پاگل تھی میں ہنستے ہوئے لبوں کو باہر نکال کر اپنے ہی سر پر چپت لگا ڈالی۔

میسم میسم لاہور آ گیا ہے

فہد نے کندھا ہلایا تو وہ چونک کر سیدھا ہوا۔گردن گھما کر ارد گرد دیکھا کب سے آنکھیں موندے بیٹھا تھا اب آنکھیں کچھ چندھیا سی رہی تھیں گہری سانس لی ہونٹ بے تحاشہ خشک ہو رہے تھے۔اور آنکھیں جل رہی تھیں۔رات کے بارہ بج رہے تھے سب لوگوں نے بتیاں جلا دی تھیں اور سامان سمیٹ رہے تھے۔لاہور ٹرین کا آخری سٹیشن تھا اس لیے لوگ تسلی سے آنکھیں ملتے جمائیاں لیتے ٹرین سے اتر رہے تھے۔

ہاں چل

میسم نے لبوں کو بھینچ کر سانس اندر کھینچی اٹھ کر چھوٹے سے بیگ کو کندھے پر ڈالا۔فہد اس کے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا۔

جانا کہاں ہے پہلے یہاں ہے کوئی جاننے والا رات کیسے گزارنی ہے

آڈیشن تو گزر چکا اب صبح دیکھیں گے کیا کرنا ہے

فہد نے کمر پر ہاتھ دھر کر سڑک کے دائیں اور بائیں ٹریفک پر نظر دوڑائیں سٹیشن سے باہر نکل کر وہ اب سڑک پر کھڑے تھے۔سڑک گزرتی ٹریفک کی جلتی بتیوں سے روشن تھی۔

نہیں ایسا کوئی خاص نہیں دور کے رشتہ دار جن کی طرف جا نہیں سکتا اور ایک دوست کا کزن پڑھتا یہاں پر ابھی موبائل بند ہی رکھنا ہے

میسم نے آبرو پر انگلی پھیرتے ہوئے اداسی سے کہا۔پھر گردن گھما کر فہد کی طرف دیکھا جو اب پر سوچ انداز میں لب کچل رہا تھا۔

تمھارا ہے کوئی جاننے والا

لبوں کو منہ کے اندر لے جا کر ماتھے پر شکن نمودار کرتے ہوئے پوچھا

مسئلہ اب سارا رات کا تھا چار ہزار میں کھانا پینا رہائش آنے جانے کے کرائے۔

ہیں پر سیم پرابلم چل کوئی نہیں کرتے ہیں کچھ انتظام پہلے کچھ کھا لیتے

ہیں

فہد نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا۔اگر میں بھی اسی کی طرح پریشان ہوتا رہوں گا تو یہ ہمت ہارے گا۔فہد نے دل میں سوچ کر لبوں پر مسکراہٹ کو اور بڑھایا

کسی سستی جگہ پر چلنا ہے کل صبح کو اکیڈمی پہنچنا ہے

میسم نے نظریں چراتے ہوئے گہری سانس باہر خارج کی۔اور مریل سے قدم فہد کے ساتھ ملائے۔جو اب شاید سواری کی تلاش میں ارد گرد نظریں دوڑا رہا تھا۔

ہمم چل پھر فوڈ سٹریٹ

فہد نے پرسوچ انداز میں کہا۔اور کچھ دور کھڑے رکشے کو ہاتھ کا اشارہ دیا۔

بس یہی دیکھنے کو زندہ تھا میں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

احمد میاں نے مراد کے ہاتھ کو پھر سے اپنے ہاتھ سے دور کرتے ہوئے نقاہت سے لرزتی آواز میں دکھ سے کہا۔مراد نے گہری سانس لی اور میڈیسن کی ٹرے ایک طرف بیڈ کے سائیڈ میز پر رکھی۔نظریں اٹھا کر سامنے بیٹھے جواد اور عابدہ کی طرف دیکھا سب کے چہرے ایک جیسے ہی اترے ہوئے تھے ایک جیسا ہی تو دکھ تھا سب کا۔

ابا جی آپ طبیعت خراب کر لیں گے اپنی

مراد نے پھر سے احمد میاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو سر نیچے گرائے اپنی عمر سے کہیں زیادہ ضعیف لگ رہے تھے۔پتہ نہیں کیا سوچ جا رہے تھے دوپہر سے سر جھکائے مراد کچھ دیر ان کو ایسے ہی دیکھتے رہے پھر اٹھ کر گھٹنے پر ہاتھ رکھتے کھڑے ہوئے۔

ایسے جیسے ہمت جواب دے گئی ہو۔قدم کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھائے پھر رک کر کرسی پر بیٹھے جواد احمد کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

جواد میڈیسن نہیں لے رہے ہیں تم اور عابدہ زبردستی کرو مجھ میں ہمت

نہیں ہے

تھکے سے لہجے میں کہتے ہوئے باہر نکلے برآمدہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا کسی نے آج بتیاں ہی نہیں روشن کی تھیں برآمدے کی بتیاں جلاتے مریل قدموں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھے جہاں موجود دو نفوس اسی اداسی کا شکار تھے جس میں گھر کا ہر فرد مبتلا تھا۔

رابعہ رابعہ خدا کا واسطہ ہے اب بس کر دو رونا بیمار پڑ جاؤ گی کیسے سنبھالو گا میں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مراد احمد نے بے زار سے لہجے میں کہتے ہوئے سامنے بیٹھی رابعہ کی طرف دیکھا جو مسلسل سامنے پڑے کھانے سے بے نیاز روئے جا رہی تھی۔آنکھیں اور لب سوج رہے تھے ناک سرخ ہو رہی تھی۔عزرا بار بار اپنے آنسو پونچھتی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ رہی تھی۔

آپ پتہ کریں اس کا جائیں لے کر ائیں اسے

رابعہ نے بھاری سی آواز میں کہتے ہوئے بازو لمبا کیا اور خفگی بھری نظر

مراد پر ڈالی جو اب غصے سے گھور رہے تھے۔

چھوٹا دودھ پیتا بچہ نہیں ہے وہ جائیں لے کر ائیں اسے .بیغیرت نے فون صبح سے بند کر رکھا ہے مجھے کیا پتہ کہاں ہے

مراد احمد پھٹ ہی تو پڑے تھے۔چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ضبط سے لب بھینچے ہوئے تھے۔ناک نتھنے پھول رہے تھے

سارا کیا دھرا اس فہد کا ہے وہ بھی ساتھ ہے

عزرا نے خفگی سے دانت پیسے۔ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

بس کرو عزرا دوسروں کو کیا الزام دیں جب اپنا ہی خون سفید ہو

مراد نے ہاتھ کو سیدھا کرتے ہوئے عزرا پر غصیلی نظر ڈالی اور پھر باہر نکل گئے قدم ڈرائینگ روم کی طرف تھے۔

ادینہ دروزا کھولو پلیز اب

اریبہ کی باہر سے آتی آواز پر اس نے گھٹنوں میں دیا سر اوپر اٹھایا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ صبح سے کمرے میں خود کو بند کیے ہوئے تھی۔زیور اتار چکی تھی کپڑے تبدیل کر چکی تھی ہر چیز مٹا دی منہ بھی رگڑ رگڑ کر دھو ڈالا تھا پھر بھی سب کچھ ٹھیک نہیں ہو رہا تھا۔ایک پھانس سی تھی ایک خلش بے یقینی حیرانی صبح سے اب تک آنسو تو نہیں نکلا تھا بس ماتھے پر شکن ڈالے وہ حیران سی بیٹھی تھی۔آخر وہ کیوں گیا کل جب اس نے کار میں اظہار کیا وہ خوش تھا بار بار اسی لمحے کو یاد کر کر کے دماغ شل ہونے لگا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور اب رات کے بارہ بجے اریبہ نے دروازہ بجایا تھا۔

ادینہ تم تو پریشان مت کرو

اریبہ مسلسل دروازہ بجا رہی تھی۔اس کی آواز اس کی ادینہ کے لیے پریشانی ظاہر کر رہی تھی۔ادینہ دھیرے سے بال سمیٹتی اٹھی اور پھر دروازے کی کنڈی کھولتی فوراً واپس پلٹی اریبہ اور ادینہ تیزی سے کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔اریبہ کے ہاتھ میں ٹرے تھی۔دونوں کھوجتی سی نظروں سے ادینہ کو دیکھ رہی تھیں گھر میں ہر شخص کا چہرہ اترا ہوا تھا۔

کچھ کھا لو

اریبہ نے ٹرے بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور پلٹی۔ندا خاموش پریشان سا چہرہ لیے لب کچلتی ادینہ کو دیکھ رہی تھی۔ادینہ نے نظریں چرائیں۔اور زبردستی خود کو نارمل ظاہر کیا۔

نہیں بھوک نہیں

گھٹی سی آواز تھی۔وہ بیڈ کی چادر پر دھیرے سے ہاتھ پھیر رہی تھی ایسے جیسے سب نارمل ہے اریبہ اب اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ چکی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ تم سے کوئی بات ہوئی تھی اس۔۔۔

اریبہ نے ابھی بات مکمل نہیں کی تھی جب وہ غصے سے کھڑی ہوئی۔ ماتھے کے شکن بڑھ گئے تھے۔وہ برسوں کی تھکی لگ رہی تھی۔

نہیں نہیں ہوئی

چڑ چڑے سے انداز میں جواب دیتی اب سینے پر ہاتھ باندھ چکی تھی

اریبہ نے بیڈ پر پڑے اس کے فون کو اٹھایا۔

فون بند ہے اس کا رہنے دو

ادینہ نے سپاٹ چہرے کے ساتھ گھورتے ہوئے کہا۔وہ صبح سے ہزار بار اس کا فون ٹرائی کر چکی تھی۔دل کر رہا تھا بس وہ ایک دفعہ فون اٹھائے اور وہ پھٹ پڑے اس پر گالیوں کی بوچھاڑ کر دے

تم ٹھیک ہو

ادینہ نے کھڑے ہو کر محبت سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔اور ادینہ کی تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر نرمی سے اس کے چہرے کا رخ اپنی طرف موڑا۔

کیا ہے تم لوگوں کو ٹھیک ہوں میں کچھ نہیں ہوا مجھے

ادینہ نے کندھے کو جھٹکا اور ماتھے پر بل ڈالے۔چہرے پر ناگواری بے زاری تھکاوٹ تھی۔

مجھے سونا ہے تم اور ندا جاؤ یہاں سے پلیز

ادینہ نے بیڈ کی چادر درست کرتے ہوئے خود کو مصروف ظاہر کیا۔وہ

دونوں ایک دوسرے کو دیکھتیں کمرے کے دروازے کی طرف بڑھیں۔

رکو اریبہ ٹرے لے جاؤ یہ پلیز

سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے ٹرے کی طرف اشارہ کیا۔اور ان کے جاتے ہی دھماکے سے دروازہ بند کرتی وہ بیڈ پر ڈھے گئی تھی۔گرم سا سیال تھا جو گال کو بھگوتا ہوا تکیہ بھگو رہا تھا۔ادینہ نے حیران ہو کر گال پر ہاتھ رکھا وہ رو رہی تھی۔

میسم یار وہ

فہد نے فون کان سے نیچے کرتے ہوئے شرمندہ سے انداز میں لب کو کچلا۔مطلب وہ جہاں فون کر رہا تھا وہاں ان کے سونے کا انتظام نہیں ہو سکا تھا۔کھانا کھانے پر پانچ سو لگ چکا تھا۔اور فوڈ سٹریٹ تک دو سو کرایہ مطلب سات سو لگ چکا تھا اور ابھی لاہور ائے ان کو چند گھنٹے ہی گزرے تھے۔

چھوڑ بات سن

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔اور لبوں کو بھینچ کر سامنے فٹ پاتھ کی طرف اشارہ کیا جہاں قطار میں بہت سے آدمی بے سدھ سو رہے تھے۔چادر سروس تک تانے دنیا مافیا سے بے خبر

رات ہی گزرانی ہے تو

میسم نے قدم فٹ پاتھ کی طرف بڑھا دیے۔فہد کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔

کیا ادھر ادھر فٹ پاتھ پر دماغ ٹھیک ہے تمھارا

فہد تیزی سے اس کی طرف لپکا چہرے پر حیرانگی اور حقارت تھی۔جبکہ وہ پرسکون انداز میں اب جگہ تلاش کر رہا تھا۔

اتنےلوگ سو رہے ہیں دیکھ ویسے بھی دو بج رہے ہیں وقت ہی کتنا باقی اب ایسے بیگ سر کے نیچے رکھ کر

میسم اب فٹ پاتھ پر بیٹھ کر بیگ کو سر کی طرف نیچے یوں سیٹ کر رہا تھا جیسے وہ تکیہ ہو۔

بیٹا کہاں سے ہو

ساتھ لیٹے شخص نے سر سے چادر اتاری میسم نے گڑ بڑا کر دیکھا اس شخص کا انداز ہی ایسا تھا اچانک سے چادر اتار کر ان سے سوال کر رہا تھا وہ پچاس سال کے لگ بھگ شخص تھا سر اور داڑھی کے بہت سے بال سفیدی لیے ہوئے تھے۔وہ چہرے سے کوئی بھنگی یا نشے کر کے لیٹا ہوا شخص ہر گز نہیں لگ رہا تھا۔

خیر پور سے جی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم نے بیگ کے اپر سر کو ٹکاتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔اس بوڑھے شخص کا حلیہ اس کی شرافت کا گواہ تھا۔میسم نے ایک نظر فہد کی طرف دیکھا جو منہ پھلائے اب اس کے ساتھ بیگ رکھ رہا تھا۔

بڑی دور سے ائے ہو

بابا جی نے محبت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھ کر بیٹھ گئے۔اکتوبر کی بیس تاریخ تھی۔جب وہ خیر پور سے چلے تھے تو اندازہ ہی نہیں تھا پنجاب

میں رات اتنی ٹھنڈی ہو سکتی ہے۔

جی

میسم نے مختصر جواب دیا۔اور بازو پر ہاتھ کو مسلا اس سے گرمی کا احساس تھوڑا بڑھ گیا تھا۔اوپر سے فٹ پاتھ کر فرش بھی ٹھنڈا تھا۔

اچھے گھر کے لگتے ہو دونوں کیسے آنا ہوا اور وہ بھی یہاں

بابا جی کے لہجے میں حیرت اور تجسس تھا۔میسم کے بازو کو رگڑتے ہاتھ رک گئے تھے۔فہد اپنے بیگ سے ایک اور شرٹ نکال کر پہن رہا تھا۔

کرکٹ کھیلنے بابا جی

فہد نے شرٹ میں بازو ڈالتے ہوئے میسم کے جواب دینے سے پہلے جواب دیا۔اور پھر بیگ پر سر رکھ کر چت لیٹ گیا۔

واہ

بوڑھا شخص بے ساختہ ہنس دیا اس کے کندھے دھیرے دھیرے ہل رہے تھے۔میسم اور فہد بھی مسکرا دیے۔

بہت اچھی کھیلتا ہے بابا جی دعا کریں چانس لگ جائے لاہور ٹیم کے لیے

فہد نے کہنی کے بل ہاتھ پر سر ٹکا کر اوپر ہوتے ہوئے دلچسپی سے کہا۔بوڑھا شخص بھرپور طریقے سے مسکرا دیا۔

دعائیں ہیں بیٹا تمھارے لیے

مسکرا کر کہتا ہوا اب وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے اٹھا تھا

رکو چادر لو گے دونوں سردی ہے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ مصروف سے انداز میں کہتے ہوئے پاس کھڑے رکشے کی طرف بڑھا اور سر اندر ڈال کر تھوڑی دیر بعد دو چیک دار موٹی چادروں کے ساتھ باہر نکلا۔

یہ لو موٹی ہے اوڑھ لو اور یہ بورے نیچے بچھا لو گرمی ملے گی

ایک چادر میسم کو دے کر دوسری چادر انہوں نے فہد کی طرف اچھالی۔اور اپنے نیچے بچھے پتلے سے گدے کے نیچے سے بوریاں نکال کر

اب ان دونوں کی طرف بڑھائیں۔فہد کی تو باچھیں کھل گئ تھیں۔

شکریہ بابا جی بہت احسان ہے یہ آپکا

خنکی واقعی بڑھ رہی تھی جس میں نمی بھی شامل تھی۔دونوں اب بوریوں کو بچھا رہے تھے۔

ارے بیٹا کیسا احسان رکشہ چلاتا ہوں گھر اب بیٹوں کا اور ان کے بچوں کا ہے جگہ نہیں ہوتی میرے لیے وہاں سارا دن رکشہ چلاتا ہوں اور شام کو یہیں سو جاتا ہوں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم نے نظر اٹھا کر رکشے کی طرف دیکھا خستہ حال سا اور پھر سامنے بیٹھے ادھیڑ عمر شخص کی طرف دیکھا جو اب پھر سے لیٹ رہا تھا۔

میسم نے چادر کو اپنے گرد لپیٹا تھکاوٹ اتنی ہو چکی تھی کہ چادر خود پر تانتے ہی کب نیند نے اپنی آغوش میں لیا خبر نہیں ہوئی۔

تمہیں پتا ہے مجھے تو اب اس سے نفرت بھی نہیں ہو رہی

ادینہ نے گال رگڑ کر سامنے بیٹھی ماہ رخ کی طرف دیکھا۔اس کا ناک اور گال سرخ ہو رہے تھے۔ماہ رخ صبح صبح ہی گھر آ گئی تھی اور اب ادینہ کے سامنے بیڈ پر بیٹھی تھی کل جب وہ پہنچی تو گھر میں سب اتنے پریشان تھے کہ وہ چپ چاپ ادینہ سے ملے بنا واپس چلی گئی تھی۔ماہ رخ کو دیکھتے ہی جیسے ادینہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا وہ بری طرح رو دی تھی۔

کیا کر گیا میرے ساتھ وہ اتنی نفرت تھی کیا اس کو مجھ سے

پھر سے گال کو رگڑا آواز بھاری ہو رہی تھی۔ماہ رخ بلکل خاموش تھی۔پر چہرے پر ادینہ کی تکلیف کا احساس موجود تھا۔

اس کو اتنا کہتی رہی میں تین سال سے جاؤ انکار کردو کردو انکار تم نہیں کرتے مجھ سے محبت پر وہ تو

وہ رکی تھی۔ماتھے پر ناگوار سے بل پڑے۔ماہ رخ نے لب بھینچ کر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

وہ تو کھیل رہا تھا ایک گیم ایک گندا گیم

ادینہ کا ناک پھول رہا تھا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔پھر وہ کچھ دیر خاموش رہی سر جھکائے پھر سر اوپر اٹھایا۔

کل میں نے اس سے اپنی محبت کا اظہار بھی کر ڈالا

آواز مدھم سی تھی۔پر دکھ بھری تھی۔ماہ رخ نے حیرت سے دیکھا۔

میں نے کہا اسے ماہ رخ میں نے کہا اسے میں نکاح کے لیے راضی ہوں وہ اس وقت بھی خوش ہوا

ادینہ بچوں کی طرح بار بار ایک ہی فقرہ دہراتے ہوئے بتا رہی تھی۔ماہ رخ کے چہرے پر بھی الجھن بڑھ گئی۔

پھر کیا وجہ بنی کیا ہوا کیوں کیا اس نے ایسا مجھے سکون نہیں مل رہا مجھے

ادینہ نے بچوں کی طرح بازو جھٹکے اور پھر گھٹنوں کو سمیٹ کر ان پر چہرہ رکھ لیا۔ماہ رخ نے اب ہاتھ محبت سے اس کے گھٹنے پر رکھ دیا۔

ادینہ سنبھالو خود کو دیکھو کچھ دن پہلے تک تو تم بھی نہیں چاہتی تھی نہ اس سے شادی تو یہی سوچو تمھاری وہ خواہش پوری ہوئی

ماہ رخ نے نرم سے لہجے میں دلاسہ دیا۔ادینہ نے عجیب سی نظروں سے دیکھتے ہوئے گھٹنوں پر سے چہرے کو اٹھایا۔

ماہ رخ یہ تم کہہ رہی ہو جو اچانک ہو جانے والی محبت پر یقین رکھتی ہو

چہرے پر حیرت تھی عجیب سی۔ماہ رخ نے گہری سانس لی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہیں پتہ ہے صرف ان دو راتوں میں میں نے اسے کتنا سوچا اتنا سوچا کہ اس کے ساتھ اپنی ساری زندگی سوچ ڈالی

ادینہ کی آنکھوں میں پھر سے آنسو امڈ ائے۔

پلیز ادینہ سنبھالو خود کو دیکھو کوئی محبت نہیں ہوئی تمہیں اس سے سمجھی تم تمہیں سنبھلنا ہے سنا تم نے

ماہ رخ نے اسے کندھوں سے پکڑ کر جھنجوڑ ڈالا۔

ماہ رخ میرے دل نے پہلی دفعہ کسی لڑکے کے بارے محسوس کیا تھا اور شدت سے کیا

ادینہ نے سپاٹ سے لہجے میں غیر مرئی نقطے پر نظر جماتے ہوئے کہا۔ماہ رخ چپ ہو گئی۔اور پھر آگے ہو کر جھٹکے سے اسے ادینہ کے بے جان سے وجود کو اپنے ساتھ لگا لیا جیسے ہی اس کی پشت پر ہاتھ رکھا ادینہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

آج رو لو جتنا رونا ہے بس نکال دو غبار شاباش

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہ رخ دھیرے دھیرے اس کی کمر کو اپنی ہتھیلی سے سہلا رہی تھی۔

لو چائے پیو دونوں پہلے

ادھیڑ عمر شخص چائے کے دو کپ تھامے پاس آیا۔وہ دونوں فٹ پاتھ کے قریب ہی بنے چائے کے ڈھابے میں بیٹھے تھے۔ابھی دونوں ناشتے سے فارغ ہوئے تھے جب رات والا ادھیڑ عمر شخص چائے کے دو کپ ٹرے میں سجائے ان کے قریب آیا وہی نرم سی مسکراہٹ چہرے پر

سجائے۔آنکھوں میں شفقت لیے

ارے آپ

میسم نے فوراً آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ سے ٹرے کو پکڑا۔وہ ان کے پاس پڑی کرسی کو کھینچ کر اب دونوں کے ساتھ بیٹھ چکا تھا تشکر بھری نظروں سے دونوں نے باری باری سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا اور گرم گرم چائے کے کپ کو اٹھایا۔

اکتوبر کی ہلکی سی خنکی لیے اس صبح میں بھاپ اُڑاتے چائے کے کپوں کا یوں مل جانا غنیمت تھا۔چائے ختم کرنے کے بعد میسم نے پیسے دینے کی غرض سے جیب میں ہاتھ ڈالا تو سامنے بیٹھے شخص نے ہاتھ سے میسم کے بازو کو پکڑ کر روک دیا۔

کچھ نہیں بیٹا یوں سمجھو کہ میرے مہمان ہو تم دونوں

بوڑھے شخص نے مسکرا کر میسم کی طرف دیکھا۔میسم نے تشکر آمیز نظر ڈالی یقیناً وہ ان کے یوں فٹ پاتھ پر رات بسر کرنے پر سمجھ چکا تھا کہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دونوں کے پاس پیسوں کی قلت ہے۔

فہد کے امیر رشتہ داروں نے گھر میں رکھنے سے انکار کر دیا تھا لیکن ایک بے گھر رکشہ چلانے والے نے ان کی ایسی مہمان نوازی کی دونوں متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکے سچ کہتے ہیں مہمان نوازی کے لیے دل کے بڑے پن کی ضرورت ہوتی ہے دل میں جگہ ہو تو گھروں میں خود بخود بن جایا کرتی ہے۔

اور ایک دن جب تم بہت بڑے کرکٹر بن جاؤ گے تو پھر مجھے خوشی ہو گی یہ میرا مہمان تھا

وہ ہلکے سے قہقہ لگاتا ہوا بولا۔میسم اور فہد بے ساختہ اس کی بات پر مسکرا دیے۔فہد نے میسم کی بلے بازی کی اتنی تعریف کی کہ سامنے بیٹھا شخص پر یقین ہو گیا کہ ایک دن وہ قومی ٹیم کا بہترین کرکٹر ہو گا۔

ان شا اللہ اور میرا وعدہ ہے میں ملنے اؤں گا آپ سے

میسم نے لب بھینچ کر مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا جس پر وہ پھر

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے قہقہ لگا گیا۔اور گہری سانس لے کر میسم کی طرف دیکھتے ہوئے

دھیرے سے سر ہلایا

بڑا مشکل وعدہ کر رہے ہو بیٹا شہرت کا نشہ بہت عجیب ہوتا ہے

میسم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر محبت سے گہری بات کہہ گیا تھا وہ

شخص۔میسم نے کندھے پر رکھے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھاما

آپ بس دعا کرتے رہیں نیشنل کرکٹ اکیڈمی چلیں گے کیا

مایسم نے گہری سانس لیتے ہوئے اس شخص کے رکشے کی طرف

دیکھا۔جس پر وہ جوش سے سر ہلا گیا۔پھر اچانک انگشت انگلی اپنے سر

کے پاس کرتے ہوئے رکا۔

ایک شرط پر

بوڑھے شخص نے پر سوچ انداز میں ایک آبرو چڑھایا۔وہ دونوں کندھوں

پر اپنے بیگ لٹکا رہے تھے۔

جی بولیں

میسم نے مسکراہٹ کا تبادلہ کیا۔اب وہ شخص آگے جا رہا تھا اور میسم اور فہد اس کے پیچھے چلتے ہوئے رکشے تک پہنچے۔

کرایہ نہیں لوں گا میں تم جب کرکٹر بن جاؤ تو آ کر ایسے ہی ایک چائے کا کپ پلا دینا

بوڑھے نے گردن کو تھوڑا ساخم دیا اور پھر رکشہ سٹارٹ کیا۔

منظور ہے

فہد اور میسم نے مسکرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔رکشے میں بیٹھے اور رکشہ نیشنل کرکٹ اکیڈمی کی طرف رواں دواں تھا۔

کچھ دیر میں ہی رکشہ نیشنل کرکٹ اکیڈمی لاہور کے سامنے کھڑا تھا میسم عمارت پر نظریں جمائے سر باہر نکلاتا ہوا رکشے سے اترا۔ایک گہری سانس لی اور آسمان کی طرف دیکھا۔پنجاب کرکٹ بورڈ نے پاکستان سپر لیگ میں لاہور قلندر کی ٹیم کے لیے ایک اور ملتان کی ٹیم کے لیے دو نئے کھلاڑی سلیکٹ کرنے تھے جس کے لیے آج آڈیشن کا دوسرا دن

تھا۔

اور وہ اسی آڈیشن میں اپنی قسمت آزمانے آیا تھا کل ٹرین میں بیٹھتے ہی انہوں نے سر ابرار کو بتا دیا تھا کہ وہ پہلے آڈیشن کے وقت تک لاہور نہیں پہنچ پائیں گے انہوں نے اپنے اثرو روسوخ کے ذریعے میسم کا نام لسٹ میں داخل کروا دیا تھا گو کہ وہ اب ملتان ہوتے تھے لیکن پنجاب کرکٹ بورڈ میں موجود ایک کوچ کے ساتھ ان کی گہری سلام دعا تھی۔

آپکا نام تو پوچھا ہی نہیں

میسم عمارت کو گھور رہا تھا جب عقب سے فہد کی آواز سنائی دی جو اس ادھیڑ عمر شخص سے اس کا نام پوچھ رہا تھا۔اچانک اسے بھی عجیب سا لگا کہ وہ کل سے اس کے ساتھ تھے اور دونوں انھیں بس بابا جی کہہ کر مخاطب کرتے رہے نام پوچھنا دونوں کو یاد نہیں رہا تھا۔

عبدالطیف

عبدالطیف نے مسکرا کر محبت سے میسم کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا نام بتایا

میسم بے اختیار آگے بڑھا اور ان سے بغل گیر ہو گیا۔

بابا جی وعدہ ہے آپ سے اگر قومی ٹیم میں سلیکٹ ہوا تو ملنے اؤں گا

ایک دن

میسم نے الگ ہو کر جزب کے عالم لب بھینچے آنکھوں میں سامنے

کھڑے شخص کے لیے بے پناہ عزت تھی عبداللطیف نے سر کو اثبات

میں جنبش دی اور مسکرا دیا۔

چائے کا کپ پلانے

ہلکا سا قہقہ لگا کر وہ پھر سے رکشے کی طرف مڑا۔

جی جی بلکل چائے کا کپ اچھا چلتے ہیں بہت بہت شکریہ

میسم نے ہاتھ کو سر تک لے جا کر شکریہ ادا کیا اور دونوں نے اکیڈمی

کی طرف قدم بڑھا دیے۔

لمبی داخلی راہداری سے آگے آ کر مختلف سبز گھاس میں ڈھکے میدان

تھے جن میں سے سرخ اینٹوں کی راہداری گزر کر سامنے بڑی سی سرخ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اینٹوں کی بنی عمارت تھی۔جس پر بڑے سے ستارے پر پاکستان اور نیچے کرکٹ بورڈ سنہری حروف میں ابھرا ہوا تھا جیسے ہی وہ بیرونی دروازے سے اندر داخل ہوئے تو وہاں کی گہما گہمی آڈیشن کا پتہ دے رہی تھی۔میدان راہداریاں لڑکوں سے بھری پڑی تھیں ایسا لگ رہا تھا ان تین ن ئے کرکٹ کھلاڑی کی سلیکشن کے لیے پورا پاکستان اُمڈ آیا ہو۔

وہ جو رکشے سے اترنے تک بہت پر امید تھا یہاں اتنے لوگوں کو دیکھ کر اپنا اعتماد کھو گیا۔بچارگی سے فہد کی طرف دیکھ کر گردن نفی میں ہلا دی۔فہد نے زور سے کندھے پر تھپکی دی اور لب بھینچ کر مسکراتے ہوئے گردن کو اثبات میں جنش دی۔

سب سے پہلے انہیں مین بورڈ پر لگی لسٹ میں سے اپنا نام اور آڈیشن نمبر دیکھنا تھا بورڈ پر سلیکشن کے تمام اصول و ضوابط بھی تحریر تھے۔

ہر فرنچائیز جو پاکستان لیگ کی مختلف ٹیمز کو سپانسر کر رہی تھیں ہر ایک کو ٹوٹل پانچ سو ایک کھلاڑیوں میں سے سولہ کھلاڑی اٹھانے تھے۔جن میں صرف پاکستان کے کھلاڑی شامل نہیں تھے بلکہ انٹرنیشنل کھلاڑی بھی

تھی۔جن کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا گیا تھا۔گولڈ سلور پلاٹنیم ایمرجنگ اور سپلیمنٹری۔

اب لاہور قلندر ٹیم میں ایک اور ملتان ٹیم کے لیے دو سپلمنٹری نیو کھلاڑی کی سلیکشن تھی جس کے لیے تین خوش قسمت مختلف اصولوں پر پورے اترتے ہوئے منتخب کیے جانے تھے۔

جن میں عمر، اوسط، سٹرائیک ریٹ، اور آل رونڈر جیسے کچھ کٹگیری پر پورا اترتے ہوئے کھلاڑی کو منتخب کیا جانا تھا۔میسم کا نام لسٹ میں موجود تھا۔اس سارے عرصے میں پہلی دفعہ میسم کے لبوں پر بھرپور مسکراہٹ ابھری۔ساتھ کھڑا فہد بھی چہک اٹھا اور اچھل کر میسم کو گلے لگایا۔

اپنے کاغزات جمع کروانے کے بعد وہ ھال میں پہنچ چکے تھے جہاں باری باری تمام کھلاڑیوں کو ٹیسٹ کیا جانا تھا۔پانچ گھنٹے کے انتظار کے بعد میسم کی باری ائی تھی۔

اپنی کرسی سے اٹھتے ہی ایک لمحے کے لیے تو میسم کی ٹانگوں میں ہلکی سی لرزش ائی۔لیکن اگلے ہی لمحے وہ گہری سانس خارج کرتا اپنے اندر کا تمام

خوف باہر نکال چکا تھا۔

فٹنس ٹیسٹ پاس کرنے کے بعد اسے ایک کٹ دی گئی جس میں موجود تمام چیزیں زیب تن کرنے کے بعد اسے ایک میدان میں بلا پکڑا کر بھیج دیا گیا ابرار نے اس کے فارم میں بلے باز کے آپشن پر درستگی کا نشان لگایا تھا۔

پنجاب کرکٹ بورڈ چیرمین عادل عزیز بہت سے سنئیرز اور رائیٹایرڈ کھلاڑی بیٹھے ہوئے تھے۔جن میں پاکستان سپر لیگ کے ملتان اور لاہور کے چنے ہوئے کپتان بھی شامل تھے۔

دھڑکتے دل کے ساتھ گہری گہری سانس لیتا ہیلمٹ کو سر پر درست کرتا ہاتھوں کے دستانوں کو کھینچ کر اوپر کرتا اب وہ وکٹوں کے بلکل سامنے بلے کو زمین پر رکھ کر پوزیشن لے چکا تھا۔

اسے صرف تین گیند کھیلنے تھے جس میں اس کے اوسط سٹرائیک ریٹ کو گنا جانا تھا۔سامنے گیند بازی کے لیے کوئی غیر ملکی کھلاڑی موجود تھا جو گیند کو اپنی ٹانگ پر رکھ دھیرے دھیرے اوپر نیچے جنبش دے رہا

تھا۔اس لمحے وقت سست رفتار سا ہو گیا اس کے کانوں میں سائرن جیسی آواز گونجی تھی۔

میسم نے دھیرے سے آنکھیں بند کی ادینہ ہنس رہی تھی آبشار کی آواز جیسا پرنم قہقہ اس کے دانت موتیوں کی لڑی جیسے مراد احمد ماتھے پر بل ڈالے کھڑے تھے سرخ چہرہ لیے احمد میاں نے دھیرے سے بوڑھی آنکھیں پھیر لیں رابعہ نے خفگی سے دوپٹہ منہ پر رکھا اور آخری دیکھنے والا چہرہ جواد احمد انھوں نے انگوٹھے کا نشان بنایا میسم کے ناک کے نتھنے سے ہلکی سی ہوا نکلی لبوں نے بے اختیار بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ پڑھا اور بلے پر ہاتھوں کی گرفت مضبوط ہوئی۔

گیند باز اب دوڑتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔ماتھے پر پسینے کے نمودار ہونے کا احساس ہوا گیند باز کا ہاتھ گھوم رہا تھا پر میسم کی نظر اس کی انگلیوں کی جنبش پر تھی جن میں وہ گیند کو تھامے ہوئے تھا اگلے ہی لمحے گیند گیند باز کے ہاتھ سے نکل کر گولی کی سی رفتار سے اس کی طرف آ رہی تھی۔

میسم نے آنکھوں کو سکوڑ کر گھومتی گیند کو دیکھا گیند کے پاس پہنچنے تک وہ بلے کو درست پوزیشن پر لا کر بلا گھما چکا تھا۔ٹھک کی آواز تھی مطلب گیند بلے سے ٹکرا چکی تھی میسم کا گھومتا جسم رکا بازو بلے سمیت نیچے کی طرف ائے نظریں گیند پر جمی تھیں سارے کیمرے گیند کی طرف گھوم گئے تھے گیند اڑتی ہوئی گیند باز کے سر کو پھلانگتی باؤنڈری لائین سے آگے جا کر گری تھی۔

سلیکشن ٹیم کی گردنیں ایک دوسرے کی طرف مڑنے لگی تھیں۔میسم نے گہری سانس لی اور آسمان کی طرف دیکھا۔وقت اور قسمت اس کا ساتھ دے چکی تھی۔

✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤

یونیورسٹی کیوں نہیں جا رہی تم

احمد میاں نے غور سے نظریں جھکائے بیٹھی ادینہ کی طرف دیکھا جو بیڈ کے اطراف میں لگی لکڑی کی کرسی پر خاموش بیٹھی اپنے ہاتھوں کو گھور رہی تھی۔آج تیسرا دن تھا میسم کو گئے وہ یونیورسٹی نہیں جا رہی تھی

سارا دن کمرے میں لیٹی رہتی تھی۔عزرا آج اس کی ساری حالت احمد میاں سے بیان کر گئی تھیں جس پر انہوں نے ادینہ کو اکیلے میں اپنے کمرے میں بلا لیا تھا۔

نانا ابو طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی

دونوں ہاتھوں کو انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کرتے وہ نظریں چرا کر گویا ہوئی۔احمد میاں نے تھوڑا سا اوپر اٹھتے ہوئے اس کے جھکے سر کو دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہمم میرے پاس آؤ ادھر

اپنے بستر پر اپنے سامنے جگہ پر ہاتھ مارتے ہوئے وہ نرمی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ادینہ سر پر دوپٹہ درست کرتی ربوٹ کی طرح چل کر اب ان کے بلکل سامنے بیٹھی چکی تھی۔سفید رنگ کے جوڑے میں گلابی چہرہ تین دن میں ہی زردی مائل ہو چلا تھا پلکوں کے بلکل پیچھے پپوٹے سوجے ہوئے سرخ ہو رہے تھے ہر دم پنکھڑی کی نمی لیے لبوں پر پپڑی کی تہہ صاف واضح تھی ادینہ کی نظریں اب سفید چادر پر جمی

تھیں۔

وہ بیغیرت تمھارے لائق نہیں تھا

نقاہت سے کانپتی آواز کانوں میں پڑی اور بوڑھے ہاتھ کی نرماہٹ سر پر محسوس ہوئی ادینہ نے جلتی آنکھیں بند کیں ایک سکون سا ان کے ہاتھ کے لمس سے سر میں سرائیت کر رہا تھا۔وہ سرخ گلاب کی پتیوں سے لدی چھت کے بیچ میں کھڑا مسکرا رہا تھا سفید قمیض شلوار پہنے آنکھوں میں بے پناہ محبت سموئے گہری دل میں اترتی نظروں سے دیکھتا ہوا دل میں پھر سے ٹیس اٹھی ادینہ نے نم آنکھیں کھولیں جلتی آنکھیں اب ٹھنڈی سی ہو گئی تھیں کونوں میں پانی آ جانے کا احساس تھا۔

میں شرمندہ ہوں تم سے

کانپتی سی مدھم آواز پھر سے کانوں کے پردوں سے ٹکرائی ادینہ نے تڑپ کر سر اوپر اٹھایا احمد میاں کی آواز ہی نہیں سر لب ہاتھ سب کچھ لرز رہا تھا دھیرے دھیرے۔بائی پاس کے بعد سے وہ کپکپاہٹ کا شکار ہو چکے تھے۔

نانا ابو آپ کیوں ہو رہے ہیں شرمندہ ایسا مت کہیں پلیز

جلدی سے سر پر رکھے ان کے ہاتھ کو اٹھا کر اپنی دونوں ہتھیلوں کے درمیان میں دبایا۔بوڑھے سے جھری دار ہاتھوں کی جلد ہڈیوں کو چھوڑے ہوئے تھی۔

سوچا تھا تم نے میرا خواب پورا کیا ہے اور یہیں تمہیں اپنے پاس رکھوں گا ہمیشہ اپنی نظروں کے سامنے

احمد میاں کی بوڑھی جھری دار آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی تھی۔عینک کے پیچھے سے آنکھیں سفیدی میں سرخ دھاریں واضح کر رہی تھیں۔جن کے اوپر نمی چمک رہی تھی

نانا ابو میں آپ کے پاس ہی ہوں اس کے لیے آپ کو میسم کو ذریع بنانے کی ضرورت بلکل نہیں

ادینہ نے جھک کر ان کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور اپنے گال سے لگا لیا۔جبکہ وہ لبوں کو باہر نکالے بچوں کی طرح روہانسی شکل بنا کردیکھ رہے تھے۔

میں بلکل ٹھیک ہوں آپ سب نے رشتہ کیا ہوا تھا میں مان گئی تھی اب وہ توڑ گیا ہے تو اس میں میرا اور آپ کا کیا قصور

ادینہ نے ان کے گال پر بہتے آنسو اپنی انگلی کی پوروں سے صاف کیے۔وہ پلکوں کو جھپکاتے آنسوؤں کو ضبط کر گئے

شاباش ایسے ہی بہادر رہنا ہے اور آخری سال ہے میری بیٹی کا یونیورسٹی جاؤ کل سے

اب وہ اپنے ہاتھوں سے بھی اپنے گال صاف کر رہے تھے جبکہ ادینہ لب بھینچے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجائے زور زور سے بچوں کی طرح اثبات میں سر ہلا رہی تھی۔

جی نانا ابو

مدھم سی آواز میں کہتی وہ احمد میاں کے سینے پر سر رکھ چکی تھی۔اونی سویٹر سے ان کے گرم سینے کی بھاپ نے جیسے گال جلا دیا۔وہ ادینہ کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے اور سامنے لگی کرسی پر بیٹھے میسم نے دھیرے

سے آنکھ کا کونا دبایا۔

ادینہ نے زور سے آنکھیں بند کیں پر منظر غائیب نہ ہوا وہ ظالم اب مسکراہٹ دبا رہا تھا۔۔۔

نیشنل کرکٹ اکیڈمی کی سرخ اینٹوں والی عمارت کے اندر داخلی دروازے سے ہو کر ریسیپشن کی ایک طرف سبز رنگ کے وسیع نوٹس بورڈ کے گرد جھمگٹا ڈالے بہت سے لڑکوں کے سروں میں سے ایک سر ماتھے پر بال بکھیرے میسم کا سر تھا نچلا لب دانتوں میں دبا تھا اور لمبی پلکوں سے ڈھکی آنکھیں اپنے حجم سے زیادہ بڑی ہورہی تھیں بار بار کندھے کو دھکا ملنے پر وہ پیچھے کو ہوتا اور پھر خود کو اس دھکم پیل میں آگے کرتا پر نظریں ہنوز سامنے سفید رنگ کی کمپوٹرائیز لسٹ پر جمی تھیں۔

پچاس کھلاڑی چنے گئے تھے جن کا اب آخری ایک مقابلہ ہونا تھا۔اکیڈمی کی گراؤنڈ میں ہی ساری رات بسر کرنے کے بعد اب وہ صبح دس بجے لگنے والی لسٹ کے آگے کھڑے تھے۔میسم کی نظریں تیزی سے لسٹ پر

موجود ناموں پر سے گزر رہی تھیں اور لب آہستہ آہستہ نام دھرا رہے تھے۔آج تین دن بعد لسٹ لگی تھی

ارسلان اسلم

احمد شکور

امجد بٹ

مہب سلمان

شہزاد وحید

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

افففف کوئی تیسری دفعہ وہ آنکھیں پھاڑے لسٹ پر لمبائی کے رخ ٹائیپ کیے ہوئے نام دیکھ رہا تھا۔سر پھٹنے کو تھا۔کل رات سے کچھ نہیں کھایا تھا خشک لبوں پر بے چینی سے انگلی پھیری۔دل کی ڈب ڈب کی آواز کے شور نے کانوں کی لو تک گرم کر رکھی تھی۔

رک میں دیکھتا ہوں پیچھے ہو

فہد نے میسم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کیا۔وہ جو کافی دیر

سے میسم کے پیچھے کھڑا تھا تھوڑی دور ہونے کی وجہ سے لسٹ پر موجود نام پڑھ نہیں پا رہا تھا میسم نے مایوسی سے گردن کو جھکایا۔

مجھے لگتا نہیں ہے نام

دھیرے سے فہد کے کان میں سرگوشی کی آواز ایسے تھی جیسے کسی کنویں سے برآمد ہوئی ہو۔

پیچھے تو ہو نہ یار ایسے ہی نہیں ہے یہ کیا بات ہوئی تین کی تین بال باؤنڈری سے باہر گئی تھیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فہد نے آگے ہو کر اسے تھوڑا پیچھے کیا اور اب وہ خود بلکل اسی پوزیشن میں کھڑا لسٹ پر نظریں دوڑا رہا تھا جس میں تھوڑی دیر پہلے میسم تھا۔

دیکھ چکا ہوں تین دفعہ

میسم کی گھٹی سی آواز پھر سے فہد کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔وہ بری طرح مایوس ہو چکا تھا سر چکرانے لگا تھا ایسا لگ رہا تھا ابھی قے آ جائے گی کچھ دیر کے بعد فہد نے بھی گردن مایوسی سے موڑی

تھی۔چہرہ زرد ہو رہا تھا اور اب وہ میسم سے نظریں چرا رہا تھا۔

نہیں ہے

گہری دکھ بھری آہ بھرتے ہوئے وہ پیچھے ہوا میسم اب بھیڑ میں سے نکل کر ایک طرف کھڑا تھا۔کمر پر ہاتھے دھرے اس مسافر کی طرح جس کی آخری ٹرین بھی چھوٹ گئی ہو اور اس کے بعد کوئی ٹرین نہ آنی ہو۔

یہ کیسی نا انصافی ہوئی یار

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فہد نے ماتھے پر بل ڈال کر دانتوں کو پیسا۔

پاس پڑے بینچ پر خود کو سنبھالتے ہوئے وہ گرنے کے سے انداز میں بیٹھا۔چہرے کو دونوں ہاتھوں سے ڈھانپ کر سر کو نیچے جھکا دیا۔پاس کھڑے فہد نے دھیرے سے کندھے پر ہاتھ رکھا۔بے چینی سے لب چباتا وہ ارد گرد دیکھ رہا تھا بہت سے لڑکے میسم کی طرح ہی مایوس سے کھڑے تھے لیکن کسی کی بھی حالت میسم جیسی نہیں تھی کیونکہ ان میں

سے کوئی گھر سے بھاگ کر نہیں آیا تھا کوئی بھی اپنی محبت کو پانے کی منزل کو بلکل آخری قدم پر چھوڑ کر نہیں آیا تھا۔کیونکہ ان میں سے کوئی بھی دس لوگوں کی محبت کو روند کر نہیں آیا تھا اور کچھ ایسے تھے جو چہک رہے تھے۔اپنوں کے گلے لگ رہے تھے۔فہد نے گہری سانس لی۔میسم کی تکلیف اسے خود بھی محسوس ہو رہی تھی بنا پیسوں بنا کھانے کے تین راتوں کی بے سکونی وہ بھی ساتھ ہی جھیل چکا تھا۔اسے مسکراتے ہوئے سارے لوگ دشمن لگ رہے تھے اور بینچ پر دنوں ہتھیلوں میں چہرہ دیے بیٹھا اپنا یار تکلیف دے رہا تھا۔دل کر رہا تھا تحس نحس کر دے سب۔وہ الجھا سا کھڑا ارد گرد دیکھ رہا تھا سب ختم تھا اور اب میسم کو سنبھالنا بہت مشکل لگ رہا تھا۔

ریسپشن سے آگے مختلف آفس کمروں کی راہداری تھی تین سیاہ تھری پیس سوٹ میں ملبوس آدمی اس راہداری سے ہوتے ہوئے نوٹس بورڈ کی طرف بڑھ رہے تھے تینوں آپس میں گفتگو کرتے ہوئے ہاتھ میں پکڑے سفید کاغز کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔نوٹس بورڈ کے

قریب آ کر اب وہ لڑکوں کو پیچھے ہونے کا کہہ رہے تھے وہ شاید اس لسٹ کو بھی نوٹس بورڈ پر لگانے ائے تھے۔

میسم ایک اور لسٹ لگ رہی ہے

فہد نے اچانک اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا میسم نے سراوپر اٹھایا۔پر مایوسی سے صرف اس طرف دیکھا ہی اپنی جگہ سے نہیں اٹھا فہد بھاگتا ہوا تب تک بھیڑ کی طرف بڑھ چکا تھا۔باقی لڑکوں کو پیچھے کرتے ہوئے وہ تھری پیس سوٹ میں ملبوس تین آدمی اب نوٹس بورڈ کو اوپن کر رہے تھے۔ایک کے ہاتھ میں لسٹ تھی۔

یہ یہ کونسی لسٹ ہے اب

فہد نے ساتھ کھڑے لڑکے سے پوچھا اس نے لبوں کو باہر نکال کر کندھے اچکائے مطلب وہ بھی نہیں جانتا تھا جبکہ دائیں طرف سے آواز ابھری۔

او بھائی پہلے ملتان کی لگی تھی اب لاہور کی لگ رہی ہے

ایک لڑکے نے انگلی کا اشارہ نوٹس بورڈ کی طرف کیا۔اوہ فہد نے اب پہلے والی لسٹ کی سرخیوں پر دھیان دیا جس پر پہلے ایک دفعہ بھی دونوں میں سے کسی نے دھیان نہیں دیا تھا۔جہاں تھوڑے سے بڑے حروف میں لکھا تھا کہ اب ملتان کے دو کھلاڑی ان پچاس لوگوں میں سے چنے جائیں گے مطلب یہ سارے لوگ اب صرف ملتان کے لیے الگ سے مقابلے میں جائیں گے۔اور لاہور کے ایک سپلیمنٹری کھلاڑی کے لیے پچیس لڑکے چنے گئے تھے جن کا الگ سے مقابلہ تھا۔تینوں آدمی لسٹ کو نوٹس بورڈ پر لگا چکے تھے۔ان کے نکلتے ہی پھر سے لڑکے مکھیوں کی طرح نوٹس بورڈ سے چپکنے لگے تھے جن میں سے ایک اب فہد بھی تھا۔لاہور کے چنے گئے پچیس لڑکوں کی لسٹ میں سب سے اوپر میسم مراد کا نام تھا۔فہد کا منہ اور آنکھیں کھل گئی تھیں۔خوشی سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔

کیا ہے بھئی پیچھے ہو

ساتھ کھڑے لڑکے کے کندھے کو پرجوش انداز میں پیچھے کرتا ہوا وہ

تھوڑا سا آگے ہوا اور ہاتھ کا اشارہ میسم کی طرف کیا جو سر جھکائے مایوس بیٹھا تھا۔فہد نے لب بھینچ کر ہاتھ کو نیچے کیا اور منہ کے گرد ہاتھ کو گھوما کر آواز دینے کے انداز میں رکھا۔

میسم میسم تیرا نام میسم

وہ چیخا میسم کا جھکا سر ایک جھٹکے سے اوپر ہوا حیرت سے فہد کی طرف دیکھا جس نے پرجوش انداز میں زور زور سے سر کو اثبات میں ہلایا۔فہد کی آنکھوں کی چمک ہی بتا رہی تھی کہ وہ سچ بول رہا ھے میسم بھاگنے کے سے انداز میں بینچ سے اٹھ کر آیا۔اور پاگلوں کی طرح لڑکوں کی بھیڑ میں سے گزرتا ہوا نوٹس بورڈ پر نظریں دوڑاتا فہد تک پہنچا۔

ارے یار ادھر

فہد نے میسم کے چہرے کو پکڑ کر گھمایا اور رخ لاہور قلندر کے چنے گئے پچیس کھلاڑیوں والی لسٹ کی طرف کیا۔فہد کی باچھیں کھلی ہوئی تھیں۔

پیچھے ہو تھوڑا

میسم نے پھنسے ہوئے کندھے کو پیچھے دھکیلتے ہوئے آگے بڑھ کر لسٹ پر نظر ڈالی۔اور پھر ساکن ہو گیا۔دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا اس کا نام لسٹ کی ٹاپ پر تھا۔دل اتنی رفتار سے دھڑک رہا تھا کہ اس کا چہرہ اسکے گال گرم ہو گئے تھے۔

میسم مراد اس کا نام لاہور قلندر کی فائنل کمپیٹیشن کی لسٹ میں سب سے اوپر چمک رہا تھا۔آنکھیں کیوں پر نم سی ہونے لگی تھیں۔سر آٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ابے یار

فہد اچھل کر پیچھے سے اوپر چڑھا تو جیسے اسے ہوش آیا۔فہد پاگلوں کی طرح اس کی پشت پر چڑھا پیچھے سے اس کی گردن کو موڑ کر اسے بوسے دے رہا تھا۔میسم کے دانت باہر تھے پر آنکھوں میں نمی تھی۔

پھر دونوں پاگلوں کی طرح ایک دوسرے کے گلے لگے قہقے لگا رہے

تھے۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

اچھا چلو کچھ کلاس فیلوز نے روشان کے گھر جانے کا پروگرام بنایا ہے

چلو گی

ماہ رخ نے کتابیں سمیٹتے ہوئے اس کے جھکے سر کو دیکھا جو کب سے کتاب پر سر جھکائے ایک ہی صفحے پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔ماہ رخ کی بات پر سپاٹ سا چہرہ اوپر اٹھایا اور آنکھوں کے حجم کو چھوٹا کرتے ہوئے ماہ رخ کی طرف ایسے دیکھا کہ وہ اس کے بنا بولے ہی سمجھ جائے کے اس کا کہیں بھی جانے میں بلکل دل نہیں ہے۔پر ماہ رخ کی پھولتی ناک کو دیکھ کر اندازہ ہو گیا کہ وہ جواب کو اس کے چہرے پر پڑھنے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتی ہے۔

تم لوگ جاؤ

ادینہ نے سنجیدہ سے لہجے میں کہہ کر سر جلدی سے کتاب پر پھر سے جھکا لیا مبادہ وہ اس سے زبردستی کرے۔آخری لیکچر فارغ تھا تو جماعت

کے کچھ دوستوں نے مل کر روشان کے گھر جانے کا منصوبہ بنایا اس کی والدہ کی تعزیت کے لیے۔سب لوگ کمرہ جماعت سے باہر نکل چکے تھے لیکن ادینہ ابھی بھی اپنی نشست پر ہی براجمان تھی۔

ادینہ۔۔۔۔

ماہ رخ چیخنے کے سے انداز میں کہتے ہوئے اس کے برابر رکھی کرسی پر بیٹھی۔کتابوں کو زور سے کرسی کے بازو پر مارا پر ادینہ پھر بھی متوجہ نہیں ہوئی ادینہ نے خود کو بھرپور طریقے سے مصروف ظاہر کرنے کے لیے اب قلم اٹھا لی تھی۔ماہ رخ نے ناک پھلایا اور دانت پیس کر دیکھا

تم کیا اب روگ لگا لو گی

ماہ رخ نے جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے قلم چھینا۔ادینہ نے خفگی سے چہرہ اوپر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

کیوں نہیں تو ایسا کچھ بھی نہیں

زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر ماہ رخ کے ہاتھ سے قلم چھینا۔

چپ ہو جاؤ شکل دیکھو اپنی اور نہ ہنستی ہو پہلے کی طرح نہ بولتی ہو

ماہ رخ نے ماتھے پر بل ڈالے ڈپٹنے کے انداز میں کہا اور اپنے گردن تک آتے بالوں کو کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے خفگی سے چہرہ موڑ کر سینے پر ہاتھ باندھے پر ادینہ پر اس کی خفگی کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا وہ سنجیدگی سے اب کچھ لکھنے میں مصروف تھی۔ماہ رخ نے نظریں پھیر کر اس کی طرف دیکھا پھر گہری سانس خارج کی۔اور سیدھی ہوئی

تم دنیا کی پہلی لڑکی تو نہیں بہت ساری لڑکیوں کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں لڑکے دھوکا دے کر جاتے ہیں شادیاں اور منگنیاں ختم ہو جاتی ہیں

ماہ رخ ہاتھوں کو ہوا میں گھماتی اسے سمجھا رہی تھی۔لہجے میں بلا کی سختی تھی۔

اور جن کا دل ٹوٹ جاتا ہے

ادینہ نے ایک دم سے چہرہ اوپر اٹھایا اور ماہ رخ کی آنکھوں میں جھانکا۔ماہ رخ کا کھلا منہ ایک دم سے بند ہوا۔

تمہیں کیا لگتا ہے میں اسے بھلانے کی کوشش نہیں کرتی میں نارمل ہونے کی کوشش نہیں کرتی

ادینہ نے بچارگی سے ماہ رخ کی طرف دیکھا جو اب دم سادھے اسے سن رہی تھی یہی تو وہ چاہتی تھی وہ زیادہ سے زیادہ اندر کے غبار کو باہر نکالے۔چپ نہ رہے گم صم سی اندر ہی اندر گھلتی ہوئی۔

جب نہیں تھی محبت اس سے بلکل نہیں تھی اور اب جب ہے تو بہت ہے کچھ بھی میرے بس میں نہیں

وہ چپ تھی تو چپ تھی اور اب جب بولنے پر ائی تھی تو بولے جا رہی تھی۔

وہ میرے حواسوں پر سوار رہتا ہے پتا نہیں کیوں

کندھے اچکا کر روہانسی سی صورت بنائی۔ایسے جیسے وہ خود بھی خود سے بے زار ہو چکی ہو۔

میرے کمرے میں بیڈ پر لیٹا سیڑھیوں میں راستہ روکے ہوئے۔ٹی وی

لاونج میں ریموٹ پکڑے بیٹھا گلی میں کرکٹ کھیلتا ہوا رابعہ ممانی کی آنکھوں میں تیرتے پانی میں مراد ماموں کے اداس چہرے میں میری امی کی آہوں میں یونیورسٹی کے باہر کھڑا ہوا ہر ہر جگہ ہر۔۔۔ہر۔۔۔جگہ

ادینہ نے ایک ہی سانس میں چیخنے کے سے انداز میں کہا پھٹ ہی تو پڑی تھی وہ ہر کوئی ایک ہفتے سے اسے سمجھانے پر تلا تھا پر اس کے جزبات کوئی کیوں نہیں سمجھ پا رہا تھا اس کے بس میں کچھ بھی نہیں تھا وہ جان بوجھ کر لیلٰی نہیں بنی تھی۔دل نے جس رات میسم کے سر پر تاج سجا کر اسے دل کے تخت پر اپنا مالک بنا کر بیٹھایا تھا تب سے ہی سارے اختیارات کھو دیے تھے میسم کے جزبات کی فوج اتنی مضبوط تھی کہ اس کی سالوں کی نفرت کو ایک رات کی جنگ میں ہی ڈھیر کرنے کے بعد اس پر قابض ہو چکی تھی اسے تو ہاتھوں میں زنجیریں پہنا کر قید کر دیا گیا تھا وہ تو اسی دن اس کی کنیز بن چکی تھی۔آنکھوں میں پھر سے نمی تیرنے لگی۔جلدی سے ماہ رخ سے نظریں چرائیں جو اب مسکرا رہی تھی۔

اس کی وجہ یہ ہے تم سوچتی ہو اسے بہت

ماہ رخ نے اس کے کندھے پر دھیرے سے ہاتھ رکھا۔ادینہ نے ناک پھلا کر دیکھا۔

اس کی وجہ وہ وجہ ہے جس کے لیے اس نے میرے ساتھ ایسا کیا دانت پیستے ہوئے کہا۔چھلک ہی پڑی آنکھیں آج پھر سے زور سے گال رگڑے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیوں کیا اس نے ایسا سوچ سوچ کر دماغ پھٹتا ہے میرا سر کو دونوں ہاتھوں میں جکڑا۔آواز پھٹ رہی تھی۔

ادینہ ایک بات بولوں

ماہ رخ نے نرمی سے کہا ادینہ نے رخ اس کی طرف موڑا۔تھوک نگل کر آنسوؤں کو اٹکے گولے کو نگلا۔

سب لوگ تمھاری وجہ سے تمھاری اداسی کی وجہ سے ایسے ہیں تمہیں دیکھ دیکھ کر ان کا دل دکھتا ہے پلیز خود کو نارمل کرو

ماہ رخ نے لب بھینچ کر سنجیدہ سے لہجے میں کہا جس پر وہ کچھ پر سوچ سے انداز میں ماہ رخ کو دیکھتی رہی پھر دھیرے سے سر اثبات میں ہلا دیا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

حزیفہ کی سانس پھولی ہوئی تھی دھپ دھپ کرتا سیڑھیاں پھلانگتا اوپر چڑھ رہا تھا موٹے موٹے گال اور ٹی شرٹ میں پھنسا پیٹ ہل رہا تھا تیسری منزل پر پہنچتے ہی وہ تیزی سے لاونج میں پڑے ٹی وی کی طرف بڑھا۔اریبہ شاید مغرب کی نماز کے بعد فارغ ہو کر کمرے سے باہر آ رہی تھی دوپٹہ ابھی بھی سر کے گرد لپٹا ہوا تھا اور ادینہ استری سٹینڈ پر جھکی کپڑے استری کر رہی تھی حزیفہ کی حالت ایسی تھی کہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہونے پر مجبور ہو گئی تھیں۔

اریبہ آپی اریبہ آپی ٹی وی آن کریں جلدی

وہ گردن ارد گرد گھماتا ہوا ٹی وی کے ریموٹ کو تلاش کر رہا تھا انداز میں ایسی عجلت تھی کے اریبہ بے ساختہ آگے بڑھی اور صوفے پر پڑے

کشن کے نیچے سے ٹی وی کا ریموٹ نکال کر ٹی وی آن کیا حزیفہ نے جھپٹ کر ریموٹ چھینا اور تیزی سے چینل بدلنے لگا اور پھر ایک جگہ رکا۔

پاکستان لیگ لاہور قلندر ٹیم

ٹی وی میں نیچے تحریر نظر آ رہی تھی اور سامنے قطار میں کھڑے بہت سے کھلاڑیوں میں میسم کھڑا تھا۔

ایڈیشن کا آغاز 12 دسمبر کو متحدہ عرب امارات (یو اے ای) میں ہوگا جبکہ ایونٹ کے آخری 8 میچ پاکستان میں کھیلے جائیں گے۔

پیچھے اینکر کی آواز کی بازگشت تھی اور آگے ٹیلیویژن کی سکرین پر پاکستان سپر لیگ کی مختلف ٹیمیں دکھائی جارہی تھیں۔تینوں نفوس کی آنکھیں اب ٹی وی پر جمی تھیں ادینہ کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا جبکہ حزیفہ کے چہرے پر خوشی جھلک رہی تھی اریبہ کبھی ٹی وی سکرین کی طرف دیکھ رہی تھی اور کبھی ادینہ کے چہرے کی طرف۔

پی ایس ایل کی نئی ڈرافٹنگ میں ہر ٹیم کو اپنے 10 کھلاڑیوں کو برقرار رکھنے کی اجازت ہوگی لیکن ان میں سے صرف 2 کھلاڑی غیر ملکی ہوں گے۔

سکرین پر اب پھر سے لاہور ٹیم کے کھلاڑی دکھائے جا رہے تھے وہ بھی کھڑا تھا سنجیدہ سا چہرہ بڑھی سی شیو اداس سی آنکھیں جیسے ہی کیمرہ اس پر ٹھہرا ادینہ کی دھڑکن کی رفتار بے قابو ہوئی۔لمبی پلکوں والی آنکھیں سکیڑے اس نے کیمرے کی طرف ایسے دیکھا کہ ادینہ کو لگا اس کو دیکھ رہا ہے

لیگ کی تمام ٹیمیں ڈرافٹ کے عمل کو عام ترتیب سے کرنے پر متفق ہیں جس کا مطلب ہے کہ سب سے پہلے کھلاڑی کا انتخاب کا فیصلہ کسی خاص ترتیب سے نہیں ہوگا جبکہ ٹیموں میں مقامی کھلاڑیوں کی شرح کا فیصلہ ابھی نہیں ہوا۔

اینکر اپنے مخصوص انداز میں روانی میں بول رہی تھی۔میسم کے ساتھ کھڑے لڑکے نے شاید اس کے کان میں کچھ کہا میسم بے ساختہ مسکرایا۔

بند کرو حزیفہ

ادینہ نے ناک پھلا کر تیز تیز سانس لیتے ہوئے اونچی آواز سے کہا۔اس کی مسکراہٹ پر دل میں ٹیس اٹھی خزیفہ جو پرجوش سا کھڑا تھا ایک دم سے مڑا۔ریموٹ صوفے پر پھینکا۔

جواد چاچو کو بتا کر آتا ہوں

وہ سر کے پاس چٹکی بجاتا تیزی سے زینے کی طرف بھاگا۔اریبہ نے آگے بڑھ کر جلدی سے ٹی وی کو بند کیا۔چور سی نظر ادینہ پر ڈالی ادینہ ہاتھ میں استری شدہ قمیض پکڑے وہیں کھڑی تھی۔

ظالم مسکرا دیا کیسے مسکرا دیا دل کو جیسے کوئی مٹھی میں دبوچ رہا تھا۔جیسے جیسے گرفت بڑھ رہی تھی آنکھوں کا منظر دھندلہ ہو رہا تھا۔

تم چائے پیو گی بنانے جا رہی ہوں

اریبہ نے پاس آ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ جیسے ہوش میں ائی گڑ بڑا کر ارد گرد بلاجواز نظریں گھمائیں بمشکل آنکھوں سے چھلک

جانے والے آنسوؤں کو روکا

نہیں

مدھم سی آواز میں کہتی تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔دھماکے سے دروازہ بند ہوا اور اریبہ نے زور سے آنکھیں بند کیں

ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا

مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا

ایک ایک ادا سو سو دیتی ہے جواب اسکے

کیونکر لبِ قاصد سے پیغام ادا ہوتا

اچھی ہے وفا مجھ سے جلتے ہیں جلیں دشمن

تم آج ہُوا سمجھو جو روزِ جزا ہوتا

جنّت کی ہوس واعظ بے جا ہے کہ عاشق ہوں

ہاں سیر میں جی لگتا گر دل نہ لگا ہوتا

اس تلخیِ حسرت پر کیا چاشنیِ الفت

کب ہم کو فلک دیتا گر غم میں مزا ہوتا

تھے کوسنے یا گالی طعنوں کا جواب آخر

لب تک غمِ غیر آتا گر دل میں بھرا ہوتا

ہے صلح عدو بے خط تھی جنگ غلط فہمی

جیتا ہے تو آفت ہے مرتا تو بلا ہوتا

ہونا تھا وصال اک شب قسمت میں بلا سے گر

تُو مجھ سے خفا ہوتا میں تجھ سے خفا ہوتا

ہے بے خودی دائم کیا شکوہ تغافل کا

جب میں نہ ہوا اپنا کیونکر وہ مرا ہوتا

اس بخت پہ کوشش سے تھکنے کے سوا حاصل

گر چارۂ غم کرتا رنج اور سوا ہوتا

اچھی مری بدنامی تھی یا تری رُسوائی

گر چھوڑ نہ دیتا میں پامالِ جفا ہوتا

دیوانے کے ہاتھ آیا کب بندِ قبا اُس کا

ناخن جو نہ بڑھ جاتے تو عقدہ یہ وا ہوتا

ہم بندگیٔ بت سے ہوتے نہ کبھی کافر

ہر جاے گر اے مومن موجود خدا ہوتا

آج دو ہفتے کے بعد تو دل کچھ کچھ سنبھلا تھا۔اور اب اس کی جھلک اسے زنجیروں میں جکڑے گھسیٹتے ہوئے پھر سے اسی بند کوٹھڑی میں لے ائی تھی جس کی ہر دیوار پر وہ نقش تھا کہیں مسکراتا کہیں قہقے لگاتا کہیں گہری نظروں کو اس پر گاڑتا۔دھڑ دھڑ دھڑا دھڑ دروازہ پیٹ ڈالا آہ و بکا بھی نہیں سن رہا تھا کوئی دربان۔

آج پھر ساری رات تکیہ بھیگا تھا۔اور اسکی وہی جھلک بڑے بڑے پوسٹروں کی شکل میں ہر طرف معلق ہوئے نظر آ رہی تھی۔وہ مسکرا رہا

تھا۔

آہ۔۔۔کیسے مسکرا رہا تھا

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

میسم فہد سے چمٹا کھڑا تھا۔اداس سا پریشان سا چہرہ لیے

مجھے جانا ہو گا اب

فہد نے اس سے الگ ہو کر مسکراتے ہوئے لب بھینچے پر جواب میں اس کے چہرے پر کوئی مسکراہٹ نہیں تھی وہی اداسی بھری آنکھیں گلے کی گلٹی ابھری ہوئی تھی جو اس کے ضبط کا پتہ دے رہی تھی۔تین ہفتے ہو گئے تھے گھر سے دور فہد کا کچھ آسرا تھا اور اب وہ بھی جارہا تھا۔

آہ وہ تو جا رہا تھا اپنوں کے پاس۔دل میں عجیب سی تڑپ اٹھی سب یاد آ رہے تھے اور سب سے زیادہ تو وہ یاد آتی تھی جسے روز بہانے سے دیکھنے اوپر جاتا تھا۔بے قرار دل کو سکون آ جاتا تھا اس کی مدھر سی آواز کانوں میں پڑتی تو دل گدگدا جاتا تھا نرم سا سفید چہرہ جسے گہری نظریں دیکھ کر سیر کرتی تھیں خود کو اور پھر نیچے کمرے میں آ کر تکیہ اس میں

ڈھل جاتا تھا جسے ساتھ لگا کر بھینچ ڈالتا تھا وہ۔رابعہ کی محبت ان کے ھاتھ کے بنے کھانے حزیفہ سے لڑائی اریبہ سے شرارتیں جواد چاچو کے ساتھ گپ شپ دادا ابو کی ڈانٹ ان کی محبت پلکوں کو جھپکا کر نمی کو چھلکنے سے روکا اور فہد کی طرف دیکھا جو اس کے چہرے پر جھلکتے دکھ کو دیکھ کر اداس سا کھڑا تھا۔

مشکل میں پھنس جائے گا یار

میسم نے فہد کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر محبت سے کہا۔وہ فائنل مقابلہ بڑے شاندار انداز میں جیت کر لاہور قلندر کی ٹیم کا سیلیبمٹری کھلاڑی بن چکا تھا۔فہد کو یہاں ائے تین ہفتے سے زیادہ کا عرصہ ہو چلا تھا اس دوران وہ اپنے گھر والوں سے رابطہ کر کے ان سے معافی مانگ چکا تھا اور واپس آنے کا وعدہ کر چکا تھا۔وہ اپنے والدین کا اکلوتا سپوت تھا ان کو تو معاف کرنا ہی تھا۔اصل مسئلہ تو میسم کے گھر والوں کا تھا۔

کچھ نہیں ہوتا پریشان نہ ہو

فہد نے پیار سے میسم کے گال تھپتھپائے۔

ہمم

میسم کی اداسی ہنوز تھی۔چہرہ پژمردہ سا تھا راتوں کو نہ سونے کی وجہ سے آنکھوں کے حلقے واضح تھے۔

دیکھ تم کہنا سارا قصور اسکا تھا میرا کوئی قصور نہیں مجھے زبردستی اپنے ساتھ گھسیٹ لیا تھا اس نے

میسم نے فہد کو دونوں کندھوں سے تھام کر جوش سے کہا فہد کا جاندار قہقہ گونجا۔

نہیں میں ڈرتا نہیں کسی سے بھی اور اب تو بلکل نہیں جب تو سلیکٹ ہو گیا

فہد نے بھرپور انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔اور میسم اسے پھر سے گلے لگا چکا تھا۔

آپ کے بیٹے کی وجہ سے ہوا ہے یہ سب اسی نے پٹیاں پڑھائی ہوں گی میرے بھتیجے کو

عزرا نے ماتھے پر بل ڈال کر آگے ہوتے ہوئے کہا۔فہد نے کچھ بولنے کے لیے منہ کھولا تھا کہ فہد کے والد آگے ہوئے

دیکھیں دونوں کا قصور تھا

بڑے تحمل سے کہتے ہوئے وہ عزرا کے غصے کو ٹھنڈا کر رہے تھے۔پر وہ تو جیسے بپھری کھڑی تھیں۔خونخوار نظروں سے فہد کو گھور رہی تھیں۔

اریبہ ہانپتی ہوئی دروازے پر ائی۔حزیفہ نے آ کر اسے بتایا تھا کہ کل رات فہد گھر آ گیا ہے اور عزرا پھپھو ان کے گھر پہنچ چکی ہیں۔

امی امی چلیں گھر پلیز ماموں کو پتہ چلا تو وہ ناراض ہوں گے

اریبہ نے زبردستی بازو کھینچتے ہوئے عزرا کو دروازے کی طرف لے جانے کی ناکام کوشش کی۔

نہیں میں اس سے پوچھ کر جاؤں گی میسم کا نمبر دو

عزرا نے ماتھے پر بل ڈالے زبردستی اریبہ سے اپنا بازو چھڑوا کر آگے ہوئیں۔فہد ایک دم سے ان کے یوں آگے بڑھنے پر گڑ بڑا سا گیا۔

آنٹی اس نے منع کیا ہے ابھی نمبر اس کے پاس نہیں ہے

خجل سا ہو کر گردن کھجاتے ہوئے جواب دیا اور نظریں جھکا لیں۔اریبہ جلدی سے آگے بڑھی۔

امی چلیں بات سمجھ کیوں نہیں آتی آپکو آپ کے ایسا کرنے سے میسم واپس آ جائے گا کیا کبھی نہیں چلیں آپ

اریبہ نے آگے بڑھ کر عزرا کے بازو کو پھر سے گرفت میں لیا اور ایک ناگوار نظر فہد پر ڈالی۔وہ جو اُس کو آج اپنے گھر میں دیکھ کر عجیب سی خوشگوار کیفیت سے دوچار ہوا تھا۔نفرت بھری نگاہ سیدھا دل پر جا لگی۔

جس کی طرف سے ہمیشہ ایک محبت بھری نظر کا منتظر رہتا تھا آج اگر اس نے دیکھا بھی تو نفرت بھری نظروں سے۔وہ عزرا کو پکڑے گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی اور فہد کے قدم بے ساختہ ان کے پیچھے تھے۔

اریبہ بڑی مشکل سے عزرا کو بیرونی دروازے تک لائی اور جب وہ بڑبڑاتی اپنے دروازے کی طرف بڑھی تو اریبہ ناک پھلا کر مڑی۔وہ جو اس کی پشت پر بکھرے اس کے بالوں کو محبت سے دیکھنے میں مگن تھا اس کے یوں پلٹنے پر گڑ بڑا سا گیا۔

اور تم تم نے بلکل اچھا نہیں کیا

دانت پیس کر خونخوار نظر فہد پر ڈالی۔آنکھوں کو سکوڑے ناک پھلائے بلکل اپنی اماں کے انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔فہد نے بمشکل دل کی حالت کو سنبھالا۔

مجھے کوئی افسوس نہیں میں نے سب اچھا ہی کیا ہے

گہری سانس لی اور مسکرا کر سینے پر ہاتھ باندھے۔اور غور سے اس کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا جس پر وہ دنیا بھر کی نفرت سمیٹے کھڑی تھی۔

تمہیں تو دیکھ لوں گی میں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اریبہ نے منہ پر ہاتھ پھیرا۔اور ایک جھٹکے سے دوپٹہ سر پر اوڑھنے کے لیے ہوا میں اچھالا جو عزرا کو قابو کرتے ہوئے سر سے ڈھلک گیا تھا۔دوپٹہ ہوا میں اٹھا اور اس کا پلو فہد کے چہرے سے مس ہوتے ہوئے آگے ہوا۔

وہ گہری سانس کو اندر کھینچ گیا۔ایک مسحور کن سا احساس تھا جو ناک کے نتھنوں سے گھس کر دل پر گدگدی کر گیا۔اور اس کے سنجیدہ سے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔وہ اب تیز تیز قدم اٹھاتی اپنے گھر کی طرف جا رہی تھی۔

مجھے خوشی ہو گی یہ نگاہ کرم مجھ پر پڑے گی جس کا منتظر کب سے ہوں میں

خود سے سرگوشی کرتا ہوا وہ مسکرا دیا۔اور دروازے کو چمٹ کر حسرت سے اس کی گھر کے اندر داخل ہوتی آخری جھلک دیکھی۔

بہت بہت مبارک ہو میرے شیر

سر ابرار نے گرم جوشی سے میسم کو ساتھ لگایا اور اس کی پیٹھ کو تھپکا۔

میسم نے سرشار سے انداز میں آنکھوں کو موند کر لبوں پر مسکراہٹ بکھیری۔

خیر مبارک سر بس آپکا ساتھ تھا

محبت سے مسکراتا ہوا ان سے الگ ہوا۔ٹیم کی سلیکشن کے بعد اب دبئی روانگی سے پہلے ان کی دن رات پریکٹس چل رہی تھی۔وہ لاہور کی ٹیم میں اکیلا نیا کھلاڑی تھا اس لیے کسی کے ساتھ ابھی اتنی بول چال نہیں ہوئی تھی۔وہ سر ابرار کے دوست اشفاق علی کی سفارش کے ساتھ اکیڈمی کے ہاسٹل میں ایک لڑکے کے ساتھ کمرہ بانٹ رہا تھا لیکن اس میں بہت دقت تھی جس کا گاہے بہ گاہے ان سے کہہ رہا تھا اور آج وہ اسی سلسلے میں ملتان سے لاہور ائے تھے۔

گڈ ویری گڈ بس مجھے یقین ہے اب تم سپلمینٹری میں نہیں رہو گے

ان شا اللہ

ابرار نے گردن اکڑا کر فخر سے کہا۔اور اس کے بازو پر گرفت مضبوط

کی جس پر وہ سر جھکا گیا جبکہ لبوں پر نرم سی مسکراہٹ تھی۔یہ اشفاق علی کا ہی آفس تھا جہاں اس وقت وہ دونوں کھڑے تھے۔

بے شک آپ کا مجھ پر اعتماد یہاں تک لے آیا ہے

تشکر آمیز نظروں سے ابرار کی طرف دیکھا۔سفید رنگ کی ڈھیلی سی ٹی شرٹ اور بڑھی ہوئی شیو میں وہ تھکا سا لٹا سا مسافر لگ رہا تھا۔

اچھا سنو تمھاری رہائیش کا انتظام ادھر اکیڈمی کے ہاسٹل میں کر دیا ہے میں نے اور کسی طرح کی کوئی

ابرار نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے میسم کے کندھے پر ہاتھ رکھا ابھی بات مکمل نہیں کر پائے تھے کہ سامنے سے آتے سنئیر کرکٹ کوچ اشفاق علی کو دیکھ کر گرم جوشی سے مسکراتے ہوئے آگے بڑھے۔

ارے ایئے ایئے اشفاق صاحب

اشفاق علی قہقہ لگاتے ہوئے آگے بڑھے اور ابرار سے بغل گیر ہوئے۔

آپ کے لڑکے کو ویسے آپکی سفارش کی ضرورت نہیں تھی

ابرار سے الگ ہو کر مسکراتے ہوئے میسم کی طرف دیکھا جو پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا اس تعریف پر تھوڑا شرمانے کے سے انداز میں نظریں جھکا گیا۔

بس بچپن سے اس کے اندر وہ چیز دیکھی ہوئی تھی میں نے ہی ہیز میجکل پاور ان ہز بیٹنگ ماشااللہ

ابرار نے فخر سے کہتے ہوئے میسم کی پیٹھ کو پھر سے تھپکا جس پر لبوں کو باہر نکال کر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اشفاق علی نے تائید کی۔

چلیں پھر اس دفعہ لاہور قلندر جیتے گی میسم مراد کے دم پر

اشفاق علی نے پر جوش انداز میں کہا اور پھر تینوں کا قہقہ اس بات پر گونجا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

وہ جا رہی ہے کالج کیا

میسم کان کو فون لگائے آگے بڑھا اور کھڑکی کو کھولا ٹھنڈی ہوا پردوں

کو ہلاتی کمرے میں خنکی بھر گئی نومبر کی سرد رات تھی پر دل کی گھٹن کے ہاتھوں مجبور ہو کر کھڑکی کو کھولنا پڑا۔یہ ہاسٹل کا تنگ سا کمرہ تھا جہاں دو پلنگ لگے تھے۔ایک کمرے میں دو لوگ رہتے تھے۔پہلے جس کمرے میں وہ رہ رہا تھا وہاں پہلے سے دو لڑکے موجود تھے

ہاں جا رہی ہے دیکھا تھا کل جواد چاچو کی کار میں

دوسری طرف سے فہد کی آواز پر وہ پھیکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے اب آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ساتھ والا لڑکا خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا۔اس لیے اس کے ہلکے ہلکے خراٹے کمرے میں گونج رہے تھے۔

ہمم

جیب میں ہاتھ ڈال کر ڈھنے کے سے انداز سے کھڑکی سی ٹیک لگائی۔

اب چاند میں ادینہ کا چہرہ دمک رہا تھا۔گداز سا نرم سا سفید شفاف۔دل میں شدت سے اسے دیکھنے کی چاہ ابھری ذہن کو جھٹکا۔

دادا ابو کیسے ہیں

سنجیدہ سے لہجے میں اگلا سوال پوچھا۔دل کو بری طرح سرزنش کی وہ ادینہ اب کہاں اس کی تھی۔اب تو وہ خوش ہو گی جو چاہتی تھی وہی ہوا۔

ساتھ والی پڑوسن سے امی کے ذریعے پوچھوایا کل ٹھیک ہیں وہ بھی فہد نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔لب پھر سے مسکرا دیے۔

اچھا چل رکھتا ہوں فون پھر بات ہو گی کل دبئ کے لیے نکل رہا ہوں وہاں شاید بات نہ ہو سکے

اداس سی آواز میں کہتے ہوئے فون بند کیا۔اور پھر سے سینے لر ہاتھ باندھ کر چاند کی طرف دیکھا۔

تھینک یو روشان

ادینہ نے ہاوس جاب کا اپائینٹمنٹ لیٹر ہاتھ میں لے کر تشکر آمیز

نظروں سے سامنے کھڑے روشان حمدانی کی طرف دیکھا۔جو اپنی مخصوص پر وقار مسکراہٹ لبوں پر سجائے مسکرا دیا۔اس کے ساتھ کھڑی ماہ رخ بھی پرجوش انداز میں اپنے لیٹر پر نظریں دوڑا رہی تھی۔

روشان کے ماموں لاہور کے بہت بڑے سرکاری ہسپتال میں سرجن تھے . جہاں انھوں نے روشان کے ساتھ ساتھ ادینہ اور ماہ رخ کی بھی ہاؤس جاب کروا دی تھی۔

ان کے فائنل امتحانات ہو چکے تھے اور روشان نے ان دونوں کی ہاؤس جاب کروانے کی پیشکش انہیں خود دی تھی اس دن تو وہ اس پیشکش کو اس کا بڑا پن سمجھی تھیں صرف لیکن اس نے تو واقعی ہی دونوں کی ہاؤس جاب نہ صرف کروا دی تھی بلکہ آفیشل لیٹر بھی لے آیا تھا جو کل رات اس کے ماموں نے اسے میل کیے تھے۔

اٹس اوکے

روشان نے مسکرا کردونوں کی طرف دیکھا۔ماہ رخ نے پرجوش انداز میں لبوں کو دانتوں میں دبا کر ادینہ کی طرف دیکھا لیکن اس کے چہرے پر

ابھی الجھن اور خوشی کے ملے جلے اثرات تھے۔اس نے تو اس بات کا گھر میں ابھی تک ذکر بھی نہیں کیا تھا۔اور مراد احمد ابھی اس کی اچھی جگہ ہاؤس جاب کی کوشش میں سرگرداں تھے۔

بس تم دونوں جوائینگ کی تیاری کرو اور کچھ نہیں کوئی ٹھنکس نہیں کچھ نہیں

روشان نے دوستانہ انداز میں خفگی سے دونوں کی طرف دیکھا جو تشکر کے احساس سے لبریز اس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔اس بات پر دونوں بے ساختہ مسکرا دی۔روشان دونوں کی طرف اجازت طلب نظروں سے دیکھتا ہوا آگے بڑھا تو۔ماہ رخ نے بھنویں اچکا کر ادینہ کی پریشانی کا جواز طلب کیا۔

سنو ماموں مان جائیں گے کیا اتنی دور ہاؤس جاب کے لیے

نچلے لب کو بے چینی سے دانتوں میں دبائے اب وہ ماہ رخ کی طرف دیکھ رہی تھی۔

ایسے ہی نہیں مانیں گے ارے یار اتنا اچھا ہاسپٹل قسمت والوں کی وہاں ہاوئیس جاب ہوتی ہے

ماہ رخ نے اسے کندھوں سے پکڑ کر ہلایا اور ماتھے پر اس طرح شکن ڈالے جیسے اس کی دماغی حالت پر شک گزرا ہو۔ادینہ نے پر سوچ انداز میں سانس لیا۔یونیورسٹی کے ان آخری مہینوں میں روشان ان کے بہت قریب ہو چکا تھا تینوں ایک ساتھ نظر آتے تھے ہر جگہ۔

ہممم چلو ویسے مان جائیں گے بس امی کا ہے اداس ہوں گی وہ

ادینہ نے سر اثبات میں ہلایا۔کندھے پر بیگ کو درست کیا۔

کچھ نہیں ہوتا تم کوئی بہت چھوٹی سی بچی نہیں ہو لوگ میٹرک کے بعد اپنی بیٹیوں کو بھیج دیتے باہر شہروں میں پڑھنے اور تم کوئی اکیلی تھوڑی نہ ہو گی میں ہوں گی نہ ساتھ تمھارے

ماہ رخ نے اس کے گرد بازو حائل کیۓ۔اور قدم آگے بڑھا دیے

وہ آج روشان کے کہنے پر ہی یونیورسٹی ائی تھیں اور اب واپسی بیرونی

گیٹ کی طرف قدم بڑھا دیے۔

ہاں شاید میں ہی زیادہ سوچ رہی ہوں

ادینہ نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔اور پھر پرسکون سے انداز میں سانس لیا۔اس کے ڈاکٹر بن جانے پر پورے ڈھائی ماہ بعد تو گھر میں خوشی کی لہر ائی تھی۔میسم کے جانے اور کرکٹ جوائین کرنے کے غم کو سب بھلا کر اس کی اس خوشی کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

یقیناً آپ محترمہ زیادہ سوچ رہی ہیں

ماہ رخ نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔اور پھر وہ مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ قدم بڑھا دیے۔

مجھے میسم کو اوپنر بھیجنا ہے

فراز نے پاس کھڑے اسد کی طرف دیکھا جو سر میں ٹاول چلاتا ایک دم سے تھم گیا۔وہ لوگ دبئی سپورٹس جم میں موجود تھے جہاں ان

کی پوری ٹیم موجود تھی اسد نے حیرت سے کچھ دور ویٹ لفٹنگ کرتے میسم کو دیکھا اور پھر سامنے کھڑے فراز جاوید کو بے شک میسم کی بلے باز شاندار تھی جو وہ سب لوگ دیکھ چکے تھے لیکن وہ ابھی سپلمینٹری کھلاڑی تھا بلکل نیا اسد نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا لیکن سامنے لاہور ٹیم کا کپتان تھا فراز جاوید جس کی ہر بات پتھر پر لکیر ہوتی تھی۔اسد لاہور قلندر کا وکٹ کیپر تھا۔اور وہ بھی فراز کی طرح گولڈن بیچ میں تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نیا لڑکا ہے دیکھ لیں باقی لوگ منہ بنائیں گے

تھوڑا جھجکتے ہوئے اسد کہہ ہی گیا لیکن جانتا تھا ہو گا وہی جو فراز چاہتا ہے۔فراز نے بھونیں سکیڑ کر اسد کی طرف دیکھا اور پھر پاس پڑی پانی کی بوتل کو منہ سے لگا لیا۔

کچھ نہیں ہوتا اسے بلاؤ ذرا

پانی کی بوتل کو نیچے کرتے ہوئے فراز نے انگلی کا اشارہ میسم کی طرف کیا۔اور دوسرے ہاتھ سے منہ صاف کیا اسد نے پرسوچ انداز میں دیکھا

اور پھر سر ہلاتا ہوا میسم کی طرف بڑھ گیا اور تھوڑی دیر بعد ہی میسم فراز کے سامنے کھڑا تھا۔

میسم تم فواد کے ساتھ اوپنر جاؤ گے کل کے میچ میں

فراز نے میسم کے کندھے پر ہاتھ رکھا میسم نے چونک کر دیکھا۔کل لاہور قلندر کا میچ کراچی کنگ کے ساتھ تھا۔یہ ابھی ان کی ٹیم کا دوسرا ہی میچ تھا سپر لیگ کے لیے جس میں فراز نے اسے اوپنر کھلاڑی بھیجنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور یہ بات میسم کے لیے بہت بڑی بات تھی۔

سر میں

حیرت سے سینے پر ہاتھ رکھ کر ارد گرد ایسے دیکھا جیسے اس کے علاوہ بھی کوئی وہاں موجود ہو۔انھیں دبئی ائے ابھی دوسرا ہفتہ تھا۔

ہاں کیوں

فراز نے مسکرا کر اس کے کندھے پر دباؤ ڈالا۔میسم ابھی بھی ہنوز حیرت میں مبتلا تھا۔فراز نے مسکراتے ہوئے پھر سے کندھے پر دباؤ ڈالا۔

جی سر

سینہ ایک دم سے چوڑا ہوا اور ناک کے نتھنوں سے سانس نکلا اور لب مسکرا دیے۔تو میسم مراد یہ تمھاری پہلی جیت ٹھہری دل نے دماغ سے سرگوشی کی۔

بیسٹ آف لک

فراز نے میسم کے کندھے پر تھپکی دی۔اور اپنی جم کٹ اٹھا کر آگے بڑھ گیا جبکہ وہ وہیں کھڑا مسکرا رہا تھا۔ایک عجیب سی خوشی تھی۔دل اچھل رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾

شازل وحید تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کے کمروں کی راہداری میں سے گزرتا اب فرازجاوید کے کمرے کے بلکل سامنے کھڑا تھا۔یہ دبئی کا شاندار ہوٹل تھا جہاں پاکستان سپر لیگ کے تمام کھلاڑیوں کو ٹھہرایا گیا تھا

شازل کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا جس پر تزلیل کا عکس موجود تھا فراز کے

کمرے کے بند دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے گہری سانس لی لیکن بے سود تھا سب اس کا غصہ کم نہیں ہوا تھا ہاتھ اٹھا کر لب بھینچتے ہوئے دستک دی دستک کے بعد کمرے سے اندر آنے کی اجازت ملتے ہی وہ دروازہ کھول کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا سامنے صوفے پر بیٹھے فراز کے سر پر کھڑا تھا۔فراز اخبار پر نظریں جمائے ہوئے بیٹھا تھا سامنے میز پر ناشتے کے لوازمات موجود تھے۔شازل کے یوں سر پر آ کر کھڑے ہونے پر نظر اٹھا کر اوپر دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ نے میری جگہ کل ائے لڑکے کو اوپنر بھیج دیا

دانت پیس کر ضبط کرتے ہوئے کہا۔فراز نے پر سکون انداز میں اوپر دیکھا اس کا مطلب تھا نوٹس سب کے پاس دستخط کے لیے پہنچ چکا تھا جس میں فراز نے کل صبح ہی ردوبدل کی تھیں۔کچھ دیر میں ان کو کراچی کنگ کے خلاف میچ کھیلنے کے لیے دبئی انٹرنیشنل کرکٹ سٹیڈیم پہنچنا تھا۔

اس میں کل آیا یا پرسوں آیا کوئی معنی نہیں رکھتا اس کی کارکردگی

دیکھی ہی ہو گی تم نے

فراز نے ایک آنکھ کے آبرو چڑھائے اور پر سکون لہجے میں کہا۔شازل کا جلدی اؤٹ ہو جانا اب معمول بنتا جا رہا تھا وہ بمشکل کچھ اورز کھیل پاتا تھا۔اب اس کی بلے بازی کی وہ لائین نہیں رہی تھی کہ فراز اسے ٹی ٹوینٹی میچ میں اوپنر کھلاڑی کے طور پر بھیجتا اور میسم کو وہ آڈیشن کے دن سے نوٹ کر چکا تھا۔

وہ کارکردگی صرف پریکٹس میں دکھاتا ہے وہاں گراونڈ میں فرسٹ ٹائم فیس کرنا سب کے بس کی بات نہیں

شازل نے ہتھیلی کو کھول کر ہلاتے ہوئے حقارت سے دانت چبائے۔اس کے اتنے غصے کا سامنے بیٹھے نفوس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

مجھے لگتا ہے کر لے گا

فراز نے گہری سانس لی اور گود میں رکھے اخبار کو فولڈ کیا۔

ہن۔ن۔ن یہ انسلٹ ہے میری چلیں میری جگہ ابراہیم آتا یا طلحہ تو

اور بات تھی آپ نے اٹھا کر ایک سپلمینٹری کھلاڑی کو اوپنر بنا دیا

شازل نے ناک چڑھا کر بھرپور خفگی دکھائی۔اسے یہ سب اپنی تزلیل لگ رہی تھی۔

مجھے لگتا تم رول بھول رہے ہو پہلے کھلاڑی کو منتخب کرنے کے کوئی رولز نہیں رکھے گئے کہ وہاں سپلمینٹری کھلاڑی نہیں جا سکتا ہے

فراز نے میز پر پکڑی فائل اٹھا کر شازل کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔شازل نے ایک غصیلی نظر فائل پر ڈالی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چلیں دیکھ لیتا ہوں میں بھی کیا جھنڈے گاڑتا ہے وہ آج کہ میچ میں کراچی کنگز کوئی معمولی ٹیم نہیں ہے

فائل پر ایک حقارت بھری نظر ڈال کر وہ تیزی سے مڑا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اب وہ میسم کے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔بنا اجازت دروازے کو دھکیل کر اندر داخل ہوا میسم اسد کی کسی بات پر مسکرا رہا تھا یہاں اس وقت دو تین اور کھلاڑی موجود تھے۔جب شازل غصے میں

بھرا اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔

مبارک ہو میری جگہ لینے کے لیے

شازل نے طنزیہ انداز میں میسم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔میسم نے خجل سا ہو کر ارد گرد باقی لوگوں کی طرف دیکھا شازل کے یوں چیخنے جیسے انداز پر سب لوگ ایک دم سنجیدہ ہو گئے تھے۔

میں کسی کی جگہ نہیں لے رہا ہوں اپنی جگہ بنا رہا ہوں بس

میسم نے مسکرا کر اسد کی طرف دیکھا اور پھر سامنے کھڑے شازل کی طرف انداز دوستانہ تھا شازل اس سے سنیئر تھا اس لیے وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہوا اب وہ اس کے بلکل سامنے کھڑا تھا۔

علیم کی ایک بھی بال نہیں کھیل پاؤ گے تم تمھارے بس کا کام نہیں

ناک کو اوپر چڑھا کر شازل نے طنزیہ انداز اپنایا۔اور انگشت انگلی میسم کی آنکھوں کے درمیان میں اکڑائی۔انداز اور الفاظ ھتک آمیز تھے۔میسم نے دھیرے سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔جبڑے ایک دوسرے کے ساتھ پیوست

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہو گئے تھے۔

کام تو آپ کے بس سے باہر تھا شاید

میسم نے نظریں جھکا کر مدھم سے لہجے میں معنی خیز جواب دیا جس پر سامنے کھڑا شازل آگ بگولہ ہو چکا تھا۔

تمہیں تمیز نہیں سنئ‌ی‌ر سے کیسے بات کرتے ہیں

شازل نے بپھر کر میسم کا گریبان پکڑا۔اب سب لوگ ایک دم سے اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔اسد جلدی سے آگے بڑھا جسے شازل بازو کے ذریعے روک چکا تھا۔باقی دو نفوس بھی اب پریشانی سے شازل کی طرف دیکھ رہے تھے۔جو بات کو بڑھا رہا تھا۔میسم نے بھنوں کو سکیڑ کر ماتھے پر شکن ڈالے اور شازل کے ہاتھ کی طرف دیکھا جو اس کا گریبان تھامے ہوئے تھے۔

میں نے آپ سے بات نہیں شروع کی سر آپ خود ائے ہیں اور میں یہاں ٹیم کے کیپٹن کی مرضی کا پابند ہوں وہ مجھے کسی بھی جگہ پر رکھیں

میسم نے پر سکون انداز میں اپنے گریبان پر موجود اس کے ہاتھ کو تھاما اور پوری قوت سے نیچے کیا۔

یہ تو شام کو پتہ چلے گا تمہیں

شازل نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا طنز بھرا قہقہ لگایا۔

بے شک آج پورے پاکستان کو پتہ چلے گا ان شا اللہ

میسم نے ہنوز پرسکون لہجے میں کہا۔شازل نے ناک پھلائی حقارت بھری نظر سب پر ڈالی اور تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکل گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ناک کو بار بار سکوڑنے کی آواز پر ادینہ نے بیگ کے زپ بند کرتے ہاتھ روکے اور گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔عزرا سامنے پلنگ پر بیٹھی مسلسل آنسو بہا رہی تھیں۔

امی بس کر دیں اب ابھی تو جب باہر جاؤں گی سپیشلائیزیشن کے لیے تب کیا کریں گی آپ بتائیں مجھے

ادینہ نے عزرا کے چہرے کو اوپر کیا اور اپنے ساتھ لگایا عزرا نے زور سے اپنے پاس کھڑی ادینہ کی کمر کے گرد بازو حائل کیے ادینہ نے محبت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور سر پر بوسہ دیا۔آج صبح سے وہ یوں روئے جا رہی تھیں۔

بس کریں اب لاہور جارہی ہوں وہ بھی ہاوس جاب کے لیے جاب یہیں کروں گی اپنے شہر میں پریشان نہ ہوں آپ

تھوڑا سا پیچھے ہوتے ہوئے پیار سے عزرا کے چہرے کو اوپر کیا۔ادینہ پہلی دفعہ ان سے اتنا دور جا رہی تھی۔ان کی بہت زیادہ مخالفت کے باوجود مراد اور احمد میاں نے ادینہ کو لاہور بھیجنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ادینہ نا صرف ان کی پہلی اولاد تھی بلکہ ان کے دکھ سکھ کی ساتھی بھی تھی وہ بہت چھوٹی سی عمر سے راتوں کو اٹھ اٹھ کر اپنی ماں کے آنسو صاف کرنے لگی تھی اور اس کی ننھی ہتھیلیوں کا لمس عزرا کو سارے غم بھلا دیتا تھا۔اور پھر ادینہ کو کبھی انہوں نے خود سے دور کرنے کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔بچپن سے میسم کے ساتھ کیا گیا رشتہ ان کے دل کو

پرسکون کر دیتا تھا کہ ادینہ ہمیشہ ان کی نظروں کے سامنے رہے گی

آپی آپ چلیں ماموں انتظار کر رہے

اریبہ نے آ کر دروازے پر کھڑے ہوتے ہوئے ہاتھ کا اشارہ باہر کی طرف کیا جہاں مراد احمد اسے سٹیشن چھوڑنے کے لیے تیار کھڑے تھے خیر پور سے لاہور وہ بزریعہ ریل گاڑی جا رہی تھیں جو تقریباً دس گھنٹے کا سفر تھا۔عزرا کو اس کا اور ماہ رخ کا اکیلے جانا بھی منظور نہیں تھا اس لیے جواد احمد ساتھ جا رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں سنبھال لوں گی ان کو

اریبہ نے عزرا کے گرد بازو حائل کیے۔اور آنکھوں سے ادینہ کو جانے کا اشارہ کیا۔حزیفہ نے اندر داخل ہو کر کندھے پر ادینہ کا بیگ رکھا اور وہ ہاتھ میں کیری بیگ کو چلاتی آگے بڑھی بار بار مڑ کر عزرا کی طرف دیکھتی ہوئی وہ اب باہر آ چکی تھی سب سے ملنے ملانے کا کام وہ کر چکی تھی تیز تیز قدم اٹھاتی اب وہ پورچ میں داخل ہوئی جہاں مراد احمد ہارن پر ہارن دے رہے تھے۔

آ گئی ماموں بس آ گئی

ہاتھ کے اشارے سے ان کو صبر کی تلقین کرتی وہ جلدی سے گاڑی کی پچھلی سیٹ کی طرف بڑھی۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

سن ابھی شروع میں سلو کھیلنا ہے سہی

فواد نے بلے کو ٹانگوں کے درمیان میں دے کر دستانے درست کرتے ہوئے میسم کی طرف دیکھا۔وہ دنوں دبئی انٹرنیشنل کرکٹ اسٹیڈیم کے وسیع عریض میدان کے وسط میں موجود پچ پر کھڑے تھے۔کراچی کی ٹیم ٹاس ہار چکی تھی اور لاہور قلندر نے پہلے بلے بازی کا فیصلہ کیا تھا۔کپتان فراز جاوید کے فیصلے کے مطابق میسم فواد احمد کے ساتھ اوپنر کھلاڑی کے طور پر میدان میں آ چکا تھا۔اور اب فواد اسے آہستہ کھیلنے کا کہہ رہا تھا۔

لیکن فواد بھائی یہ تو ٹی ٹیونٹی ہے

میسم نے اچھنبے سے سوال داغا جس پر فواد نے عجیب سی نظروں سے

اسے دیکھا۔

ارے دماغ زیادہ مت لگا یار سلو کھیل کہہ رہا ہوں نہ

فواد نے ٹانگوں کے درمیان سے بلے کو نکالا اور میسم کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔فواد لاہور قلندر کا نائیب کپتان بھی تھا میسم نے دھیرے سے سر کو ہاں میں ہلایا۔فواد وکٹ کے آگے جگہ لے چکا تھا اور وہ دوسری طرف کھڑا تھا۔

کمینٹری پینل زور شور سے میچ کی کمینٹری کر رہا تھا۔فواد احمد کو پہلی گیند کروا دی گئی تھی۔پہلی گیند پر ہی فواد احمد نے باونڈری لائین کو چھوتی گیند کے زریعے چار سکور کیے تھے۔پھر ایک سکو ر کے بعد میسم اس طرف آیا تھا۔اور فواد نے اسے پھر سے سلو کھیلنے کا اشارہ دیا میسم نے ایک سکور کیا۔اسی طرح دونوں کے ایک ایک کر نے پر میسم کے چار سکور کرنے کے بعد پھر سے فواد سامنے تھا۔

اور یہ فواد احمد کے بلے کو چھوتی ہوئی گیند لگتا ہے یہ ایک اور شاندار باؤنڈری ہے فواد عظیم کی

کمینٹری پینل سے پرجوش آواز ابھر رہی تھی دوسرے اور کی دوسری گیند پر فواد ایک اور چوکا لگا چکا تھا۔میسم نے آنکھیں سکیڑ کر فواد کی طرف دیکھا وہ خود کیوں باؤنڈریز لگا رہا تھا اور اسے ایک ایک سکور کا کہہ رہا تھا۔بات کچھ سمجھ سے باہر تھی اور عجیب بھی۔

اور یہ گیند باونڈری کو کراس کرتی ہوئی

فواد نے تیسرا چوکا لگایا تھا سٹیڈیم میں بیٹھے لوگ اچھلنے لگے تھے۔فواد نے اس کے بعد ایک سکور لیا اور اب میسم وکٹ کے سامنے جگہ بنائے کھڑا تھا۔

بلے بازی کے لیے وکٹ کے سامنے موجود ہیں میسم مراد ن ئے کھلاڑی بلے باز

کمینٹری پینل سے آتی ہوئی بازگشت اس کے کانوں میں پڑی۔

ابھی تک چار گیند پر صرف چار سکور ک ئے ہیں میسم مراد نے

کمینٹری کی بازگشت پر میسم نے گہرا سانس لیا۔صرف چار سکور ان

لفظوں پر ذہن اٹکا۔بلے پر گرفت مضبوط کی۔گہرا سانس لیا بلے سے زمین پر لکیر کا نشان بنایا۔

اور یہ گیند باز اپنی پوزیشن لے چکے ہیں کراچی کنگ کے نائیب کپتان علیم سعید بہترین گیند باز

میسم کے سامنے گیند کو ہوا میں اچھالتا علیم تھا۔(علیم کی ایک بھی بال نہیں کھیل پاؤ گے تم) شازل کے کہے گئے الفاظ ذہن کی دیواروں سے ٹکرانے لگے تھے۔علیم بھاگتا ہوا آ رہا تھا اور پھر اس کے ہاتھ سے گیند نکل چکی تھی۔میسم نے بلے کو گیند کی پوزیشن میں درست کیا۔

اور یہ گیند میسم مراد کی طرف بڑھتی ہوئی

کمینٹری کی بازگشت کانوں سے ٹکرائی اور گیند کے پاس آتے ہی میسم نے لبوں کو گول کرتے ہوئے درست جگہ پر پوری قوت سے ہٹ لگائی اور بازو کو لمبائی کے رخ میں جھٹکا دیا جس کی وجہ سے گیند زیادہ اوپر تو نہیں گئی تھی البتہ اس کی رفتار اسے باونڈری لائین سے باہر لے جا رہی تھی۔

اور یہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ۔

کمینٹیٹر نے بھی حیران سی آواز نکالی کیونکہ گیند گولی کی رفتار میں سفر کرتی ہوئی کھلاڑیوں کے سروں کے اوپر سے گزرتی ہوئی سٹیڈیم کی نشستوں کو پار کر چکی تھی۔

ارے واہ شاندار ہوا میں اڑتی ہوئی گیند باؤنڈری سے آگے انکلیور میں اور یہ اب تک کا شاندار چھ ہے میسم مراد کی کی طرف سے

کمینٹیٹر کی پر جوش آواز اور سٹیڈیم میں بیٹھے شاقین کا شور یہ اس میچ کا پہلا اور پورے پاکستان لیگ کے ہونے والے اب تک کے میچز کا سب سے بڑا چھکا تھا۔فواد تیزی سے میسم کے قریب آیا۔چہرے پر سنجیدگی تھی۔

تمہیں کہہ رہا ہوں کہ آہستہ کھیل شاہد آفریدی نہ بن

فواد نے دانت پیستے ہوئے کہا۔میسم نے مسکرا کر دیکھا اور سر جھکایا۔

اوکے سر

میسم نے فرمابرداری سے سر کو جنبش دی۔پر آنکھیں ساتھ نہیں دے رہی تھیں۔

اب اگلی گیند پر سنگل سکور لے سمجھا

فواد نے سرگوشی کے سے انداز میں کان کے قریب ہو کر کہا اور گھٹنوں تک پیروں کو لے جاتا دوسری طرف چل دیا۔میسم نے دستانے درست کیے اور وکٹ کے آگے پوزیشن لی۔

علیم گیند کو پکڑے آگے بڑھتے ہوئے اور سامنے ن ئے کھلاڑی میسم مراد

کمینٹری کی بازگشت۔میسم نے آنکھوں کو سکوڑا۔علیم نے گیند کروائی۔اور اب کی بار پھر اس کے بازوؤں نے اسی طرح لمبائی کے رخ میں درمیانی اونچائی میں جھٹکا دیا۔

اور یہ ایک اور شاندار چھکا

کمینٹری پینل سے کمینٹیٹر کی پر جوش آواز ابھری۔میسم نے مسکرا کر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیکھا فواد نے افسوس بھری نظروں سے میسم کی طرف دیکھا۔میسم نے دھیرے سے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

اور پھر اگلی گیند پر چار سکور تھے۔میسم نے فواد کی گھوری پر پھر سے کانوں کو ہاتھ لگائے۔علیم نے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں میں جکڑ کر میسم کی طرف دیکھا جو اب پھر سے وکٹ کے سامنے کھڑا تھا۔

علیم پریشان لگ رہے ہیں

کمینٹیٹر میں سے ایک نے کہا اور اب پینل میں موجود دونوں کمینٹیٹر قہقہ لگا رہا تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

یہ نیا لڑکا تو لاہور کو جیتا دے گا

لڑکے نے جوش سے کہا۔ساتھ والے لڑکے نے بھی موبائل پر نظر جمائی۔ملتان سٹیشن پر ریل گاڑی رکی تھی جب سامنے بیٹھے دو لڑکوں میں سے ایک لڑکے کی آواز ادینہ کے کانوں میں پڑی۔

کیا کھیل رہا ہے بھئی۔ی۔۔ی۔ی۔

دوسرے لڑکے نے جوش سے اپنی ٹانگ پر ہاتھ مارا۔

کیا نام ہے پہلے تو نہیں دیکھا

ساتھ والے لڑکے نے آنکھیں سکوڑی اور چہرے کا رخ ساتھ بیٹھے لڑکے کی طرف موڑا۔

میسم مراد ہے نام ارے اتنے مزے کی بیٹنگ کر رہا ہے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ کی رنگ زرد پڑا اس کے نام سے دل کے تاروں کا ایک عجیب ہی رشتہ استوار تھا کوئی نام لیتا تو دل جیسے کوئی مٹھی میں جکڑ لیتا خود کو سنبھالے ساری محنت پر پانی پھر جاتا تھا۔جواد نے چونک کر ادینہ کی طرف دیکھا ماہ رخ نے نظریں چرا کر بالوں کو کانوں کے پیچھے کیا۔دونوں لڑکے جوش و خروش سے موبائل پر لائیو میچ دیکھ رہے تھے اور میسم کی بلے بازی پر تعریفی کلمات کہہ رہے تھے دونوں کا تعلق غالباً لاہور سے تھا اس لیے ان کا جوش و ولولہ دیدنی تھا۔

ادینہ نے فوراً گردن گھما کر کھڑکی سے باہر دیکھا سٹیشن پر لوگوں کی بھیڑ تھی کچھ مسافر تھے تو کچھ لوگ مسافروں کو لینے ائے تھے اور کچھ چھوڑنے ائے تھے پر ہر کوئی خوش تھا اسے ایسا لگا جیسے اس جیسا دکھی کوئی نہیں ان میں۔جواد نے ایک چور سی نظر ادینہ پر ڈالی پھر سامنے بیٹھے لڑکوں کی طرف دیکھا۔

ایک منٹ کے لیے موبائل ملے گا

جواد نے نرم سے لہجے میں سامنے بیٹھے دونوں لڑکوں کو مخاطب کیا۔دونوں نے مصروف سے انداز میں جواد کو دیکھا۔اور پھر ایک دوسرے کو۔

انکل آپ ساتھ آ جائیں نہ یہاں

جس لڑکے کے ہاتھ میں موبائل تھا اس نے اپنے دائیں طرف اشارہ کیا۔جواد احمد لپک کر ساتھ براجمان ہوئے اور بے چینی سے سکرین پر نظریں گاڑیں۔ادینہ نے ناک پھلا کر جواد کو دیکھا اور ایک جھٹکے سے سیٹ پر سے اٹھی۔

تم کہاں جا رہی ہو

ماہ رخ نے فوراً سے ادینہ کا بازو تھاما۔سوال کے جواب کا علم ہونے کے باوجود پوچھ ڈالا جواد نے بھی شرمندہ سی شکل بنا کر ادینہ کی طرف دیکھا۔پورے گھر میں میسم کی اس کامیابی پر اگر کوئی خوش تھا تو وہ جواد احمد اور حزیفہ تھے۔

گھٹن ہو رہی ہے لگتا وؤمٹ کر دوں گی

ادینہ نے بےزار سی صورت بنائی۔ماہ رخ نے فوراً ہاتھ کی گرفت اس کے بازو سے ختم کی۔وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ڈبے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھی۔ایسا لگ رہا تھا سیٹوں پر بیٹھے برتھوں پر لیٹے سب لوگ اسے گھور رہے ہیں اس کو ترسی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔

ماہ رخ تم ساتھ جاؤ اس کے

جواد احمد نے سر کے اشارے سے ماہ رخ کو ساتھ جانے کے لیے کہا وہ جو ادینہ کی حالت سے پریشان سی بیٹھی تھی تیزی سے اپنی جگہ سے

اٹھی اور اس کے پیچھے چل دی۔

بھتیجا ہے میرا یہ میسم مراد میں دکھاتا ہوں اپنے موبائل میں پکس اس کی

جواد احمد نے جوش سے ساتھ بیٹھے لڑکے سے کہا۔لڑکوں نے حیران ہو کر جواد کی طرف گردنیں گھمائیں آنکھوں میں بے یقینی تھی۔جواد نے جلدی سی موبائل میں سے میسم کی تصاویر نکال کر سامنے کیں سینہ جوش سے پھول رہا تھا تو باچھیں کھلی ہوئی تھیں دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کا جھمگٹا سا بن گیا جواد احمد کے گرد۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ارے بھئی نہیں ہو رہا یہ اوٹ

علیم نے باسط کمال کی طرف دیکھ کر پریشانی سے سر کو پیچھے کیا باسط کمال کراچی ٹیم کا کپتان تھا۔اور علیم نائیب کپتان میسم سینچری کر چکا تھا اس کے ساتھ کے چار کھلاڑی ساتھ چھوڑ کر پویلین جا چکے تھے۔فواد ،طلحہ ، شازل اور عابد اب اس کے ساتھ ابراہیم بلے بازی کر رہا تھا جسے

دوسری طرف وہ آنے ہی نہیں دے رہا تھا۔اپنی بلے بازی سے کراچی کنگ کے ہاتھ پاؤں پھلا دیے تھے اس نے۔

سینچری کر چکا اب بہت پیٹے گا اتنا ٹارگٹ ایچیو کیسے کرنا

علیم نے پریشانی سے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔باسط نے پر سوچ انداز میں کمر پر ہاتھ دھرے آنکھوں کو سکوڑ کر ارد گرد دیکھا۔

پریشان نہ ہو شیلی کا اوُور ہے یہ اس کو بھیج باولنگ کے لیے زید کو نہیں دینا یہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

باسط نے انگلینڈ کے گیند باز کو بھیجنے کے لیے کہا جسے وہ جان بوجھ کر آخری چار اوُورز کے لیے رکھے ہوئے تھے اسے اب تیرہویں اوُور میں ہی بھیجنے لگے تھے۔علیم نے فیلڈنگ میں کھڑے شیلی کو ہاتھ کے اشارے سے پاس بلایا۔

Having a ball to him that is considered to go up and catch eaisly understand

اسے ایسی گیند کرواؤ کہ گیند زیادہ اوپر جائے اور آسانی سے کیچ ہو جائے)

باسط نے گیند کو پینٹ پر رگڑتے ہوئے کہا اور شیلی کو گیند پکڑائی۔میسم کا اؤٹ ہونا اب ان کی ٹیم کے جیتنے کے لیے بہت ضروری تھا۔

okkkk i understand

شیلی نے آنکھیں سکوڑی اور پرسوچ انداز میں سر ہلاتا ہوا پچ کی طرف بڑھا جہاں میسم وکٹ کے سامنے بلے کو ہوا میں پنکھے کی طرح چلا رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کو ایسے ہی اؤٹ کرنا پڑے گا

باسط نے کن اکھیوں سے میسم کی طرف دیکھا اور پھر علیم کی طرف جو مسکراتا ہوا سر ہلا رہا تھا۔

اور یہ انگلینڈ کے مشہور کھلاڑی شیلی وسٹم بہت بہترین گیند باز اس اؤور کو کھیلیں گے

کمینٹری گونجی میسم نے سر اٹھا کر دیکھا۔دستانے درست کیے بلے پر گرفت مضبوط کی۔چہرہ تپ رہا تھا جسمانی طور پر تھک چکا تھا پر جوش مدھم نہیں پڑا تھا۔

وکٹوں کے سامنے میسم مراد اپنی بلے بازی سے سب کو پریشان کیے ہوئے میسم مراد نے اس میچ میں پنتالیس گیندوں پر دس چھکوں اور بارہ چوکوں کی مدد سے ایک سو اٹھارہ رنز سکور کیے۔یہ کسی بھی پاکستانی کی جانب سے اس فارمیٹ میں بنائی جانے والی سب سے تیز ترین سینچری ہے اور لاہور قلندر نے اب تک چار وکٹوں کے نقصان پر ایک سو اکہتر سکور کیا ہے

کمنٹیٹر روانی سے کمینٹری کر رہا تھا۔

میسم نے شیلی کے ہاتھوں پر نظر کو ٹکایا اس کی کلائی کے گھومنے پر اسے گیند کی سمت کا تعین کرنا تھا۔شیلی ہاتھ میں گیند پکڑے بھاگتا ہوا اب اس کی طرف آ رہا تھا۔

اور یہ شیلی میسم کی طرف بڑھتے ہوئے

اس نے پچ لائین سے پیچھے پاؤں کو رکھے بازو کو پیچھے سے آگے کیا گیند
کو کلائی کی لچک سے چھوڑا میسم نے بلے کو گیند کی سیدھ میں درست کیا
گیند قریب آ رہی تھی نہیں نہیں میسم کے کی آنکھیں پھیلیں بلے کی
جگہ درست نہیں تھی گیند گھوم گئی تھی میسم نے جلدی سے بلے کو اوپر
کی جانب کھڑا کیا اور گیند کو گزرنے دیا۔

اوہ میسم نے گیند کو چھوڑ دیا اؤور کی ایک گیند کے ساتھ زیرو سکور

میسم نے ہیلمٹ پر ہاتھ مارا پسینے کی بوندیں جو اٹکی تھیں نیچے کو
لڑھکی۔دبئی میں پاکستان کی نسبت کم سردی تھی یہی وجہ تھی پسینہ آ
رہا تھا۔شرٹ کا اوپری حصہ سینے سے چپک رہا تھا۔

شیلی دوسری گیند کروانے کے لیے تیار

کمینٹری کی بازگشت شاقین کے شور میں گونجی۔

شیلی پھر سے علیم سے گیند پکڑ کر اب بھاگتا ہوا آ رہا تھا۔میسم نے
گردن کو جھٹکا دیا آنکھوں کو سکوڑا لب تھوڑے سے کھلے تھے گیند کی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

پچھلی پوزیشن کو ذہن میں رکھا۔

میسم مراد وکٹ پر اپنی پوزیشن لیتے ہوئے

شیلی کی کلائی گھومی ہاتھ کی انگلیوں نے پھر سے گیند کو چھوڑا میسم نے بلے کی جگہ اسی انداز میں درست کی نہیں گیند اس دفعہ پھر سے گھوم کر پوزیشن تبدیل کر رہی تھی۔میسم نے پھر سے بلے کو کھڑا کیا اور گیند چھوڑ دی۔

اور یہ میسم مراد نے اس بار بھی گیند کو چھوڑا

لوگوں نے سر پر ہاتھ دھر لیے تھے۔اؤ۔و۔و۔و کی بازگشت بھنبناہٹ کی طرح گونج گئی۔

میسم نے گردن کو دائیں بائیں جنبش دی۔کیا کرتا ہے یہ کیا کرتا ہے کیا کرتا ہے خود سے بار بار سوال کیا میسم نے لب کو دانتوں میں دبا کر کچلا شیلی گیند کو پھینکتے وقت بلے باز کو کچھ اور دکھاتا تھا مطلب کلائی اور ہاتھ کی جنبش اور تھی پر گیند پھینکتا کسی اور سمت میں تھا دو گیندوں کے

بعد میسم کو شیلی کی گیند بازی کی سمجھ آ چکی تھی۔

نہیں کھیل پائے گا شیلی کو

شازل نے پاس بیٹھے فواد کے کندھے پر ہاتھ رکھا دونوں نے دانت نکال کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر دلچسپی سے میدان کی طرف دیکھا۔

ویلڈن شیلی کیپ اٹ اپ

علیم نے شیلی کی پیٹھ تھپکی اور گیند اسے پکڑائی۔شیلی نے غرور سے گردن اکڑائی گیند کو ٹانگ پر مس کیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اؤور کی تیسری گیند کراوانے کے لیے شیلی تیار

کیمنیٹری گونجی

شیلی گیند کو لے کر اپنی جگہ پر آیا اور دائیں ٹانگ کو آگے کیا۔

میسم مراد نے جگہ سنبھالی

کمینٹری کی بازگشت اور لوگوں کا شور میسم کے کانوں میں پڑ رہا تھا گال

تپ رہے تھے۔

میسم نے بلے کو درمیان میں عارضی طور پر درست کیا اس دفعہ چکما دینے کی باری اس کی تھی۔اور شیلی نے تیسری دفعہ پھر اسی انداز کی گیند بازی کی۔پر اب کی بار وہ نہیں ہوا جو پچھلی دو گیندوں میں ہوا تھا۔

اور یہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ وہی پرانا انداز اس اؤور کی تیسری گیند پر میسم مراد کی شاندار باؤنڈری لگتا ہے چار سکور ہوں گے

پر جوش آواز میں کہہ کر اب کمینٹیٹر دوسرے ساتھی کے ساتھ مل کر قہقہ لگا رہا تھا۔

گیند بلے سے ٹکرا کر تیز رفتاری سے پیچھے سے نکلتی ہوئی باونڈری لائین کی طرف بڑھ رہی تھی۔

اور یہ چار

گیند اپنے پیچھے بھاگتے فیلڈرز کو منہ چڑاتی باونڈری لائین سے ٹکرا چکی تھی۔اور پھر میسم مراد کے بلے کو کوئی نہیں روک سکا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رُک۔۔۔پلٹ دیکھ مجھے دیکھ مجھے دیکھ مجھے

بلا گھوم رہا تھا۔گیند ہوا میں اڑتی ہوئی جا رہی تھی۔

تو ہے وہی تو ہے وہی تو ہے وہی

میسم نے بلا گھمایا سامنے کھڑے کھلاڑی کو ہاتھ سے سکور لینے سے روکا

میں وہ نہیں۔۔۔میں وہ نہیں۔۔۔۔میں وہ نہیں

لاہور قلندر دوسو سکور کر چکی ہے۔

گھما دوں گا۔۔۔گھما دوں گا۔۔۔گھما دوں گا

میسم کا بلا گھما۔پھر گھما اگلی گیند پر پھر گھما ایک کھلاڑی اور پیولین کی طرف جا رہا تھا

گرا دوں گا۔۔۔گرا دوں گا۔۔۔گرا دوں گا

علیم نے سر کو دونوں ہاتھوں میں جکڑا دوسو ستائیس سکور

جھکا دوں گا۔۔۔جھکا دوں گا۔۔۔جھکا دوں گا

شازل نے پریشانی سے ماتھے پر ہاتھ پھیرا ساتھ بیٹھے فواد نے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر لبوں پر رکھا

میں ہوں بخت بخت بخت بخت بخت

وہ بھاگ رہا تھا۔بلے کو زمین سے مس کرتا زمین پر پورا لیٹ گیا پر اؤٹ نہیں ہوا

میں ہوں بھاگ بھاگ بھاگ بھاگ بھاگ

گیند ہوا میں اڑتی نشستوں کے اوپر سے ہوتی ہوئی چھت پر جا گری لوگوں کی گردنوں کے اوپر سر گھوم گئے

میں ہو دھنی۔۔۔۔میں ہوں دھنی۔۔۔میں ہوں دھنی

اور یہ ایک اور چھکا میسم مراد کے بلے سے کمینٹری گونج رہی تھی۔

دوسو ستر سکور کا حدف لاہور قلندر کی طرف سے میسم مراد ڈبل سینچری سے کچھ ہی دوری پر تھے

میں سکندر۔۔۔۔سکندر۔۔۔۔۔سکندر۔۔۔۔

فیلڈنگ میں بھاگ رہا تھا میسم۔کراچی کنگ بلے بازی کر رہی تھی

میں بہرہ۔۔۔۔بہرہ۔۔۔۔بہرہ۔۔۔۔۔بہرہ۔۔۔

میسم نے ٹانگ کو لمبائی کے رخ میں گھسیٹ کر باونڈری سے ٹکرانے

سے پہلے گیند کو روکا

میں بخرہ۔۔۔۔بخرہ۔۔۔بخرہ۔۔۔۔بخرہ۔۔۔۔

اور یہ گیند میسم مراد کے ہاتھوں میں اور کراچی کنگ کے ایک اور بلے

باز کو پیولین کی راہ دکھا دی

میں پارہ۔۔۔۔پارہ۔۔۔۔پارہ۔۔۔۔

کراچی کنگ شکست سے دو چار

میں نوشتہ تقدیر تقدیر تقدیر تقدیر

فراز نے میسم کو گلے لگا کر بھینچ ڈالا۔اور یہ لاہور قلندر جیت سے ہمکنار

دیکھ مجھے میں ہی ہوں مقسوم۔م۔م۔م۔م۔م۔۔م۔م۔۔م۔

اور آج کے مین آف دی میچ ہیں میسم مراد مائیک پکڑے آصف نے مسکرا کر میسم کی طرف دیکھا

اور وہ اب سر جھکائے مسکراتا ہوا سٹیج کی طرف آ رہا تھا۔

ادینہ کہاں ہے آج باہر چلتے ہیں کہیں کھانا کھانے جب سے لاہور ائے ہیں بس کام میں ہی لگے ہیں

روشان نے سفید کوٹ کی جیب میں قلم رکھتے ہوئے خوشگوار انداز میں سامنے کھڑی ماہ رخ کو دیکھا۔آج اتفاق سے تینوں کی شفٹ ایک ساتھ ائی تھی اور وہ بھی دن کے اوقات میں اسی بات سے فائیدہ اٹھاتا روشان لیڈیز سٹاف روم میں آیا تھا اور اب ماہ رخ کے سامنے کھڑا تھا جو کچھ دیر پہلے ہی ڈیوٹی سے فارغ ہو کر ائی تھی۔

ادینہ تو اوٹی میں ہے ڈاکٹر کے ساتھ آتی ہے تو کہتی ہوں

ماہ رخ نے بھرپور مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔واقعی انہیں لاہور ائے تین ہفتے ہو چلے تھےاور ابھی تک وہ کہیں بھی گھومنے کی غرض سے نہیں گئی تھیں۔

چلو میں انتظار کرتا ہوں

روشان نے لب بھینچ کر موبائل کو ہوا میں ہلایا اشارہ ماہ رخ کی طرف تھا کہ ادینہ سے پوچھ کر اسے پیغام دے۔ماہ رخ نے اشارہ سمجھ کر مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنی چیزیں سمیٹ کر اوپریشن تھیٹر کا رخ کیا ابھی وہ راہداری میں ہی تھی جب سامنے سے تھکی سی صورت بنائے ادینہ آتی ہوئی نظر ائی۔

چلو روشان باہر لے کر جا رہا ہمیں

ماہ رخ آگے بڑھ کر پلٹی اور اسکے قدم کے ساتھ قدم ملائے انداز بہت پر جوش سا تھا لیکن دوسری طرف اس جوش کا کوئی اثر دکھائی نہیں پڑ رہا تھا

کیوں؟

ادینہ نے تھکے سے انداز میں سر پر ہاتھ پھیر تے ہوئے بکھرے بالوں کو سمیٹا۔جو چھوٹی چھوٹی لٹوں کی صورت میں چہرے پر آ کر الجھن کا شکار کر رہے تھے۔

کیوں کیا بھئی تین ہفتے ہو گیے ہاسٹل سے ہاسپٹل ہاسپٹل سے ہاسٹل چلو نہ گھوم کر بھی ائیں گے کہیں

ماہ رخ نے لاڈ سے اس کے بازو کے گرد اپنے بازو کو حائل کیا پر دوسری طرف ہنوز تھکاوٹ اور بے زاری تھی

ماہ رخ معلوم ہے تمہیں میری ڈیوٹی آج ڈاکٹر ثمرہ کے ساتھ تھی اوٹی میں اور تمہیں پتا ہے وہ کس قسم کی ہیں بہت تھک گئی ہوں بھئی

بچارگی سے ماہ رخ کی طرف دیکھا اور اس کا پر جوش چہرہ ایک دم سے سنجیدہ ہوا اور پھر اگلے ہی لمحے وہ پھر سے اسی ٹریک پر تھی

یہ کیا وہ خود آفر دے کر گیا ہے برا لگتا ایسے منع کرنا اسے

خفگی کے سے لہجے میں کہتے ہوئے ادینہ کے بازو کو چھوڑ کر سیدھی ہوئی ادینہ ایک دم سے رکی گھوم کر رخ ماہ رخ کی طرف موڑا جو التجائی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

تم چلی جاؤ نہ میں ہاسٹل جاتی ہوں

سینے پر ہاتھ باندھ کر پر سکون لہجے میں کہا۔جس پر ماہ رخ نے ناک پھلا کر آنکھیں سکیڑی اور جنگلی بلی کی طرح اسے گھورا

نہیں جی بلکل نہیں چل رہی ہو تم اتر جائے گی تھکاوٹ بھی

اس کا بازو دبوچ کر وہ اب تیز تیز قدم اٹھاتی سٹاف روم کی طرف بڑھ رہی تھی اور گھسیٹنے کے انداز میں ساتھ ہو لی تھی

چلو چلو روشان ویٹ کر رہا اسے میسج کر دیا میں نے

ماہ رخ نے جلدی سے ادینہ کا سفید کوٹ اتار کر اسے بیگ پکڑایا

تم بھی نہ!!!! چلو مرو

ادینہ نے جھٹکے سے بیگ اس کے ہاتھ سے لیا اور کندھے پر ڈالا جس پر

وہ قہقہ لگا گئی

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

یہ لاہور کے ونسٹن ہوٹل کی خوبصورت عمارت تھی۔اور اس وقت اس میں یہ شاندار بوفے پاکستان سپر لیگ کی تمام ٹیمز کے لیے منعقد کیا گیا تھا۔

ہلکی سی بجتی موسیقی میں برتنوں کی بجنے کی کھنک تھی ہلکے ہلکے سے قہقے گونج رہے تھے۔وہ اپنی پلیٹ کو تھامے مختلف کھانوں سے سجی قطار کے آگے کھڑا تھا جب اپنے عقب سے اسے آواز سنائی دی۔آواز کی بازگشت کا تعین کرتے ہوئے میسم نے گردن گھمائی۔وہ اس وقت سیاہ رنگ کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا۔کسرت کرنے کی وجہ سے سینہ اور بازو چوڑے ہو گئے تھے۔بالوں کی ایک لٹ فولڈ ہو کر ماتھے پر موجود تھی اور آنکھیں اور چہرہ سنجیدگی لیے ہوا تھا۔

ہیے!!!میسم کم ہیر

پاکستان کرکٹ بورڈ کے چیر مین عادل عزیز نے پر جوش انداز میں میسم

کو ہاتھ کے اشارے سے پاس بلایا۔میسم مسکراتا ہوا قریب آیا۔لاہور قلندر سیمی فائنل میں پہنچ چکی تھی۔اور اب فائنل سے پہلے ایک میگا ایونٹ رکھا گیا تھا جس میس تمام ٹیمز شامل تھیں۔

شاندار بیٹنگ جوان

عادل عزیز نے میسم کی پشت کو تھپکا۔اور اپنے سامنے کھڑے جہانزیب کی طرف دیکھا وہ بھی پر ستائیش نظروں سے میسم کی طرف دیکھ رہا تھا۔جہانزیب سنیر پاکستان کرکٹ کوچ میں سے ایک تھا۔

تھنیکیو سر

میسم نے شرمانے کے سے انداز میں لب بھینچے تو گالوں کے گڑھے واضح ہوئے۔تھوڑی دیر مختلف باتوں کے تبادلے کے بعد وہ اجازت طلب کرتا ہوا وہاں سے چل پڑا

جہانزیب لڑکے میں دم ہے

عادل عزیز نے چیچ کو منہ تک لا کر بھنویں اوپر چڑھائی۔

بلکل جناب لاہور قلندر جیسی ٹیم کو سیمی فائنل تک لے آیا ہے

جہانزیب نے قہقہ لگایا ان کے کندھے ہل رہے تھے۔اب دونوں نفوس ہنس رہے تھے

نیشنل ٹیم کے معیار پر پورا اتر رہا ہے لڑکا

عادل نے پھر سے بات کا رخ میسم کی طرف موڑا اور دور کھڑے کھلاڑیوں کے بیچ مسکراتے میسم کو دیکھا

بہترین انگز کھیل گیا ہے سپر لیگ میں

جہانزیب نے دھیرے سے تائید میں سر ہلاتے اپنی رائے کا بھی اظہار کیا۔

چلو دیکھتے ہیں فراز جاوید سے بھی بات کرتا ہوں میں

عادل عزیز نے پر سوچ انداز میں پھر سے میسم کی طرف دیکھا۔

روشان نے کار کو ونسٹن ہوٹل کے سامنے روکا ادینہ جو روشان کے

ساتھ فرنٹ سیٹ پر براجمان تھی گردن گھما کر کھڑکی سے باہر دیکھا۔

ہمم تو گرلز ہو جائے بوفے؟

روشان نے ادینہ کی طرف دیکھ کر لب بھینچے اور سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی۔پھر گردن کو تھوڑا خم دیا اور پچھلی نشست پر موجود ماہ رخ کی طرف دیکھا دونوں نے کندھے اچکائے۔روشان نے مسکرا کر دونوں کو گاڑی سے اترنے کا اشارہ کیا۔وہ لوگ آج لاہور ایکسپو سینٹر کی اگیزیبیشن کے بعد کھانے کے لیے ائے تھے۔اور کھانا روشان کھلا رہا تھا اس لیے وہ اپنی مرضی کی جگہ پر لے کر آیا تھا۔

روشان لاہور میں اپنے ماموں کے ساتھ ان کے گھر میں رہائش پزیر تھا اور اس وقت وہ لوگ جس گاڑی میں گھوم رہے تھے یہ بھی روشان کو اس کے ماموں کی ہی عنائیت کردہ تھی۔

گاڑی کو لاک کر کے وہ لوگ ابھی ہوٹل کے داخلی دروازے تک پہنچنے ہی والے تھے جب سکیورٹی گارڈ نے دور سے ہی رکنے کا اشارہ کیا۔وہ لوگ بوفے کارنر کی طرف جا رہے تھے کیوں کہ اس ہوٹل کا بوفے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بہت شاندار تھا۔روشان اسی غرض سے انہیں یہاں لایا تھا۔

روشان نے دونوں کو وہیں رکنے کا کہا اور خود سکیورٹی گارڈ کی طرف بڑھ گیا اور پھر کچھ دیر میں جیب میں ہاتھ ڈالے سر مارتا ہوا واپس آیا۔

یہاں نہیں بھئی آج کرکٹ ٹیم ائی ہوئی یہاں بوفے چل رہا ان کا

روشان نے لب باہر نکال کر کچھ افسوس زدہ انداز میں سر کو دائیں بائیں مارا جنوری کے شروع کے دن تھے اور خنکی اس قدر بڑھ چکی تھی کہ وہ دونوں ٹھٹھر رہی تھیں ادینہ ہاتھوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مس کر رہی تھی جیسے ہی روشان نے کرکٹ ٹیم کا نام لیا اس کے ہاتھوں کی حرکت کو بریک لگی کرکٹ کی لفظ پر فوراً ماہ رخ نے بھی ادینہ کے چہرے کی طرف دیکھا جس پر سے مسکراہٹ ایک جست میں غائیب ہوئی۔

کہیں اور چلتے ہیں کیا خیال ہے

روشان گاڑی کی طرف بڑھتے ہوئے لاپرواہی سے کہہ رہا تھا وہ ادینہ کی

حالت سے یکسر انجان تھا۔ادینہ وہیں کھڑی اب ہوٹل کی عمارت کی طرف دیکھ رہی تھی۔ماہ رخ نے گھبرا کر اسے دیکھا

ہمم سہی

ماہ رخ نے ادینہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور لب بھینچ کر چلنے کا کہا۔ادینہ نے ایک نظر ماہ رخ پر ڈالی تو دھیرے سے نفی میں سر ہلا رہی تھی مطلب وہ جان چکی تھی کہ ادینہ اس وقت کیا سوچ رہی ہے اور ڈر تھا کہ جزبات کی رو میں بہہ کر وہ اندر کی طرف نہ چل دے۔ادینہ نے سر جھکایا اور خاموشی سے گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

تو آج وہ ہو گا اندر دل تو کیا سارے بندھ توڑ کر اندر جائے اور اسے گریبان سے پکڑ کر جھنجوڑ ڈالے اور پوچھے کیوں کیوں چلے گئے تھے۔روشان نے اس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا اور وہ مجسم کی طرح اندر بیٹھی۔

میں نے جب ہاں کر دی تھی۔کہہ دیا تھا کہ میں تیار ہوں تو پھر اسی وقت کیوں نہیں بتایا مجھے کہ تم جا رہے ہو تم نے سوچ رکھا ہے ہم

سب کو چھوڑ کر جانا۔گاڑی کا پچھلا دروازہ بھی بند ہوا ماہ رخ کے بیٹھتے ہی روشان نے گاڑی سٹارٹ کر دی تھی۔

لیکن تم تو نفرت میں اتنا آگے جا چکے تھے تم نے یہ سوچا تک نہیں کہ تم میرے جزبات سے کھیل رہے ہو۔گاڑی سڑک پر چل رہی تھی۔اور ہوٹل کی عمارت دور سے دور ہو رہی تھی وہ عمارت جس کے لان میں وہ اس وقت بورن فائیر پر نظر جمائے اداس سا کھڑا تھا۔آگ کے شعلے اچھل اچھل کر ارد گرد گر رہے تھے کھلاڑی ایک دوسرے کے ساتھ مستی میں لگے شور و غل کر رہے تھے۔

اور اسے ایک دم سے کسی احساس نے جکڑا تھا۔سامنے کھڑی لیڈیز کرکٹ کی کھلاڑی کوچ جس لڑکی سے بات کر رہی تھی وہ ہنس رہی تھی اس کے ہنسنے سے ہی اسے ادینہ کی کھلکھلاتی ہنسی یاد آ گئی شاید اس لڑکی کا انداز تھا یا کچھ اور تھا اس لمحے میں کہ ادینہ شدت سے یاد ائی تھی۔گہری سانس لیتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھا چودہویں شب کا چاند چمک رہا تھا۔

ہوا ادینہ کے بالوں کی اڑا رہی تھی وہ گاڑی کی کھڑکی کو کھولے سر کو تھوڑا سا باہر کی طرف ٹکائے ہوئے تھی۔

یہ کیا کہ روز ایک سا غم، ایک سی اُمید

اِس رنجِ بے خُمار کی ، اب اِنتہا بھی ہو

کیوں مجھے اس کے ذکر سے تکلیف ہونا کم نہیں ہوتی کیوں میں اسے بھول نہیں جاتی۔کیوں ہے ایسا۔لوگ تو کہتے ہیں وقت مرہم ہے ایسا مرہم جو ہر زخم بھر دیتا ہے تو میرا گھاؤ کیا اتنا گہرا ہے کہ بھر نہیں سکتا۔میں کیوں نکل نہیں پا رہی اس دلدل سے مجھے نکلنا ہے ہاں بس اب نکلنا ہے

اس نے گہری سانس لی اور آسمان کی طرف دیکھا۔چودہویں رات تھی آج چاند کی۔

وہ کھوئی کھوئی سی بیٹھی اس بات سے بلکل بے خبر تھی کہ اس کے ساتھ بیٹھا نفوس کتنی ہی دفعہ کن اکھیوں سے محبت بھری نظر اس پر

ڈال چکا ہے

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

کیا ہے اُس کو تو دیکھو

شانزہ نے اریبہ کے کندھے پر کندھا مارا اور لبوں کو منہ کے اندر لے جا کر آنکھوں سے سامنے بیٹھے فہد کی طرف اشارہ کیا۔جو کب سے اس کے اور اریبہ کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔اریبہ نے ایک پرائیویٹ کالج سے بی ایس سی کے بعد اب اپنے بڑے ماموں کے نقشے قدم پر چلتے ہوئے ماسٹرز آف کیمسٹری میں داخلہ لیا تھا۔

یونیورسٹی کا آج تیسرا دن تھا اور اچانک سے اسی یونیورسٹی میں آج اس کا فہد سے آمنا سامنا ہو گیا وہ لوگ کینٹین پر کچھ کھانے کی غرض سے ائی تھیں اور سامنے بیٹھے فہد کی تو جیسے اریبہ کو دیکھ کر عید ہو گئی بلا وجہ دانت نکالے وہ بار بار اسے دیکھ رہا تھا۔

دیکھا ہے اگنور کر ہمارے پڑوسی ہیں

اریبہ نے ناک چڑھا کر کہا اور فہد کی طرف سے رخ کو تھوڑا خم

دیا۔اب وہ فہد کی طرف پشت کر چکی تھی۔

اچھا!!!!!!

شانزہ نے شرارت سے اریبہ کی طرف دیکھ کر معنی خیز انداز میں اچھا کو لمبا کھینچا۔اور ایک نظر سامنے بیٹھے لڑکے پر ڈالی خوش شکل خوبرو سا لڑکا تھا۔

ایسا معنی خیز اچھا کرنے کی ضرورت نہیں مجھے اس سے نفرت اور میری ماں اور گھر والوں کو شدید نفرت ہے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اریبہ نے کولڈڈرنک کا سپ لیتے ہوئے نخوت سے ناک چڑھائی اور بالوں کو لا پرواہی سے جھٹکا۔

ہیں ایسا کیا پر شکل تو بہت معصوم سی ہے کیوں؟

شانزہ نے شرارتی انداز میں نچلے لب کو دانتوں میں دبایا اور سوالیہ نظروں سے اریبہ کی طرف دیکھا۔اریبہ نے آنکھوں کو غصے سے اٹھایا۔

ہاں ایسے بھی کچھ کمال لوگ ہوتے ہیں معصوم شکل اور شیطانی دماغ

رکھتے ہیں محترم ان میں سے ہی ایک نایاب پیس ہیں

اریبہ نے طنزیہ لہجے میں فہد کی شان میں تعریفی کلمات کہے۔شانزہ تو مسلسل اس کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔فہد اب کان کھجاتا ہوا اپنی نشست سے اٹھ کر ان کی طرف آ رہا تھا اریبہ اس کی طرف پشت کیے ہوئے تھی اس لیے اسے خبر نہیں ہوئی

آ رہا ہے ہماری طرف

شانزہ نے سرگوشی کی۔اور خجل سی ہو کر دائیں بائیں دیکھا اریبہ کا منہ کھل گیا اور ناک پھول گیا۔آنکھوں کو سکوڑ کر سامنے بیٹھی شانزہ کو گھورا

سب تمھاری وجہ سے ہوا ہے تم جو بار بار دیکھ رہی ہو اس کو

اریبہ نے میز پر دھرے شانزہ کے ہاتھ پر چپت لگائی۔فہد ان کے سر پر پہنچ چکا تھا۔منہ کے آگے ہاتھ رکھ کر گلا صاف کرنے جیسی آواز نکالی

اریبہ نے سر اٹھانا مناسب نہیں سمجھا

اسلام علیکم

فہد نے گھوم کر اریبہ کے سامنے آ کر خوش دلی سے کہا۔بتیسی باہر تھی۔کرمزی رنگ کی ٹی شرٹ کے نیچے جینز پینٹ پہنے تھوڑے سے بکھرے سے بالوں میں وہ گلی والی حالت سے بہت الگ لگ رہا تھا۔

وعلیکم سلام

اریبہ نے دانت نکالتی شانزہ کو گھور کر دیکھا اور دانت پیس کر سنجیدہ سے انداز میں سلام کا جواب دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیسی ہیں آپ؟

فہد نے مدھم سی آواز میں بات آگے بڑھائی۔لبوں پر بھر پور مسکراہٹ سجائے وہ اس دن والی اریبہ کو شاید بھول گیا تھا جس نے منہ پر ہاتھ پھیر کر اسے کہا تھا دیکھ لوں گی تمہیں میں۔

شانزہ اٹھو

اریبہ نے جلدی سے آدھی کولڈ ڈرنک کو میز پر رکھا اور ماتھے پر بل

ڈالے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

ارے ارے اتنا غصہ کیوں کر رہی ہیں مجھے تو خوشی ہوئی یہ دیکھ کر آپ کا ایڈمیشن اس یونیورسٹی میں ہوا ہے

فہد نے ہاتھ کے اشارے سے اریبہ کو روکتے ہوئے کہا۔جس پر اس نے اور خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔

جی پر آپ یہاں؟؟؟ پڑھائی میں تو غالباً آپ میسم سے بھی چار ہاتھ اوپر تھے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اریبہ نے تھوڑی پر انگلی رکھتے ہوئے طنزیہ انداز اپنایا۔وہ میسم سے تین کلاس پیچھے تھا وہ میسم سے عمر میں چھوٹا تھا پر گلی میں کرکٹ کھیلنے کی وجہ سے دونوں کے درمیان گہری دوستی تھی۔اریبہ سہی کہہ رہی تھی پڑھائی میں وہ بھی ایسا ویسا ہی تھا اس لیے اب جا کر یونیورسٹی تک آیا تھا۔

جی بلکل درست اندازہ لگایا میری کینٹین ہے یہاں

فہد نے ہاتھ مودبانہ انداز میں باندھتے ہوئے برجستہ جواب دیا جس پر دونوں کی گردنیں ایک دم سے کینٹین کی طرف گھومیں پرانا سی ڈھابہ نما کینٹین تھی۔

کیا!!!!

اریبہ نے ناگوار سی نظر سامنے کھڑے سوٹڈ بوٹڈ فہد پر ڈالی۔جن کا اچھا خاصہ مشہور ہوٹل تھا شہر میں۔اور وہ اس خستہ حال کینٹین کو چلاتا تھا۔

جی۔ی۔ی۔ی۔ی آپ تو یہی سوچ رہی ہوں گی نہ؟ پر ایسا کچھ نہیں ماسٹرز کر رہا ہوں فزکس میں

فہد نے بڑے انداز میں آنکھیں دائیں بائیں گھمائیں۔گردن فخریہ انداز میں اٹھائی

چلو شانزہ

اریبہ نے ایک ابرو چڑھا کر (مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں یہ جاننے میں)جیسا چہرہ بنایا اور شانزہ کا ہاتھ تھامے آگے بڑھی۔جبکہ وہ ڈھیٹوں کی طرح

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب بھی پیچھے آ رہا تھا۔

اچھا سنو مبارک ہو پتہ چلا تھا ادینہ کی ہاؤس جاب ہو گئی ہے

اریبہ کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے بڑے دوستانہ انداز میں کہا۔اریبہ ایک جھٹکے سے رُکی دانت پیسے اور ماتھے پر بل ڈال کر مڑی۔وہ اتنے خونخوار انداز میں اُسے دیکھ رہی تھی کہ اس سے یوں بے تکلفی سے بات کرنے کی ساری ہمت ہوا ہو گئی فہد تھوک نگل کر رہ گیا۔پر وہ ہنوز ویسے ہی کھڑی تھی۔

فہد نے پھر ہاتھ کھڑا کیا اور اسے پرسکون ہونے کا اشارہ کرتا وہ واپس پلٹ گیا۔عقب سے شانزہ کا پر زور قہقہ کانوں سے ٹکرایا۔

اے۔۔۔ے۔۔۔ے کول ڈاؤن برو

فواد نے شازل کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔وہ سرخ چہرہ لیے بیٹھا تھا۔مٹھایاں بھی بھینچی ہوئی تھیں۔کچھ دور میدان میں میسم اکیلا پریکٹس میں لگا تھا۔جس کو دیکھ دیکھ کر شازل کا خون جل رہا تھا۔

کیا کول ڈاؤن عادل عزیز کو دیکھا تھا اس رات پارٹی میں کیسے اس کے کندھے تھپک رہا تھا

کندھا جھٹک کر شازل نے ہاتھ کو ہوا میں اٹھا کر نفرت آمیز انداز اپنایا۔فواد اور وہ ایک ساتھ کرکٹ میں اۓ تھے ایک ہی شہر سے تعلق رکھنے کی وجہ سے دونوں کی آپس میں دوستی بھی تھی۔

شازل غصہ نا کرنا یار پر دم ہے اس میں

فواد نے خجل سا ہوتا ہوئے نظریں چرائیں اور میسم کی تعریف کیے بنا نا رہ سکا۔

کیا دم ہاں کیا دم !!!جوش سے کھیلتا ہے ہوش سے نہیں

شازل نے دانت پیستے ہوئے اپنے سر کے قریب ہاتھ لا کر ہوا میں گھومایا۔اپنے ہی دوست سے میسم کی تعریف سن کر وہ اور آگ بگولہ ہو گیا تھا۔

سن کل سیمی فائنل میں اسے رن اؤٹ کروا

فواد کی طرف آنکھیں سکیڑے وہ اب پوری طرح سرخ ہو رہا تھا۔نظریں میدان میں دوڑتے میسم پر ٹکی تھیں جو اس سردی میں بھی سلیو لس ٹی شرٹ پہنے میدان میں بھاگ رہا تھا فواد نے چونک کر اس کی طرف ایسے دیکھا جیسے اس کی دماغی حالت پر شک گزرا ہو۔

دماغ ٹھیک ہے تمھارا

فواد اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔اور کمر پر ہاتھ دھر کر نفرت کی آگ میں جلتے شازل کی طرف دیکھا۔

تم سمجھ نہیں رہے کل لاہور قلندر اس کے دم پر جیتی تو سمجھ وہ گیا نیشنل ٹیم میں

شازل نے ماتھے پر بل ڈالے پرسوچ انداز میں اسے قائل کرنے کی کوشش کی۔

یہ غلط ہے برو

فواد کی آواز مدھم تھی۔کمر پر ہاتھ دھرے وہ اب بار بار نفی میں سر ہلا

رہا تھا۔

کچھ غلط نہیں دیکھ تو کھیل کل کے میچ میں میں کھیلوں گا سیمی فائنل ہمارے دم پر جیتے گی کل لاہور قلندر اس کے نہیں

شازل نے کھڑے ہو کر اس کندھے پر دباؤ ڈالا۔فواد نے بے یقینی سے شازل کی طرف دیکھا جو اب کمینی سی ہنسی ہنس رہا تھا۔

ہمم ٹھیک ہے

کچھ دیر سوچنے کے بعد فواد نے تھوڑی پر ہاتھ پھیر کر کن اکھیوں سے شازل کی طرف دیکھا۔کہہ تو وہ ٹھیک رہا تھا سپر لیگ کے ہر میچ میں وہ چھایا ہوا تھا۔اپنے ساتھ والے کھلاڑی کو تو بہت کم کھیلنے دیتا تھا۔

جم کا شیشے سے بنا دروازہ کھول کر فواد اندر داخل ہوا اور ارد گرد نظر دوڑا کر میسم کو تلاش کیا۔رات بھر وہ شازل کی بات پر غور کرتا رہا اور پھر ان دونوں کے شاطر دماغ نے ایک منصوبہ تیار کیا جس کی بدولت وہ میسم کو اپنے جال پھنسا سکتے تھے۔کچھ دیر تلاش کرنے کے بعد ہی

ایک جگہ جا کر نظروں کی تلاش ختم ہوئی۔

میسم ویٹ لفٹنگ میں مصروف تھا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور لب ویٹ کے اوپر نیچے کرنے پر مختلف زاویے بدل رہے تھے کسرتی مضبوط بازو سلیو لس شرٹ میں اس کی محنت کا واضح ثبوت تھے اب وہ پتلا سا کمزور سا میسم نہیں رہا تھا

فواد لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس تک آیا اور اس کے سر کی طرف کھڑا ہوا۔وہ نظریں جھکائے کسرت میں اتنا مصروف تھا کہ اسے فواد کا پاس آ کر کھڑے ہونے کا بھی پتا نہیں چلا۔

میسم کیسا ہے برو

اپنے اوپر سے آتی آواز پر میسم نے آنکھیں اوپر اٹھائیں۔ویٹ لفٹنگ کرتے ہاتھ رک گئے۔فواد مسکرایا۔میسم جلدی سے ویٹ ایک طرف کرتا کھڑا ہوا۔

ٹھیک فواد بھائی آپ سنائیں

پاس پڑے ٹاول کو کندھے پر گھمایا۔اور مسکراہٹ کا تبادلہ کیا اب وہ سر سے سب سنیرز کو بھائی کہنا شروع ہو گیا تھا۔اس کے سر سر کہنے پر اسد نے اسے ایک دن ٹوکا اور کہا یہاں کوئی کسی کا سر نہیں بس جو آپ سے سنیر ہے اس کو عزت دینے کے لیے بھائی لگا دو ساتھ تب سے اس نے سب کو بھائی کہنا شروع کر دیا۔

بس طبیعت کچھ ناساز ہے یار کل سے بدن میں درد ٹمپریچر

فواد نے بچارگی سے آوازار صورت بنائی۔آواز میں بھی نقاہت کا تاثر پیش کیا میسم جو اپنے چہرے کو ٹاول سے دھیرے دھیرے تھپتھپا رہا تھا ایک لمحے کے لیے رکا پریشان سی نظر فواد پر ڈالی کیونکہ کل سیمی فائنل میں وہ دونوں ہی اوپنر تھے۔اور پہلی پارٹنر شپ کا مضبوط ہونا جیت کے لیے بہت معنی رکھتا تھا

اوہ تو ریسٹ کریں نا کل تو سیمی فائنل ہے

میسم نے پریشان سے لہجے میں کہا۔فواد نے مسکراتے ہوئے سر کو اثبات میں ہلایا۔پر چہرے پر وہی تھکاوٹ کے اظہار کو برقرار رکھا۔

اور سناؤ بہت پریکٹس ہو رہی آجکل ماشااللہ یار بہت متاثر ہوا ہوں تمھاری اننگز سے یقین جانو

فواد نے بھنویں اچکا کر ستائیشی نظروں سے میسم کی طرف دیکھا میسم اپنے مخصوص انداز میں تھوڑا سا شرما کر نظریں جھکا گیا۔اور پھر پاس پڑی اپنی جم کٹ سے اپنی ہڈ کو نکالا

شرمندہ کر رہے ہیں آپ

میسم نے ہڈ کو چڑھایا اور مسکراہٹ کو دباتے ہوئے سامنے کھڑے فواد کو دیکھا۔فواد نے ہلکا سا قہقہ لگایا۔

چلو آج اکٹھے ناشتہ کرتے ہیں کہیں

فواد نے خوشدلی سے کہا جس پر وہ بھی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔پورے سپر لیگ میں فواد سے اس کی یہ پہلی لمبی بات چیت تھی لیکن اپنی تعریف ان کے نام سے سن کر اسے دلی خوشی ہو رہی تھی کیونکہ وہ اس کے پسندیدہ بلے باز میں سے تھے۔

کیا ہے آج پاگل کیوں ہو رہے لوگ سارے

ادینہ نے سٹاف روم کا دروازہ کھولا اور بیزار سے لہجے میں سامنے بیٹھی ماہ رخ سے پوچھا ابھی وہ ریسپیشن سے آ رہی تھی جہاں ویٹنگ ہال میں لگے بڑے سے ٹی وی کے آگے مریضوں کے ساتھ ائے تیمارداروں کی بھیڑ لگی تھی۔ماہ رخ اس کی بات پر بھر پور انداز میں مسکرا دی

لاہوری ہیں پہلی دفعہ لاہور قلندر سیمی فائنل تک ائی ہے

ماہ رخ نے پاس بیٹھی روشبہ اور مہرین کی طرف آنکھیں گھما کر اشارہ کیا جو پر جوش انداز میں سٹاف روم کے ٹی وی کے آگے براجمان تھیں۔ادینہ نے بھی اس کی نظروں کا تعاقب کیا اور پھر کندھے اچکاتی آگے بڑھی

اچھا

ادینہ نے مدھم سے لہجے میں لاپرواہی برتی اور صوفے پر ڈھنے کے سے انداز میں بیٹھی۔صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موندیں۔وہ تو

بہت کچھ بدل دینے کی طاقت رکھتا تھا ایک رات میں میرے دل کی دنیا بدل سکتا ہے تو لاہور قلندر کی سوئی قسمت بھی بدل سکتا ہے۔دل میں عجیب سی گھٹن ہوئی۔

ہے گائیز چلو چلو تین ٹیکٹس سٹڈیم چلتے ہیں

روشان کی پر جوش آواز پر ادینہ نے اپنی آنکھیں کھولی تو وہ بلکل سامنے کھڑا تھا۔اور جوش میں چہرے پر سوالیہ انداز اپنائے کبھی ادینہ کی طرف دیکھ رہا تھا اور کبھی ماہ رخ کی طرف اس کی صورت ہی بتا رہی تھی وہ بھی پاکستان کی اس نوے فیصد عوام میں سے ایک ہے جو کرکٹ کی شیدائی ہے۔ادینہ کو وہ بھی اس وقت زہر لگا۔

ماہ رخ نے کان کھجاتے ہوئے جھوٹی مسکراہٹ چہرے پر سجائی اور چور نظر ادینہ پر ڈالی۔جو اب سپاٹ چہرہ لیے روشان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

نو ویے۔ے۔ے۔ے۔

ادینہ ایک دم سے اٹھی اور پاس پڑے سفید کوٹ کو اٹھاتی تیز تیز قدموں سے سٹاف روم سے باہر نکل گئی جبکہ ماہ رخ نے زبان کو دانتوں میں دبا لیا اور روشان ہونق بنا دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا جس سے تھوڑی دیر پہلے ادینہ باہر گئی تھی۔

وہ اس رات سے ادینہ کے ساتھ وقت گزارنے کے بہانے تلاش کرتا رہتا تھا اور آج بھی اسی وجہ سے تین ٹکٹس لے کر آیا تھا۔پر جس کے لیے اس نے اتنی مشکل سے یہ ٹکٹس لی تھیں اس کا ردعمل عجیب تھا۔

اسے کیا ہوا

مایوس سے آواز میں کہہ کر گردن ماہ رخ کی طرف موڑی۔جو پہلے سے اس انتظار میں تھی کہ کب وہ اس حالت سے باہر آ کر اس کی طرف دیکھے۔

ان محترمہ کا قصور نہیں کرکٹ سے نفرت انہیں وراثت میں ملی ہے

ماہ رخ نے رک رک کر گردن کو ہلاتے ہوئے لبوں کو بھینچ کر ادینہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کے رویے کی واضحات کی۔جس پر روشان کی بھونیں اور حیرت سے اچک گئیں

مطلب

روشان نے کچھ نا سمجھی کے انداز میں ماہ رخ کی طرف دیکھا جس نے گہری سانس لی

مطلب کچھ نہیں تم نہیں سمجھو گے سنو تم جاؤ ہم پھر کہیں چلیں گے تمھارے ساتھ

ماہ رخ نے معزرت کے انداز میں کہا جس پر روشان کا چہرہ اتر گیا۔

یہ کیا بھئی ائی لو کرکٹ اور اس دفعہ تو لاہور کا جشن دیکھنے والا ہو گا سیمی فائنل ہے اسلام آباد یونائیٹڈ کے ساتھ

روشان جلدی سے تھوڑا آگے ہوا اور پر جوش انداز میں ماہ رخ کو قائل کرنے کی کوشش کی۔

اب تمھیں کیا سمجھاؤں وہ نہیں جائے گی کبھی

ماہ رخ نے لبوں کو چبا کر سرگوشی جیسا انداز اپنایا۔روشان کچھ دیر پریشان حال سا کھڑا رہا پھر مریل قدم اٹھاتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

اچھا ادھر لاہور میں کس ہاسپٹل میں

میسم کے پاؤں میں جوگر پہنتے ہاتھ رک گئے۔وہ ہینڈ فری کانوں میں گھسائے نیچے جھکا جوگر پہنتاجم کے لیے تیار ہو رہا تھا فہد کی بات پر دل کی دھڑکن منجمد ہوئی۔فہد اسے ادینہ کے بارے میں بتا رہا تھا کہ وہ لاہور کے کسی ہاسپٹل میں ہاؤس جاب کر رہی ہے۔اور اسے یہاں اۓ مہینے سے اوپر ہو چکا ہے۔بے ساختہ ہی وہ ہاسپٹل کا پوچھ بیٹھا جیسے اسے ملنے پہنچ جائے گا۔

یہ تو معلوم نہیں

فہد کی مایوس سی آواز نے اس کے دل کی تھمی دھڑکنوں کو بحال کیا۔ساکت سا لمحہ پھر سے محرک ہوا۔کیا مجھے جانا چاہیے اس کے پاس اور پوچھنا چاہیے کہ اب وہ خوش ہے نہ جو وہ چاہتی تھی میں نے وہ کر

دیا وہ چاہتی تھی رشتے سے انکار میری طرف سے ہو۔

پتا کر

مدھم سی دور سے آتی آواز میں فہد سے کہا۔اگر پوچھوں گا نہیں تو دور سے دیکھ ہی لوں گا کہ وہ خوش ہے نہ اب۔ذہن منصوبے بنا رہا تھا اور دل کی رفتار تیز سے تیز ہو رہی تھی۔دل کا یوں دھڑکنا بتا گیا تھا کہ میسم مراد محبت ابھی مری نہیں ہے اسی آب و تاب سے رگوں میں خون بن کر دوڑ رہی ہے اسی لیے اس کی ایک جھلک کو دیکھنے کا سوچ کر دل کے پمپ ہونے کی رفتار بڑھا دی تھی رگوں میں بہتے خون نے۔

کیوں؟

فہد نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔جس پر وہ بھی جیسے ہوش میں آیا۔وہ کہاں اب اس کی تھی کہ وہ فہد سے یہ کہتا کہ اس کا دیدار کرنے جائے گا۔اپنے دل کو سکون دینے جائے گا۔

ہاں ویسے سہی کہہ رہا تو کیوں کیوں پوچھ رہا ہوں میں ہاسپٹل کا

گہری سانس خارج کی اور بے تاب سے دل کو سرزنش کیا۔دوسری طرف فہد بھی کچھ دیر کے لیے خاموش ہوا

اچھا چھوڑ یار سن آج کے لیے بیسٹ آف لک

فہد نے جلدی سے اداسی کو دور کرتے ہوئے چہکتی سی آواز میں کہا۔آج دوپہر میں سیمی فائنل تھا۔جم سے واپس آ کر ان کی ٹیم میٹنگ تھی اور اس کے بعد سٹڈیم کے لیے روانگی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنے پاس رکھ اپنا بیسٹ آف لک کہا تھا آج لاہور آجانا

میسم نے خفگی بھرے لہجے میں منہ پھلایا۔اس کی زندگی کے اتنے بڑے دن میں اس کا کوئی اپنا اس کے ساتھ نہیں تھا بہت دل تھا کہ فہد ہی آ جاتا پر وہ بھی نہیں آ رہا تھا۔

یار بہت کوشش کی تجھے پتا ہے نہ اب گھر والے یونیورسٹی بھی بہت مشکل سے جانے دیتے ہیں

فہد نے بچارگی سی اپنے نا آنے کا جواز پیش کیا۔دوسری طرف خاموشی سی تھی۔ہاں سب گھر والے ایسے ہی ہوتے ہیں۔اس کے گھر والوں کے پاس ابھی تک اس کا یہ نیا نمبر بھی نہیں تھا جس کے بارے میں اس نے فہد کو سختی سے منع کیا تھا کہ وہ کسی کو نمبر نہیں دے گا ابھی اس کا۔

ہمممم سمجھ سکتا ہوں

آہستہ سی آواز اور اداس سا لہجہ۔گھر والے شدت سے یاد ائے تھے۔سب کی محبتیں ذہن میں گھوم گئی تھیں اتنا عرصہ تو کبھی دور نہیں رہا تھا وہ سب سے۔شدت سے گھر کی درو دیوار تک یاد آ گئی تھیں۔

اچھا چل رکھتا ہوں اب جانا ہے

تھوک نگلا گلے کی گلٹی نے ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے اوپر سے نیچے سفر کیا جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔نم آنکھوں کو جھپکایا۔

جا میرے شیر مچا دے دھوم

فہد نے پرجوش انداز میں کہا جس پر دونوں نے قہقہ لگایا اور پھر فون بند کرنے کے بعد وہ سر پکڑ کر بیڈ پر ڈھے سا گیا۔سب یاد آ رہے تھے سب سب۔فون پر رابعہ کا نمبر ڈائل کیا۔فون کی رنگ جا رہی تھی۔

ہیلو

دوسری طرف حزیفہ کی آواز ابھری۔رابعہ کا فون اکثر اوقات اسی کے پاس ہوتا تھا وہ گیم کھیلتا تھا اس پر وہ بار بار ہیلو کہہ رہا تھا۔دل کیا فون سے نکال کر حزیفہ کو سینے سے لگا لے آنکھوں میں پانی چمک گیا اور سامنے کا منظر دھندلہ پڑ گیا۔وہ حزیفہ جو اسے ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا تین ماہ سے اسے دیکھنے کو آنکھیں ترس گئی تھیں۔

جلدی سے فون بند کیا۔اور آنکھیں زور سے بند کر لیں۔

میسم سن یار یہ بال ایک کھیلوں گا اور ادھر آ جانا طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی

فواد نے میسم کے کان کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔اور بلے کو زمین پر

مارا آواز بھی تھکی سی تھی۔وہ لوگ لاہور سٹڈیم میں اسلام آباد یونائیٹڈ کے دو سو چالیس تک کے دیے گئے حدف کے خلاف بلے بازی کر رہے تھے۔ابھی یہ تیسرا ہی اوُور تھا جب فواد نے اس کی شروعات میں ہی اس سے اپنی طبیعت ناساز ہونے کی بات کی۔میسم نے پریشانی سے فواد کے اترے چہرے کی طرف دیکھا۔

کوئی بات نہیں فواد بھائی آپ ایک سکور کے لیے پھینکو گیند میں کھیلتا ہوں پھر زیادہ لیکن ابھی پارٹنر شپ نا ٹوٹے ہماری

میسم نے تسلی آمیز انداز میں فواد کے کندھے پر ہاتھ رکھا

ہمم جلدی بھاگ آنا

فواد نے پھر سے یاد دھانی کروائی میسم نے مسکرا کر تسلی آمیز نظروں سے دیکھا۔

اوکے

میسم نے مسکرا کر ہاتھ کا اشارہ دیا اور پچ کی مخالف سمت کی طرف

گیا۔فواد بلے بازی کے لیے وکٹ کے آگے جا کر کھڑا ہوا۔

فواد وکٹ کے آگے جگہ سنبھال ہوئے لاہور قلندر کو دو سو چالیس کے حدف کا سامنا

کمینٹری کی گونج میں کھچاکھچ بھرے سٹڈیم کا شور تھا۔میسم کو اب فواد کی طبیعت کی فکر ہو رہی تھی۔

فریڈ گیند بازی کے لیے تیار

کمینٹری کی بازگشت پر میسم نے تھوڑا سا پیچھے ہو کر کمر پر ہاتھ رکھا اور گیند باز پر نظریں جمائیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نیوزی لینڈ کا کھلاڑی فریڈ گیند کو ہاتھ میں تھامے اپنی جگہ سنبھال چکا تھا فریڈ بہت اچھا سپنر گیند باز تھا۔فریڈ نے بازو کو پیچھے لے جا کر گھمایا اور گیند اڑتی ہوئی فواد کی طرف بڑھی۔فواد نے بلا گھمایا میسم نے کمر پر سے ہاتھ ہٹایا اور بھاگنے کے لیے خود کو تیار کیا۔

اور یہ فواد کے بلے سے گیند ٹکراتی میدان میں آصف گیند کے پیچھے

بھاگتے ہوئے

فواد نے بازو کو کم لچک دے کر گیند کو قریب ہی پھینکا۔اب اسلام آباد ٹیم کا فیلڈر گیند کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔فواد نے میسم کی طرف دیکھا اور میسم نے فوراً فواد کی طرف دوڑ لگائی۔گیند تیزی سے میدان پر لڑھکتی ہوئی جا رہی تھی اور رفتہ رفتہ رگڑ سے اس کی رفتار کم ہو رہی تھی۔

اوہ یہ غلط کیا میسم نے میسم کو سکور کے لیے وکٹ کی طرف نہیں بھاگنا چاہیے

کمینٹیٹر کی آواز کانوں میں پڑ رہی تھی لیکن خیال صرف فواد کی طبیعت کا تھا۔وہ اپنی پوری قوت لگا کر بھاگ کر اب پچ کے درمیان میں پہنچ چکا تھا لیکن یہ کیا سامنے فواد نے پھر سے پیچھے کی طرف دوڑ لگا دی۔اور وکٹ کے پاس واپس پہنچ کر اب ہاتھ کے اشارے سے وہ میسم کو پیچھے جانے کے لیے کہہ رہا تھا۔

اور یہ کیا فواد روک رہے ہیں میسم کو اور پیچھے جانے کا کہہ رہے

کمینٹیٹر کی الجھی سی آواز ابھری سب لوگوں کا شور زیادہ ہو گیا تھا۔میسم کو ایک لمحے کے لیے سمجھ نہیں آیا کیا کرے پر فواد واپس جا چکا تھا اب اس کو بھی پیچھے کی طرف ہی دوڑ لگانی تھی۔

آصف کے ہاتھ میں گیند آ چکی ہے

فیلڈر گیند کو ہاتھ میں تھامے تیزی سے مڑا۔میسم نے اپنی پوری جان لگائی بھاگنے میں اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔دماغ شل ہو گیا تھا اب کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم واپس بھاگتے ہوئے اور آصف نے وکٹ کا نشانہ لگایا

کمینٹری اور لوگوں کی آوازؤں کا شور میسم کے کانوں کے پردوں سے ٹکرا رہا تھا۔

آصف نے فوراً گیند کو وکٹوں کی طرف پھینکا۔میسم نے وکٹ سے تھوڑی دوری پر ہی بازو کو لمبا کیا اور چھلانگ لگانے کی شکل میں زمین پر گھسیٹتا ہوا آگے آیا۔ٹک کی آواز سے گیند وکٹوں سے ٹکرائی اور اس کے اوپر

پڑی ولز اڑتے ہوئے دور جا گرے۔

او۔و۔و۔۔و۔و۔وور یہ

کمینٹیٹر کی افسردہ آواز کے ساتھ پورے سٹڈیم میں لاہور کی عوام کی ماتمی آہ ایک ساتھ گونجی اب سب کی نظریں ایک ساتھ امپائیر کی طرف اٹھیں۔جس نے پر سوچ انداز میں دونوں ہاتھوں سے ہوا میں چکور نشان بنایا۔کچھ لوگوں نے سروں پر ہاتھ رکھ لیے تھے کچھ ناخن چبانے لگے تھے اور کچھ الجھے سے بیٹھے تھے۔

اور یہ امپائیر نے فیصلہ تھرڈ امپائیر کے سپرد کیا

کمینٹری گونجی اور میسم کے ساتھ ساتھ سب کے دل دھڑکنے لگے۔میسم نے پریشانی سے نظریں تھرڈ امپائیر سکرین پر جمائیں۔

علی آپکو کیا لگتا ہے بلا لائین کو چھو گیا تھا

کمینٹیٹر نے اپنے ساتھی کو مخاطب کیا۔

ارسلان کچھ کہا نہیں جا سکتا ابھی آصف نے بہت شاندار طریقے سے

وکٹوں کا نشانہ لگا ڈالا

علی کی بھی الجھی سی آواز ابھری۔میسم نے سامنے کھڑے فواد پر ایک نظر بھی نا ڈالی پر دماغ کی نسیں پھولنے لگی تھیں۔

اور تھرڈ امپائیر غور کرتے ہوئے

کمینٹری کی بازگشت گونجی بورڈ سکرین پر بار بار وکٹوں سے ٹکراتی گیند اور بلے کی پوزیشن کو دکھایا جا رہا تھا۔

بلا ہوا میں محسوس ہو رہا ہے ارسلان لاہور قلندر کو ایک بہت بڑا نقصان

علی کی افسوس سے بھری آواز گونجی لوگوں نے رونے جیسی شکلیں بنائیں۔تھرڈ امپائیر نے اؤٹ کا لفظ سکرین پر دکھایا۔اور میسم نے زور سے بلے کو ہوا میں چلایا۔

اور یہ اؤٹ

کمینٹری کی آواز گونجی۔چند لوگوں کا شور گونجا جو خوش ہو رہے تھے

اسلام آباد کی ٹیم کے لوگ ایک دوسرے کے گلے لگ رہے تھے ہاتھ پر ہاتھ مار رہے تھے میسم مراد اؤٹ ہو چکا تھا۔

میسم مراد دس گیند پر چوبیس سکور بنانے کے بعد رن اؤٹ

کمینٹری گونج رہی تھی سارے لوگ افسردہ صورتوں سے بیٹھے ہوئے تھے۔فواد بھاگتا ہوا میسم کے پاس آیا۔

میسم سوری یار بھاگا نہیں گیا

فواد نے میسم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر افسردہ سی آواز میں کہا میسم نے جھکی پلکیں اوپر اٹھائیں آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔فواد کی نظروں میں نظریں گاڑیں میسم کی نظروں میں کچھ ایسا تھا کہ فواد خجل سا ہو کر نظریں چرا گیا۔

سکور ہو سکتا تھا فواد بھائی ہم سپر لیگ جیت سکتے تھے

سپاٹ چہرے کے ساتھ مدھم سی آواز میں کہہ کر وہ مڑا اور پھر سر جھکا کر پیولین کی طرف بڑھ گیا۔

میسم مراد مایوسی سے پیویلین کی طرف لوٹتے ہوئے

کمینٹیٹر کی بازگشت سے دل عجیب سا بیزار سا ہوا بلے کو دنوں ہاتھوں میں پکڑ کر ہوا میں گھما ڈالا۔

علی یہ لاہور قلندر کو بہت بڑا نقصان ہوا ان کا بہترین بلے باز سیمی فائنل میں نہیں کھیل سکا

ارسلان کی افسوس بھری آواز گونجی۔ابراہیم بلے کو پکڑے دائیں بائیں بازو چلاتا ہوا نشستوں کے درمیانی میں موجود زینے کو اتر رہا تھا۔

میرے خیال سے اب فواد اور ابراہیم کو پارٹنر شپ کو لانگ لاسٹنگ بنانا چاہیے کیونکہ میسم کے بعد اب اتنا ٹارگٹ مشکل ہے ان کے لیے

علی نے ارسلان کو مخاطب کیا۔میسم بھاری بھاری قدم اٹھا رہا تھا ہر شخص جانتا تھا اوٗٹ ہونے میں اس کی کوئی غلطی نہیں تھی لیکن پھر بھی وہ خود کو ہی قصور وار سمجھ رہا تھا۔

ہاں بلے باز کم ہیں اور میسم دس پر بھاری تھا

ارسلان نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔میسم جلدی سے چینجنگ روم کی طرف جا رہا تھا۔اور پھر لاہور قلندر برے طریقے سے شکست کھا کر سیمی فائنل سے باہر ہوئی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

چائے

روشان نے چائے کے دو کپ ادینہ کے سامنے میز پر رکھے۔ادینہ جو گردن پر ہاتھ رکھے اسے ہلکا ہلکا دبا رہی تھی مسکراتی ہوئی سیدھی ہوئی۔وہ ہاسپٹل سے کچھ دوری پر ہی موجود ایک کے ایف سی میں بیٹھے تھے۔

تھنکیو

ادینہ نے چائے کے کپ کو ہاتھوں میں تھاما روشان اب اس کے بلکل سامنے کرسی کو پیچھے کرتا ہوا براجمان ہوا۔وہ ابھی ہاسپٹل پہنچی ہی تھی جب کچھ دیر بعد روشان آیا اس کی شفٹ ختم ہوئی تھی اور چائے پینے کی آفر ادینہ کو کی جسے وہ رد نہیں کر سکی کیونکہ ابھی ڈاکٹر ثمرہ ائی

نہیں تھیں جن کے ساتھ اس کی ڈیوٹی تھی آج آپریشن میں۔

تو تم کیوں نہیں گئی اس دفعہ خیر پور

روشان نے چائے کا سپ لے کر نظریں اٹھا کر سامنے ادینہ کی طرف دیکھا۔ہلکے سے سبز رنگ کے جوڑے میں اس کی سفید رنگت دمک رہی تھی میک سے بلکل بے نیاز سادہ سا چہرہ اتنا پر کشش تھا کہ سیدھا دل میں اتر رہا تھا۔

ماہ رخ ویک اینڈ پر خیر پور گئی تھی لیکن ادینہ نہیں گئی تھی۔اور اسے یوں اکیلے لا کر روشان کو خوشگوار سا احساس ہو رہا تھا کیونکہ اس سے پہلے ماہ رخ کے ہوتے ہوئے اسے یہ موقع کبھی میسر نہیں آتا۔

مجھے ڈاکٹر ثمرہ نے روکا ہے

ادینہ نے چائے کے کپ کو نیچے کیا اور مسکراتے ہوئے معنی خیز انداز میں نظریں اٹھائیں کیونکہ ڈاکٹر ثمرہ کے بارے میں سب جانتے تھے وہ کسی کو بھی کبھی بھی کوئی ٹاسک دے دیتی تھیں اور ہاؤس جابینز کی تو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زیادہ درگت بنتی تھی ان کے ہاتھوں

اوہ ائی سی

روشان نے ہلکا سا قہقہ لگایا۔اور گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے پھر سے چائے کا سپ لیا۔

اور آپ؟

ادینہ نے سوالیہ انداز میں دیکھا۔روشان کے چہرے پر موجود مسکراہٹ ایک دم سے غائیب ہوئی۔روشان نے کوئی جواب نہیں دیا۔

میرا مطلب آپ کیوں نہیں گئے

ادینہ نے اس کے چپ رہنے پر اپنے سوال کی واضحات دی۔

میں کہاں جاؤں

لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ سجا کر روشان نے ادینہ کی طرف دیکھا۔

مطلب؟

ادینہ نے نا سمجھی سے بھنویں اچکائیں۔

مما ہی تھی بس میری واحد فیمیلی ممبر وہ نہیں رہیں اب تو ان کے بعد

روشان نے لب بھینچتے ہوئے فقرے کو ادھورا چھوڑا۔ادینہ کا چہرہ بھی ایک دم سے سنجیدہ ہوا۔ایک لمحے کو خاموشی ہوئی

تو بابا؟

ادینہ نے جھجکتے ہوئے اگلا سوال داغا۔روشان کے چہرے پر ایک دم سے پژمردگی سی چھا گئی جسے ادینہ نے واضح طور پر محسوس کیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ائی ائی ایم سوری

ادینہ نے شرمندہ سے لہجے میں گڑ بڑا کر کہا۔روشان کی کیفیت عجیب سی ہو گئی تھی اس کے والد کے پوچھنے پر ادینہ پریشان سی ہوئی۔

اٹس اوکے

گھٹی سی آواز میں کہہ کر روشان نے گلا صاف کیا۔اور پھر چائے پر نظر جمائی

ائی ایم بروکن چائلڈ

روشان کی دکھ بھری آواز پر ادینہ نے چونک کر جھکا ہوا سر اوپر اٹھایا۔اس کے چہرے پر کرب تھا

میں بہت چھوٹا تھا جب میرے پیرنٹس میں علیحدگی ہوئی میری مدر ڈاکٹر تھیں فادر بھی بہت بڑے ہارٹ سپیشلسٹ ہیں

روشان نے زبردستی کی پھیکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر ادینہ کی طرف دیکھا جو اب دکھی سی بیٹھی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو فادر سے ملتے ہو

ادینہ نے نرم سے لہجے میں پوچھا روشان آج پہلی دفعہ اسے اپنے بارے میں بتا رہا تھا۔اور وہ سن کر اس کے دکھ کو محسوس کر سکتی تھی تو یہی وجہ تھی اپنی ماں کے گزر جانے کے بعد وہ اس بری برح ٹوٹا تھا کیونکہ وہ سنگل پیرنٹ چائلڈ تھا۔ادینہ کے ذہن نے کڑی سے کڑی ملائی۔

نہیں مما نے کبھی ملنے ہی نہیں دیا ان سے

پھیکی سی مسکراہٹ اور اداس آنکھوں میں بہت کچھ ادھورا سا تھا۔جس کو وہ محسوس کر سکتی تھی اچھے سے باپ کے بنا جینا کتنا کٹھن ہے یہ وہ بھی جانتی تھی۔

اور اب

ادینہ نے جھجکتے ہوئے پھر سے سوال کر ڈالا۔

اب وہ یہاں پاکستان میں نہیں ہوتے باہر ہیں ان کی فیمیلی ہے وہ خوش ہیں اپنی زندگی میں

روشان نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے پیچھے ہو کر کرسی کی پشت سے سر ٹکایا۔

اور ڈاکٹر عابد میرا مطلب ہے تمھارے ماموں کی فیمیلی میں کون کون ہے

ماموں کی ایک بیٹی ہے باہر ہے شادی کے بعد اب ممانی اور ماموں اور

میں

روشان نے مسکراتے ہوئے چائے کا سپ لیا۔ادینہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

میری ممانی سے بھی مل چکی ہو تم

روشان نے شرارتی سے انداز میں مسکراہٹ دبائی۔چائے کا سپ لیتے ہوئے کن اکھیوں سے ادینہ کی طرف دیکھا ادینہ نے حیرت سے ذہن پر زور دینے جیسے انداز سے آنکھوں کو سکوڑا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیں کب کہاں؟

حیرانگی سے ذہن پر زور دیتے ہوئے سوال کیا۔روشان اس کی حیرت پر بے اختیار مسکرا دیا۔

ڈاکٹر ثمرہ میری ممانی ہیں

روشان نے مسکراتے ہوئے شریر سے انداز میں کہا۔اور دلچسپی سے ادینہ کے ردعمل کو دیکھا۔جو واقعی میں حیرت میں ڈوب گئی تھی۔ڈاکٹر عابد

اور ڈاکٹر ثمرہ ہزبینڈ وائیف ہیں

نو ویے۔ے۔ے۔ے

ادینہ کا منہ حیرت سے کھلا۔جس پر روشان قہقہ لگا گیا۔

یس میری ممانی ہیں وہ

چائے کے کپ کو ایک طرف رکھ کر روشان نے اس کی حالت سے محزوز ہوتے ہوئے سینے پر ہاتھ باندھے۔

دونوں کی پرسنالٹی کتنی مختلف ہے میرا مطلب ڈاکٹر عابد اتنے سافٹ اور وہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ ابھی بھی حیران سی تھی۔اور روشان مسلسل اس کی حیرانگی پر ہنس رہا تھا۔

وہ ایسی صرف ہاسپٹل میں ہیں گھر میں بہت اچھی پولائیٹ لیڈی ہیں
کبھی گھر چلنا تم اور ماہ رخ

روشان نے مسکراتے ہوئے کہا

ارے نہیں ڈر لگتا ہے

ادینہ نے خوف سے نفی میں سر ہلایا۔اور پھر ایک دم سے کھڑی ہوئی۔

اور یاد آیا تم سے باتوں میں پتا ہی نہیں چلا وقت کا ڈاکٹر ثمرہ جان نکال دیں گی میری

عجلت میں اپنا بیگ کندھے پر ڈال کر روشان کو جلدی کرنے کا اشارہ کیا۔جو مسکراتا ہوا اب ساتھ چل پڑا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا بدتمیزی ہے یہ آپ بات کو بڑھا رہے ہیں

اریبہ نے شانزہ اور عفت کو پیچھے کیا اور آگے ہوتے ہوئے سامنے کھڑے لڑکے سے تنگ کر کہا جو اب بدتمیزی کی حدیں عبور کرتا جا رہا تھا۔

مسئلہ تو آپکی دوست کے ساتھ کے ہے یہ خود کو سمجھتی کیا ہے

لڑکے نے دانت پیستے ہوئے سرخ چہرہ شانزہ کی طرف موڑا۔جو پہلے سے

ہی سانس پھولائے کھڑی تھی ماتھے پر شکن تھے اور صورت روہانسی ہو رہی تھی جس پر تزلیل کا احساس صاف واضح تھا۔

وہ لوگ پرزینٹیشن کے بعد ابھی ھال میں سے نکلے ہی تھے جب شانزہ نے اس لڑکے کو روک لیا تھا حدید نامی یہ لڑکا ان کی کلاس کا سب سے بدتمیز اور اکھڑ لڑکا تھا۔ان کے پہلے سمسٹر کی فائنل پریزنٹیشن تھی پوری کلاس کو یہ بات معلوم تھی کہ شانزہ کو سٹیج کا سامنا کرنا انتہائی کٹھن لگتا ہے۔اور شانزہ نے سب سے درخواست بھی کی تھی کہ جب وہ سٹیج پر جائے تو سب کلاس فیلو اس کا حوصلہ بڑھائیں۔لیکن یہ لڑکا اور اس کا گروپ خاص طور پر شانزہ کو پریشان کرنے کے لیے ایک عدد ایسا سیاہ چشمہ لے کر آیا تھا جس میں ایک طرف شیشہ تھا اور ایک طرف نہیں تھا جیسے ہی شانزہ سٹیج پر گئی اور بولنا شروع کیا تو حدید نے وہ چشمہ پہن لیا اب اس کے دوست جو کہ اس کے ارد گرد بیٹھے تھے وہ بھی اس کا بھرپور ساتھ دے رہے تھے شانزہ کی نظر اس پر پڑی تو معمول کے مطابق اس کے ذہن اس کی زبان کا ساتھ چھوڑنے لگا پھر

اس لڑکے نے بدتمیزی کی حد یہاں تک ہی محدود نہیں رکھی بلکہ الٹے سیدھے سوال کرنے شروع کر دیے۔اور وہ جس بات سے ڈر رہی تھی وہی ہوا اس کی فائنل پریزنٹیشن میں وہ اچھی کارکردگی نہیں دکھا سکی۔اور اب جب باہر نکلتے ہی شانزہ نے اسے روک کر اس کی اس بدتمیزی کی باز پُرس کی تو وہ ہتھے سے ہی اکھڑنے لگا۔شانزہ کے ساتھ کھڑی اریبہ نے جب اسے روہانسی صورت بنا کر ہارتے دیکھا تو خود آگے ہوئی۔

آپ پرزینٹیشن کے دوران اس طرح کی حرکتیں کریں گے ار ریلیونٹ کویسچن کریں گے مزاق اڑائیں گے تو سنیں گے بھی ایک کلاس فیلو ہونے کے ناطے آپکو سپورٹ کرنا چاہیے کہ

اریبہ نے دانت پیس کر سختی سے کہا۔جس پر وہ اب شانزہ سے رخ موڑ کر اریبہ کی طرف سیدھا ہوا اس کے چہرے پر موجود کمینگی دیکھ کر اریبہ کے الفاظ درمیان ہی دم توڑنے لگے۔

میری مرضی میرا چہرہ تھا میں چاہے ٹوٹا چشمہ پہنوں یا کچھ بھی کروں آپ کو کیا مسئلہ ہے

وہ اب اریبہ کے ساتھ بھی اسی بدتمیزی سے پیش آ رہا تھا جس سے وہ کچھ دیر پہلے شانزہ سے آ رہا تھا۔حدید کی اکڑ کی ایک وجہ ان کے گروپ میں کسی لڑکے کا نہ ہونا بھی تھا۔پوری کلاس میں واحد ان کا گروپ تھا جس میں کوئی لڑکا ممبر نہیں تھا عفت شرعی پردہ کرتی تھی شانزہ ویسے ہی تھوڑی دبو سی گاؤں کی لڑکی تھی شانزہ نے گھبرا کر ساتھ کھڑی عفت کی طرف دیکھا پھر اریبہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔انداز ایسا تھا جیسے کہہ رہی ہو دفعہ کرو کیا اس کے منہ لگنا۔

آپ جیسی چھوٹی ذہنیت کے لوگ ہوتے ہیں جو خود تو کسی قابل ہوتے نہیں آتا جاتا خاک نہیں لیکن کسی اور کو بھی اس مقام پر نہیں دیکھ سکتے

اریبہ نے شانزہ کے ہاتھ کو کندھے پر سے اتار کر غصے سے آگے ہوتے ہوئے کہا۔جس پر حدید کے ماتھے پر شکن کی لکیریں اور بڑھ گئی۔وہ بپھر کے ناک پھلا گیا۔

زبان سنبھال کر کس کو بول رہی ہیں آپ چھوٹی ذہنیت کا

حدید ایک دم سے آگے بڑھا پاس کھڑے لڑکوں نے فوراً اسے کندھے

سے پکڑ کر روکا۔اریبہ اس کی اس بدتمیزی پر سٹپٹا گئی۔ساری بہادری ایک پل میں ہی ہوا ہوئی۔اب آگے تو کوئی بات بھی سجھائی نہیں دے رہی تھی کیونکہ کلاس کے بہت سے لوگ اب شانزہ کو ہی کہنے لگے تھے کہ مزاق ہی تو کر رہا تھا اتنا سریس کیوں ہو رہی ہیں یہ لڑکیاں۔

کیا ہو رہا ہے یہ

عقب سے آتی آواز پر سب مڑے تھے فہد اپنے چند ہم جماعت کے ساتھ کھڑا شرٹ کے بازو اوپر چڑھا رہا تھا سامنے کھڑے حدید کو خونخوار نظروں سے گھورا۔سنیرز کو دیکھ کر حدید کے ساتھ کھڑے کچھ لڑکے تو فوراً کھسک لیے تھے۔فزکس ڈیپارٹمنٹ کا یہ بیچ ویسے بھی پوری یونیورسٹی میں مشہور تھا۔فہد تو اب اریبہ کو دیکھنے کے لیے کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ آتا تھا۔

ہاں کیا مسئلہ ہے

حدید نے بڑے انداز سے اپنے دونوں بازو کو جھٹک کر ساتھ کھڑے لڑکوں کا ساتھ چھڑوایا۔اریبہ نے حیرانگی سے فہد کی جانب دیکھا جو آج

کچھ مختلف ہی انداز لیے ہوئے تھا۔فہد کا اسی وقت پہنچنا اریبہ کو سکون دے گیا۔ایسا لگا جیسے کوئی بہت ہی اپنا آ گیا ہو۔

تم دونوں چلو یہاں سے

فہد نے اریبہ کی طرف رخ کیا اور ہاتھ کی انگلیوں کو ہلکی سی جنبش دیتے ہوئے دونوں کو وہاں سے جانے کے لیے کہا۔اس کا یہ اپنائیت بھرا انداز عجیب طرح سے دل کو بھایا وہ الجھ سی گئی۔الجھی الجھی سی پیچھے ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھپڑ مارا ہے اس لڑکی نے مجھے

حدید نے ناک پھلا کر شانزہ کی طرف دیکھ کر ڈھٹائی سے جھوٹ بولا۔فہد کے ساتھ کھڑے مضبوط لڑکے بھی قدم قدم اب حدید کی طرف بڑھ رہے تھے۔

بھائی جھوٹ بول رہا یہ مہ۔۔میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا

شانزہ نے گڑبڑا کر اپنی صفائی دی جس پر فہد کے ساتھ کھڑے اس کے

دوست نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے سینے پر اس انداز سے ہاتھ رکھا اور ہاتھ کے اشارے سے تینوں لڑکیوں کو جانے کے لیے کہا۔جیسے کہہ رہا ہو ہم سب سنبھال لیں گے تم لوگ جاؤ یہاں سے۔شانزہ نے اریبہ کا ہاتھ پکڑ ا اور پھر تینوں تیز تیز قدم اٹھاتیں آگے بڑھیں۔

پہلے اپنی حرکت بتا

اریبہ اور شانزہ کے جانے کی دیر تھی فہد نے آنکھیں نکالتے ہوئے حدید کی طرف دیکھا۔سنیرز کے تیور دیکھ کر حدید کے ساتھ تن کر کھڑے لڑکے اسے چھوڑ کر پیچھے ہونے لگے۔وہ دونوں ابھی آ کر یونیورسٹی کے لان میں بیٹھی ہی تھیں جب سوجی گال اور سرخ آنکھ لیے حدید ان کے پاس آیا۔

سنیں

گھٹی سی آواز پر دونوں نے گردن اٹھا کر سامنے کھڑے حدید کی طرف دیکھا۔جس کے چہرے پر تھوڑی دیر پہلے والی کوئی اکڑ موجود نہیں تھی۔

ائی ایم سوری دوبارہ کبھی ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا

حدید نے شانزہ پر ایک نظر ڈالی اور پھر نظر جھکا لی۔شانزہ نے اٹس اوکے کے انداز میں بس گردن کو جنبش دینے پر ہی اکتفا کیا۔حدید خاموشی سے پلٹا۔شانزہ نے کچھ دور کھڑے فہد کی طرف تشکر آمیز نظروں سے دیکھا اور پھر حیرت سے منہ کھولے اریبہ کی طرف رخ کیا۔

ارے واہ تمھارے ہیرو نے تو لگتا ہے بجا ڈالی ان کی

شانزہ نے آنکھ کے بند کرتے ہوئے شرارت سے اریبہ کو چھیڑا۔اریبہ نے سٹپٹا کر ارد گرد دیکھا مبادہ اس کے یوں فہد کو اسکا ہیرو کہنے والی بات کسی کے کانوں میں نہ پڑ گئی ہو۔

بکواس بند میرا کوئی ہیرو نہیں ہے وہ

اریبہ نے منہ پھلا کر گھور کر دیکھا جس پر وہ اور عفت قہقہ لگا گئیں جبکہ وہ اب اپنے دوستوں کے ساتھ ایک طرف بیٹھتے فہد کی طرف

دیکھ رہی تھی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

تو جو نہیں کھیل رہا اتنا اچھا اسے نکال دو آسٹریلیا کے ساتھ سیریز کھیلنے جا رہے ہیں ہم کوئی معمولی بات تو نہیں ہے ٹف ٹیم ہے وہ ہمیں اپنے بیسٹ لے کر جانے ہوں گے

عادل عزیز نے میز پر کہنیوں کے بل بازو رکھ کر وثوق سے سامنے بیٹھے قومی ٹیم کے کپتان توقیر عامر کی طرف دیکھا۔

سر یہ ایک لسٹ تیار کی ہے میں نے کچھ کھلاڑیوں کی جو گزشتہ دو سال سے کوئی کارکردگی نہیں دکھا رہے ہیں

جہانزیب نے فراز جاوید کے ہاتھ سے پکڑ کر فائل عادل کی طرف بڑھائی۔

آسٹریلیا کے ساتھ سریز میچ سے پہلے کرکٹ بورڈ کے چیرمین عادل عزیز نے ایک میٹنگ طلب کی تھی جس کا پینل اس وقت چیرمین آفس کے میز کے گرد رکھی گئی نشستوں پر براجمان تھا عادل عزیز میسم مراد کو

آسٹریلیا کی سیریز کے لیے ریکمنڈ کر رہا تھا۔

تو ٹھیک ہے نہ اس لسٹ میں موجود جو بیٹس مین پہلے آسٹریلیا کی سیریز کے لیے سلیکٹ تھا اسے نکال کر میسم مراد کا نام ڈال دو

عادل عزیز نے آنکھوں پر ٹکے چشمے کو تھوڑا نیچے کرتے ہوئے۔لسٹ پر نظریں جمائیں اور پھر گہری سانس لے کر اپنا فیصلہ سنایا۔

اوکے سر شازل کو نکال دیتے ہیں پھر اس سیریز کے لیے پچھلے دو سال سے کوئی کارکردگی نہیں ہے اس کی۔

فراز نے سر ہلاتے ہوئے کہا جس پر توقیر نے تائید کی اور بھرپور طریقے سے ساتھ دیا۔

اور لیٹر تیار کریں میسم مراد کے لیے اور آپ لوگوں میں سے کسی کو میری اس تبدیلی پر اعتراض ہو تو بات کریں

عادل عزیز نے کن اکھیوں سے اپنے سامنے بیٹھے پینل پر نظر دوڑائی۔سب نے نفی میں سر ہلایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گڈ

عادل عزیز نے مسکرا کر جہانزیب کی طرف دیکھا۔سپر لیگ کا فائنل اسلام آباد یونائیٹڈ کوئیٹہ سے جیت گیا تھا۔لیکن میسم مراد لاہور قلندر کی ہار کے باوجود بہت سے دلوں پر چھا گیا جن میں سے ایک عادل عزیز تھے۔اسی لیے سپر لیگ کے فوراً بعد کھیلے جانے والے ٹورنامنٹ میں انہوں نے میسم کو قومی ٹیم میں شامل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels Afsana Articles Books Poetry Interviews

بڑا مشہور ہو گیا ہے ویسے کھیلتا بھی تو اتنا اچھا ہے

ماہ رخ نے دی سٹائل میگزین پر بنے میسم کے بڑے سے پوسٹر کو ستائیشی نظروں سے دیکھتے ہوئے بے ساختہ کہا اس کے بلکل برابر بیٹھی ادینہ جو بلا جواز اپنے موبائل سکرین پر انگلیاں چلا رہی تھی بے ساختہ میگزین پر نظر دوڑا گئی۔

میسم سبز رنگ کے قومی کرکٹ یونیفارم میں مسکرا رہا تھا جب سے پاکستان آسٹریلیا سریز جیت کر آ یا تھا میسم مراد پورے پاکستان کا ہیرو

بن گیا تھا۔اور اب بھی پاکستان کے اس مشہور میگزین میں اس کا انٹریو چھپا تھا جس کے ساتھ جناب کا بہت بڑا پوسٹر تھا۔

کتنا بدل گیا تھا وہ جسم بھر گیا تھا بازو کسرتی مضبوط ہو گئے تھے چہرہ نکھر گیا تھا۔ادینہ نے ایک بھر پور نظر پوسٹر پر ڈالی اور پھر بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے نظریں چرائیں۔

بہت سے دلوں کو روند کر حاصل کی ہوئی کامیابی ہے

مدھم سی آواز میں کہتی ہوئی سیدھی ہوئی۔خود پر بہت حد تک قابو پانا وہ سیکھ چکی تھی ماہ رخ نے اس کی بیزاری محسوس کرتے ہی جلدی سے شرمندہ سا ہوتے ہوئے میگزین کو بند کیا۔پھر کچھ یاد آنے پر اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی شرارت سے ادینہ کے ضبط کرتے چہرے کی طرف دیکھا۔

ہمم اچھا سن شام کا کیا پلین ہے پھر

ماہ رخ نے الماری کے پٹ کو کھول کر ادینہ کی طرف پیٹھ موڑے

کہا۔وہ جو اب بند پڑے میگزین کو گھور رہی تھی چونک کر متوجہ ہوئی۔

میرا ویسے کوئی موڈ نہیں

ادینہ نے نخوت سے ناک چڑھائی۔اور بازو کو اوپر کرتی ہوئی چت لیٹ کر چھت کو دیکھا۔

موڈ کو میں ٹھیک کر لوں گی آرام سے اور یہ ڈریس پہنو گی تم

ماہ رخ الماری میں لٹکتے سرخ رنگ کے فراک کو لے کر مڑی یہ وہ فراک تھا جو ابھی کچھ دن پہلے ہی ماہ رخ نے اسے گفٹ کیا تھا۔جتنا وہ اس دن اس مہنگے سے فراک کو گفٹ کرنے پر خفا ہوئی تھی اس سے بھی زیادہ خفگی بھری نظر وہ اب ماہ رخ پر ڈال رہی تھی۔

تمھارا دماغ ٹھیک ہے ڈنر ہے ایک عام سا

ادینہ کے ماتھے پر خفگی بھرے شکن تھے تو منہ حیرت سے کھل گیا۔جبکہ وہ مسکراہٹ دبائے آنکھوں میں چمک لیے کھڑی تھی۔

عام سا ڈنر تو نہیں روشان سپیشلائیزیشن کے لیے جا رہا اس کی اتنی بڑی

خوشی ہے

ماہ رخ نے مصنوعی خفگی طاری کرتے ہوئے اسے گھورا۔روشان کے فادر نے اس کو باہر سپیشلائیزیشن کے لیے بلوا لیا تھا اور وہ اس بات پر ادینہ کے بہت سمجھانے پر راضی ہوا تھا۔ان کی ہاؤس جاب کو چھ ماہ کا عرصہ ہو چکا تھا۔اور اس دوران روشان اب اس سے اپنی ہر طرح کی بات ش ئ ر کرنے لگا تھا۔

اچھا تو اس کی اتنی بڑی خوشی پر میں یہ ریڈ رنگ کا ڈریس پہن کر چلی جاؤں دماغ ٹھیک ہے کیا تمھارا

ادینہ نے اس کی ذہنی حالت پر شک کرنے جیسے انداز سے اسے گھورا۔

جی جی بلکل ٹھیک ہے

ماہ رخ نے سر کو زور زور سے ہلایا اور گھما کر فراک کو پلنگ پر ڈھیر کیا۔سرخ رنگ کا کلیوں والا خوبصورت فراک تھا جس کے گلے پر شیشے کا کام تھا۔

نہیں میں یہ نہیں پہن کر جا رہی

ادینہ نے ایک نظر فراک پر ڈالی اور پھر عجیب بے یقین سی نظر ماہ رخ پر ڈال کر سر کو زور زور سے نفی میں ہلایا۔

جا رہی ہو

ماہ رخ نے آنکھیں نکالیں۔اور پھر سے الماری کی طرف مڑی۔اب وہ اپنا کوئی جوڑا منتخب کر رہی تھی۔وہ مسلسل گانے گنگنا رہی تھی چہک رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہیں ہوا کیا ہے

ماہ رخ کے عجیب سے انداز پر وہ الجھ گئی تھی اس کی معنی خیز باتیں اور شرارتی سی مسکراہٹ معمول سے ہٹ کر تھی۔

کچھ نہیں پتا چل جائے گا تمہیں

ماہ رخ نے اس کے پریشان ہونے پر ہلکا سا قہقہ لگایا جس پر وہ اور ناک پھلا چکی تھی۔

کیا؟

غصے سے گھور کر کہا۔ماہ رخ جلدی سے باہیں پھیلا کر آگے بڑھی۔

کچھ نہیں تیار ہو اور یہی پہنو جلدی کرو

اسے اپنے ساتھ لگایا اور پیچھے ہو کر بیڈ پر پڑے فراک کو اٹھا کر زبردستی اس کے ہاتھوں میں دیا۔اور اسے واش روم کی طرف دھکا دیا۔

کبھی کبھی بہت فضول ضد کرتی ہو تم

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ نے اس کی ضد کے آگے ہتھیار ڈالے ایک نظر فراک پر ڈالی۔

چلو چلو لیٹ ہو رہا ہے

وہ عجلت میں کہتی ہوئی اب اپنے جوڑے کو ہینگر میں سے نکال رہی تھی۔ادینہ کندھے اچکاتی آگے بڑھ گئی۔

مدھم شربتی سی روشنی میں ڈوبا ہوٹل کا پرفسوں ماحول جس میں لوگوں کی مدھم مدھم سی آوازیں اور برتنوں کے بجنے کی آوزیں گونج رہی

تھیں۔یہ لاہور کے مہنگے ترین ہوٹلز میں سے ایک تھا۔

کار ایک چراراہٹ سے پارکنگ ائیریا کے آگے رکی تھی۔اور میسم نے ہڈ کی ملحقہ ٹوپی کو اٹھا کر سر پر لے کر آگے سے کھینچا۔کار کی پچھلی سیٹ سے وہ نکلا تھا اور اب فرنٹ ڈور بھی بند ہو رہے تھے۔

وہ روشان کے بلکل سامنے کرسی پر بیٹھی تھی۔سرخ رنگ کے جوڑے میں دمکتی ہوئی گلے پر لگے نفیس سے شیشے کا کام اس کے چہرے پر اپنا عکس ڈال کر اسے ماورائی حسن دے رہا تھا۔ماہ رخ خود تو نک سک سے تیار ہوئی ہی تھی ساتھ اسے بھی کر ڈالا تھا۔

اور اب وہ واش روم کا کہہ کر اسے روشان کو اکیلا میز پر چھوڑ گئی تھی۔

ادینہ !!!!

روشان نے دونوں کے درمیان موجود خاموشی کو توڑا وہ جو اپنے موبائل پر سکرین کو اوپری طرف اچھال رہی تھی روشان کے بلانے پر اس کی

طرف متوجہ ہوئی۔بھاری پلکوں کو مسکارہ نے اور چار چاند لگا دیے تھے۔

ہوٹل کا دروازہ دھکیل کر وہ اندر داخل ہوا۔ہڈ سے چہرے کو چھپانے کے سے انداز میں ساتھ موجود دو لڑکوں کا حلیہ بھی ملتا جلتا ہی تھا۔جیبوں میں ہاتھ تھے اور پاؤں میں جوگرز

مجھے تم سے کچھ کہنا ہے

روشان نے الجھے سے انداز میں تمہید باندھی۔اور پھر نظر جھکائی ادینہ اس کے انداز پر حیران سی تھی۔اب تو ان میں اتنی بے تکلفی تھی پھر آج روشان اتنا سوچ سوچ کر کیوں بول رہا تھا۔

ہے میسم وہ سامنے کارنر ٹیبل ٹھیک رہے گا

طلحہ نے کونے میں لگے پر سکون میز کی طرف اشارہ کیا۔میسم نے اثبات میں سر ہلایا اور تینوں اب اس میز کی طرف بڑھ رہے تھے۔

جی

ادینہ نے نا سمجھی کے انداز میں سامنے بیٹھے روشان کی طرف دیکھا۔اور

مدھم سے لہجے میں گویا ہوئی۔

طلحہ اور ابراہیم کے پیچھے وہ اپنے موبائل پر نظریں جمائے منتخب کردہ میز کی طرف بڑھ رہا تھا جب اچانک بائیں طرف لگے میز کے منظر نے قدموں کو اس سے آگے بڑھنے سے روک دیا۔

وہی تھی سرخ فراک میں سجی سنوری ہوش ربا حسن کو دوبالا کیے ہوئے اس کی نظریں کیسے دھوکا کھا سکتی تھیں اور سامنے بیٹھا وہ لڑکا بھی وہی تھا۔یونیورسٹی کے اس منظر کو وہ کبھی نہیں بھلا سکا تھا ان چند ماہ میں جسے اس کے ذہن نے بارہا دہرایا تھا۔

لڑکا کوئی بات کر رہا تھا ادینہ سے۔میسم کچھ ہی فاصلے پر ساکن سا کھڑا تھا۔لڑکے کی آواز مدھم سی تھی جو سہی سے اسے سنائی نہیں دے رہی تھی۔

ادینہ میں میں

روشان نے شرمانے کے سے انداز میں تمہید باندھی۔ادینہ اس کے انداز

سے الجھی سی یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ روشان اس وقت اس سے کیا بات کرنے والا ہے۔

میں آپ کے گھر رشتہ بھیجنا چاہتا ہوں

روشان نے سر جھکا کر ہمت جمع کرتے ہوئے دل کی بات کی۔ادینہ جو الجھی سی سمجھنے کو کوشش میں سرگرداں تھی اس کی رشتہ بھیجنے کی بات پر گڑ بڑا سی گئی۔

جی!!!!!

آنکھیں پھیلا کر حیرت سے روشان کی طرف دیکھا۔

میسم کا دل اس دن کی طرح ہی گھٹن کا شکار ہونے لگا دیدار یار اگر اتنے عرصے بعد ہوا بھی تو کیسے ہوا۔لڑکے کے انداز سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ادینہ کو پرپوز کر رہا ہے۔

غلط مت سمجھیے گا پلیز پلیز

روشان اسکے حیران سے چہرے کو دیکھ کر فوراً گھبرا کر بولا۔اس کا حیران

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہونا بنتا تھا کیونکہ روشان نے آج سے پہلے کبھی اشاروں میں بھی اسے یہ باور کروانے کی کوشش نہیں کی تھی کہ وہ اسے پسند کرنے لگا ہے۔

مجھے آپ اچھی لگتی ہیں آپ کے گھر ڈائیریکٹ رشتہ بھیجنے سے پہلے آپ کو پرسنلی پرپوز کرنا چاہتا تھا

روشان نے جھینپ کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور سرخ رنگ کی مخمل کے کور والی ڈبیا کو میز پر رکھا۔ادینہ نے چونک کر ایک نظر روشان کو اور پھر ڈبیا کی طرف دیکھا۔

سرخ رنگ کی ڈبی جیسے ہی اس لڑکے نے میز پر رکھی میسم کا لگایا گیا اندازہ یقین میں بدل گیا وہ واقعی ایک دوسرے سے رشتہ بنانے جا رہے تھے۔

آہ۔دل سے ایک ٹیس اٹھی پر لب مسکرا دیے آخر کار اس کی قربانی رنگ لائی۔چلو کسی کو تو کسی کی محبت ملی۔

کیا آپ میرا پرپوزل ایکسیپٹ کریں گی

روشان نے گہری نظروں اور نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔ادینہ بوکھلا سی گئی۔کیا کر رہا ہے یہ میں نے تو اسے کبھی۔ادینہ نے الجھ کر سوچا۔

میں

ادینہ نے پریشان سے انداز میں گردن پر ہاتھ دھر ا۔ماہ رخ کہاں مر گئی ہے۔ماہ رخ کو دیکھنے کی غرض سے گردن کو جو گھمایا تو لمحہ جیسے تھم گیا۔دشمن جاں دل کی سلطنت کا حکمراں۔زندان میں ڈال کر بھول جانے والا سامنے کھڑا تھا۔جسم کے رواں رواں میں جیسے سنسنی سی دوڑ گئی۔لمحہ بھر تو کو زبان گنگ ہوئی پورے وجود میں بس دل ہی محرک تھا۔

میسم !!!!!!

دورررر کسی ویرانے کی بند کوٹھڑی سے آتی ہوئی آواز تھی۔وہ تھا حقیقت میں تھا اب کی بار تخیل سے تراشا ہوا میسم نہیں تھا۔ادینہ کی خود پر نظر پڑنے کی دیر تھی میسم نے بجلی کی سی تیزی سے ہوٹل کے بیرونی دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔

ایک منٹ روشان

ادینہ نے ہڑ بڑاہٹ میں کرسی کو پیچھے دھکیلا اور تقریباً بھاگتی ہوئی بیرونی دروازے سے نکلتے میسم کے پیچھے دوڑی۔روشان جو ادینہ کے چہرے کے تاثرات پڑھنے کی کوشش میں تھا میسم کو دیکھ ہی نہ پایا کہ ادینہ اس کے پیچھے بھاگی ہے۔

وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اب ہوٹل کے دو طرفہ لان کے درمیان موجود سرخ اینٹوں کی راہ داری پر چلتا ہوا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف جا رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم میسم

شیشے کے دروازے کو دھکیل کر باہر آتے ہی ادینہ نے چیخنے کے انداز میں میسم کو آواز دی اس کے قدم تھم گئے تھے پر وہ مڑا نہیں۔ادینہ پھولتی سانسوں کے ساتھ تیز تیز قدم اٹھاتی اس تک ائی۔اور بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے میسم کو اپنی طرف گھمایا۔

لمحہ تھم گیا تھا۔جولائی کی گرمی اور حبس زدہ رات میں ایسا لگا ہوا کے ساتھ سب تھم گیا ہو۔میسم نے گہری تڑپتی نظر اپنے سامنے کھڑی ادینہ پر ڈالی۔دمکتی رنگت ہوش ربا حسن کچھ بھی تو نہیں بدلہ تھا اس آٹھ نو ماہ کے عرصے میں۔دھڑکن اپنی رفتار بڑھا چکی تھی۔

وہ جو سوچا تھا ملے گا تو تھپڑوں کی برسات کر دے گی اس کی آنکھیں نوچ ڈالے گی اس کا سر پھاڑ دے گی اب جب وہ لمحہ تھا تو دل کیا گھٹنوں کے بل ڈھے جائے اس کے قدموں میں اور پھوٹ پھوٹ کر رو دے اپنی بے بسی پر

تم کیوں کیوں گئے تھے اس دن

گھٹی سی آواز جیسے گلے میں کچھ اٹک رہا ہو۔وہ جو اس کی چہرے پر خوشی کی تلاش میں کوشاں تھا ضبط سے آنسو مسکراہٹ میں چھپائے۔

تم خوش ہو نہ؟

میسم نے پھیکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے گھٹی سی آواز میں پوچھا۔سوال

کچھ تھا تو جواب کچھ ادینہ نے تڑپ کر سامنے کھڑے اس ظالم کی طرف دیکھا جو پھول بننے سے پہلے ہی محبت کی کلی کو ایسے مسل کر گیا تھا کہ اس کلی کی خوشبو اس کی روح سے آج تک نا جا سکی تھی۔

!!!!! خوش ہوں

ادینہ نے حیرت سے آنکھیں سکیڑ کر ماتھے پر شکن ڈالے اس کے عجیب سے جواب کو نا سمجھی میں دہرایا۔ایک دم سے دماغ جیسے تپ گیا۔دل کی دنیا تہس نہس کر کے پوچھتا ہے خوش ہو نہ؟۔

تم نے میرے ساتھ گھر والوں کے ساتھ اتنا بڑا دھوکا کیا اگر یوں جانا تھا تو جب بار بار میں تمہیں کہتی رہی تب کیوں نہیں انکار کیا تم نے؟

غصے میں جیسے پھٹ ہی تو پڑی تھی وہ۔وہ جو غم سے پھٹتے دل کو بمشکل سنبھالے کھڑا تھا اس کے یوں چلانے پر گڑ بڑا سا گیا۔

بولو اتنی تکلیف اتنی ذلت تمہیں شرم بھی نہ ائی ہم میں سے کسی پر ترس بھی نہ آیا

وہ رو رہی تھی آواز پھٹ رہی تھی میسم نے ناسمجھی کے انداز میں ماتھے پر شکن ڈالے اسے کیا ہوا ایسے کیوں ری ایکٹ کر رہی ہے اس کے لیے ہی تو کیا تھا میں نے سب۔وہ الجھ سا گیا۔

کیوں کیوں کیا تم نے ایسا؟

ادینہ نے آگے بڑھ کر اب اس کی پتلی سی ٹی شرٹ نما ہڈی کے گریبان کو دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔ادینہ کے یوں خود پر جھپٹنے پر وہ بمشکل خود کو گرنے سے سنبھال پایا۔وہ بار بار ایک ہی سوال کر کے اس کو جھنجوڑ رہی تھی۔وہ اپنی زندگی کا اتنا اہم لمحہ چھوڑ کر یہ ڈرامہ کیوں کر رہی تھی۔میسم کا دماغ شل ہونے لگا۔ایک دم سے ضبط ختم ہوا

تمھاری خاطر تمھاری خاطر کیا سب پاگل لڑکی

میسم نے اسے کندھوں سے پکڑ کر ایک جھٹکا دیا۔تڑپتا وجود تھم سا گیا ادینہ نے حیرت سے آنکھوں کو سکوڑا۔

میری خاطر

میسم کے گریبان پر گرفت ڈھیلی ہوئی۔افف تو میسم مراد وہ جو میں چار سال تک رٹ لگاتی رہی دل نے دھڑکنا بند کیا۔حیرت سے اپنے سامنے کھڑے میسم کی طرف دیکھا

ہاں تمھاری خاطر کیا سب میں نے

میسم نے مدھم سی آواز میں کہا۔اور وہ اس کی عقل پر ماتم کنعاں تھی۔ایک دم سے ماتھے پر شکن ابھرے

تو میری خاطر تمہیں مجھے نکاح کے روز ہی چھوڑ کر جانا تھا بولو تب جب سب ٹھیک ہونے چلا تب تمہیں یاد آیا اور میرے اقرار کے بعد وہ بھی

ادینہ نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔میسم نے دکھ بھری مسکراہٹ لبوں پر سجائی

کیوں کہ مجھے پہلے معلوم نہیں تھا کہ تم کسی اور سے محبت کرتی ہو

میسم نے گہری سانس لی۔ادینہ کی آنکھیں پھیل گئیں

واٹ !!!!!!

ادینہ کا منہ کھل گیا تھا آنکھوں کو جھپک کر میسم کی کہی ہوئی بات کو پھر سے ذہن میں دہرایا

مجھے لگتا تھا میں تم سے اتنی محبت کرتا ہوں کہ تم سب بھول جاؤ گی

لیکن میں غلط تھا

میسم نے جیبوں میں ہاتھ ڈال کر آسمان کی طرف چہرہ کیا اور آنکھوں سے اُمڈ آنے والے آنسوؤں کو انکھوں کے اندر ہی جزب کیا۔وہ اُسی حالت میں ہونق سی بنی حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھی۔

لیکن تمھارے دل میں تو پہلے سے کوئی بستا تھا

میسم نے گلے میں اٹکے آنسوؤں کے گولے کو ضبط سے نگلا۔

تم کیا کہہ رہے ہو مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا

ادینہ نے اُلجھتے ہوئے آہستہ سی آواز میں سوال کیا۔وہ کیا کہہ رہا تھا کس سے محبت کونسی محبت کس کی بات کر رہا تھا وہ۔

ادینہ کیوں کر رہی ہو یہ سب کیوں کسی اور کو دل میں رکھ کر تم مجھ سے نکاح کرنے چلی تھی مجھے کہتی تو ایک دفعہ اس کا بتاتی تو نہ مجھے بھاگنے کی ضرورت پڑتی اور نہ تمہیں ایسے رو رو کر زبردستی میرا ساتھ قبول کرنے کی

میسم نے ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ دیا اور سامنے کھڑی ادینہ پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔

تم پاگل ہو کیا تمہیں معلوم بھی ہے میں کس سے محبت کرتی ہوں تم سے ڈیمڈ تم سے

مجھے سے؟

میسم نے چونک کر ادینہ کے چہرے کی طرف دیکھا جو آنسوؤں سے تر تھا ذہن ایک دم سے سائیں سائیں کرنے لگا۔کیا تھی اس کے سامنے کھڑی یہ لڑکی اندر بیٹھا وہ شخص جس کی خاطر پہلے یہ مجھ سے انکار کروانے پر بضد تھی اور اب میسم نے حیرت سے ادینہ کی طرف دیکھا۔وہ اب معصومیت سے آنسو بہا رہی تھی۔اور اس کے ذہن میں

ہتھوڑے چل پڑے اس کے اچانک محبت کے اظہار پر اور دماغ تیزی سے دوڑنے لگا۔

تھوڑی دیر پہلے اگر میں یہاں نہ آتا تو یہ اُس کے نام کی انگوٹھی پہن رہی ہوتی اور اب۔۔۔۔۔

تو پہلے بھی تو میں ہی میسم تھا جس سے اسے اتنی نفرت تھی مجھے ایک نظر نہیں دیکھنا چاہتی تھی چار سال تک مجھ سے انکار کرنے کی بھیک مانگتی رہی اور آج کہہ رہی ہے کہ اسے۔۔۔۔

نہیں نہیں اس وقت کے میسم میں اور آج اس کے سامنے کھڑے میسم میں زمین آسمان کا فرق ہے تو کیا اب اسے میری کامیابی سے اوہ خدا۔۔۔

میسم نے غور سے ادینہ کا چہرہ دیکھا کتنا معصوم چہرہ تھا لیکن کتنی خود غرض تھی وہ۔جب میں بیکار تھا تو اسے اس لڑکے کے ساتھ محبت تھی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے رو رہی تھی اور آج اگر میں دسترس میں نہ آتا تو اُس کی ہونے بھی جا رہی تھی اور اب جب میں کامیاب ہو گیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو میسم نے افسوس سے ادینہ کی طرف دیکھا۔میسم مراد یہ ہے وہ لڑکی جس کی خاطر تم نے سب کچھ قربان کر ڈالا۔میسم پر ادینہ کی اپنی طرف سے گھڑی ہوئی حقیقت دوسری دفعہ آشکار ہو رہی تھی۔

اچھا !!!! کب سے ہوئی تمہیں مجھ سے محبت بائی دے وے

میسم نے طنز بھری مسکراہٹ سجا کر سامنے کھڑی معصوم چہرے والی خود غرض حسینہ کو دیکھا جو شاید صرف پیسے سے محبت کرتی تھی۔انسانوں کی ان کے دل کی شاید کوئی وقعت ہی نہیں تھی اس کی نظر میں۔ادینہ نظریں جھکا گئی۔

اُسی رات سے جب تم میرے پاس ائے تھے اور تمھاری آنکھوں میں

ادینہ نے نظریں جھکائے دھیرے سے کہا۔آواز میں تلخی سختی سب پل بھر میں ختم ہوئی۔ہاں آج بتا دوں گی ساری تڑپ اور بتاؤں گی کہ کتنا پیار کرنے لگی ہوں پاگل تمہیں مجھے تو خود خود پر یقین نہیں رہا میں کتنا چاہنے لگی ہوں تمہیں ادینہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ سوچا۔

اچھا تو تب سے تم مجھ سے محبت کرنے لگیں ہاں

میسم نے زور سے قہقہ لگایا قہقہ اتنا زور کا تھا کہ آنکھوں میں تکلیف سے آنسو آ گئے۔دل کو جیسے کوئی روند رہا تھا۔کیا اوقات تیری کچھ بھی نہیں۔کچھ بھی نہیں سب کھیل ہے پیسے کا شہرت کا میسم کی سوچ کے گھوڑے دوڑ رہے تھے۔

ہاں تب سے اور میں نے۔۔

ادینہ نے دونوں ہتھیلوں کو آپس میں ملا یا اور نظریں اوپر اٹھائیں ابھی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ میسم کے چہرے کی سختی اس کے چہرے پر موجود ناگواری حقارت دیکھ کر وہ بات کو ادھورا چھوڑ گئی۔

یہ جان کر بہت خوشی ہوئی مس ادینہ کہ آپکو مجھ سے محبت ہو گئ لیکن پتا ہے کیا؟

میسم نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اور طنزیہ مسکراہٹ لبوں پر سجائی۔

مجھے اب تم سے محبت نہیں رہی

کندھے اچکا کر اپنے اندر ہونے والی تکلیف کو چھپایا۔

وہ جو اندر بیٹھا ہے اب خدارا اسے میری جیسی اذیت سے مت دوچار کرنا جاؤ اور جا کر اس کا پرپوزل ایکسیپٹ کرو

میسم نے دانت پیستے ہوئے حقارت بھری ایک نظر ادینہ پر ڈالی۔وہ حیرت سے گنگ کھڑی تھی۔وہ کیا کہے جا رہا تھا ایسا کیوں کر رہا تھا۔

بائے

میسم نے لب بھینچے جبڑے ایک دوسرے میں ایسے پیوست تھے کہ چہرے پر لائین بن گئی تھی۔ادینہ کو وہیں حیران سا چھوڑ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔وہ جو عجیب کشمکش کا شکار تھی اچانک ہوش میں آ کر میسم کے پیچھے بھاگی۔

میسم میری بات سنو یہ یہ کیا بکواس کر رہے ہو

ادینہ غصے سے چلاتی اس کے پیچھے بھاگی

تم تم کیا کہہ رہے ہو میری بات سنو پلیز

وہ اتنا اونچا چیخ رہی تھی ارد گرد سے گزرتے لوگ گردنیں گھما گھما کر اسے دیکھ رہے تھے

میسم رکو میری بات میسم۔م۔م۔م۔م۔

پر وہ تو جیسے کچھ بھی سننے کے موڈ میں ہی نہیں تھا۔

کان کو موبائل لگائے ہوٹل کے گیٹ سے باہر نکل گیا۔ادینہ روہانسی سی ہو کر دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر رکی جو وہ بولنے کی قوت لگانے کے لیے بند کیے ہوئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر تیز تیز قدم اٹھاتی واپس ہوٹل کے ھال میں ائی جہاں ماہ رخ اور روشان پریشان سے میز پر بیٹھے تھے کھانا لگ چکا تھا جو جوں کا توں ان کے آگے دھرا تھا ادینہ پسینے میں بھیگی ہوئی تھی اور چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ماہ رخ اور روشان اسے اسطرح کی حالت میں دیکھ کر پریشان سے ہو گئے۔

ماہ رخ مجھے گھر جانا ہے

ادینہ نے ہاتھ کی پشت سے آنسو گال پر سے رگڑ ڈالے اور چور سی بے زار نظر روشان پر ڈالی۔

کیا ہوا ادینہ؟

ماہ رخ بوکھلا ہٹ کا شکار ہوئی ابھی تک تو وہ یہی سوچ رہی تھی کہ ادینہ باہر صرف کچھ دیر روشان کے پرپوزل کو سوچنے گئی ہے اور کچھ دیر میں فیصلے کے ساتھ واپس ائے گی پر اس کی حالت تو اسے پریشان کر گئی تھی۔

ماہ رخ پلیز مجھے ہاسٹل جانا ہے اسی وقت

میسم پر چیخنے کی وجہ سے گلا پھٹ سا گیا تھا اور آنسو سے تر آواز بھاری ہو رہی تھی۔

چلیں چلتے ہیں ائی گیس ادینہ ناٹ فیلنگ ویل

روشان جلدی سے گاڑی کی چابی اٹھاتا کرسی سے اٹھا۔

نہیں روشان پلیز بہت شکریہ آپکا ماہ رخ ٹیکسی سے جانا ہے مجھے

ادینہ نے ہاتھ کے اشارے سے نظریں چراتے ہوئے روشان کو روکا اور پھر ماہ رخ کی طرف رخ کیے سخت لہجہ اپنایا ماہ رخ سٹپٹا کر اٹھی ایک شرمندہ سی نظر روشان پر ڈالی جس نے آج کے دن کے لیے اتنا اہتمام کیا تھا حتی کہ جو فراک ادینہ پہنے ہوئے تھی وہ بھی حقیقت میں روشان کی طرف سے ہی دیا گیا گفٹ تھا

ماہ رخ نے جلدی سے بیگ کو اٹھا کر ادینہ کے پیچھے قدم بڑھا دیے جبکہ روشان ہارے ہوئے کھلاڑی کی طرح سرخ ڈبیا پر نظریں جمائے کھڑا تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

کیا مطلب اس کا کہ وہ کہہ رہا تمھاری وجہ سے تمہیں چھوڑ کر گیا

ماہ رخ نے الجھ کر ادینہ کے روتے چہرے پر نظر ڈالی وہ جب سے ائی تھی تب سے روئے چلی جا رہی تھی۔

ہاں اور یہ کہ میں کسی اور سے محبت کرتی تھی اس لیے مجھے چھوڑ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گیا

ادینہ نے سرخ چہرے کے ساتھ روتے ہوئے میسم کی عجیب و غریب باتیں بتائیں۔جس پر ماہ رخ کا رد عمل بھی بلکل وہی تھا جو کچھ دیر پہلے میسم کے سامنے اس کی باتیں سن کر ادینہ کا تھا۔

بکواس کر رہا سب

ماہ رخ حیران سی ہو کر پلنگ پر اس کے پاس بیٹھی۔وہ سرخ فراک میں اب سرخ چہرہ لیے بیٹھی تھی۔

تم نے بتایا نہیں اسے کہ تم اس سے

ماہ رخ نے ماتھے پر بل ڈال کر پوچھا۔

بتایا ہے

ماہ رخ نے تڑپ کر بازو گود میں رکھے۔

کیا کہتا پھر

ماہ رخ نے تجسس بھرے انداز میں اگلا سوال داغا۔

کہتا بہت خوشی ہوئی یہ جان کر پر میں تم سے اب محبت نہیں کرتا

ادینہ نے آنسوؤں کو پیتے ہوئے میسم کے الفاظ دھرائے۔ماہ رخ نے

حیرت اور افسوس سے منہ پر ہاتھ رکھا۔

مطلب وہ پہلے بھی نہیں کرتا تھا وہ کبھی نہیں کرتا تھا تو پھر مجھے کیوں

ہو گئی اتنی محبت اس سے

ادینہ نے گھٹنوں کو سمیٹ کر سر اس پر رکھ دیا۔کچھ بھی سمجھ میں نہیں

آ رہا تھا۔

اس کا کوئی پتہ کوئی نمبر لیا

ماہ رخ نے فوراً ذہن میں آنے پر اس سے پوچھا۔ادینہ نے روہانسی

صورت بنائے سر نفی میں ہلا دیا۔اور پھر سر گھٹنوں میں دے دیا۔ماہ رخ

نے دکھ سے اس کی طرف دیکھا کتنی مشکل سے سنبھلی تھی وہ اور آج

کے دن ہی میسم کو ٹپکنا تھا خود غرض ذلیل کہیں کا ماہ رخ نے دانت

پیس کر سوچا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر ادینہ کی طرف دیکھا جو مسلسل روئے جا رہی تھی۔

ادینہ کیوں ایسے بے غرض انسان کے لیے روئے چلی جا رہی ہو

ماہ رخ نے اسے بازو سے پکڑ کر ہلایا اور نرم سے لہجے میں کہا۔پر اس پر کوئی اثر نہیں تھا۔

اور وہ جو تم سے اتنی محبت کرتا ہے اتنی چاہت سے تمہیں پرپوز کرنے جا رہا تھا

ماہ رخ کا دھیان اچانک روشان کی طرف گیا تو ڈپٹنے کے سے انداز میں کہا۔ادینہ نے جھٹکے سے سر اوپر اٹھایا۔

پلیز ماہ رخ میں نے کبھی نہیں سوچا اس کے بارے میں

روہانسی صورت بنائے بے زاری سے کہا۔

تو سوچ لو نہ گھر بات کرو

ماہ رخ نے پھر سے بازو پر دباؤ ڈالا ادینہ نے نخوت سے اس کے ہاتھ کو جھٹکا۔

پلیز ماہ رخ

غصے سے بھری نظر ماہ رخ پر ڈالتی وہ اب اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھ گئی تھی۔

یہ بہت ہی خوبصورت دو کمروں کا اپارئمنٹ تھا جس کے ایک طرف خوبصورت اوپن کچن اور لاونج تھا۔دائیں طرف کے کمرے میں لگے بیڈ پر میسم کان سے فون لگائے چت لیٹا تھا۔یہ اپارئمنٹ وہ پچھلے دو ہفتوں سے طلحہ کے ساتھ شئیر کر رہا تھا۔

تم گھر اؤ تو سہی ایک دفعہ میں ساتھ ہوں تمھارے

جواد احمد نے پھر سے التجائی انداز میں کہا۔میسم نے آنکھیں بند کیں اور پلکوں کو انگلی کی پوروں سے مسلا۔سر میں شدید درد تھا اور بھوک سے برا حال ادینہ کی وجہ سے وہ اتنی بھوک کے باوجود کھانا چھوڑ آیا تھا

جواد احمد نے زبردستی فہد سے میسم کا نمبر نکلوا لیا تھا۔اور اب وہ تین دن سے تقریباً روز ہی فون کر کے میسم کو گھر آ کر معافی مانگنے کی

ترغیب دے رہے تھے۔

کیسے سامنا کروں گا سب کا چاچو

میسم نے شرمندہ سی آواز میں وہی فقرہ دہرایا جو وہ اتنے دن سے کہہ کر جان چھڑا رہا تھا۔جن حالات میں جیسے وہ سب کا دل دکھا کر آیا تھا اب ہمت کہاں سے لائے ان ٹوٹے دلوں کو جوڑنے کی۔

جس ہمت سے بھاگ گئے تھے سب چھوڑ کر اس ہمت سے

جواد نے سخت لہجے میں ڈپٹا۔میسم نے آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹایا اور آنکھیں کھولیں لمبی پلکوں کی جھالر اٹھی تھی گہری آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔دماغ کی نسیں ابھی تک ابھری ہوئی تھیں ادینہ کا روتا چہرہ بار بار نظروں کے سامنے آ رہا تھا۔دل مچل رہا تھا اور دماغ اسے پکڑ پکڑ کر واپس تھپک رہا تھا۔

چاچو بابا اور دادا ابو پھر سے مجھے کرکٹ چھوڑنے کا کہیں گے اور آپ جانتے ہیں میں یہ نہیں کر سکوں گا

میسم تھکی سی آواز میں دل کے ڈر کو زبان پر لے آیا کہ وہ کیوں نہیں آنا چاہتا گھر۔بچپن سے ہی گھر میں کرکٹ کے نام سے بھی نفرت کی جاتی تھی اس کی وجہ جواد احمد ہی تھے جنھوں نے کرکٹ کی وجہ سے ڈاکٹری پاس نہیں کی تھی۔

کیا پتا وہ ایسا نہ کریں دیکھو تو ایک دفعہ آ کر ادینہ سے شادی تمھاری نہیں ہو گی یہ میری گارنٹی ہے

جواد نے نرم سے لہجے میں سمجھایا ادینہ کے نام پر دل پر ضرب لگی۔کاش کاش میں اس لڑکی کی حقیقت پہلے جان جاتا تو کبھی یہ۔۔۔۔۔

پر تب میں کیا گھر سے بھاگتا؟ خود سے ہی سوال کر ڈالا ذہن کتنی ہی ڈوریوں کو الجھائے ہوئے تھا جن کا سرا کھو گیا تھا۔

جو ہونا تھا وہ ہوا کیا تم نے غلط پر شکر ہے اللہ کا کہ اس کا نتیجہ خدا نے اچھا نکالا

وہ ہم تن گوش چت لیٹا چھت کو گھور رہا تھا اور جواد احمد کی باتیں سن

رہا تھا۔گھر والے اسے بھی شدت سے یاد آتے تھے۔دل ان سے ملنے کے لیے ہمک رہا تھا پر ایک ڈر کہ ان کو پا کر پھر سے کرکٹ کو چھوڑنا پڑے گا۔اور اس نام پر آ کر جو اس نے اتنی تیزی سے کمایا تھا اب واپسی مشکل تھی بہت مشکل۔

چاچو یہ نتیجہ آپکو ہی اچھا لگتا ہے بس

مایوس سی آواز میں کہا۔اور جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا

دادا ابو اور بابا

گہری سانس لی اور بات ادھوری چھوڑ دی۔سارا مسئلہ تو ان کا تھا ادینہ سے شادی تو اب کسی صورت نہیں ہو سکتی تھی اور نہ وہ کرنا چاہتا تھا۔

میں تمھارے ساتھ ہوں تم بس آ جاؤ

جواد احمد نے پھر سے اپنے ساتھ ہونے کا حوصلہ دیا۔میسم نے گہری سانس لی لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ ابھری دل جانے کی ہمت باندھنے لگا۔

میں چھوڑ دیتا ہوں

فہد نے قریب آ کر مہدب انداز میں کہا۔اریبہ نے چونک کر گردن موڑی تو فہد سن گلاسز لگائے لبوں پر مخصوص محبت بھری مسکراہٹ سجائے پاس کھڑا تھا۔دل عجیب ہی طرز سے دھڑکا وہ گھبرا گئی

اریبہ کا آٹو یونیورسٹی کے گیٹ کے آگے کھڑا تھا جسے آٹو والا بار بار چلانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔پر وہ تھوڑی سی آواز نکال کر بند ہو رہا تھا۔

اریبہ ہاتھ میں پکڑی فائل سے بار بار خود کو ہوا دے رہی تھی جب یونیورسٹی سے نکلتی کار میں سے فہد کی نظر اس پر پڑی۔

آپ غلط سمجھ رہے ہیں جو بھی سمجھ رہے ہیں

اریبہ نے مصنوعی مسکراہٹ سجا کر طنز بھرا لہجہ اپنایا۔جس پر فہد نے ناسمجھی میں بھنویں اچکائیں۔

مطلب؟ میں سمجھا نہیں میں کیا غلط سمجھ رہا ہوں؟

فہد نے گردن کو تھوڑا سا خم دیتے ہوئے ذہن پر زور دینے کے سے انداز کو اپنایا۔

آپ سمجھ رہے ہیں کہ آپ نے اس دن میری اور میری دوست کی مدد کی تو میں آج آپ کی گاڑی میں بیٹھنے کے لیے تیار ہو جاؤں گی

اریبہ نے ناک چڑھا کر مطلب سمجھایا جس پر وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔اس کی مسکراہٹ بھی اس کے چہرے کی طرح معصومیت لیے ہوئے تھی۔

نہیں تو بلکل نہیں اتنی گرمی ہے دیکھیں اور آٹو خراب ہے میں نے بھی تو وہیں جانا ہے آ جائیں

فہد نے گاڑی کی طرف اشارہ کیا۔اریبہ نے دل کو قابو میں کیا اور گھور کر دیکھا

یہ آٹو خراب ہوا ہے سارے شہر کے تو نہیں

دانت پیس کر کہا اور سڑک پر آتے آٹو کو ہاتھ کے اشارے سے روکا۔

شکریہ آپکی آفر کا

طنز بھرے انداز میں کہہ کر وہ آٹو میں بیٹھ گئی جبکہ وہ کمر پر ہاتھ دھرے اب ہونق سا کھڑا تھا۔

✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾

بہت تھکی ہوئی ہوں چائے ہی بنا دو ایک کپ اتنا لمبا سفر تھا

ادینہ نے ٹاول سے منہ صاف کیا اور اُسے ایک طرف رکھا۔وہ آدھا گھنٹہ پہلے ہی گھر پہنچی تھی عید کی وجہ سے ہاسپٹل سے دو ہفتے کی چھٹی تھی۔اریبہ جو ٹی وی دیکھنے میں مگن تھی اس کی چائے کی فرمائیش پر ٹی وی کا ریموٹ ایک طرف رکھتے ہوئے اٹھی۔

اور یہ امی کیوں نہیں آ رہی آج نیچے سے

ادینہ نے دونوں ہاتھوں سے بالوں کو سمیٹ کر جوڑے کی شکل دیتے ہوئے پوچھا۔اریبہ جو تقریباً کچن کے دروازے تک پہنچ چکی تھی فوراً

پلٹی۔کمر پر ہاتھ رکھا

آیا ہوا ہے نہ ان کا شہزادہ کل سے

معنی خیز انداز میں آنکھیں گھما کر کہا۔ادینہ کے بالوں کا جوڑا بناتے ہاتھ ایک دم سے رکے اور بال آبشار کی طرح کمر پر بکھر گئے۔آنکھیں حیرت سے کُھلیں۔

کیا میسم نیچے ہے؟

ادینہ بجلی کی سی تیزی سے صوفے پر سے اٹھی اور پاؤں میں چپل اڑائی انداز عجلت اور بوکھلاہٹ لیے ہوئے تھا۔اس دن سے چین کہاں تھا سوچ سوچ کر دماغ نے کام کرنا چھوڑا رکھا تھا آخر کو میسم کے دل اور ذہن میں کیا چل رہا ہے وہ کیوں ایسے کر رہا ہے۔

نہیں جی نیچے تو پھٹکنے نہیں دیا ابھی تک ماموں مراد نے سامنے ہے اپنے چہیتے فہد کے گھر

اریبہ نے پھر سے معنی خیز جملہ ادا کرتے ہوئے گردن دائیں بائیں

گھمائی ہوئے۔جواد احمد نے اسے سیدھا گھر آنے سے منع کر دیا تھا۔وہ کل دوپہر سے فہد کے گھر میں تھا اور گھر میں اس کو لے کر ایک سرد جنگ چل رہی تھی جس میں احمد میاں اور مراد احمد کی مخالف ٹیم میں رابعہ ، جواد، اور عزرا شامل تھے۔جو مراد اور احمد میاں سے میسم کو معاف کرنے کا کہہ رہے تھے۔

ادینہ نے استری کے میز پر پڑے دوپٹے کو ایک ہاتھ سے کھینچ کر اوڑھا اور تیزی سے نچلے زینے کی طرف بڑھی۔

تم کہاں چل دی

اریبہ نے حیران ہو کر ہاتھ کے اشارے سے روکنے کی کوشش کی۔

آتی ہوں تیزی سے کہتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر تھپ تھپ زینے اترنے کی آواز اریبہ کے کانوں میں پڑی اس نے افسوس سے گردن ہلائی اور پھر سے آ کر ٹی وی کے سامنے لگے صوفے پر براجمان ہوئی۔

اس کو کیا ہوا باولی ہو گئی ہے کیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عزرا کی عقب سی آتی آواز پر اریبہ نے گردن موڑی ان کے انداز سے واضح تھا کہ سیڑھیوں میں ان کی ملاقات ادینہ سے ہوئی ہے۔

امی غالب نے تو اسے عشق کا نام دیا ہے

اریبہ نے ریموٹ پکڑے ہاتھ کو دائیں بائیں گھماتے ہوئے ٹھنڈی سانس لی۔عزرا نے ذہن پر زور ڈالا

کیا مطلب

عزرا پھولی سانسوں کو بحال کرتی اریبہ کے ساتھ ہی صوفے پر براجمان ہوئیں۔اریبہ نے ہاتھ سے فہد کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔عزرا ایک دم سے ماتھے پر بل ڈال کر سیدھی ہوئیں

بلوا اُسے کوئی ضرورت نہیں فہد کے گھر جانے کی

عزرا بیگم نے تنک کر کہا۔اریبہ نے بےزار سی شکل عزرا پر ڈالی جہاں فہد کا نام سنتے ہی ازلی نفرت اُمڈ ائی تھی۔پتا نہیں اب اسے عزرا کے منہ سے فہد کے لیے نکلتے تعریفی کلمات اچھے نہیں لگتے تھے۔

رہنے دیں کچھ نہیں ہوتا اور خیر بخش دیں اب جان اس فہد کی بھی آ گیا ہے آپکا راج دلارا کل تک گھر بھی آ جائے گا

اریبہ نے عزرا کے غصے کو کم کرنے کے انداز میں کہا۔اور بات کا رخ بدلہ۔

ممانی کی طبیعت کیسی ہے اب؟

ٹی وی کو بند کر کے پوری طرح اب وہ عزرا کی طرف متوجہ تھی۔کیونکہ کل جب سے رابعہ نے میسم کے آنے کی خبر سنی تھی تب سے ہی ان کا رو رو کر برا حال تھا اور آج صبح سے تو بستر سے جا لگی تھیں۔

کہاں ٹھیک ہے مراد جانے بھی نہیں دے رہا اسے سامنے والوں کے گھر میسم سے ملنے

عزرا نے دکھ سے آہ بھری۔بیٹا آٹھ ماہ بعد گھر ائے اور ماں اس سے مل نہ سکے اس سے بڑھ کر کیا تکلیف ہو سکتی تھی۔

اچھا پریشان نہ ہوں سب ہو جائے گا ٹھیک

اریبہ نے عزرا کے پریشان چہرے کو دیکھ کر تسلی دی۔وہ بھی پر سوچ سے انداز میں سر ہلا گئیں۔

اے سی میں رہنے کی اتنی عادت ہو چکی تھی کہ اب فہد کی بیٹھک میں گرمی لگ رہی تھی وہ ٹی شرٹ کو اتارے پنکھے کے بلکل نیچے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے لیٹا تھا۔جب دروازہ دھماکے سے کھلنے کی آواز پر گردن گھمائی اور سامنے کھڑی ادینہ کو دیکھ کر اچھل کر سیدھا ہوا۔وہ ناک پھلائے اندر داخل ہو رہی تھی۔

اوو۔۔آرام سے ناک تو کرتی پہلے

میسم نے عجلت کے انداز میں پاس پڑی ٹی شرٹ کو پہننا شروع کیا۔جبکہ وہ تو کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی حالت میں نہیں تھی۔

کیوں کرتی

جب تک اس نے شرٹ کے گلے میں سے سر باہر نکالا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی اس کے سر پر کھڑی تھی۔شاید بہت تیز تیز چل کر ائی تھی سانس چڑھا تھا اور گال سرخ ہو رہے تھے آنکھیں تھکان سے بوجھل سی تھیں۔جن پر پلکوں کی جھالر گری ہوئی تھی بمشکل آدھ کھلی سی۔

کیوں کرتی!!!کیا مطلب منیرز ہیں یہ

میسم نے شرٹ کو کھینچ کر پیٹ ڈھکا اور دل کو قابو میں لا کر خفگی سے ادینہ کی طرف دیکھا جو کسی ٹرانس جیسی حالت میں کھڑی تھی۔

مجھے مت سکھاؤ مینرز تم سے زیادہ آتے ہیں

ادینہ نے سپاٹ لہجے میں کہا جس پر میسم کے لبوں پر طنز بھری مسکراہٹ ابھری۔

کیا ہوا ایسے کیوں ائی ہو یہاں

آبرو چڑھا کر پوچھا اور وہ تو جیسے انتظار میں تھی فوراً تڑپ کر آگے ہوئی۔

اپنی اس دن والی بات کلئیر کرنے ائی ہوں

ادینہ نے سینے پر بازو باندھے اور سپاٹ لہجے میں ناک پھلایا۔پاس پڑے گلدان پر ایک نظر ڈالی جسے وہ تخیل میں اٹھا کر میسم کے سر پر مار چکی تھی۔

کونسی مجھ سے محبت والی

میسم نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے آنکھوں کو سکوڑا۔ادینہ نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا۔شیو بڑھی ہوئی تھی مخصوص انداز میں۔ پیلے اور سفید رنگ کی دھاریوں والی ٹی شرٹ کے آدھے بازوؤں میں سے اس کے کسرتی بازو اس کی ان ماہ میں کی گئی محنت کا واضح ثبوت تھے۔

تم کس سے محبت کی بات کررہے تھے میں کس سے کرتی ہوں محبت

ہاں

ادینہ نے ماتھے پر شکن ڈال کر دانت پیستے ہوئے پوچھا۔انداز ایسا تھا جیسے

اس کے بال نوچ ڈالے گی۔

اُسی لڑکے سے جو سامنے بیٹھا تھا تمھارے اب تک تو ڈاکٹر بھی بن گیا ہو گا ہے نہ

میسم نے ضبط سے جبڑے پیوست کیے۔اور مصنوعی جوش بھرے انداز میں کہا۔ادینہ کا سر گھوم گیا اس کی بات پر۔

شٹ یور ڈرٹی ماؤتھ جاہل کے جاہل ہو اب تک

ادینہ کی نسیں پھول گئی تھیں انگشت انگلی میسم کے سامنے اکڑا کر کہا۔

اب وہ اس کی انگلی کو دیکھ کر ڈرنے جیسے انداز میں پیچھے ہوا۔

میں اس سے محبت نہیں کرتی میں تم سے کرتی ہوں۔۔۔

ادینہ نے بے بس ہو کر ہاتھ ہوا میں اچھالتے ہوئے نیچے کیے چہرے پر بھی بچارگی تھی لیکن وہ تو اب سر جھکائے طنز بھری ہنسی ہنسنے میں مصروف تھا۔پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اپنے ننگے پاؤں دیکھ رہا تھا۔پھر مسکراہٹ دبا کر سر اوپر اٹھایا۔

اچھا تو اس دن وہ رومانوی ماحول اور تمھاری تیاری کیا سیریل چل رہا تھا وہاں کوئی مجھے پاگل مت بناؤ

طنز بھرا کڑوا لہجہ اپنایا چہرے پر جلن بدگمانی نفرت حقارت کے آثار واضح تھے۔دل جو ادینہ کو سامنے دیکھ کر بار بار ہمک رہا تھا اسے کتنے ہی گھونسے وہ جڑ چکا تھا۔

ضرورت نہیں آل ریڈی ہو تم پاگل جو تم نے دیکھا ویسا کچھ بھی نہیں تھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ نے دانت پیستے ہوئے کہا اور پھر روہانسی صورت بنا کر میسم کو دیکھا۔پر وہ اب چھت پر چلتے پنکھے کو دیکھ رہا تھا۔اسی پنکھے میں دے دوں تمھارا سر ادینہ نے دانت پیستے ہوئے سوچا۔ادینہ کی خاموشی کو محسوس کر کے سر نیچے کیا۔

اوہ!!!تو آپ سمجھا دیں مجھے میڈیم کیسا تھا پھر؟

میسم نے ہاتھ سینے پر باندھ کر انداز ایسا بنایا جیسے پوری طرح متوجہ ہو

اس کی طرف۔ادینہ نے پیشانی کے شکن کم کیے۔

وہ مجھے کر رہا تھا پرپوز پر۔۔۔

ادینہ نے ہاتھوں کو ہوا میں اٹھا کر الجھے سے انداز میں اپنی صفائی میں کہنا شروع کیا۔میسم نے لبوں پر ایسے انگلی رکھی جیسے اس کا مزاق اڑا رہا ہو اور اس کی بات کو درمیان سے ہی کاٹتے ہوئے بول پڑا۔

پر پھر اُدھر میں آ گیا یہی نہ

لبوں پر انگلی رکھے طنز کرنے جیسے انداز میں آنکھیں جھپکائیں۔ادینہ نے بے بسی سے نظر اس پر ڈالی۔لب ایک دم خاموش ہوئے تھے۔کیسے یقین دلاؤں تمہیں دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا۔

تو یہ ہی تو میں کہہ رہا ہوں

میسم نے مزاق اڑانے جیسے انداز میں طنز کیا۔اور پھر سے نظریں چرائیں

میسم مجھے نہیں پتا تھا وہ مجھے پسند کرتا ہے

ادینہ کی آواز ضبط سے کانپ گئی۔آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھیں۔میسم

کے چہرے پر سے سختی فوراً غائب ہوئی۔ان آنکھوں میں آنسو کہاں دیکھ سکتا تھا چاہے وہ جھوٹے ہوں۔جلدی سے مچلتے دل پر قابو پایا۔

آہاں تو اب کیا کہنا چاہتی ہو

پرسکون لہجہ اپنایا اور معنی خیز انداز میں سوال پوچھا۔کیونکہ لگ رہا تھا اب اگر ایک بھی سخت لفظ منہ سے نکلا تو وہ زارو قطار رو دے گی۔

یہ کہ۔۔۔

ادینہ نے آنسوؤں کے اٹکے گولے کو نیچے کیا پر الفاظ سمجھ نہیں ائے کیا کہے الجھ کر بچارگی سے میسم کی طرف دیکھا۔آنکھوں میں بے پناہ محبت لیے۔تم بھی پڑھ لو نہ میری آنکھیں جیسے میں نے اس رات پڑھ لی تھیں تمھاری آنکھیں۔دل نے بے اختیار خواہش کی۔جلدی سے خود کو سنبھالا

تم پلیز سب ٹھیک کرو معافی مانگو سب سے

ادینہ نے التجائی انداز میں میسم کی طرف دیکھا۔جو اب قدرے پر سکون

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔

وہی تو کرنے آیا ہوں

میسم نے گہری سانس لی۔ادینہ کا چہرہ ایک دم سے کھل گیا۔

سچ

ادینہ کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری۔سامنے کھڑا شخص آج دنیا کا حسین ترین مرد لگ رہا تھا۔اس کے دل کا حکمراں۔اس کی روح میں بسنے والا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں دعا کرو سب ٹھیک ہو جائے دادا ابو معاف کر دیں

میسم نے کمر پر ہاتھ دھر کر نارمل سے انداز میں کہا ادینہ نے مسکراتے ہوئے سکھ کا سانس لیا۔

ہاں کردیں گے سب ٹھیک ہو جائے گا میں میں بھی بات کرتی ہوں

وہ چہکنے جیسے انداز میں گویا ہوئی۔شکر ہے میسم کا شک دور ہوا دل کی تکلیف کم ہوئی۔

میسم

دروازے پر ہاتھ رکھے فہد نے میسم کو مخاطب کیا تو دونوں نے ایک ساتھ رخ فہد کی طرف موڑا

ہمم۔۔۔میسم نے سوالیہ انداز میں فہد کی طرف دیکھا جو حیرت سے ادینہ کو یہاں دیکھ رہا تھا۔

بلا رہے جواد چاچو باہر پیشی ہے تمھاری گھر میں

فہد نے ادینہ کو دیکھتے ہوئے پر سوچ لہجے میں آہستہ سے کہا۔اور اندر آ گیا۔میسم نے ماتھے پر انگلی رکھ ادینہ کو آنکھ کے اشارے سے جانے کے لیے کہا۔وہ ایک دم سے شرمندہ سی ہوئی۔

اوہ پھر میں بھی چلتی ہوں گھر

ادینہ تیزی سے پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھی۔فہد حیران سا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

یہ کیا کہہ رہی تھی یہاں؟

فہد نے حیرت میں کھوئے سے انداز سے پوچھا اور الجھ کر میسم کی طرف

دیکھا۔جو اب صوفے کے نیچے سے اپنی چپل نکالنے میں مصروف تھا۔

میڈیم کو مجھ سے پیار ہو گیا ہے

سر جھکائے ہاتھ بڑھا کر چپل باہر نکالی اور پیروں میں پہنتے ہوئے اچٹتی سی نظر سر پر کھڑے فہد پر ڈالی جس کی باچھیں کھل گئی تھیں۔

کیا سچ

پرجوش انداز میں خوش ہوتے ہوئے میسم کی طرف دیکھا جس کے لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ در ائی۔

زیادہ خوش مت ہو مجھ سے نہیں ہوا مشہور کرکٹر میسم مراد سے ہوا ہے

فہد کے گال پر ہلکی سی چپت لگاتا وہ داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔اور وہ گال پر ہاتھ پھیرتا ہوا اس کی بات کو دہرا کر سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

جیسے ہی گھر کے گیٹ سے اندر داخل ہوا تو رابعہ نے تڑپ کر اسے سینے سے لگایا اور رونا شروع کردیا۔میسم نے بانہوں کا گھیرا اور تنگ کیا۔کتنا سکون ملا تھا۔ماں کی خوشبو اور لمس دنیا کی نایاب ترین نعمت ہے۔ایسا سکون کبھی کہیں نہیں مل سکا تھا جتنا ماں کی آغوش میں ملا تھا راحت سے آنکھیں بند کیے کتنے ہی لمحے وہ رابعہ کے گلے لگا رہا۔پھر عزرا اور حزیفہ سے بغل گیر ہوا۔

جواد نے اندر کی طرف اشارہ کیا تو سر جھکائے احمد میاں کے کمرے میں آیا جہاں مراد احمد پہلے سے موجود تھے۔مراد احمد نے خفگی سے چہرہ پھیرا جواد نے اسے احمد میاں کے پلنگ کے سامنے پڑی نشست پر بیٹھنے کے اشارہ کیا۔وہ سر جھکائے اب کٹہرے میں کھڑے مجرم کی طرح کرسی پر بیٹھا تھا۔احمد میاں کچھ دیر تو اسے یونہی گھورتے رہے پھر گلا صاف کیا۔

تو ٹھیک ہے مت چھوڑے کرکٹ

احمد میاں نے کانپتی سی آواز میں کہا اور سامنے کرسی پر بیٹھے میسم کی

طرف ناراضگی سے دیکھا۔میسم نے سر اٹھایا ان کی نظروں کی خفگی دیکھ کر پھر سے سر جھکایا۔سب خاموش تھے۔

نکاح کرے ادینہ سے

احمد میاں کی نقاہت بھری آواز نے کمرے کے سکوت کو توڑا۔سب لوگوں کی نظر اب میسم پر ٹکی تھی جو ہنوز سر جھکائے بیٹھا تھا۔کچھ دیر بعد میسم نے سر اوپر اٹھایا۔

دادا جی

لب بھینچ کر التجائی نظر ان پر ڈالی اس کی نظروں میں صاف انکار تھا۔

احمد میاں نے غصے سے دیکھا۔سب لوگ ساکن تھے۔

کیا دادا جی دادا جی اپنا سب چاہتے ہو سب ٹھیک ہو ہم بھی گلے لگا لیں اور خود اپنی بھی من مانیاں کرتے پھرو

احمد میاں کا سانس پھولنے لگا رابعہ نے روہانسی صورت بنائے دوپٹہ منہ پر رکھا۔

ادینہ سے نکاح کر لو کرکٹ چھوڑنے کا نہیں کہیں گے

مراد احمد نے سخت لہجے میں کہہ کر چہرہ خفگی سے دوسری طرف موڑا۔

اس سارے میں عرصے میں وہ پہلی دفعہ بولے تھے۔نہیں تو تب سے وہ میسم پر ایک نظر بھی نہیں ڈال رہے تھے۔

دادا ابو آپ سوچیں تو ایک دفعہ وہ ڈاکٹر ہے میں کرکٹر کیا جوڑ ہے ہمارا

میسم نے نرم سے لہجے میں قائل کرنے کے لیے دلیل دی۔احمد میاں نے پھر سے گھور کر دیکھا۔

کیوں اس سے کیا ہوتا ہے بھئی یہ کیا بے تکی بات کر رہے ہو

احمد میاں نے کانپتا ہوا ہاتھ ہوا میں اس کی طرف اٹھایا اور غصے سے کہا۔میسم نے بے چارگی سے سب پر ایک نظر ڈالی۔پر سب باری باری نظر چرا گئے۔

دادا ابو میری طرف سے تو نہیں لیکن ادینہ کے ساتھ زیادتی ہے یہ

اس کی شادی کسی ڈاکٹر سے ہی ہونی چاہیے

میسم نے اپنی طرف سے دوبارہ ایک مضبوط دلیل پیش کی۔وقت مشکلیں اور بھانت بھانت کے لوگوں سے ملاپ اسے بہت کچھ سیکھا گیا تھا۔آج وہ بلکل جھجک نہیں رہا تھا بات کرتے ہوئے۔

تم اپنا دماغ زیادہ مت چلاؤ میری بچی ہر اس حال میں خوش رہے گی جس میں ہم اسے رکھیں گے

احمد میاں نے طنز بھرے لہجے میں کہا۔میسم نے گہری سانس لی

نہیں مجھے منظور نہیں یہ

دو ٹوک نہ ڈر انداز میں کہا۔وہ ڈرپوک سا میسم تو کہیں پیچھے چھوڑ آیا تھا۔

ہاں البتہ آپکو پھپھو کی کسی بیٹی سے کرنا ہی ہے رشتہ تو پھر میرا اریبہ سے کردیں ادینہ ہی کیوں

بھنویں اوپر چڑھا کر اس نے ایسے کندھے اچکائے جیسے کوئی عام سی بات

کی ہو۔سب کی طرف نظر دوڑائی تو سب کے منہ حیرت سے کھلے تھے کوئی بھی کچھ بھی نہیں کہہ پایا تھا۔

سوچ لیں آپ لوگ ادینہ سے ہر گز نہیں کرنی مجھے شادی

لب بھینچے اور ٹانگوں پر ہاتھ دھر کر وہ دھیرے سے اٹھا اور کمرے سے باہر نکلا ٹھٹکا اور رکا ادینہ ہونق چہرہ لیے دیوار کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔

♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆

اتنے دن بعد اپنے کمرے میں آیا تھا ہر چیز کو ہاتھ پھیر پھیر کر دیکھ رہا تھا۔کمرہ صاف ستھرا تھا ہر چیز ترتیب سے تھی۔لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔

دروازہ ٹھاہ سے بجا میسم چونک کر پلٹا۔وہ سرخ آنکھیں لیے بے حال سی کھڑی تھی۔بال بکھرے ہوئے ہونٹ سوجے سے ناک سرخ۔

میسم یہ سب کیوں کر رہے ہو میرے ساتھ

آنسوؤں میں بھیگی آواز میں کہتی آگے بڑھی میسم کا دل کسی نے مٹھی

میں جکڑا۔ تخیل میں بھاگ کر ادینہ کو بانہوں میں بھینچ ڈالا جلدی سے تخیل کے دلدل سے خود کو باہر نکالا دل کو سرزنش کیا اور دماغ کو حاضر کیا۔

کیا سب؟

سخت لہجے میں کہا اور رخ پھیرا۔وہ اب باقاعدہ رو پڑی تھی شاید میسم نے نظریں چرائیں تھی بس اس سسکی دل پر ہتھوڑے چلا رہی تھی۔پر دماغ حکومت کی کرسی پر براجمان تھا۔

یہ سب جو کہہ کر آئے ہو سب کے سامنے

بچوں کی طرح لب باہر کو نکالے بھاری سی آواز میں کہتی وہ آگے ہوئی کیا کر رہی تھی کیوں کر رہی تھی کچھ خبر نہیں تھی بس تھا تو سامنے کھڑا شخص تھا ہر جگہ۔

کیوں تم ہی تو چاہتی تھی میں انکار کردوں تم سے رشتے سے تو کردیا

میسم اتنے ہی قدم پیچھے ہوا اور بازو کو لمبا کرتے ہوئے نظریں چرا کر

کہا۔ادینہ نے تڑپ کر آنکھیں زور سے بند کیں۔کیسے پلٹ کے لے آؤں وہ سب لمحے کاش کاش خدا نے اگر دلوں کو ملانے کا معملا رکھا ہی ہے تو دنوں دلوں میں محبت ڈالنے کا وقت بھی ایک سا مقرر کر دیتا۔

میسم وہ تب چاہتی تھی اب نہیں

مدھم سی شرمندہ سی آواز۔میسم نے رخ موڑا وہی لمحہ ذہن میں گھوم گیا جب وہ سیڑھیوں میں اس لڑکے کے سامنے روہانسی صورت بنائے بیٹھی تھی۔اس کے سامنے ایسے ہی روتی ہو گی۔دماغ میں ہتھوڑے چلنے لگے جبڑے باہر کو نکلنے لگے۔

کیوں اب کیا ہے؟

سختی ایک دم سے بڑھی۔اب وہ بک رینک میں اپنی کتابیں دیکھ رہا تھا انداز ایسا تھا جیسے ادینہ کے یہاں ہونے کی اسی پرواہ تک نہیں ہے۔

اب اب میں کرنا چاہتی ہوں شادی

ادینہ نے گال صاف کیے اور نچلے لب کو بچارگی سے کچلا۔

کیوں؟

اگلا سوال بنا دیکھے رخ موڑے ہی کیا۔ادینہ نے کٹے دل سے اس کی پشت کو گھورا۔ٹی شرٹ سے چوڑی پشت لے کندھے باہر کو واضح تھے۔

کیوں اتنی کمزور ہو رہی تھی وہ اس کے آگے۔دل کیوں مان نہیں رہا تھا۔کیوں اس کی منتیں کر رہی تھی خود پر ہی تف کہنے کو دل کیا۔ آنسوؤں کو پی کر پھر بولنے کی ہمت کی۔

کیوں کہ مجھے۔۔۔

گھٹی سی آواز تھی۔میسم اب اپنی کپڑوں کی الماری کی طرف بڑھ گیا تھا۔

میسم میں تمہیں بتا چکی ہوں میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں بلکل ویسی جیسی تم مجھ سے کرتے ہو

جدھر جدھر میسم جا رہا تھا ادینہ اس طرف رخ موڑ موڑ کر اپنی صفائی دیتے ہوئے روہانسی ہو رہی تھی۔وہ اپنے کپڑے ہینگ کر رہا تھا انداز مصروف تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جو بھی تھا ادینہ اس کی پہلی محبت تھی اسکا یوں منتیں کرنا عجیب طرح کی تکلیف دے رہا تھا کیوں کر رہی ہے یہ سب اور زیادہ گرا رہی ہے خود کو میری نظروں میں۔ضبط کرتے ہوئے سوچا اور پھر ایک دم سے بلکل اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔

لِسن میں تم سے ویسی محبت بلکل نہیں کرتا جیسی تم مجھ سے کرتی ہو اور شادی میں تم سے نہیں کرنا چاہتا

اپنی پاک بے غرض محبت کو وہ اس کی خود غرض مطلبی محبت سے کیسے ملا دیتا۔ادینہ نے تڑپ کر کچھ کہنے کے لیے لب کھولے

چپ۔۔۔میسم اپنے لبوں پر غصے سے انگلی رکھ کر اس پر جھکا وہ کانپ سی گئی۔اتنی زور سے کب وہ پہلے کبھی اس پر چیخا تھا۔

ایک اور بات اُس اُس کون ہے وہ ڈاکٹر اسے کہو گھر رشتہ بھیجے یہ کیا چھچھوروں کی طرح پبلک پلیز پر پرپوز کر رہا تھا

کمر پر رکھے ہاتھ ہوا میں اٹھائے اور نفرت بھرے لہجے میں نظریں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چراتے ہوئے کہا۔

میسم۔۔۔۔

ادینہ کی تھکی سی آواز نکلی۔افسوس ہی افسوس تھا بس میسم نے ٹاول اٹھایا اور واش روم کی طرف بڑھا۔

میسم میری بات سنو

ادینہ کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔واش روم کا دروازہ اتنی زور سے بند ہوا جس پر اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے منہ پر بند ہوا ہو۔ آنکھیں زور سے بند کیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں نے بھی ایسی بات کی بولتی بند ہو گئی سب کی

میسم نے کوک کا سپ لیتے ہوئے کہا۔اور سامنے کھڑے فہد کو دیکھا۔

کیا بات کی

فہد نے سوالیہ سے انداز میں بھنویں اچکائیں۔اور بوتل منہ کو لگائی۔

میں نے کہا اگر پھپھو کی بیٹی سے رشتہ کرنا ہی ہے تو اریبہ سے کر دیں میرا ادینہ ہی کیوں

میسم نے ایک ہی سانس میں جیسے ہی بات مکمل کی فہد کے منہ سے بوتل کا فورا باہر کو نکل آیا اور کھانسی کا اٹیک ایسا ہوا کہ سینے پر ہاتھ دھرے اتنا کھانسنے پر بھی تکلیف کم نہیں ہوئی۔میسم نے پریشان سا ہو کر اس کی طرف دیکھا۔کھانس کھانس کر فہد کی آنکھوں میں پانی آ گیا۔

کیا ہوا تجھے

میسم نے آگے ہو کر اس کی پیٹھ تھپکی۔فہد مشکل سے خود کو سنبھال پایا۔آنکھیں کھانس کھانس کر گیلی ہو گئی تھیں۔

کک۔۔۔کچھ نہیں

منہ کو صاف کرتے ہوئے ہاتھ کا اشارہ دیا اور چور سی نظر میسم پر ڈالی۔جو بڑے پر سکون انداز میں اس پر بم پھوڑ کر خود پھر سے بوتل کے سپ لے رہا تھا۔وہ گلی میں موجود ایک سٹور کے پاس لگی کرسیوں

پر براجمان تھے۔

گرمی تو تھی ہی لیکن فہد کو اب لگ رہا تھا جیسے کسی نے اسے جلتے تندور میں پھینک دیا ہو اور آگ سب سے پہلے دل کو پڑی ہو۔

کیا کیا کہا پھر گھر والوں نے؟

ڈری سی گھٹی سی آواز میں میسم سے پوچھا۔میسم نے آخری گھونٹ پی کر بوتل منہ سے ہٹائی۔لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ سجائی۔

سوچ میں پڑ گئے سب دیکھو کیا کرتے اب نہا کر تیری طرف آ گیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم نے بوتل کو ایک طرف رکھ کر غیر مرئی نقطے پر نظر جمائی۔ادینہ کی ساری باتیں ذہن میں گھوم گئیں۔اگر سوچ میں پڑ گئے تھے تو یقیناً کچھ سوچ ہی لیں گے۔اور سوچ وہ ایسا ہی لیں گے۔فہد کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔تھوک نگلا۔دل کوئی آری سے کاٹ رہا تھا۔

اور اریبہ اوہ دل اور تیزی سے کانپنے لگا۔وہ کونسا مجھے چاہتی ہے وہ بھی مان جائے گی گھر والوں کے کہنے پر۔تف ہے فہد تجھ پر اپنی زندگی کے

دس سال گال دیے ایک لڑکی سے اظہار محبت نہیں کر سکا۔خود کو لعنت ملامت کرنے کے سوا اب اس کے پاس بچا ہی کیا تھا۔

سوچا تھا میسم کے گھر والے ناراضگی ختم کریں گے سب پھر سے ویسا ہو جائے گا تو ان کے گھر والے بھی واپس ملنے لگیں گے پر یہاں تو الٹ ہی گیا تھا سب کچھ۔اور الٹا کر بھی اس کا اپنا دوست ہی آیا تھا اور اب فخر اس کو اپنا کارنامہ بتا رہا تھا۔

تو کیوں سوچ میں پڑ گیا ہے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ہلایا تو وہ جیسے ہوش میں آیا۔ خجل سا ہو کر گردن پر ہاتھ پھیرا۔گلے میں کانٹے سے چبھے دل کیا ایک گھونسہ مارے میسم کے منہ پر کیا عقل مندی کر کے آیا ہے۔

ن۔۔۔نہیں تو

شرٹ کا گریبان پکڑ کر اسطرح آگے پیچھے کیا جیسے گھٹن ہو رہی ہو۔میسم پھر سے بوتل پینے میں مگن ہوا۔

میسم سے بات کروں؟ پر کیسے کروں؟کیا سوچے گا وہ اسکا دوست ہو کر اسی کی کزن پر نظر رکھے ہوئے تھا۔کیا کروں؟ ماتھے سے پسینہ رینگنے لگا تھا۔

ان گنت سوال ذہن میں اڈ رہے تھے۔دل گھبراہٹ کا شکار ہو رہا تھا۔ بچپن سے لے کر آج تک اریبہ کے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچا بھی تو نہیں تھا۔

میسم بھائی دادا ابو بلا رہے

عقب سے حزیفہ کی آواز آنے پر میسم سے زیادہ چونک کر فہد نے دیکھا دل اچھل کر حلق میں آیا۔مطلب سوچ لیا گھر والوں نے۔حزیفہ دانت نکالتے ہوئے آگے آیا۔

مان گئے سب آپکی گھٹیا آفر

حزیفہ نے ایک آبرو چڑھا کر طنز سے پوری بتیسی کی نمائش کی۔جس پر میسم کے لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ در ائی جبکہ فہد کی روح فنا ہوئی۔

چہرہ ایک جست میں ہی زرد پڑا۔

اریبہ آپی سے ہوگا آپکا نکاح جمعہ کے روز

حزیفہ نفرت آمیز لہجے میں کہتا ہوا فہد کے دل پر ہتھوڑے پر ہتھوڑا چلا رہا تھا۔میسم جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھا۔اور شرٹ کو درست کرتا ہوا حزیفہ کے ساتھ آگے بڑھ گیا جبکہ وہ وہیں ہونق بنا بیٹھا تھا۔آدھی بھری بوتل پر نظر جمائے۔زور سے بوتل پر ہاتھ مارا بوتل نیچے گری اور چھناکے کی آواز سے ٹوٹی۔

اچھا ہی ہوا ادینہ آپی سے میں کرلوں گا شادی ویسے بھی آپ انکو ڈیزرو ہی نہیں کرتے

حزیفہ نے خفگی بھرے انداز میں ہاتھ ہوا میں مارتے ہوئے کہا۔۔میسم نے بے ساختہ اس کی گردن پر چماٹ جڑا۔

مار کیوں رہے ہیں

حزیفہ نے منہ پھلا کر گردن کو سہلایا۔وہ جو کل میسم کے آ جانے پر

سب سے زیادہ پر جوش تھا آج اس کے فیصلے پر دل برداشتہ ہوا پڑا تھا۔

گھر والوں نے کیا رضامند ہونا تھا ہونا تو وہی تھا جس پر احمد میاں ہاں کہہ دیں تو انھوں نے اپنا فیصلہ ہاں میں دے دیا تھا۔سارے گھر والوں کے منہ اترے ہوئے تھے۔رابعہ ناراض سی بیٹھی تھیں ادینہ نے خود کو کمرے میں بند کرلیا تھا۔اریبہ الگ ٹسوے بہا رہی تھی۔پر احمد میاں نے تین دن بعد ہی نکاح کرنے کا حکم صادر کر دیا تھا۔جس پر سب نے سر تسلیم خم کیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com

یونیورسٹی پہنچ کر ابھی کار سے اتر کر وہ کار کو لاک ہی کر رہا تھا جب پیچھے سے مدھر سی آواز ابھری۔

بات کرنی ہے آپ سے

فہد نے تڑپ کر پیچھے دیکھا تو دشمنِ جاں پیشانی پر شکن ڈالے کھڑی تھی۔ناک کا اوپری حصہ سرخ تھا آنکھوں کے پوٹے بھی سوزش کا شکار تھے۔سیاہ رنگ کے جوڑے میں زرد چہرہ لیے۔

جی

بمشکل اسے دیکھنے پر دل کی غیر ہوتی حالت کو سنبھالا۔وہ تو جیسے پورے عزم سے ائی تھی۔تنک کر گویا ہوئی۔

مجھے پسند کرتے ہیں

سپاٹ چہرہ سنجیدہ دو ٹوک لہجہ۔فہد گڑ بڑا گیا۔وہ اتنے دو ٹوک لہجے میں اس سے محبت کا اظہار کروائے گی کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

ہاں

آہستہ سی آواز میں لڑکھڑاتی زبان سے کہا دل اچھل اچھل کر باہر آنے کو تھا۔اریبہ نے گھور کر دیکھا۔آنکھیں غصے سے بھری پڑی تھیں۔

مطلب کرتا ہوں

فہد نے گھبرا کر وضاحت کی مبادہ وہ سمجھی نہ ہو۔اریبہ نے دانت پیسے اور ناک پھلایا۔

تو پھر پرسوں میرے نکاح پر کرسیاں لگائیں گے کیا؟

سینے پر ہاتھ باندھ کر سر کو سوالیہ انداز میں جنبش دی جب کے ناک غصے اور ضبط سے کبھی پھول رہا تھا کبھی سکڑ رہا تھا۔

پھٹو کہیں کا دوست شادی کرنے جا رہا ہے اس کی پسند سے اور جناب کو کوئی پرواہ ہی نہیں۔اریبہ کا دل کیا جھنجوڑ ڈالے اسے۔

نہ نہیں نہیں

فہد نے بوکھلا کر کہا۔وہ ہنوز غصے میں بھری کھڑی تھی۔

تو پھر کیا کریں گے میسم جب نکاح نامے پر دستخط کر لے گا اسکے گلے لگ کر کہیں گے بہت بہت مبارک ہو یار

اریبہ نے دانت پیس کر آنکھیں جھپکاتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا۔اور خفگی سے چہرے کا رخ دائیں طرف موڑا۔

مطلب کرتا ہے مجھے پسند تاڑ تاڑ کر میرے دل کو تار تار کر ڈالا اور اب میری شادی کسی اور سے ہورہی تو جناب کو کوئی لینا دینا ہی نہیں

اریبہ کو رونے سے زیادہ غصہ آ رہا تھا۔اب دونوں طرف خاموشی تھی۔

کیا کر رہی ہے یہ کیا محبت کرنے لگی ہے۔۔

فہد نے ہمت جمع کی۔نچلے لب کو دباتے ہوئے اس پر نظر ڈالی وہ روئی روئی سی خفا سی دل میں اتر رہی تھی۔

اریبہ تم مجھ سے شادی کرو گی؟

مدھم سی آواز میں بمشکل الفاظ ادا کیے۔اریبہ نے گھور کر دیکھا۔

دل تو اس کے لہجے پر زور زور سے دھڑکنے لگا تھا پر حالت پر قابو پایا اور غصے سے فہد کو گھورا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں نہیں کروں گی کیونکہ عورت ایک نکاح میں ہوتے ہوئے دوسری شادی نہیں کر سکتی

اریبہ نے سخت لہجے میں روہانسی صورت بنا کر کہا۔فہد کے لبوں پر اس کے اس خفا سے انداز پر بے ساختہ مسکراہٹ ابھر ائی۔مطلب محترمہ کو اس بات پر غصہ ہے کہ میں نے کوئی ایکشن کیوں نہیں لیا ابھی تک۔

مطلب میں اگر میسم سے بات کروں تو کیا پھر میں اپنی اماں کو بھیجوں

گھر؟

گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے نرم سی آواز میں تھوڑا سا جھکنے کے سے انداز میں پوچھا۔تخیل میں اریبہ کا شرمایا سا چہرہ سامنے آیا۔

میرے ماتھے پر کیا بیوقوف لکھا ہے

اریبہ نے غصے سے گھور کر دیکھا۔فہد سٹپٹا گیا نا سمجھی کی حالت میں اریبہ کو دیکھا۔

ہیں۔۔۔

اس کا انداز بلکل برعکس تھا۔دل جو تخیل میں بڑی بڑی موچھوں والے آدمی کے ڈھول پر لڈیاں ڈال رہا تھا ڈھول والے نے ڈھول ہی گھما کر سر میں دے مارا۔

میں یونیورسٹی آتے ہی تمھارے پاس ائی ہوں تمھیں کیا لگا انویٹیشن دے رہی ہوں اپنے نکاح کا

اریبہ نے سر پھاڑ دینے جیسے انداز میں تھوڑا سا آگے ہو کر کہا۔وہ جو

مسکین سی شکل بنا چکا تھا ایک دم سے اس کے اس حق بھرے انداز پر پھر سے چہرہ کھل اٹھا۔

مطلب تم۔۔۔

لبوں پر بھرپور مسکراہٹ سجا کر فقرہ ادھورا چھوڑا۔اور محبت بھری نظر اپنی منہ پھٹ حسینہ پر ڈالی

نکال لیا مطلب تو پھر روکیں میسم کو گھر والے مان گئے ہیں اب صرف میسم ہی انکار کرے تو کرے

اریبہ نے ہاتھ سیدھا کر کے درمیان میں حائل کیا انداز طنز بھرا تھا۔

میں۔۔میں بات کرتا ہوں

فہد نے بے چینی سے کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔اریبہ فوراً خفگی سے پلٹی۔

فہد مسکراہٹ دبائے ہوئے تھا۔دل پر سے بوجھ اتر گیا تھا رات سے چھائے اداسی کے بادل چھٹ گئے تھے۔

سنو

فہد نے جلدی سے ہوا میں ہاتھ اٹھا کر روکا۔اریبہ واپس مڑی۔انداز وہی تھا خفا سا پھولا پریشان چہرہ۔

تم روئی تھی کیا

کان کھجاتے ہوئے نرم سے لہجے میں پوچھا۔اریبہ کے ماتھے پر پھر سے شکن نمودار ہوئے۔غصے سے گھورا۔

رونے سے کیا نکاح ٹل جاتا فلو ہوا ہے

بے رخی سے جواب دیا۔فہد شرمندہ سا ہوا۔

اریبہ پھر سے پلٹی لبوں پر محبت بھری مسکراہٹ تھی۔اور وہ بے حال سا سوچوں میں گم وہیں گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

فہد نے موبائل کو جیب میں رکھا۔ذہن میں لفظوں کو ترتیب دیا۔گلا صاف کیا اور ہمت جمع کر کے لب بولنے کے لیے کھولے۔

تو ویسے بہت بڑی غلطی کر رہا ہے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فہد نے چور سی نظر میسم کے چہرے پر ڈالی۔وہ جو اپنے موبائل پر مصروف تھا بنا دیکھے ٹھنڈی آہ بھری۔

کونسی غلطی؟

آواز تھکی سی تھی بے زار سی۔وہ گھر رابعہ کو راضی کرنے میں لگا تھا جو ادینہ کو انکار کرنے پر اس سے سخت خفا تھیں وہ بچپن سے ادینہ کو ہی اپنی بہو کے روپ میں دیکھتی ائی تھیں ادینہ اریبہ کے مقابلے میں کم گو اور شائستہ تھی انھیں بچپن سے ہی ادینہ اریبہ کے مقابلے میں زیادہ پسند تھی وہ ابھی رابعہ کے پاؤں دبا دبا کر ان کی خفگی دور کر ہی رہا تھا کہ اسی دوران اسے فہد کی کال ائی کہ وہ کوئی ضروری بات کرنا چاہتا ہے اس سے جلدی گھر ائے اس کے۔اسی لیے وہ اب اس کے سامنے ان کی بیٹھک میں بیٹھا تھا۔

یہ جو ضد میں آ کر اریبہ سے نکاح کرنے لگا ہے

فہد نے سنجیدہ سے لہجے میں سوچ سوچ کر الفاظ ادا کیے میسم نے اب کی بار نظر اٹھا کر اوپر دیکھا۔اس کے دیکھنے کے انداز سے فہد گڑ بڑا سا

گیا۔

ضد میں تو نہیں ادینہ سے نہیں تو کسی سے تو کرنی ہی تھی تو اریبہ دوست بھی ہے میری مجھے سمجھتی ہے

میسم نے فون والے ہاتھ کو ہی دائیں بائیں جنبش دیتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔فہد کے موبل پر پھر سے میسج ٹون ہوئی۔

پر محبت تو نہیں کرتی

فہد نے فوراً سے کہہ کر اس کی بات کو کاٹا وہ ایک لمحے کے لیا رکا۔اور پھر صوفے کی پشت سے پیٹھ ٹکائی۔

وہ تو ادینہ بھی نہیں کرتی

آہستہ سی آواز میں کہہ کر سر پھر سے موبائل پر جھکا لیا۔فہد نے جلدی سے اپنے موبائل پر کچھ ٹائیپ کیا اور پھر سے میسم کی طرف متوجہ ہوا۔

کیا پتہ جو تو سوچ رہا ہے وہ سب غلط ہو ادینہ سچ میں تم سے محبت کرتی ہو

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فہد نے کان کھجاتے ہوئے کہا۔میسم نے چہرہ اوپر اٹھایا غور سے فہد کے چہرے کو دیکھا فہد نے نظریں چرائیں۔میسم کی نظروں کی تپش اب اسے اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی۔

اچھا !!!! ایک بات بتا

موبائل ایک طرف رکھ کر میسم اب اس کی طرف پوری طرح متوجہ ہوا۔آنکھوں کو اپنے مخصوص انداز میں سکوڑ کر آبرو چڑھایا۔

تجھے کیا ہو گیا ہے جب سے آیا ہوں ادینہ کی وکالت کر رہا ہے یہ ضروری بات تھی جس کے لیے تو نے اتنی گرمی میں بیٹھایا ہوا مجھے۔

میسم نے ماتھے پر بل ڈال کر کھوجنے جیسے انداز کو اپنایا۔فہد سٹپٹا کر سیدھا ہوا۔موبائل کو پھر سے جیب میں رکھا۔میسم نے تھوڑی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کن اکھیوں سے اس کی جیب کی طرف دیکھا۔

ک۔۔۔کچھ نہیں مجھے کیا ہونا ہے

فہد نے ارد گرد نظر ڈالی خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔جبکہ میسم

اب اس کے ہر انداز کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔میسم اپنی جگہ سے اٹھا۔فہد اس کا اردہ بھانپ کر فوراً اٹھ کر داخلی دروازے کی طرف بھاگا۔

بات سن رُک رُک کمینے

میسم نے اچھل کر اس کی گردن دبوچی۔فہد اب بری طرح اپنی جیب پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔جہاں مسلسل اریبہ کے پیغامات آ رہے تھے۔وہ جب سے یونیورسٹی سے آیا تھا مسلسل دونوں رابطے میں تھے۔اب بھی وہ اسے بار بار پیغامات بھیج رہی تھی جس میں وہ میسم کو قائل کرنے کے مفید مشورے دے رہی تھی۔

موبائل دے اپنا

میسم نے اسے پشت سے بری طرح دبوچا ہوا تھا اور اب اس کے بازو کو موڑ کر اس کی پشت سے لگایا۔

ک۔۔۔کیوں

فہد نے تکلیف کے زیر اثر لب زور سے بھینچے اور خود کو چھڑوانے کی

کوشش کی۔جو اس کے مضبوط جسم کے آگے کچھ نہیں تھی۔

دے موبائل تیری تو۔۔۔

میسم نے زور سے کمر پر ٹانگ ماری وہ لڑکھڑا گیا۔میسم نے اس کی جیب میں ہاتھ ڈال کر موبائل نکالا اور اب بازو اوپر کیے میسج انباکس کھول چکا تھا۔

میسم یہ کیا بدتمیزی ہے بھئی

فہد کا قد میسم سے چھوٹا تھا اس لیے اسے اب اچھل اچھل کر میسم سے موبائل چھیننا پڑ رہا تھا۔چہرہ سرخ ہو گیا تھا پر کوئی فائدہ نہیں تھا وہ سارے پیغامات زرافے کی طرح گردن تان کر پڑھ چکا تھا۔اسکے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔

فہد شرمندہ سی صورت بنائے کمر پر ہاتھ رکھے ایک طرف ہوا۔میسم نے سنجیدہ سے انداز میں سارے پیغامات پڑھنے کے بعد بازو نیچے کیے اور فون فہد کی طرف بڑھایا جسے اس نے جھٹکے سے پکڑا پر نظریں جھکی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہوئی تھیں۔

ڈھکن کہیں کے

ایک زوردار تھپڑ فہد کی گال پر پڑا فہد نے بوکھلا کر میسم کی طرف دیکھا۔وہ اب اس کی گردن کو دبوچ کر اس کے پیٹ میں اپنے گھٹنے مار رہا تھا۔بمشکل فہد نے اسے قابو کیا۔

مار کیوں رہا ہے

تکلیف سے آواز بھی بمشکل نکل رہی تھی میسم بری طرح اسے مار رہا تھا۔

میں تجھ سے ہر بات شئیر کروں اور تو کمینے کہیں کے اتنی بڑی بات چھپائی

ایک اور گھونسا پڑا۔فہد اچھل کر دور ہوا۔پر وہ تو جیسے ہوش میں نہیں تھا۔

بات سن بات سن

فہد نے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ایک ہاتھ سے اسے آگے بڑھنے سے روکا اور خود پیچھے ہوا۔

بول کمینے

میسم نے مصنوعی خفگی دکھائی۔اور مسکراہٹ دبائی۔اسکے لبوں پر مسکراہٹ دیکھ کر فہد کی جان میں جان ائی سکھ کا سانس لیا۔

اتنا آسان ہے کیا تم سے آکر کہتا تمھاری کزن کو بچپن سے پسند کرتا ہوں

فہد نے رک رک کر نظریں چراتے ہوئے کہا۔میسم نے اور حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔

بچپن سے۔۔۔۔

حیرت سے زیر لب فہد کے الفاظ دھرائے۔فہد نے سر نیچے جھکایا۔

ہاں

آہستہ سی آواز تھی۔میسم اب پریشان سی صورت بنائے کمرے میں چکر

لگا رہا تھا۔بے شک سارے نا خوش تھے پر احمد میاں کے حکم کی وجہ سے نکاح کی تیاریاں ہو چکی تھیں۔

تو اب کیا کریں

فہد نے بچارگی سے کہا اور خاموشی توڑی۔میسم نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور غصے سے دیکھا۔فہد نے پھر سے شرمندہ سی شکل بنائی۔میسم مسلسل ماتھے پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔

کل نہیں بول سکتا تھا ڈھکن

دانت پیستے ہوئے کہا۔فہد نے پریشان سی صورت بنائی بچارگی سے میسم کی طرف دیکھا۔

اریبہ کا نہیں پتا تھا یار اس نے تو آج اظہار کیا نہ۔۔

پریشان سے لہجے میں کہا اور کمر پر ہاتھ دھرے۔میسم اب پھر سے سوچ میں ڈوب چکا تھا۔

اب اس سارے مسئلے کا ایک ہی حل ہے۔ادینہ کے لیے ہاں کردوں۔

میسم نے پر سوچ انداز میں فہد کی طرف دیکھا۔پاس آکر فہد کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷

مزاق سمجھ رکھا ہے کیا

مراد احمد نے غصے سے میسم کا ہاتھ گھٹنے پر سے ہٹایا۔اور بیڈ سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے گھور کر سامنے مجرم سی بنی کھڑی رابعہ کی طرف دیکھا جو جلدی سے سر جھکا گئی۔

یہ دوسرا جواد ہے لکھوا لو مجھ سے

مراد احمد نے رابعہ کی طرف دیکھا اور انگلی سے میسم کی طرف اشارہ کیا آواز غصے سے کانپ رہی تھی۔

ہو بہو اُسی جیسا دماغ اس جتنی عقل میں تو کہتا ہوں دونوں بچیوں کو بچا لیں اس سے

مراد احمد نے نخوت سے ناک چڑھائی اور میسم اب گردن گرائے دونوں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسائے خاموش بیٹھا تھا۔دوسری طرف خاموشی کو محسوس کر کے سر اٹھایا۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے بہت سوچا میں نے پھر لگا کہ ادینہ ٹھیک ہے کر دیں اسی سے شادی اور ابھی تھوڑی دیر تک تو آپ سب بھی منہ لٹکائے ہوئے تھے

میسم نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔جس پر مراد احمد تھپڑ لگانے جیسے انداز میں اس کی طرف بڑھے جنہیں بمشکل رابعہ نے آگے بڑھ کر روکا۔

تم کرو ابا جی سے بات اپنے لاڈلے کے لیے میں تو نہیں کرتا

مراد احمد نے سینے پر ہاتھ باندھے اور چہرے کا رخ دوسری طرف موڑ لیا۔مشہور کرکٹر میسم مراد تھوڑی دیر پہلے اپنے باپ کے ہاتھوں پڑنے والے زور دار چماٹ سے بال بال بچے تھے۔اور اب نیچے گردن گرائے بیٹھا تھا۔

یہ خود ہی کرے جا کر

رابعہ نے بھی خفگی بھرے لہجے میں کہا اور آنکھوں سے میسم کو احمد میاں کے کمرے میں جانے کا اشارہ کیا۔میسم دونوں پر ایک نظر ڈالتا ہوا اٹھا اور کمرے سے نکل کر احمد میاں کے کمرے کا رخ کیا۔

فہد اور اریبہ کے لیے یہ سب کرنا ہی تھا نہیں تو بہت کچھ غلط ہو جاتا اور ادینہ کو تو دیکھ لوں گا میں۔اپنی سوچوں میں الجھا اب احمد میاں کے کمرے کے دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novel|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

گہری خاموشی سب نفوس ہمہ تن گوش تھے۔احمد میاں کے فیصلے کا انتظار کرتے ہوئے جو تقریبا دس منٹ سے چپ بیٹھے بس میسم کو گھورے ہی جا رہے تھے۔

نہیں نکاح نہیں ہوگا

احمد میاں نے غصے سے کانپتی آواز میں رعب سے کہا۔چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔سب لوگوں نے نظر اٹھا کر دیکھا اوپر اور پھر سر جھکایا۔میسم بھی سامنے سر جھکائے بیٹھا تھا۔

شادی ہی کرو اس خبیث کی پھر ادینہ سے

احمد میاں کی آواز پر سب نے چونک کر پھر سے سر اٹھایا۔رابعہ اور عزرا کے چہرے کھل اٹھے جبکہ مراد احمد اور احمد میاں ابھی بھی سپاٹ چہرہ لیے ہوئے تھے۔میسم شادی کی بات پر سٹپٹا گیا اور ہاتھ آگے بڑھا کر ابھی لب کھولے ہی تھے۔

بس چپ

احمد میاں نے گھور کر رعب دار آواز میں کہا وہ فوراً لب بند کر کے سر جھکا گیا۔احمد میاں کچھ دیر اس کے جھکے سر کو گھورتے رہے پھر گردن موڑی۔

عزرا

احمد میاں نے کانپتا سا ہاتھ عزرا کی طرف اٹھایا۔عزرا جو کل سے ادینہ کے دکھ میں گھل رہی تھیں اب آسمان کی طرف دیکھ کر شکر ادا کر رہی تھیں۔

جی جی ابا جی

عزرا جلدی سے آگے ہوئی۔

عید کے روز شام کو رخصتی کی تیاری کرو

احمد میاں نے رعب سے کہا۔میسم نے چونک کر سب کی طرف دیکھا کہ کوئی تو بچاؤ شادی کا تو سوچا بھی نہیں تھا یہ کیا ہوگیا پر یہاں اب سارے اس کے خلاف ہی تھے۔

اور نکاح آج اسی وقت میرے کمرے میں کرو دونوں کا

احمد میاں نے اپنے دونوں ہاتھ گود میں دھرے اور گردن اکڑائی۔اب سب کے سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے تھے۔حیرت سے آنکھیں کھل گئی تھیں۔

ہاں یہ میرے کمرے میں بیٹھا ہے مراد لے کر او نکاح خواں

احمد میاں نے مراد احمد کو ہاتھ سے جانے کا اشارہ کیا۔میسم گڑبڑا گیا۔

ابا جی

مراد احمد نے بات شروع کرنے کے لیے پکارا۔احمد میاں نے رعب سے ہاتھ کھڑا کیا۔

ارے بھئی اس کا کیا اعتبار ابھی کمرے سے نکلے پھر بھاگ جائے

احمد میاں نے غصے سے کہا۔گھور کر میسم کی طرف دیکھا۔

جو کہہ رہا ہوں وہ کرو سب اور یہ بیٹھا ہے ادھر

احمد میاں نے دو ٹوک لہجے میں کہا اور سب لوگ باری باری کمرے سے نکل گئے اور وہ الجھا سا بیٹھا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چھت پر پنکھا پوری رفتار سے چل رہا تھا پھر بھی چہرہ تکیے میں دیے ہونے کی وجہ سے پسینے میں شرابور تھا۔بالوں کی کتنی ہی لٹیں گردن سے چپکی ہوئی تھیں۔تیسرا پورشن ویسے بھی جون جولائی میں تندور بن جاتا تھا یہ سارے مہینے وہ زیادہ وقت نیچے ہی گزارا کرتی تھیں۔اب بھی دو دن سے وہ اکیلی ہی اوپر تھی باقی سب نیچے ہی سوتے تھے۔نیچے چار کمروں میں ائیر کنڈیشن تھا۔جن میں سے ایک کمرے میں وہ تینوں سوتی

تھیں۔

تو میسم مراد یہ تھی وہ محبت جو مجھے اس روز تمھاری آنکھوں میں نظر ائی تھی۔میرا دل اتنا بڑا دھوکا کیسے کھا سکتا ہے۔وہ نم محبت بھری آنکھیں کیسے جھوٹی ہو سکتی ہیں۔تم محبت کرتے ہو میں جانتی ہوں پر یہ جو عجیب سا شک کرنے لگے ہو ہمارے درمیان سب ختم کر گیا سب۔

دھیرے سے کوئی سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا لمس محسوس ہوتے ہی ادینہ نے سر اوپر اٹھایا۔عزرا نے نرم سی مسکراہٹ لبوں پر مزین کی۔

اٹھو میسم کے ساتھ نکاح ہے ابھی تمھارا

عزرا نے نرمی سے سر پر ہاتھ پھیر کر محبت سے ادینہ کی طرف دیکھا۔وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی۔بے یقینی سے عزرا کی طرف دیکھا۔

کیا کہا آپ نے ابھی امی

ادینہ نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر اپنے سامنے بیٹھی عزرا کی طرف دیکھا۔عزرا پھر سے مسکرا دیں۔

ہاں میسم مان گیا ہے چلو منہ ہاتھ دھو لو نکاح ہے نکاح خواں پہنچتا ہی ہوگا

عزرا نے اسکے چہرے پر ائے بال ہاتھ سے سمیٹے۔اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر شفقت بھرا بوسہ دیا جب کے وہ تو مجسم بنی بیٹھی تھی یہ اچھا تماشہ تھا اس شخص کا۔ادینہ نے بے زاری سے عزرا کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ چھڑوائے۔

امی میں کوئی کھلونا ہوں کہ جب چاہے آپکا بھتیجا ٹھکرا دے جب چاہے اپنا لے

چہرہ تزلیل کے احساس سے زرد پڑ رہا تھا۔پیشانی پر شکن نمودار ہوئے۔ لیکن آواز صدیوں کی تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔

مجھے نہیں کرنی اب اس سے شادی جا کر کہہ دیں اسے

ناک پھلا کر غصے سے کہا۔اور ٹانگیں سمیٹ کر چہرہ اس پر ٹکایا۔

یہ دیکھ

عزرا نے دونوں ہاتھوں کو معافی کی شکل میں جوڑ کر ادینہ کے آگے کیا۔ان کی آواز اتنی اونچی تھی کہ ادینہ گھبرا گئی۔

یہ دیکھ میری ماں تم اور میسم بخش دو میرے بوڑھے باپ کو پہلے اس نے سب کیا اب تم

عزرا نے غصے سے ہاتھوں کو جوڑ کر ادینہ کے چہرے کی طرف کیا۔ادینہ نے سٹپٹا کر نظر ان کی طرف اٹھائی۔

وہ تو جیسے پھٹ ہی پڑی تھیں۔چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

اٹھو آرام سے کل سے ٹسوے بہا رہی ہو اس کے انکار کو لے کر اور اب تمہیں عزت نفس یاد آ گئی ہے

عزرا نے ڈپٹنے کے انداز میں کہا۔ادینہ نے روہانسی صورت بنا کر دیکھا پر عزرا کے چہرے پر سختی کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔الماری سے اس کا سادہ سا جوڑا نکال کر رکھا۔اور مڑ کر غصیلی آنکھوں سے ادینہ کو گھورا جو اب چپ سی بیٹھی تھی۔

وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھیں تین دن سے گھر میں تماشہ ہی تو لگا ہوا تھا اور بڑے سب پریشان حال تھے۔نہ کسی نے کھانا سہی سے کھایا تھا اور نہ کوئی ہنسا تھا۔

وہ ایک بہت ہے ہمیں ذلیل کرنے کے لیے

وہ بڑبڑاتی ہوئی باہر نکل گئی اور ادینہ ٹرانس کی صورت میں اٹھ کر کپڑے اٹھاتی واش روم کی طرف بڑھی۔واقعی اب میسم سب کو اتنا تنگ کر چکا تھا کہ اگر مزید وہ کرتی تو بس پھر۔پر اب وہ کیوں راضی ہوا ذہن الجھ رہا تھا۔

ﷺ ﷺ ﷺ

اے سی کی ٹھنڈک میں احمد میاں آنکھیں موندے لیٹے تھے اور وہ بلکل سامنے کرسی پر بیٹھا تھا ان دونوں کے علاوہ کمرے میں کوئی موجود نہیں تھا۔موبائل پر شاید فہد کے پیغامات آ رہے تھے وہ جیب میں وابریٹ کر رہا تھا۔پر ڈر کے مارے وہ موبائل نہیں نکال رہا تھا۔احمد میاں کا کوئی اعتبار نہیں تھا وہ اس سے اسکا موبائل بھی لے سکتے تھے۔

لگتا ہے سو گئے۔۔میسم نے ایک آبرو چڑھا کر احمد میاں کی طرف دیکھا۔

شکر ہے سو گئے اب باہر جاتا ہوں جواد چاچو کہاں چلے گئے ہیں آج۔

میسم نے کرسی کے بازو تھامے اور اپنے جسم کو تھوڑا سا اوپر اٹھایا۔

ہاں کدھر جا رہے ہو؟؟

احمد میاں نے میسم کو کرسی سے اٹھتے دیکھ کر رعب سے کہا۔میسم سٹپٹا کر پھر سے بیٹھا اور بے زار سی شکل بنائی آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا۔اسے یوں کرسی پر بیٹھے۔

دادا ابو واش روم بھی نہیں جا سکتا کیا؟؟

بے چارگی سے احمد میاں کی طرف دیکھا جن کے چہرے پر اسکے لیے محبت کی کوئی رمق نہیں تھی۔بہانہ کام آگیا تھا شاید انکے چہرے پر تھوڑی نرمی کے آثار دکھائی دیے۔

میسم جلدی سے اٹھ کر کمرے کے داخلی دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ان کی آواز پر مڑنا پڑا۔

میرے کمرے میں موجود ہے واش روم جاؤ

نقاہت بھری آواز میں کانپتے ہاتھ سے واشروم کی طرف اشارہ کیا۔میسم دل مسوس کر رہ گیا۔

جی

میسم سر جھکائے واش روم کی طرف بڑھا اندر جاتے ہی جلدی سے فہد کے نمبر پر واٹس ایپ پیغام بھیجا۔

ہیلو

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم نے پیغام ابھی بھیجا ہی تھا کہ فوراً دوسری طرف سے جوابی پیغام آیا۔

ہاں کیا بنا یار میری جان پر بنی ہے

اس کا پیغام پڑھتے ہی میسم کے ماتھے پر بل پڑے۔شہزادہ جان پر بنی ہے میسم نے دانت پیسے

اوئے چل تیری جان پر بنی جان پر تو میری بنی ہے یہاں نکاح ابھی

اسی وقت ہو رہا میرا

میسم نے دانت پیستے ہوئے ٹائیپ کیا۔

کیا نہ کر یار

ادھر سے فہد نے خوف بھری شکل کے ساتھ جوابی پیغام بھیجا۔وہ سمجھا تھا کہ اریبہ سے ہی ہو رہا نکاح اب وہ رونے والے ایموجی بھیج رہا تھا۔

ڈھکن پہلے پوری بات تو سن لے ادینہ سے ہو رہا نکاح

میسم نے سر کو ہوا میں گھمایا جیسے اسکی عقل پر افسوس کر رہا ہو۔گرمی اور حبس سے اسے پسینہ آنے لگا تھا۔

ہیں تو پھر کیا تکلیف تمھیں

اگلا جواب۔ساتھ دانت نکالے ایموجی بھیجی۔

واہ واہ صدقے تمھارے وہ جو عید کی شام رخصتی رکھ دی وہ

میسم کا دل کر رہا تھا فون سے ہی گھونسا رسید کرے اس کے منہ پر۔اب

دونوں طرف سے پیغامات کا تبادلہ ہو رہا تھا میسم ساتھ ساتھ شرٹ کو گلے سے پکڑ کر ہوا دے رہا تھا۔

فہد:ارے کیا بات کر رہا ہے شادی رکھ دی

میسم:جی

فہد:تو کر لے کیا ہے اس میں

میسم:چل بکواس نہ کر میرا سارا کیریر داؤ پر لگ جائے گا

فہد:کیوں تم کیا انڈیا کی فلموں کی ہیروئین ہو

میسم:شٹ اپ تمہیں کیا پتا یار کرکٹ میں بھی کھلاڑی کی ویلیو کم ہونے لگتی شادی کے بعد سب کو یہ لگتا کہ پرفارمنس پر فرق پڑتا

فہد:فضول بات ایسا کچھ نہیں ہوگا اور ویسے بھی میں اس میں کیا مدد کر سکتا ہوں تمھاری

میسم:ہاں مدد کیا کر سکے گا میری قید کیا ہوا دادا ابو نے اپنے کمرے میں مجھے

فہد:اوہ

باہر سے آوازیں آنے لگیں تھیں۔ایک دم سے جیسے بہت سے لوگ کمرے میں آ گئے ہوں۔

میسم:چل چل رکھتا ہوں فون لگتا ہے قصاب آگیا میرا مطلب ہے نکاح خواں آ گیا

میسم نے جلدی سے پیغام ٹائپ کیا اور فون کو جیب میں رکھا اور باہر آیا۔نکاح خواں آ چکا تھا۔جواد احمد مراد احمد میسم کے ماموں جو اسی شہر میں رہتے تھے ان کی بیوی اور ادینہ جو پہلے سے ہی کمرے میں موجود تھی۔ہلکے سے فیروزی رنگ کے جوڑے میں سر پر دوپٹہ لیے دھلا سفید چہرہ جو سپاٹ تھا آنکھیں سوجی پڑی تھیں۔کرسی پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔

میسم نے ایک بھرپور نظر اس پر ڈالی۔محترمہ تو خوش ہو گئی جو چاہتی تھی وہی ہو رہا۔میسم نے ناک پھلا کر سوچا

احمد میاں نے گھور کر میسم کی طرف دیکھا جو بنا بازو والی ٹی شرٹ زیب تن کیے ہوئے اب ادینہ کو تاڑنے میں مصروف تھا۔

ڈھنگ کی شرٹ لا کر دو اسے رابعہ پورے بازو والی نکاح ہے اس کا کیا فرنگی بن کر گھوم رہا

احمد میاں نے حقارت سے میسم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔میسم گھبرا کر باہر جانے کے لیے آگے ہوا تو احمد میاں نے اسے اشارے سے باہر جانے سے منع کیا اور رابعہ کی طرف اشارہ کیا کہ وہ جائے اور شرٹ لا کر دے اسے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی ابا جی

رابعہ فرمابرادری سے سر کو اثبات میں ہلاتی باہر کی طرف بڑھی اور پھر وہاں موجود لوگوں میں ادینہ شیراز بنت شیراز منیر میسم مراد کے نکاح میں آ گئی۔

ادنیہ کو رابعہ اور عزرا کمرے سے لے کر جا چکی تھیں اب سب منہ

میٹھا کر رہے تھے اور میسم کے گلے لگ رہے تھے اتنے دن بعد تو کہیں جا کر مسوائے میسم کے سب کے چہرے پر مسکراہٹ نظر آ رہی تھی۔وہ تو بے حال سا بیٹھا تھا۔

میسم نے چور سی نظر سب پر ڈالی اور باہر کی طرف قدم بڑھائے۔

مراد اور جواد سب بات سن لو میری غور سے دو دن یہ گھر سے باہر نہیں جائے گا اور رات کو ادھر میرے کمرے میں سوئے گا۔

احمد میاں نے اتنی اونچی آواز میں کہا کہ میسم کے قدم تھم گئے۔بچاری صورت بنائی۔۔۔اتنی بے اعتباری۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

گھر کی دوسری منزل میں وہ اکیڈمی کی کرسی پر ایک ٹانگ رکھے طلحہ سے بات کر رہا تھا

ٹیم میں سب سے زیادہ دوستی اس کی طلحہ اور اسد سے ہی ہوئی تھی اسد ویسے تو سنیئر تھا اور عمر میں بھی اس سے بڑا تھا لیکن اُسکی عادات بہت اچھی ہونے کی وجہ وہ بہت جلد اس سے گھل مل گیا تھا

لیکن طلحہ کیونکہ اس کے ساتھ اپارٹمنٹ بھی شئیر کر رہا تھا اس لیے طلحہ کے ساتھ وہ اپنی ہر بات کر لیتا تھا اب بھی وہ اسے اپنی اچانک ہونے والی شادی کا بتا رہا تھا۔جو اس کے لیے بہت بڑی پریشانی بن چکی تھی۔

وہ طلحہ سے بات کرنے میں ہی مگن تھا جب پیچھے سے کسی کے قدموں کی چاپ پر گردن موڑ کر دیکھا۔ادینہ نیچے سے شاید اوپر جا رہی تھی۔

سب لوگوں کا نیچے اتنا شور تھا کہ اُس کا ذہن پھٹنے لگا تھا جو پہلے ہی ان گنت سوالوں سے گھرا ہوا تھا۔سب سے جان چھڑا کر وہ اوپر جانے کے لیے ابھی دوسری منزل پر پہنچی تھی جہاں جناب پہلے سے ہی موجود تھے۔دل مچل سا گیا کہ کرسی پر پڑا لکڑی کا وائٹ بورڈ ڈسٹر اٹھائے اور جا کر میسم کے سر میں دے مارے جب نکاح کرنا ہی تھا تو اتنا کیوں ڈرامہ کیا۔

اپنے دل کی اس خطرناک خواہش پر قابو پاتی وہ خاموشی سے آگے بڑھی ہی تھی جب جناب کی آواز نے قدم جما دیے۔دل کمبخت سدا کا دغا باز

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دھیرے دھیرے تھرکنے لگا۔

بات سنو نا میری ذرا

اب وہ چل کر بلکل سامنے آ چکا تھا۔وہ بازی جیت چکی تھی اور وہ بچارا جس کو اتنے خواب دکھائے تھے اس نے میسم کے دماغ میں بار بار جیب سے سرخ مخمل کی ڈبیا نکالتا ہوا روشان آ رہا تھا۔چہرہ دماغ کے خیالات کی عکاسی کر رہا تھا

ادینہ نے نظر اٹھا کر دیکھا اور دھک ہی تو رہ گئی۔وہی انداز وہی حقارت وہی نفرت۔وہ جو محبت بھری نظروں کی منتظر تھی اس کی نظروں میں وہی شک دیکھ کر تپ گئی۔

آہ۔۔وہ محبت بھری نظریں کہاں گئیں جو دل کی دنیا بدل گئی تھیں ایک رات میں۔

ادینہ نے فوراً قدم آگ بڑھائے انداز ایسا تھا کہ جیسے کہہ رہی ہو مجھے تمھاری کوئی بات نہیں سننی۔میسم نے اس کی کلائی کو گرفت میں لے

کر پہلو سے نکلنے سے روکا۔

زیادہ اِترانے کی ضرورت نہیں ہے میں نے کوئی خوشی سے نہیں کیا ہے نکاح

میسم نے سپاٹ سے لہجے میں مدھم سی آواز رکھتے ہوئے کہا۔ادینہ جو تب سے پلکیں گرائے ناک پھلائے کھڑی تھی جھٹکے سے پلکیں اٹھائیں اور افسوس سے میسم کی طرف دیکھا۔جو بڑی بے زار سی نظر ڈالے کھڑا تھا۔

میں کوئی اِترا نہیں رہی میں نے امی کو صاف انکار کردیا تھا کہ مجھے نہیں کرنی تم سے شادی

ادینہ نے نخوت سے ناک چڑھائی اور اس سے بھی زیادہ بے زاری چہرے پر سجا کر کہا۔اگر ایسی اکڑ ہے جناب کی تو ایسا ہی سہی چاہتا کیا ہے کہ میں ساری عمر ایسے ہی اس کی منتیں کرتی پھروں۔احسان کر دیا ہے مجھے اپنا کر۔ادینہ نے کسمسا کر بازو چھڑوانے کی کوشش کی پر میسم کی گرفت اور مضبوط ہو چکی تھی۔

میں بھی صرف نانا ابو کی وجہ سے ہی راضی ہوئی ہوں بازو چھوڑو میرا

اب

ادینہ نے تکلیف کے زیر اثر چہرے کے زاویے کو تبدیل کیا اتنی زور سے کلائی تھامے ہوئے تھا اب تکلیف ہونے لگی تھی۔۔میسم نے ہاتھ کی گرفت ختم کی ادینہ کی کلائی پر اس کی مضبوط انگلیاں اپنے سرخ رنگ کی چھاپ چھوڑے ہوئے تھیں۔سفید نرم نازک کلائی سرخ ہو رہی تھی میسم گھبرا گیا۔چہرے کی سختی ایک لمحے میں ہوا ہوئی دل میں موجود محبت نے دماغ کو ایک جھانپڑ رسید کیا۔

پریشان سی صورت بنائے ادینہ کی کلائی کو تھاما اور نشانوں پر ایسے انگلیاں پھیریں جیسے ایسا کرنے سے شاید نشان ختم ہو جائیں۔

یہ نشان ایسے نہیں جائیں گے

ادینہ نے نم آنکھوں کو میسم کی آنکھوں میں گاڑا اور دھیرے سے کلائی کو چھڑایا۔اور تقریباً بھاگتی ہوئی اوپری زینہ عبور کیا۔دل اتنی قوت سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر نکل ائے گا۔

جب تک وہ اوپری منزل پر پہنچی لبوں پر نرم سی مسکراہٹ در ائی تھی۔ کمبخت محبت سہی سے غصہ بھی نہیں کرنے دے رہی تھی جب اتنی محبت ہے جناب کو تو شک کے خول سے باہر کیوں نہیں نکلتے۔اپنے کلائی پر موجود میسم کی انگلیوں کے نشان پر ہاتھ پھیرا۔

تف ہے مجھ پر میرے دل پر اس کی ساری حقیقت ساری ڈرامے بازی جانتے ہوئے بھی ابل ابل کر باہر کیوں آنے کی کوشش کرتا ہے۔

مس ادینہ شیراز آپکو سب ملے گا میرا نام میری شہرت پر میری محبت نہیں تب تمہیں احساس ہوگا دلوں سے کھیلنا اور پل بھر میں محبتیں تبدیل کرنا کیا ہوتا ہے۔چہرہ پھر سے سپاٹ ہو چکا تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

دوپہر کے دو بجے شور کی آواز سن کر اس کی آنکھ کھلی اور وہ باہر آیا تو باہر کا منظر ہی عجیب تھا بہت سے قریبی رشتہ دار اپنے چنگڑ پوٹوں(بال بچوں)سمیت گھر میں گھوم رہے تھے۔

برآمدے میں لگے تخت نما پلنگ پر محترمہ مسز ادینہ میسم ابٹن لگوا رہی

تھیں لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔دونوں بازو شہزادیوں کی طرح ساتھ بیٹھی لڑکیوں کے دے رکھے تھے جو رگڑ رگڑ کر ابٹن مل رہی تھیں اس کو ابھی اور گورا ہونا ہے کیا میسم نے آبرو چڑھائے حیرت سے ادینہ کی طرف دیکھا جو پیلے رنگ کے جوڑے میں دمک رہی تھی کل اس کا مایوں تھا اور آج رات مہندی تھی حزیفہ بھی پاس بیٹھا برابر ابٹن کو اپنے پھولے ہوئے گالوں پر مسل رہا تھا۔کل صبح مسوائے اس کے سب کی سپیشل عید تھی۔

میسم بھائی آپ بھی لگائیں ابٹن

حزیفہ نے دانت نکال کر میسم کی طرف ابٹن میں لت پتھ ہاتھ بڑھائے میسم نے بھنویں چڑھا کر کراہیت سے اس کے ہاتھوں کو دیکھا۔

تو رہنے دے میرے بھائی اور اگر لگانا ہی ہے تو یہ اپنی کالی گردن پر لگا نہ جہاں سالوں پرانی میل جمع ہے

میسم نے آگے بڑھ کر اس گردن پر زور کا تھپڑ رسید کیا ادینہ کے اردگرد بیٹھی ساری دوشیزائیں کھلکھلا اٹھیں جبکہ مسز ادینہ میسم بس

مسکراہٹ دبا کر ہی رہ گئیں۔

ایو۔۔۔ امی دیکھیں مار رہا ہے یہ

حزیفہ نے تکلیف سے چیخ کر رابعہ کو کہا جو عزرا کے ساتھ باتوں میں مصروف تھیں۔

بھوک سے بے حال ہوتا ہوا وہ کچن میں آیا تو اریبہ بڑے سے دیگچے میں چائے چڑھا کر کھڑی تھی میسم کو دیکھتے ہی نظریں چرائیں۔فہد اور اس کا راز کھلنے کے بعد وہ اب اس کے سامنے ائی تھی۔میسم کی شرارت کی رگ پھڑکی۔

بات سن ذرا

میسم نے گلا صاف کرتے ہوئے معنی خیز انداز میں کہا۔اریبہ کا چہرہ ایک دم سے پھیکا پڑا۔اففف یہ کہاں سے آ گیا۔اریبہ نے زبان دانتوں تلے دبائی فہد اسے پوری داستان سنا چکا تھا کہ میسم نے سارے پیغام پڑھ لیے ہیں۔

وہ چائے پیو گے سب پی رہے ہیں

اریبہ نے مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر خجل سی ہو کر گردن کھجائی جبکہ وہ تو سارے بدلے چکانے کے موڈ میں تھا۔

پی لوں گا پی لوں گا

میسم نے مسکراہٹ دبائی۔معنی خیز انداز میں الفاظ کو لمبا کھینچا۔

سنجیدہ ہو نہ فہد کے لیے

میسم کی بات پر اریبہ جو چولہے کی آگ بند کرنے کے لیے جھکی ہوئی تھی چونک کر اوپر دیکھا اور پھر خوف سے ارد گرد۔

ہمم ہوں

شرمندہ سی مدھم سی آواز میں جواب دیا۔میسم سخت چہرہ بنا کر کھڑا تھا۔

گڈ

میسم نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اور کچن کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگائی۔

ویسے دوست ہے میرا پر دماغ کا تھوڑا کسھکا سا ہے

میسم نے کان کھجاتے ہوئے سنجیدہ لہجہ اپنایا۔پر اب کی بار وہ اپنی مسکراہٹ نہیں چھپا سکا تھا۔اریبہ نے مسکراہٹ دبا کر دیکھا۔

تم سے بھی زیادہ؟

اریبہ کے دل میں جو ڈر تھا میسم کو لے کر کہ کیسا ردعمل ہو گا وہ میسم کی مسکراہٹ دیکھ کر جھٹ سے ختم ہوا۔اب وہ اپنے مخصوص انداز میں واپس آ چکی تھی۔

بدتمیز

میسم نے مصنوعی غصہ دکھایا۔

ہٹو میرے راستے سے چائے دینی سب کو

اریبہ نے رعب سے کہا۔میسم کا ناک پھول گیا۔

انتہائی کوئی بے شرم لڑکی ہو بتاتا ہوں پھپھو کو میں

منہ پر ہاتھ پھیرتا وہ سیدھا ہوا۔اریبہ فوراً سے ڈر کر سامنے ائی اور پیار

سے ٹرے آگے کی۔

میسم بھائی

شریں لہجہ اپنایا جس پر میسم نے قہقہ لگایا۔

ہاں ایسے ہی شاباش

میسم نے گردن اکڑائی جب کے اریبہ دانت پیس کر رہ گئی۔

چائے کے ساتھ وہ لڈو جو امی صرف مہمانوں کو ہی دے رہی ہیں وہ بھی چوری کر کے لاؤ میرے لیے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم نے حکمانہ انداز میں کہا۔

جی جی بھائی ضرور

اریبہ دانت پیستی ہوئی آگے بڑھی۔میسم مسکراہٹ دبا کر کمرے کی طرف بڑھا۔گھور کر ادینہ کی طرف دیکھا۔جو جھینپ گئی۔اس کے دیکھنے پر اور چہرہ گلابی ہوا۔

اوئے بس کرو بھئی کیا گندی سمل ہے اس کی

حزیفہ کی گردن پر پھر سے چپت لگائی جو اب ناک پھلا کر تیز تیز سانس لے رہا تھا جلدی سے اٹھا اور میسم کے منہ پر اپنے دونوں ابٹن والے ہاتھ رکھ دیے۔پھر کیا تھا زبردستی سب نے مل کر میسم کو ابٹن سے زرد کر دیا اور وہ رونے جیسا ہو گیا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

میڈیا والے پاگل ہو رہے تھے۔میسم پریشان حال سٹیج پر بیٹھا تھا۔ھال کھچا کھچ لوگوں سے بھرا ہوا تھا جس کے ایک طرف فہد لبوں پر مسکراہٹ سجائے موبائل پر جھکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بہت بہت بہت پیاری لگ رہی ہو

فہد نے مسکرا کر پیغام ٹائپ کیا اور پھر سے ایک بھرپور نظر اریبہ پر ڈالی جو گلابی رنگ کے جوڑے میں نک سک سے تیار ہوئی غضب ڈھا رہی تھی۔

پر تم ذرا نہیں اچھے لگ رہے ریڈ ٹائی لگانے کو کس نے کہا تھا

اریبہ نے شرارت سے مسکراہٹ دباتے ہوئے پیغام لکھا۔

میسم سامنے صوفے پر سیاہ کوٹ پینٹ پہنے بجلیاں گرا رہا تھا ادینہ ابھی برائیڈل روم میں ہی تھی۔جسے کچھ دیر تک لا کر میسم کے ساتھ بیٹھانا تھا۔

فہد کو بلایا عورتوں والے حصے میں میسم نے تھا لیکن وہ آ کر اپنے اہم کام میں لگ چکا تھا۔جس کو دیکھ دیکھ کر میسم اب غصے سے پہلو بدل رہا تھا۔

وہ۔۔وہ اچھی نہیں لگ رہی کیا

اریبہ کی ٹائی پر ناپسندیدگی پر فہد گڑبڑا گیا۔اور جوابی پیغام بھیجا۔

اریبہ:اوں ہوں بلکل نہیں

فہد:چینج کر کے اؤں

اریبہ:ارے ارے نہیں مزاق کر رہی تھی بہت اچھے لگ رہے ہو

فہد:تھینک یو

اریبہ:امی دیکھ رہی ہیں تمہیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فہد نے سٹپٹا کر گردن ارد گرد گھمائی۔اریبہ نے بے ساختہ لبوں پر ہاتھ رکھ کر قہقہ روکا اور میسج ٹائپ کیا۔

اریبہ:ہاہاہا مزاق تھا

میسم کی ہمت جواب دے گئی تھی خبیث بھرپور طریقے سے انجوائیمنٹ میں لگا ہوا ہے۔میسم نے دانت پیس کر سوچا۔

فہد۔۔۔فہد۔۔۔کم ہیر پلیز

میسم نے دور سے آواز لگائی انداز ایسا تھا جیسے کچا چبا جائے گا فہد کو۔پر مجبوراً میڈیا کی وجہ سے دانت نکالے۔

ہم برو

فہد نے آ کر بڑے انداز میں ٹائی درست کرتے ہوئے کہا۔میسم نے گھور کر دیکھا۔اب وہ اس کے پاس صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔

برو کے بچے میری یہاں جان پر بنی ہے اور تو اپنے انجوائیمنٹ میں لگا ہے

میسم نے دانت پیستے ہوئے کہا۔فہد نے شرمانے کے انداز میں کان کھجایا۔

میرے دادا کو نہیں جانتا تو تمہیں بھی پکڑ کر ادھر ہی زنج کر ڈالیں گے

میسم نے گھٹی سی آواز میں اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔جس پر اس کے گال لڑکیوں کی طرح گلابی ہوئے میسم نے افسوس بھری نظر اس پر ڈالی۔خبیث زیر لب دھرایا۔

ہائے کر ڈالیں یار

فہد نے دل پر ہاتھ رکھ کر اریبہ کو دیکھا جو اب کسی لڑکی سے باتیں کر رہی تھی۔

منحوس صرف اور صرف تیری خاطر آج ادھر پھنسا ہوں اور اوپر سے یہ میڈیا والے ان کو کیسے خبر ہو گئی مصیبت

میسم نے پریشانی سے ارد گرد دیکھا۔اور مصنوعی دانت نکالے پھر ٹائی کی ناٹ کو گھمایا جو گلے کا پھندا لگ رہی تھی لگتا تھا مراد احمد نے باندھتے

ہوئے کوئی بدلہ ہی لیا تھا۔وہ کوٹ پینٹ پہننے پر راضی نہیں تھا مراد احمد نے زبردستی نگرانی میں تیار کیا تھا اسے۔

محلے والے میری جان انھوں نے بات پھیلائی ہے

فہد نے دانت نکالے۔اور اردگرد موجود لوگوں کو دیکھا۔

اچھا چل منہ سیدھا کر بیں خراب ہو رہی تمھاری

فہد نے شرارت سے مسکراہٹ دبا کر چھیڑا۔میسم نے گھور کر دیکھا۔

بکواس نہ کر کوئی بیں نہیں لگائی میں نے

میسم نے ناک پھلایا۔جس پر فہد نے قہقہ لگایا۔

اواں میرا بچہ اتنا گورا

فہد کی چھیڑ خانی عروج پر تھی۔میسم کا منہ پھولا ہوا تھا۔

جھوٹ کسی اور سے بولیو

فہد نے آنکھوں کو سکیڑ کر میسم کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔

تم پلیز جاؤ یہاں سے

میسم نے دونوں ہاتھ باندھ کر سر کے قریب کیے۔اور وہ تو جیسے تیار بیٹھا تھا فوراً میسج ٹائپ کرتا ایک طرف چل دیا۔میسم نے افسوس سے دیکھا۔

بے غیرت خود غرض انسان۔۔

میسم دل مسوس کر رہ گیا۔سامنے نظر اٹھی اور پھر جھپکی نہیں وہ آج سے پہلے اتنی حسین کبھی نہ لگی تھی۔

ادینہ کو عزرا اور اریبہ دونوں اطراف سے پکڑ کر سٹیج کی طرف لا رہی تھیں۔گولڈن اور آف وائٹ ملاپ کا خوبصورت لہنگا پہنے خوبصورت روبی پرل لگے زیور سے مزین ہوئے سر جھکائے وہ مغلیہ دور کی شہزادی لگ رہی تھی۔

عام حالات میں وہ زیور بہت کم پہنتی تھی اس لیے آج کچھ الگ ہی رنگ و روپ تھا کہ سامنے بیٹھا میسم اس کے اس ماورائی حسن کو آنکھ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جھپکے بنا دیکھ رہا تھا۔اسکا اٹھتا ہر قدم دل پر جمی شک کی دیوار پر ضرب لگا رہا تھا۔

دل کی دنیا کی ملکہ آج حقیقت میں بھی ملکہ ہی بن کر سامنے سے آرہی تھی تو یوں مجسم ہو جانا اچھنبے کی بات نہ تھی۔

پاس کھڑے جواد احمد نے اسے بازو سے پکڑ کر ہلایا تو جیسے ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔آس پاس کھڑے رشتہ دار اس کی حالت سے لطف اندوز ہوتے کھی کھی کر اٹھے۔میسم تھوڑا شرمندہ سا ہوتا ہوا اٹھا۔

میسم نے اٹھ کر ہاتھ آگے بڑھایا جس پر اریبہ نے اٹھا کر ادینہ کے ہاتھ کو اس کی ہتھیلی پر رکھا۔

حالت اس لمحے ویسے ہی غیر ہو رہی تھی جیسے ہی برائیڈل روم سے ھال میں داخل ہوئی تو سامنے جناب سیاہ سوٹ میں ملبوس بے زار سی صورت بنائے جلوہ گر تھے۔دل نے تو وہیں سے لرزنا شروع کر دیا تھا رہی سہی کثر اب جناب کے ہاتھ کے لمس نے پوری کی تھی اب تو سارا بدن لرزنے لگا تھا۔

ادینہ گہری لرزتی پلکوں سمیت آہستہ سے اوپر ائی اور پھر اسے میسم کے پہلو میں بیٹھا دیا گیا۔

عجیب ہی لمحہ تھا اور عجیب ہی طاقت تھی نکاح کے اس دو بول میں کہ ساتھ بیٹھا میسم آج اسے اپنا سب کچھ لگ رہا تھا۔وہ دنیا کا خوبصورت ترین مرد نا ہوتے ہوئے بھی آج اسے پوری کائنات سے زیادہ عزیز تر تھا۔

مختلف رسومات کی ادائیگی کے بعد وہ رخصت ہو کر اسی گھر میں ائی تھی جہاں ہمیشہ سے رہی تھی فرق صرف اتنا تھا کمرہ بدل گیا تھا آج وہ پورے حق سے میسم کے کمرے میں موجود بیڈ پر براجمان تھی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

دروازہ کھلنے کی آواز پر پلکوں پر پھر سے کسی نے پتھر دھر دیے تھے اس لیے گالوں پر لرزنے لگی تھیں۔مردانہ کلون کی خوشبو ایک پل میں ہی پورے کمرے کو مہکانے لگی تھی۔

آدھ گھنٹہ سب سے چھپ کر چھت پر بیٹھا وہ دل کو ہر طرح سے قابو

میں کیسے اب کمرے میں آیا تھا۔

واہ کیا زبردست اداکارہ ہیں محترمہ سامنے پلکیں گرائے بیٹھی ادینہ کی طرف دیکھ کر میسم نے ایک آبرو اوپر اٹھا کر سوچا۔اس دن کہہ رہی تھی میں نے صرف نانا ابو کی وجہ سے شادی کی ہے اور اب پوری طرح مشرقی دلہن بنی بیٹھی میرا انتظار کر رہی ہے۔

ٹائی کی ناٹ ڈھیلی تھی جس کی وجہ سے وہ گلے میں جھول رہی تھی بازو میں فولڈ کر کے ڈالے ہوئے کوٹ کو آہستہ سے ایک طرف صوفے پر رکھ کر وہ اب الماری کی طرف بڑھ گیا۔

ادینہ نے چور سی نظر میسم پر ڈالی سپاٹ چہرہ بنائے الماری میں سے کپڑے نکال رہا تھا۔جیسے ہی وہ مڑا ادینہ نے فوراً پلکیں پھر سے گرائیں۔

ٹھک سے باتھ روم کا دروازہ بجنے کی آواز پر ادینہ نے پھر سے پلکیں اٹھائیں اٹکی سانس کو بحال کیا۔خوشبو کتنی پیاری تھی باہر کا کوئی کلون لگ رہا تھا شاید ادینہ نے گہری سانس لی خوشبو ناک سے گھستی دل میں جزب ہوئی۔ادینہ نے مسکراتے ہوئے آنکھیں موندی۔

باتھ روم کے دروازے کی چٹخنی کے نیچے ہونے کی آواز پر تیزی سے پلکیں پھر سے گرائیں۔

بیٹھی رہو ایسے ہی یعنی کے فل پیکج چاہیے میڈم کو۔میسم نے ڈھیلی سی شرٹ کے نیچے ٹراؤزر پہنا ہوا تھا۔

افف دل پوری رفتار سے دھڑکا وہ بیڈ کی طرف آ رہا تھا۔ادینہ کے سارے جسم میں میٹھی سی سوئیاں چبھ گئیں۔پر یہ کیا وہ جھکا تکیہ اٹھایا اور اب صوفے کی طرف جا رہا تھا۔ادینہ نے چونک کر نظریں اٹھائیں اور حیرت سے دیکھا۔

جناب ڈھیلے ڈھالے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس اب صوفے پر آنکھیں موندے لیٹے تھے۔

یعنی کہ کوئی بات نہیں کریں گے۔ادینہ نے روہانسی صورت بنا کر دیکھا۔

افف تم کتنی حسین لگ رہی ہو۔ادینہ مار ڈالو گی میسم کو آج۔مارنے کا ارادہ ہے کیا دولہا بھائی کو۔میسم تو گیا آج کام سے یہ وہ سارے فقرے

تھے جو شام سے اس کے کانوں میں پڑ رہے تھے اور رزلٹ صفر سرتاج جی بنا کوئی تعریفی کلمات کہے بنا کوئی منہ دکھائی دیے صوفے پر ڈھیر تھے۔

تزلیل کے احساس سے چہرہ سرخ ہوا۔سمجھتا کیا ہے خود کو غصے سے اٹھی تیز تیز قدم اٹھاتی صوفے کے پاس ائی۔

ایک کشن کو گود میں رکھے اور پرسکون انداز میں آنکھیں موندے ایسے لیٹا ہوا تھا جیسے اس کے علاوہ اور کوئی نفس کمرے میں موجود ہی نہ ہو۔

وہ سر پر کھڑی ہے اسے محسوس ہو رہا تھا۔اب پھر سے وہی جھوٹ کا پلندہ کھول لے گی میسم میں بہت محبت کرتی ہوں آپ سے میسم یہ میسم وہ ہنن۔۔۔۔

میسم ذہنی طور پر خود کو تیار کر چکا تھا۔چہرے پر اور سنجیدگی طاری کی۔

ادینہ نے اسکے گود میں پڑے کشن کو جھٹکے سے کھینچا اور پوری قوت سے کھینچ کر میسم کے چہرے پر دے مارا

اوچھ۔۔۔۔

اچھل کر سیدھا ہوا جبکہ وہ تو دونوں ہاتھوں سے لہنگا سنبھالتی اب واش روم کی طرف جا رہی تھی۔ایک لمحے کے لیے تو سمجھ نہیں آیا کہ آخر ہوا کیا ہے پھر باتھ روم کا دروازہ دھماکے سے بند ہوا۔

اکڑ کس چیز کی دکھا رہی ہے۔میسم نے کشن کو پھر سے گود میں رکھا اور گھور کر واش روم کے بند دروازے کی طرف دیکھا۔

اُفف بہت زور سے لگا تھا کشن میسم نے چہرے پر ہاتھ پھیرا جہاں جلن کا اثر ابھی بھی تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سادہ سے جوڑے میں دھلے چہرے کے ساتھ باہر ائی میسم کی کھلی گھورتی آنکھوں سے لاپرواہی برتتی آرام سے بیڈ پر جاکر لیٹی اور گردن تک چادر کو تان لیا۔

خود کو سمجھتا کیا ہے۔آخر دماغ میں چل کیا رہا ہے۔

اوہ کہیں بچپن کی نفرت ابھی تک گئی ہی نہ ہو جناب کے دل سے اور

اب ساری زندگی نہیں نہیں۔۔۔

سر کو جھٹکا افف یہ روشان کا شک کہاں سے گھسا ہے اس کے دماغ میں جھنجلا کر بازو کو سر پر رکھا۔

اتنا لمبا تھا وہ ٹانگیں ساری صوفے سے نیچے لٹک رہی تھیں۔کیسے سوئں گا ساری رات ایسے۔صوفے پر اے سی کی ہوا بھی کم لگ رہی تھی۔اس کو تو تیز اے سی کی ہوا کے بلکل نیچے لیٹنے کی عادت تھی جو یہاں ایک طرف لگے صوفے پر تو بلکل نہیں آ رہی تھی۔ایک آنکھ کھول کر چور سے نظر سے ادینہ کی طرف دیکھا پھر گھڑی کی طرف رات کا ایک بج رہا تھا۔

افف بہت وقت پڑا ابھی زور سے سر تکیے پر دے مارا۔

توبہ اے سی اتنی سپیڈ میں چلا رکھا ہے ادینہ نے آنکھوں پر سے بازو کو اٹھایا۔اس کو تو اتنے تیز اے سی میں سونے کی عادت ہی نہیں تھی اوپر سے اے سی کی ہوا کا رخ سیدھا بیڈ پر تھا۔چادر کو تھوڑا سا اور لپیٹا پر بے سدھ تھا سب ہوا جسم کے اندر گھس رہی تھی۔وہ جھنجلا کر اٹھی۔

ایک نظر میسم پر ڈالی جناب بڑے مزے سے اپنی والی چادر کو ٹانگ کے نیچے دبے لیٹے ہوئے تھے۔ارد گرد نظر دواڑی بیڈ کے سائیڈ میز پر پڑے اے سی کے ریموٹ کو اٹھایا۔

یہ کیا کر رہی ہو؟

میسم نے اے سی کی بیپ کی آواز پر آنکھیں کھولیں جنہیں زبردستی موندے لیٹا ہوا تھا۔ادینہ بیڈ پر کھڑی اے سی کا ریموٹ ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھی۔اور بٹن پریس کرتے ہوئے اس کی رفتار کو کم کر رہی تھی۔

اے سی کم کر رہی ہوں سردی لگ رہی ہے

سپاٹ لہجے میں مختصر جواب دیا۔تب سے چپ کی گولی کھا رکھی تھی تو اب کیوں مرچیں لگی ہیں ادینہ نے دانت پیس کر سوچا۔

کیوں بھئی مجھے گرمی لگ رہی ہے

میسم نے ماتھے پر شکن ڈالے۔ادینہ نے آنکھیں سکیڑ کر گردن گھمائی۔

تو اپنے والی چادر بھی مجھے دے دیں

میسم کی چادر کی طرف دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجہ اپنایا۔

کیوں؟

میسم اٹھ کر پاس آیا اور ریموٹ ادینہ کے ہاتھ سے جھٹکے کے انداز میں چھینا۔پھر ایک نظر اس پر ڈالی اب وہ بچوں کی طرح مسکین شکل بنائے کھڑی تھی۔گھنے بال دونوں شانوں پر بکھرے ہوئے تھے کاجل اچھے سے آنکھوں سے نکلا نہیں تھا۔میسم نے فوراً مچلتے دل کو سرزنش کیا۔اور نظریں چرائیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھا ایک کام کرو تم صوفے پر چلی جاؤ وہاں ٹھنڈک کم ہے میں بیڈ پر لیٹ جاتا ہوں

نظریں چراتے ہوئے نرم سے لہجے میں کہا۔مقصد پیچھے اپنا الو بھی سیدھا کرنا تھا۔ادینہ نے ایک نظر صوفے پر ڈالی اور پھر غصے سے میسم کی طرف دیکھا۔

میں کیوں جاؤں وہاں

کمر پر ہاتھ رکھ کر سر ہلاتے ہوئے کہا وہ ہنوز اسی انداز میں ابھی تک بیڈ پر کھڑی تھی۔

مسئلہ کیا ہے تمھارا کچھ بھی نہیں مان رہی

میسم نے ماتھے پر بل ڈال کر رعب سے کہا۔اور وہاں تو اس کے رعب کا کوئی اثر ہی نہیں تھا۔

اے سی تھوڑا سا کم کر دیتے ہیں دونوں بیڈ پر لیٹ جاتے ہیں

ادینہ تھوڑا سا پیچھے ہوئی اور اپنی جگہ پر بیٹھی۔میسم گڑ بڑا سا گیا۔

ن۔۔۔نہیں

ادینہ کی بات پر سو واٹ کا جھٹکا لگا تھا۔ادینہ نے روہانسی صورت بنا کر دیکھا۔میسم نے پرسوچ انداز میں کمرے کا جائزہ لیا۔

اچھا تو پھر تم دوسری طرف سر کرو میں اس طرف

میسم نے سینے پر ہاتھ باندھ کر اشارے سے سونے کا رخ بتایا۔ادینہ نے منہ کھول کر حیرت سے دیکھا مسئلہ کیا ہے اس کو آنکھوں کو سکوڑا یہ

دوری بنا کر ثابت کیا کرنا چاہتا غصہ ہی تو آ رہا تھا میسم کی حرکتوں پر۔

کیوں تمھارے پاؤں کی طرف چہرہ کروں

ادینہ نے نگواری سے ناک چڑھائی۔

تو میرا بھی مہرانی جی کے پاؤں کی طرف ہی ہوگا ایسے سونا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں جا رہا ہوں صوفے پر اور اے سی بھی کم نہیں ہوگا

میسم نے رعب سے کہہ کر صوفے کی طرف قدم بڑھائے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھیک ہے

ادینہ نے خفگی سے منہ پھلایا اور تکیہ زور سے بیڈ کی دوسری طرف پھینکا۔میسم نے اے سی کی رفتار کو کم کیا خود پر اس کی سمت سیٹ کی کمرے کی مین لائیٹ بند کی جبکہ ایک طرف چھت پر لگا چھوٹا سا بلب کمرے میں مدھم سی روشنی کیے ہوئے تھا۔ادینہ کے پاؤں کی طرف تکیہ درست کیا اور لیٹ گیا۔

کیوں ایسا کر رہے ہو میسم ادینہ نے مخالف سمت میں رخ بدلہ۔دل میں

گھٹن سی ہوئی۔کیا ہے میسم آپکو کس بات کا بدلہ ہے یہ کہ زندگی کی اتنی حسین رات اور ہم ایسے ایک دوسرے سے بے رخی برت رہے ہیں۔

اتنی تھکاوٹ کے باوجود نیند آنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔اچانک ذہن میں آنے والے خیال کے زیر اثر لبوں پر شریر سی مسکراہٹ ابھری آہستگی سے سیدھی ہو کر کن اکھیوں سے میسم کی طرف دیکھا وہ بھی بلکل اُسی انداز میں اس کی طرف پشت کیے ہوئے تھا۔ادینہ نے دھیرے سے پاؤں اٹھا کر مسکراہٹ دباتے ہوئے زور سے میسم کے سر پر دے مارا۔

آہ ادینہ

پاؤں شاید ناک پر لگا تھا۔وہ اچھل کر اٹھ بیٹھا۔

کیا ہوا

ادینہ نے معصومیت سے آنکھیں جھپکائیں۔وہ ناک پر ہاتھ رکھے بیٹھا تھا۔

ناک پھوڑ ڈالا پوچھ رہی ہو کیا ہوا

میسم نے چیخنے کے انداز میں کہا۔وہ اب ہاتھ سے ناک کو سہلا رہا تھا۔

اوہ سوری پتہ نہیں چلا رات کو ایسے اکثر ٹانگیں مارتی ہوں میں

بلا کی معصومیت چہرے پر طاری کرتے ہوئے مسکراہٹ کو چہرے پر امڈ آنے سے روکا۔

چلو سیدھی لیٹو پھر

میسم نے دانت پیستے ہوئے انگلی سے اپنی طرف کا اشارہ کیا۔گدھی نکلی یہ تو دل میں دانت پیستے ہوئے سوچا اور غصے سے ادینہ کو دیکھا ادینہ نے دانت نکالے اور جلدی سے تکیہ اٹھا کر میسم کے تکیے کے ساتھ رکھا۔

ہاں تو یہی کہہ رہی تھی میں تب بھی

اس کے بلکل برابر لیٹ کر پرجوش انداز میں کہا۔میسم کے جسم سے اٹھنے والی خوشبو نے دھڑکنوں کی رفتار بڑھا دی تھی اور گال تپنے لگے تھے۔

پھر سے وہی کرنٹ پورے جسم میں دوڑ گیا تھا۔ساتھ لیٹنے کو کہا تھا وہ

تو اتنا پاس لیٹ گئی۔

سنو دور ہو کر تھوڑا سا

میسم نے اس کے تکیے کو ہاتھ سے دوسری طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔چہرہ جزبات کے ضبط کی عکاسی کر رہا تھا۔

نیچے گر جاؤں کیا؟

ادینہ نے میسم کی حالت سے محظوظ ہوتے ہوئے مصنوعی خفگی دکھائی۔پتا نہیں کیوں تنگ کرنے میں مزہ آنے لگا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اتنی جگہ ہے دیکھو تو

میسم نے ہاتھ کے اشارے سے ادینہ کے پہلو میں موجود جگہ کی طرف اس کی توجہ دلائی۔

درمیان میں ہو کر سونے کی عادت ہے مجھے

ادینہ نے گردن پر بکھرے بالوں کو جھٹکا دیا بال ہوا میں اچھل کر تکیے پر بکھرے۔مدھم سی روشنی میں بھی اس کی رنگت دمک رہی تھی۔

افففف دل کی دغا بازی شروع ہونے والی تھی میسم نے جلدی سے رخ موڑا اور چادر منہ تک تان لی۔کیا مصیبت ہے میسم کو خود پر ہی غصہ آ رہا تھا۔ہر بات مان رہا ہوں اس کی۔دل اور دماغ ایک دوسرے کے ساتھ کشتی لڑنا شروع ہو چکے تھے نیند کس کمبخت کو آنی تھی اس حالت میں۔

چادر دھیرے سے اس پر سے سرک رہی تھی۔ادینہ اب اس کی چادر کو کھینچ رہی تھی۔

چادر کیوں کھینچ رہی ہو اب

میسم نے دانت پیستے ہوئے غصے سے رخ اس کی طرف موڑا دونوں کا سر ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

سردی لگ رہی ہے

ادینہ نے بچارگی سے کہا۔اسے واقعی میں سردی لگ رہی تھی۔

افففف کیا مصیبت ہے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم نے زور سے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔تیزی سے اٹھا ننگے پاؤں چلتا ہوا الماری کے پاس پہنچا۔اور پھر اپنی ایک عدد شرٹ ہاتھ میں پکڑے ہوئے واپس آیا۔

یہ کیا ہے

ادینہ نے حیرت سے دیکھا۔

پہنو اس کو

شرٹ ادینہ کے طرف بڑھائی۔ادینہ نے سوالیہ سے انداز میں میسم کی طرف دیکھا۔

پہنو اسے

میسم نے رعب سے کہا۔ادینہ نے جھٹکے سے شرٹ پکڑ کر پہنی۔

گڈ پیچھے ہو تھوڑا سا اب

ہاتھ کے اشارے سے ناک چڑھاتے ہوئے اسے پیچھے ہونے کا کہا۔ادینہ نے گھور کر دیکھا۔بدتمیز سمجھتا کیا ہے خود کو۔

اب مجھے سونا ہے سمجھی

انگلی اس کے چہرے کے بلکل سامنے کھڑی کرتے ہوئے غصے سے کہا

ادینہ کا چہرہ سرخ ہوا۔

مجھے بھی

غصے سے سر کو تکیے پر مار کر رخ موڑا اور زور سے آنکھیں بند کیں

شرٹ سے اٹھتی بھینی بھینی سی خوشبو اور گرماہٹ میں واقعی کب نیند

ائی پتہ بھی نہ چلا۔

کندھے پر پھر سے کچھ نرم سا وزن محسوس ہوا تو میسم نے دانت پیستے

ہوئے رخ بدلہ اور پھر جیسے لمحہ تھم گیا وہ سو رہی تھی

اپنے ہوش ربا حسن کے جلوے بکھیرتے ہوئے وہ ہر چیز سے بے خبر

تھی۔میسم نے دھیرے سے اس کے بازو کو خود پر سے ہٹایا۔

اپنے بازو کو اپنے سر کے نیچے دے کر غور سے اس کے معصوم چہرے

کو دیکھا۔دل میں کتنی ہی خواہشیں سر اٹھانے لگی تھیں

اس کے چہرے کے ہر نقش کو چھو لینے کی خواہش۔فوراً سیدھا ہو کر سر کو تکیے پر زور سے مارا۔تکیہ اٹھایا اور پھر سے صوفے پر جا کر ڈھیر ہو گیا۔چار بج رہے تھے۔اور پھر جس صوفے پر دو گھنٹے پہلے نیند آنے کا تصور محال تھا وہ وہیں سو گیا تھا۔

☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬

اؤ اؤ ادھر بیٹھو

احمد میاں نے دروازے پر کھڑے میسم کو ہاتھ کے اشارے سے پاس بلایا۔وہ اپنے بیڈ پر بیٹھے تھے اور پہلو میں وہ نارنجی پیچ رنگ کے کام سے بھرے جوڑے میں سجی سنوری بیٹھی تھی ولیمے کی تقریب کے بعد وہ لوگ ابھی کچھ دیر پہلے ہی گھر پہنچے تھے۔

جی

میسم معدب انداز میں سر کو جھکائے ان کے قریب آیا۔احمد میاں نے ہاتھ کا اشارہ اپنے پہلو کی طرف کیا۔وہ اب ان کے دوسرے بازو کی طرف بیٹھ چکا تھا۔ادینہ پر ایک نظر ڈالی جو لاڈلی بنی بیٹھی فتح کا جھنڈا

لہرا رہی تھی۔

سب کچھ جیت لو گی پر میری محبت نہیں۔میسم نے گھور کر دیکھا۔جس پر اس نے ناک چڑھائی۔

خوش ہوں بہت اپنی زندگی میں اپنی اولاد کی خوشی دیکھ لی میں نے

احمد میاں نے مسکرا کر کپکپاتی آواز میں کہا اور پھر میسم کی طرف دیکھا۔

تجھے کرکٹ کھیلنے کی اجازت دی اس کے صدقے

انہوں نے میسم کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔میسم نے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔اس کی صدقے ہی سب ملا ہے۔میسم نے دانت پیسے۔

جی

معدب انداز میں جی کہتے ہوئے گردن اور جھکا دی۔احمد میاں نے ادینہ کو بازو سے پکڑ کر ساتھ لگایا۔

یہ جب چھوٹی سی تھی تو عزرا ایک دن میرے پاس بیٹھی رو دی کہتی ابا جی اللہ نے کوئی بیٹا بھی نہ دیا چلو ایک بیٹا ہوتا اور ایک بیٹی

احمد میاں نقاہت سی کانپتی آواز میں بول رہے تھے اور وہ دونوں ہمہ تن گوش تھے۔میسم نے آج گرے چیک میں تھری پیس سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا جس میں وہ آج کل سے بھی زیادہ خوبرو لگ رہا تھا۔ادینہ نے چور سی نظر ڈالی

تو پاس کھڑا تھا اور یہ میری گود میں تھی

احمد میاں نے گردن گھما کر میسم کی طرف دیکھا۔میسم نے جلدی سے مسکراہٹ کا لبل سجایا۔

میں نے تیرا ہاتھ پکڑا ایسے

انہوں نے اپنے کپکپاتے ہاتھوں سے میسم کے ہاتھ کو تھاما۔

اور ایسے اس کے ہاتھ میں دے دیا

ادینہ کے ہاتھ کو اٹھا کر میسم کے ہاتھ پر رکھا۔دونوں نے ایک ساتھ

ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔دل کی دھڑکن کے تار دونوں طرف برابر بج اٹھے تھے۔

پھر میں نے عزرا سے کہا یہ ہے تیرا بیٹا آج سے

احمد میاں نے میسم کے ہاتھ کو بند کیا اور دباؤ ڈالا۔ادینہ جھینپ گئی۔ہاتھ کے لمس سے میٹھا سا کرنٹ پورے وجود میں سرائیت کر رہا تھا۔

جی

میسم نے معدب انداز میں سر ہلایا۔احمد میاں کا ہاتھ اب دونوں کے ہاتھوں پر تھا۔میسم کے ہاتھ کی گرمی جیسے ہتھیلی میں جزب ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔شادی کے بعد یہ پہلا لمس تھا جس سے اس نے نوازہ تھا اور اس میں بھی جناب کی خواہش کہاں شامل تھی یہ تو بس نانا ابو نے ہی۔۔۔ادینہ نے دل میں اٹھتی ٹیس کو دبایا۔

تو کیا تو میرے کہے قول کا پاس رکھے گا

احمد میاں نے میسم کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔میسم نے سر کو

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آہستگی سے ہلایا۔نازک سے ہاتھ کی نرماہٹ جیسے دل کو گدگدانے لگی تھی۔بے ساختہ ایک نظر سامنے بیٹھی ادینہ پر ڈالی وہ اب نظریں جھکائے احمد میاں کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔پلکیں گالوں پر لرز رہی تھیں۔

جوڑے کا رنگ چہرے پر عکس چھوڑے ہوئے تھا۔پیچ رنگ میں اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔آج کل کی نسبت زیور ہلکا تھا سلور گولڈ کی چھوٹی سی بندیا ماتھے پر دمک رہی تھی۔وہ بلا کی حسین تھی۔

جی دادا ابو

میسم نے مچلتے دل کو سرزنش کیا جو اس کے حسن کے بچھائے ہوئے جادوئی جال میں الجھتا جا رہا تھا۔ذہن کو بری طرح جھٹکا۔بہت بڑی ڈرامہ ہے۔دماغ نے دل کے کان میں سرگوشی کی جو بغاوت پر اتر رہا تھا۔

خوش رہو دونوں شاد آباد رہو

اب احمد میاں دونوں کو ساتھ لگائے ہوئے تھے۔ایک دفعہ ادینہ کے سر پر بوسہ دیا اور پھر میسم کے سر پر۔

میسم نے دھیرے سے ہاتھ کو کھینچا اور کان کھجاتا ہوا سیدھا ہوا۔یوں لگ رہا تھا مزید اگر کچھ دیر اور ہاتھ اس کے ہاتھ میں رہا تو دل پوری طرح باغی ہو کر دماغ کے خلاف جنگ کا کھلا علان کردے گا اور دل کی جیت مطلب ادینہ کی جیت

نانا ابو جاؤں میں تھک گئ ہوں

ادینہ نے دھیرے سے احمد میاں کے سینے پر سے سر اٹھاتے ہوئے اجازت طلب انداز اپنایا۔

ہاں ہاں میسم لے جاؤ بیٹا اسکو

احمد میاں نے مسکراتے ہوئے میسم کی طرف اشارہ کیا۔میسم نے بھنویں اچکا کر ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو خود جائے میں کیا گود میں لے جاؤں گا۔ادینہ احمد میاں کی بات کو سُنی ان سنی کرتی میسم کو نظر انداز کرتی ویسے ہی اسے بیٹھا چھوڑ کر باہر نکل گئ۔

آج ولیمے کی پوری تقریب میں صرف فوٹو شوٹ کے وقت وہ ساتھ آیا

تھا اس کے بعد ایک دفعہ بھی سٹیج پر آ کر اس کے ساتھ نہیں بیٹھا تھا۔

وہ آج چپ چپ سی تھی یہ بات عزرا کے ساتھ ساتھ پتا نہیں اور کس کس نے نوٹ کی تھی اور اب بھی اس کے ہاتھ کھینچنے پر دل بری طرح بھر آیا تھا۔آنسوؤں کو چھپاتی تیزی سے کمرے میں ائی تو سامنے بیٹھی رابعہ کو دیکھ کر گڑبڑا سی گئی۔وہ شاید اسی کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔

ادینہ ادھر میرے پاس اؤ

رابعہ نے اپنے ساتھ صوفے پر ہاتھ کا اشارہ کیا۔ادینہ دھیرے سے چلتے ہوئے اب ان کے برابر میں بیٹھ چکی تھی جبکہ وہ مسلسل اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھیں گو کے نظر بہت نرم سی تھی پر بہت کھوجتی سی تھی۔

ادینہ یہ جو مرد ذات ہے نہ اپنے جزبات پر قابو پانے میں بہت ماہر ہوتا ہے

رابعہ نے دھیرے سے اس کے نرم سے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

ہماری طرح نہیں ہوتے

دوسرے ہاتھ سے اسکے ہاتھ کو تھپکتے ہوئے وہ سر جھکائے بیٹھی ادینہ کو سمجھا رہی تھیں۔ادینہ نے سر کو اور جھکایا۔جانتی تھی وہ بھی ان سب میں سے ایک ہیں جو آج اس کے چہرے پر سے اس کی رات کی کہانی پڑھنے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔

لیکن میری جان بیوی کی محبت چاہت اپنائیت میں بہت طاقت ہوتی ہے میٹھے سے لہجے میں بولتی ہوئی وہ اسکے سر کو اپنے کندھے کے ساتھ لگا چکی تھیں کتنی اپنائیت تھی انکے انداز میں وہ بچپن سے ہی اس سے ایسی ہی محبت کرتی تھیں وہ اکثر انکے اس والہانہ پن پر پریشان بھی ہوجایا کرتی تھی۔

میں نہیں جانتی وہ کیوں ایسا کررہا ہے لیکن اتنا جانتی ہوں کسی اور لڑکی کا کوئی چکر نہیں بس اس رشتے کو قبول نہیں کر پارہا ہے ابھی ساتھ رہے ہو نہ تم لوگ ہمیشہ تو شاید بہنوں کی طرح سمجھتا رہا ہو

رابعہ اب اس کے سر کو ہلکے ہلکے سے تھپک رہی تھیں۔ادینہ کے دل میں ٹیس اٹھی تھی۔

ممانی آپکو کیا بتاؤں کہ کیا ہے آپکے لاڈلے کے دل میں

ادینہ نے دھیرے سے پلکوں کو بند کیا۔وہ بول رہی تھیں۔

تمہیں اس کے دل میں جگہ بنانی ہے ہمت سے کام لینا ہے تمھارا شوہر ہے تمھارا حق ہے اس پر تم چاہو تو اس کے دل کی ملکہ بن سکتی ہو اور تم چاہو تو اس کے پاؤں کی جوتی بھی نہ رہو

وہ اتنی محبت سے سمجھا رہی تھیں کہ ہر بات ادینہ کے دل میں موجود ناراضگی کو دھو رہی تھی۔

لیکن شوہر کے دل میں اپنا مقام اپنی جگہ بنانے کے لیے محبت اور توجہ میں اُسی کی پہل کا انتظار کرنے والی لڑکیاں اپنی انا میں بہت کچھ کھو دیتی ہیں

رابعہ نے دھیرے سے اسے سیدھا کیا اور اس کے چہرے کو اپنے دونوں

ہاتھوں میں لے کر کہا۔

مجھے امید ہے تم میری بات سمجھ رہی ہو گی۔

تھوڑا سا نیچے ہوکر اسکی جھکی پلکوں سے سوال کیا۔ادینہ نے پلکیں اٹھائیں اور لب بھینچے سر کو دھیرے سے ہلایا۔

اور یہ کمبل

رابعہ نے مسکرا کر گردن گھمائی لبوں پر شریر سی مسکراہٹ در ائی۔

کچھ دیر پہلے آیا تھا میرے پاس کہہ رہا تھا ادینہ کو سردی لگتی رہتی رہی کل رات تو مما بلنکیٹ دے دیں

رابعہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے آنکھوں سے بیڈ پر پڑے سنگل کمبل کی طرف اشارہ کیا۔ادینہ نے نظروں کا تعاقب کیا بیڈ پر براؤن رنگ کا سنگل کمبل پڑا تھا۔دل عجیب طرح سے دھڑکنے لگا۔

مطلب پرواہ ہے بس محبت بھی پیدا کرلو اور آج جیسے اداس سا چہرہ تھا تمھارا ایسا پھر نہ دیکھوں میں عزرا بھی پریشان سی تھی

رابعہ نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ادینہ نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا ان کی باتوں سے دل کو حوصلہ ہوا تھا۔

جی

مدھم سی آواز میں کہتے ہوئے سر کو مزید جھکایا۔

اور اسکے کان بھی کھینچنے کو کہا ہے میں نے تمھارے ماموں سے

رابعہ نے شرارت سے ادینہ کے چہرے کو اوپر کیا۔

اور کبھی بھی تنگ کرے اپنی امی کے بجائے مجھے بتاؤ گی تم

وہ مسکرا رہی تھیں آنکھوں میں بے پناہ محبت تھی ادینہ جھٹکے سے رابعہ کے گلے لگی۔

اچھا ابھی ریسٹ کرو اور میری باتوں پر غور کرنا

کچھ دیر اس کی پیٹھ تھپکنے کے بعد وہ آہستگی سے کہتی ہوئی اٹھیں اور باہر چلی گئیں پر ادینہ کے لبوں پر مسکراہٹ چھوڑ گئیں۔

کپڑے بدل کر بیڈ پر لیٹے وہ میسم کا انتظار ہی کرتی رہ گئی۔پر کل رات

دیر سے سونے اور آج سارے دن کی تھکاوٹ کے باعث کب نیند ائی پتا ہی نہ چلا اور وہ کب کمرے میں آیا ساتھ آکر لیٹا اسکی بھی خبر نہیں ہوئی۔

ناشتہ کرنے کے بعد وہ اب جوس کا مگ ہاتھ میں تھامے بیٹھا تھا۔آج عید کے تیسرے روز دور سے ائے ہوئے بھی سب رشتہ دار واپس جا چکے تھے۔سب گھر والے ایک ساتھ ٹی وی لاونج میں بیٹھے تھے جہاں زور و شور سے ہر نیوز چینل پر میسم کی شادی کی خبر چل رہی تھی۔ اریبہ اور حزیفہ کا تو جوش سے برا حال تھا۔البتہ مراد احمد سپاٹ چہرہ لیے ہی بیٹھے تھے۔

پھر سے وہی محسوسات دل ہلکے سے ردھم پر تھرکنے لگا دماغ نے گھور کر دل کو دیکھا اور میسم نے جھنجلا کر سامنے صوفے پر بیٹھی ادینہ کی طرف جو مسلسل اسے محبت پاش نظروں دیکھے ہی جا رہی تھی۔ناشتہ کرتے ہوئے تو ایک دو بار اسے لگا ویسے ہی دیکھ رہی ہے لیکن اب تو

مسلسل اس کی نظروں کی تپش محسوس ہو رہی تھی۔جو اندر توڑ پھوڑ کر رہی تھی۔

وہ جب سو کر اٹھا تو وہ کمرے میں موجود نہیں تھی۔اور جب باہر آیا تو محترمہ ہلکے سے پریٹ گرین رنگ کے جوڑے کو زیب تن کیے ہلکے سے میک اپ سے چہرے کو چار چاند لگائے مراد احمد اور رابعہ کی لاڈلی بنی ان کے درمیان میں براجمان تھی اور پھر اکٹھے ناشتہ کرتے ہوئے اور اب جوس پیتے ہوئے وہ مسلسل بے شرمی سے اسے تاڑنے میں مصروف تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ کے آج مسلسل یوں دیکھنے پر احساس ہوا کہ جب لڑکے مسلسل کسی لڑکی کو تاڑتے ہوں گے تو اس کی کیا حالت ہوتی ہو گی۔باز ہی نہیں آ رہی تھی وہ۔کیا کروں۔میسم نے ارد گرد دیکھ کر لاپرواہی برتتی پر بے سود اس کی نظر ابھی بھی خود پر محسوس ہو رہی تھی۔

میسم نے ماتھے پر بل ڈالے گھور کر دیکھا تو ادینہ نے شرارت سے ایک آنکھ کا کونہ دبا دیا۔

ایسا جھٹکا لگا کہ جوس چھلک گیا اور وہ اب ارد گرد چور نظروں سے دیکھتی ہوئی منہ پر ہاتھ رکھے ہنس رہی تھی۔

اسے کیا ہوگیا ہے آج جو ایسے خطرناک وار کررہی ہے۔میسم نے بمشکل دھڑکتے دل کو پٹڑی پر سیٹ کیا۔جوس کا مگ ایک طرف رکھا اور موبائل پر پیغام لکھا۔

مسئلہ کیا ہے تمھارے ساتھ

دانت پیس کر سنڈ کے بٹن پر انگوٹھا رکھا۔ادینہ کا موبائل صوفے کے ساتھ پڑے چھوٹے سے میز پر پڑا تھا۔میسم کی طرف دیکھتے ہوئے موبائل اٹھایا اور سکرین پر نظریں جمائیں اور پھر لبوں پر بھرپور مسکراہٹ در ائی۔آنکھیں شرارت سے چمک رہی تھیں۔

کون سا مسئلہ مطلب کیا ہے اس بات کا

ادینہ نے شرارت سے دیکھا اور سنڈ کا بٹن دبایا۔دوسری طرف جناب نے بھنویں اچکائیں اور گھور کر دیکھتے ہوئے سکرین پر نظر ڈالی۔اور پھر

انگلیاں جوابی پیغام ٹائپ کررہی تھیں۔سفید اور بلیک رنگ کی لائینگ ڈریس شرٹ اور جینز پہنے ادینہ کی شرارتوں سے پریشان ہوتا اسے وہ بہت اچھا لگ رہا تھا ویسے بھی رابعہ کی رات کی باتوں نے حوصلے بلند کر رکھے تھے۔اور دل کو یقین تھا وہ اس سے بے پناہ محبت کرتا ہے بس بدگمانی ہے دل میں جس کے بادل اس کی محبت کی وجہ سے جلد چھٹ جائیں گے۔

تم کیوں ایسے دیکھے جا رہی ہو؟ طبیعت ٹھیک ہے تمھاری

ادینہ نے پیغام پڑھ کر ہنسی روکی اور جواب لکھا۔ہلکے سے بڑھے ناخن پر پیازی رنگ کی ناخن پالش لگا رکھی تھی جو سفید دودھ جیسے ہاتھوں کو اور دلکش بنا رہی تھی میسج لکھتے ہوئے کلائی میں پہنے سونے کنگن ایک دوسرے میں بج کر مدھر سا ساز بجا رہے تھے۔

تو میری آنکھیں ہیں میری مرضی ہے میں جدھر بھی دیکھوں

میسم نے جواب پڑھا ایک آبرو چڑھا کر دیکھا ادینہ نے گردن کو جنبش دی میسم نے ماتھے پر شکن ڈالے اور جواب لکھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب بیٹھے ہوئے پاگل اور تم نے آنکھ ماری ابھی مجھے

ادینہ نے شرارت سے ارد گرد سب کو دیکھا جو ٹی وی پر چلتی خبروں کو پرجوش انداز میں دیکھنے میں مصروف تھے۔

حق ہے میرا بھئی میرا شوہر ہے میں نہیں دیکھوں گی تو کون دیکھے گا آنکھ ہی ماری ہے کوئی اور نا زیبا حرکت تو نہیں کی

مسکرا کر پیغام بھیجا اور پھر سے ویسے ہی دیکھنا شروع کیا۔میسم نے جواب دیکھ کر ارد گرد دیکھا اور پھر انگلیاں سکرین پر دوڑنے لگیں۔

اچھا جی بڑی بات نہیں کہہ دی آپ نے اور ہم حق

جواب لکھا۔ادینہ نے نچلے لب کو دانتوں میں دبا کر شرارت سے جواب ٹائیپ کیا۔

جی بلکل حق

گردن اکڑا کر میسم کی طرف دیکھا جو اب آنکھیں سکیڑ کر کچھ سوچ رہا تھا۔

اچھا ایسا کیا دیکھو پھر میرے بھی بہت سے حق تم پر

میسم نے شرارت سے مسکرا کر دیکھا ادینہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ ایسے کندھے اچکائے جیسے کہہ رہی ہو کچھ بھی۔میسم نے جوس کا خالی مگ سائیڈ میز پر رکھا اور اٹھ کر باہر نکلا۔ادینہ نے نا سمجھی سے اسے باہر جاتے دیکھا۔

اوہ خدایا!!تھوڑی دیر بعد جناب اپنا کلف لگا سفید قمیض شلوار پکڑے مسکراتے ہوئے لاونج میں داخل ہوئے اور لا کر کپڑے ادینہ کے سامنے کیے۔وہ اچھے سے جانتا تھا کہ ادینہ کو کپڑے استری کرنے بلکل پسند نہیں تھے اور کلف لگے کپڑے تو اگر کبھی غلطی سے بھی اسے کوئی کرنے کو کہہ دیتا تھا اس کی جان پر بن جایا کرتی تھی۔

یہ کپڑے پریس کر کے دو

آواز میں رعب تھا۔آنکھوں میں شرارت اور لب مسکراہٹ چھپا رہے تھے۔ادینہ نے تھوک نگل کر اردگرد بیٹھے لوگوں کو دیکھا۔رابعہ نے ادینہ کے چہرے کی پریشانی دیکھی تو فوراً اپنی جگہ سے اٹھیں۔

لاؤ میں کر دیتی ہوں

جلدی سے آگے بڑھ کر کپڑے میسم کے ہاتھ سے لیے۔

وہ کر دے گی امی آپ کیوں

میسم نے رابعہ کے ہاتھ سے دھیرے سے کپڑے پکڑ کر پھر سے ادینہ کی طرف بڑھائے۔

دماغ ٹھیک ہے تمھارا دو دن کی دلہن ہے

رابعہ نے خفگی بھرے انداز میں گھورا۔اور پھر سے کپڑے پکڑنے کی کوشش کی۔

امی دو دن کی ہو یا مہینے کی اسکی ذمہ داری ہے اور میرا حق ہے کیوں بیگم

میسم نے بڑے پریم سے ادینہ کی طرف دیکھا۔جو بے زار سی شکل بنائے بیٹھی تھی۔اور بیگم کہنا تو اور بھی کھل گیا یہ بھی میسم کو پتا تھا کہ بچپن میں ایک ٹی وی سریل چلا کرتا تھا جس میں شوہر اپنی بیوی کو بیگم کہہ

کر پکارتا تھا تو ادینہ اس سے بہت چڑتی تھی کہ بیگم کتنا عجیب لفظ ہے۔

ہاں ہاں ادینہ ہی کرے گی شوہر کے سارے کام بیوی کو ہی کرنے چاہیے اٹھو ادینہ

عزرا نے جلدی سے میسم کے خوشگورا رویے کو دیکھ کر شکر ادا کیا اور اُس کی وکالت میں بولی۔ادینہ نے گھور کر میسم کی طرف دیکھا جو اب زبان کو اوپر کیے اسے چڑانے کے انداز میں ہنس رہا تھا۔

جی بلکل

ادینہ نے دانت پیستے ہوئے جھٹکے سے میسم کے ہاتھ سے کپڑے لیے اور گود میں دھرے۔پر ویسے ہی بیٹھی رہی۔

بیگم چلو اٹھو نہ پھر جمعہ کی نماز سے پہلے پہلے شاباش

میسم نے اسے یوں ہی بیٹھے دیکھ کر پھر سے محبت سے کہا۔اور کندھا ہلایا ادینہ نے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا اور پھر منہ پھلا کر اٹھی۔مریل قدم اٹھاتی استری کے میز پر ائی میسم اس کے پیچھے ہی باہر آ گیا۔وہ اب

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بچارگی سے گدھے کی اوپری جلد کی طرح اکڑے قمیض کی طرف غصے سے دیکھ رہی تھی جب کان میں سرگوشی ہوئی وہ بلکل پیچھے کھڑا تھا۔

سنو بیگم اچھی طرح پانی لگا کر ہاں

وہ اتنا قریب تھا کہ اسکی آواز کے ساتھ ساتھ سانس کی گرماہٹ نے بھی کان کی لو کو چھوا تھا۔اور ایک پل کے لیے سب کچھ رک گیا۔بیگم لفظ کی تلخی اسکی اتنی سی قربت میں دب سی گئی۔کلون کی مہک میں تڑپتا چھوڑ کر وہ تو ظلم ڈھا کر جا چکا تھا پر وہ بے ترتیب ہوتی سانسوں کو سنبھالتی کپڑوں سے الجھ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرا کچھ کر کے جا بتا رہا ہوں تجھے

فہد نے انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے روہانسی صورت بنا کر سامنے بیٹھے میسم کی طرف دیکھا۔میسم نے سر سے پاؤں تک اسے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا۔ وہ آج پھر جان بوجھ کر رات دیر تک فہد کے ساتھ بیٹھا تھا۔اور فہد اسے گھر میں اسکی اور اریبہ کی بات چلانے کا کہہ رہا تھا۔

ہم نکٹھو کے پلے نہیں باندھتے اپنی لڑکیاں

میسم نے نخوت سے ناک چڑھائی۔فہد نے بچوں کی طرح منہ پھلا کر خفگی سے دیکھا۔

آرام سے کوئی نکٹھو نہیں ہوں اتنا بڑا ہوٹل ہے

غصے سے ماتھے پر شکن ڈالے اور ہوا میں ہاتھ اٹھا کر شان بے نیازی سے میسم نے سارے ہونٹ باہر نکال کر اس کی طرف دیکھا۔

اوہ بھول گیا تھا میں تو وہ کیا تیرا ہے؟

میسم نے اداکاری کی۔جس پر فہد نے بچارگی سے دیکھا۔

اچھا اب طنز اور بدلے لینے چھوڑ

فہد نے میسم کے آگے ہاتھ جوڑے جس پر وہ قہقہ لگا گیا۔

ہمم ٹھیک ہے ویسے کل دعوت پر عقل استعمال کرتا نہ پھپھو کو بھی انوائٹ کرتا

میسم نے اس کے سر پر چپت لگائی۔وہ جھٹکا کھا گیا پھر گردن کھجائی۔

ڈر بہت لگتا یار

نہیں کر انوائٹ انکو بھی اپنی امی کو بھیج صبح گھر اور وہ خاص طور پر پھپھو کا کہہ کر آئیں کہ وہ بھی شریک ہوں دعوت پر

میسم نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی موبائل پر وقت دیکھا ایک بج رہا تھا۔فہد اب سوچ میں پڑ گیا تھا پھر پر جوش انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

ہاں اور اریبہ کو بھی

فہد نے پوری بتیسی باہر نکالی میسم نے غصے سے گھور کر دیکھا۔

پہلے ساس کے دل کی کدورتیں دور کر لے بے غیرت

میسم نے دانت پیسے۔اور پھر سے اس کی گردن پر چپت لگائی۔

اچھا

فہد نے خجل سا ہو کر گردن پر ہاتھ پھیرا جہاں میسم کے تھپڑ کی جلن ہو رہی تھی۔

چل پھر میں چلتا ہوں گھر

میسم نے گہری سانس لی اور اٹھا۔امید تھی کہ ادینہ سو گئی ہو گی۔اور ایسا ہی تھا وہ کمبل میں منہ دیے سوئی ہوئی تھی۔

♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆

ایک طرف لگے صوفے پر ایک عدد کیری اور بیگ پڑا تھا۔بیڈ پر دوپٹہ پڑا تھا اور ادینہ دوپٹے سے بے نیاز فون کان کو لگائے نیل پالش رگڑتی بات کر رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم تو بات نہ کرو مجھ سے

ادینہ نے خفگی بھری لہجے میں فون کے دوسری طرف موجود ماہ رخ سے کہا۔وہ شادی میں شریک نہیں ہو سکی تھی جس پر ادینہ اس سے خفا تھی۔وہ لوگ ہر سال اسلام آباد اپنے ننھال میں عید کرنے جاتے تھے اور جس دن ادینہ کی اسے کال گئی شادی کی دعوت کے لیے وہ لوگ اسلام آباد کے لیے نکل چکے تھے۔

اچھا نہ سوری مجبوری سمجھا کرو میری

ماہ رخ نے بچوں کی طرح لاڈ اٹھانے والے انداز میں کہا۔پر ادھر تو جیسے اور بھی بہت سے غم تھے۔رونے جیسی صورت بنائے وہ بے دردی سے ناخن رگڑ رہی تھی انگلیاں گلابی ہو گئی تھیں۔

کیا مجبوری اسلام آباد تھی نہ

ادینہ نے اپنے مخصوص انداز میں لبوں کو باہر نکالتے ہوئے اعتراض کیا۔

تمہیں پتا ہے ہر سال جاتے ہم عید پر اور جناب کی جس دن شادی طے پائی ہم لوگ ٹرین میں تھے جا رہے تھے

ماہ رخ اپنی صفائیاں دے رہی تھی اور وہ اداسی سے سامنے اپنے بیگ کی طرف دیکھ رہی تھی۔

اچھا سنو ہاسٹل میں ہی آرہی ہوں ابھی تم منع مت کرنا

اداس سے لہجے میں کہا۔اور نیل پالش ایک طرف لگے میز پر رکھی۔

کیوں کیا ہوا؟

ماہ رخ نے حیرت سے پوچھا کیونکہ ایک دن پہلے اس نے پیغام بھیجا تھا

کہ وہ میسم کے ساتھ رہے گی اب لاہور میں۔

ابھی جا رہے ہیں جناب باہر کہیں سیریز کھیلنے تو

ادینہ نے گہری سانس لی کیونکہ آج صبح ہی میسم نے سب کے سامنے انکار کیا کہ ابھی وہ ادینہ کو ساتھ نہیں لے جاسکتا ہے۔واپسی پر آ کر وہ الگ رہائش کریں گے۔

تو پاگل تم کیوں نہیں جارہی ساتھ کھلاڑی کی بیوی کے یہی تو مزے ہوتے ہیں ملکوں ملکوں گھومتی ہیں

ماہ رخ نے حیران ہوتے ہوئے مشورہ دیا جس پر ادینہ کے لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ ابھری۔

جی جی جناب اپنے کمرے میں پتا نہیں کیسے برداشت کررہے مجھے

ادینہ نے ماتھے پر شکن ڈالے کل رات بھی جب آنکھ لگی تب ہی آیا تھا وہ اور آج تو دنوں کی واپسی تھی لاہور کے لیے ادینہ کی چھٹیاں ختم ہو گئی تھیں اور میسم کو انگلینڈ جانا تھا۔چار راتیں کمرے میں اجنبی بن کر

گزار چکے تھے دونوں۔

حد ہے ویسے تم کہتی تھی بہت پیار ہے مجھ سے

ماہ رخ نے خفا سے لہجے میں کہا۔ادینہ کے آنکھوں کے کونے نم ہوئے۔

پتا نہیں کیوں کہتی تھی

ہلکی سی آواز میں کہا کمرے کا ہینڈل گھوما۔اور میسم نے دروازہ کھولا۔

اچھا آ گئے ہیں پھر بات کرتی ہوں

ادینہ نے دروازہ کھلنے پر جلدی سے کہہ کر فون بند کیا۔اور ایک طرف بیڈ پر اچھالا وہ جو کمرے میں داخل ہوا تو اُسے عجلت میں فون رکھتے دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ادینہ نے نظریں جھکا کر کانوں کے پیچھے بال اڑائے۔

میسم کچھ دیر کھڑا بغور اسے دیکھتا رہا۔

دلجوئی کررہی ہوں گی محترمہ ڈاکٹر صاحب کی۔سینے میں عجیب سی جلن ہوئی اب بیوی بن گئی تھی تو جلن میں اضافہ ہو گیا تھا۔

تم نے پیکنگ نہیں کی دس بجے فلائیٹ ہے

میسم نے الماری کی طرف جاتے ہوئے بے زار سے لہجے میں کہا ذہن میں بار بار اس کا موبائل ایک طرف رکھنے کا انداز آ رہا تھا۔

کر لی ہے میں نے

ادینہ نے خفا سے لہجے میں کہا۔اور پاس پڑے میگزین کو اٹھایا۔انداز اس سے پوری طرح لاپرواہی برتتا ہوا تھا۔صبح سے نکلے محترم اب تشریف لائے تھے اور حکم ایسے چلا رہا تھا جیسے ادینہ نے سانس اندر کھینچتے ہوئے ضبط کیا۔

اور میری؟

کمر پر ہاتھ دھر کر غصے سے مڑا۔گھورتی غصے سے بھری آنکھیں ادینہ پر گڑی تھیں۔

تمھاری کیوں کروں

ادینہ نے دیکھے بنا بے زار سے لہجے میں کہا غصہ تو دو راتوں کا تھا سارا دن ویسے بات نہیں کرتا تھا۔اور رات کو جناب دو بجے آتے جب تک

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی بس ہو چکی ہوتی اور وہ سو جاتی۔

اچھا کل والے حق حقوق سب بھول گئی محترمہ بیگم صاحبہ

ادینہ کے قریب آ کر طنز بھرے لہجے میں تیر برسائے۔

مجھے ملتے ہیں کیا حق میرے سارے؟

ادینہ نے ناک پھلا کر روہانسی آواز میں کہا۔جس پر میسم کے جبڑے باہر کو نکلے بمشکل جیسے غصہ ضبط کر رہا ہو۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کتنے پیسے چاہیے بولو

میسم نے نخوت سے کہہ کر ادینہ کے ہاتھ کو پکڑا۔انداز ایسا تھا وہ جھٹکا ہی کھا گئی۔عجیب سی نظروں سے میسم کی طرف دیکھا اسے ہوا کیا ہے۔

وہی میسم چاہیے جس نے پوری چھت پھولوں سے سجا دی تھی میرے لیے

ادینہ نے میسم کے ہاتھ سے ہاتھ چھڑانے کی کوشش ترک کرتے ہوئے آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔

آں ہاں وہی میسم جس کو تم چھت پر بے عزت کر کے بھاگ گئی تھی

میسم نے طنز بھری مسکراہٹ لبوں پر سجائی۔اور ہاتھ کو پھر سے جھٹکا دے کر اسے قریب کیا۔

میسم تب نہیں کرتی تھی محبت

روہانسی صورت بنا کر مصومیت سے اس کی آنکھوں میں دیکھا جو غصے سے بھری پڑی تھیں۔کتنی عجیب قربت تھی۔جس میں لمس میں کوئی نرمی نہیں تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو اب کیوں کرتی ہوں؟

ناک پھول رہا تھا ادینہ کے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کیا ادینہ نے دھیرے سے آنکھیں بند کیں اور کھولیں۔

معلوم نہیں

میسم کے چھونے سے آواز جیسے اندر ہی کہیں دم توڑ رہی تھی۔

ادینہ نے جھینپ کر نظریں جھکا دی تھیں۔میسم نے آگے ہوتے ہوئے اپنا

چہرہ اس کے کان کے بلکل پاس کیا۔اگر میسم نے ہاتھ نہ تھام رکھا ہوتا تو شاید وہ اتنی قربت کے زیر اثر زمین پر گر چکی ہوتی۔گال تپنے لگے تھے اور دل کے دھڑکنے کی آواز اب زور سے سنائی دے رہی تھی۔

کتنا عجیب لمحہ تھا وہ اسکی ہوکر اسکے بلکل سامنے اسکی دسترس میں تھی پر وہ اسکی نہیں تھی۔دل میں وہ نہیں تھا۔سوچوں میں نہیں تھا۔میسم کو گھبراہٹ ہونے لگی۔

مجھے معلوم ہے

کمر پر ہاتھ دھرے اور کڑوے سے لہجے میں ادینہ کے کان کی لو کے قریب سرگوشی کی۔وہ سمٹ سی گئی تڑپ کر لہجے کی سختی کو محسوس کرتے ہوئے میسم کی آنکھوں میں جھانکا۔اور مجسم ہوئی۔

اس لیے تمہیں وہ میسم کبھی نہیں ملے گا

زہر میں ڈوبا ہوا فقرہ آگ برساتا ہوا لہجہ ادینہ کے کان کے ساتھ ساتھ دل بھی جل اٹھا اور وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور اس کے بعد نہ سفر میں کوئی بات کی ادینہ سارا رستہ ان گنت سوچوں میں الجھتی ہی رہی آخر کو ہوا کیا ہے میسم کو یوں اچانک اتنی سختی برتنے لگا۔ائیر پورٹ سے اتر کر میسم نے اسے علیحدہ ٹیکسی کروا کر دی اس کا سامان اس میں رکھا اور اسے بیٹھنے کا کہہ کر خود دوسری طرف چل دیا ٹیکسی ہاسٹل کی طرف رواں دواں تھی۔

ادینہ موبائل بہت دیر سے بج رہا ہے

ڈاکٹر سعدیہ نے ادینہ کے بیگ میں بجتے موبائل کی طرف اشارہ کیا . وہ ابھی راؤنڈ سے واپس ائی تھی اور جیسے ہی سٹاف روم میں داخل ہوئی تو سعدیہ نے موبائل کے کافی دیر سے بجنے کی اطلاع دی۔

ادینہ نے بیگ سے فون نکالا تو میسم کا نام سکرین پر جگمگا رہا تھا۔ان کو لاہور ائے آج تیسرا دن تھا۔اور اس دوران یہ میسم کی پہلی فون کال تھی جو اس کے فون پر ائی تھی۔

ہیلو

آہستہ سی آواز میں سنجیدگی سے کہا۔دوسری طرف شاید فون نہ اٹھانے کا غصہ تھا۔

اتنی دیر سے فون کر رہا ہوں کوئی ضروری بات ہو سکتی ہے کہاں تھیں تم

بڑے رعب سے تنک کر پوچھا گیا ادینہ کا ماتھا تک تپ گیا۔میرے کیا فرشتوں کو علم ہو جاتا محترم فون کر رہے ہیں ادینہ کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے پورے دو دن بعد اگر فون کیا بھی تو ڈانٹ رہے ہیں۔

میسم آرام سے کیا ہو گیا ہے میں ڈیوٹی پر تھی کیا ضروری بات تھی

ادینہ نے بھی اسی سختی سے جواب دیا دوسری طرف خاموشی ہوئی۔پھر کچھ دیر بعد آواز ائی۔

ادینہ کے فون نا اٹھانے پر دل عجیب طرح سے پریشان ہوا تھا اور اس کے فون اٹھاتے ہی وہ پریشانی میں اسے جھاڑ گیا تھا پر اس کے جوابی حملے نے چپ کروا دیا۔

شام کو تیار رہنا میں آ رہا ہوں لینے تمہیں

اب کی بار لہجہ تھوڑا نرم تھا۔ادینہ نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔دل میں میٹھی سی چبھن ہوئی غصہ اپنی جگہ پر میسم کی یاد ہر پل ساتھ رہی تھی ان دو دن میں۔رشتہ بدلنے کے ساتھ ساتھ سب دوگنا ہوا گیا تھا محبت جزبات سب

کیوں؟

دل پر اور لہجے کی خوشی پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی۔سامنے سے ماہ رخ مسکراتی ہوئی سٹاف روم میں داخل ہوئی۔جس کے شوخ سے سوالیہ انداز پر ادینہ نے صرف ہاتھ ہلایا کا اشارہ کیا وہ اب پرجوش انداز میں ادینہ کے ساتھ بیٹھ چکی تھی۔

وہ میرے سنئیر کی وائف نے دعوت رکھی ہے گھر پر تو

میسم نے سنجیدہ سے لہجے میں اپنے فون کرنے کی وجہ بیان کی اسد نے اپنے گھر میں اس کی شادی کی خوشی میں دعوت رکھی تھی۔میسم کے

بہت منع کرنے کے باوجود اسد نے بہت اسرار کیا اور پھر اسد کی بیوی نے خاص طور پر فون کے ذریعے میسم سے بات کی اور آنے کے لیے آمادہ کیا۔

ادینہ نے گہری سانس لی تو اچھا اس لیے جناب کو میری یاد ائی اور کوئی وجہ نہیں تھی دل پھر سے اداس ہوا۔

ہمم

ادینہ نے ہلکی سی آواز نکالی۔دوسری طرف خاموشی تھی۔ادینہ نے خود کو نارمل کیا رابعہ ممانی کے باتوں نے ذہن میں بازگشت کی۔

کتنے بجے ائیں گے

نارمل لہجے میں سوال کیا۔دوسری طرف شاید اسی کے سوال کا انتظار ہو رہا تھا۔

رات سات بجے میں کیب لے کر آجاؤں گا ہاسٹل کے سامنے کال کروں گا باہر آ جانا

فوراً سپاٹ لہجے میں جواب آیا۔اور فون بند ہوا۔اچانک سے پتا نہیں کیوں اسی ڈاکٹر روشان کا چہرہ نظروں کے سامنے لہرا گیا تھا وہ بھی تو ساتھ ہو گا اس ہاسپٹل میں اور ضبط کے آخری مرحلے پر وہ فون کو بند کر چکا تھا۔

ادینہ نے بند فون کو افسردگی سے دیکھا۔پاس بیٹھی ماہ رخ نے شرارت سے سوالیہ انداز میں بھنویں اوپر نیچے نچائیں۔

دوست کی طرف دعوت ہے

ادینہ نے کندھے اچکائے اور موبائل واپس بیگ میں رکھا۔چہرے پر کوئی خوشی کی رمق موجود نہیں تھی۔

واہ

ماہ رخ نے شوخ سے انداز میں ہاتھ کو ہوا میں اٹھا کر سر کو لہرایا۔ادینہ نے خفگی بھری نظر ڈالی۔

اس میں واہ والی کیا بات ہے کہیں ڈیٹ پر نہیں لے کر جارہے

ادینہ نے چیزیں سمیٹی اور بیگ کو کندھے پر رکھا۔ماہ رخ نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ پر تسلی کے انداز میں تھپکی دی۔دو راتیں وہ نہ خود سوئی تھی نہ ماہ رخ کو سونے دیا تھا۔ساری رات بس میسم کے رویے کو لے کر دونوں بحث میں لگی رہیں ماہ رخ کا خیال رابعہ ممانی کے بلکل برعکس تھا اس نے ادینہ کو میسم کو برابر اکڑ دکھانے کے مشورے دیے۔

اچھا چلو میں نکلتی ہوں پھر تیاری کروں

ادینہ نے کھڑے ہوتے ہوئے ہاتھ مصاحفے کی غرض سے آگے بڑھایا جسے لب بھینچے ہوئے ماہ رخ نے زور سے ہلایا۔

اچھے سے تیار ہونا کہ بجلی ہی گر جائے شوہر نامدار پر

ماہ رخ نے آنکھ دبا کر اس کی افسردگی ختم کرنے کے لیے اسے چھیڑا وہ دھیرے سے مسکرا دی۔اور پھر پژمردگی سے آگے بڑھ گئی۔

میسم یہ کیا بات ہوئی

ثنا نے حیرت سے میسم کی طرف دیکھا۔وہ لوگ اسد کے گھر کھانا کھانے کے بعد اب لاونج میں چائے پی رہے تھے جب اسد کی بیوی ثنا اور ادینہ کچھ فاصلے ہر بیٹھی آپس میں گفتگو کر رہی تھیں۔اور میسم اسد کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھا۔

جی۔

میسم مسکراتا ہوا متوجہ ہوا۔ایک نظر پھر سے ادینہ پر ڈالی جو تب سے بار بار بے ساختہ اس پر اٹھ رہی تھی۔وہ سبز رنگ کے جوڑے میں غضب ڈھاتی اس کی نظر کو بار بار اٹھنے پر مجبور کر رہی تھی۔بال بلکل سیدھے کھلے چھوڑ کر کندھے پر ڈال رکھے تھے اور کانوں میں باریک سے لمبے ائیر رنگ پہن رکھے تھے۔

ادینہ کیوں نہیں جا رہی انگلینڈ

ثنا نے گھور کر میسم کی طرف دیکھا وہ شاید اب انگلینڈ میں کھیلے جانے والی سریز کی بات کر رہی تھیں جس کے لیے انھیں تین دن بعد نکلنا تھا۔میسم نے چونک کر ادینہ کی طرف دیکھا جو اب ڈر کر سر جھکا گئی

تھی۔اور پھر نظر اٹھا کر معزرت طلب نظروں سے میسم کی طرف دیکھا۔

وہ۔۔۔۔

میسم نے نظروں ہی نظروں میں ادینہ سے شکوہ کیا کہ کیوں اس نے اس بات کا ذکر کیا۔ادینہ خود بھی مسز اسد کے اس انداز پر سٹپٹا گئی تھی۔کیونکہ وہ باتوں ہی باتوں میں اس سے بہت کچھ پوچھ چکی تھیں اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ یوں میسم کی کلاس لے لیں گی۔

وہ تو کہہ رہی ہے میسم ہی نہیں لے کر جا رہے ہیں

ثنا نے خفگی سے میسم کی طرف دیکھا اور اب اسد بھی میسم کے چہرے کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھ رہا تھا کیونکہ تقریباً کھلاڑی اپنی فیملیز کو ساتھ لے کر جارہے تھے۔اور میسم کی تو نئی نئی شادی ہوئی تھی۔

وہ ابھی مجھے خود اتنا اندازہ نہیں ہے تو اسکو کیسے وہاں ہینڈل کروں گا

میسم نے شرمندہ سے لہجے میں کہتے ہوئے کان کھجایا۔اور پھر خفا سی نظر ادینہ پر ڈالی۔

یہ کیا بات ہوئی بھئی خود اتنا اندازہ نہیں ہے۔

اسد نے بھی ڈپٹنے کے انداز میں میسم کو گھورا۔اور ثنا بھی اب افسوس سے سر ہلا رہی تھی

ہم سب بھی تو ساتھ ہوں گے میں بھی ہوں گی ادینہ ضرور جائے گی

ثنا نے خفا سی نظر میسم پر ڈالی اور پھر مسکرا کر ادینہ کی طرف دیکھا۔وہ تو پریشان حال نچلا لب کچلتی میسم کے چہرے کے بدلتے زاویے دیکھ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ نے کوئی تیاری بھی نہیں کی تو ایسے کیسے

میسم نے اپنی طرف سے جواز پیش کرتے ہوئے ادینہ کی طرف دیکھا کہ وہ تائید کرے۔

ہاں رہنے دیں مسز اسد پھر نیکسٹ ٹائم سہی ایکچولی ابھی تو گھر والوں کو بھی نہیں بتایا ہم نے

ادینہ نے میسم کی بات پر زور زور سے تائید میں سر ہلایا۔اور گڑ بڑا کر

ایک عدد اپنے سے جواز گڑھا۔

کیوں بھئی نئی نئی شادی ہے ساتھ ہنی مون ٹوور جیسا ہو جائے گا تم دونوں کا

ثنا نے نفی میں زور سے سر ہلایا اور دنوں کی بات کو رد کیا۔

اور تیاری کی فکر نہیں کرو ادینہ میرے ساتھ چلنا کل

ثنا نے ادینہ کے گرد بازو حائل کرتے ہوئے محبت سے کہا ادینہ نے چور سی نظر ضبط کرتے ہوئے چہرے کے ساتھ بیٹھے میسم پر ڈالی۔جو اب پہلو بدل رہا تھا۔

بھابھی سب ٹھیک ہے پر اس کی ہاؤس جاب چل رہی ہے

میسم نے اگلا جواز پیش کیا۔جس کا ثنا کے ارادے پر کوئی اثر نہیں پڑا تھا وہ ہنوز اسی انداز میں نفی میں سر ہلا گئی۔

وہ کہہ رہی چھٹی مل جائے گی اسے دو ہفتوں کی تو بات ہی ہے

ثنا نے تائید کے لیے ادینہ کی طرف دیکھا ادینہ جو ان کوپہلے ان کی

باتوں میں الجھ کر بتا چکی تھی کہ ہاوئیس جاب میں مل جاتی ہے چھٹیاں اب اس کی تائید پر گڑ بڑا کر سر ہلا گئی۔

جی

میسم نے ضبط سے مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجائی جبکہ جبڑوں کا باہر کو واضح ہونا اس کے ضبط کا پتا دے رہا تھا۔ادینہ نے لا حولہ ولا کا ورد شروع کر دیا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

اور وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔کیب میں ادینہ کے ساتھ پیچھے بیٹھتے ہی وہ شروع ہو چکا تھا۔ادینہ جو اس کے اتنا قریب ہونے پر اس کے کلون کی مہک سے متاثر ہو رہی تھی اس کے حملے پر گہری سانس لی۔

تم نے منع کیوں نہیں کیا انہیں

میسم نے غصے سے گھورتے ہوئے بمشکل آواز کو آہستہ رکھتے ہوئے ادینہ سے جواب طلب کیا۔ادینہ نے تھوک نگل کر ڈر کو ختم کیا اورپھر خود کو نارمل کرتے ہوئے گھور کر میسم کی طرف دیکھا۔

کیوں کرتی؟

آنکھوں کو سکوڑے اب وہ تن کر جواب دے رہی تھی جس کی وجہ سے میسم کے ماتھے پر شکن تعداد بڑھ گئ تھی۔اب تو وہ بھی پوری طرح ساتھ جانے کے لیے تیار تھی۔ضد تھی یا پیار تھا اسے معلوم نہیں تھا۔

کیونکہ میں نہیں چاہتا تمہیں لے کر جانا

دوٹوک انداز میں کہا جس پر تزلیل کے احساس سے ادینہ کے گال تپ گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو کہہ دیں انکو یہ سب میرا سر کیوں کھا رہے ہیں مجھے بھی کوئی خاص شوق نہیں جانے کا

ادینہ نے دانت پیس کر سینے پر ہاتھ باندھے اور چہرے کا رخ خفگی سے کار کے شیشے کی طرف موڑا۔اور اب دوسرے ہی لمحے وہ جانے کا اردہ ترک کر چکی تھی۔

تم کوئی بہانہ کر دیتی ہاسپٹل کا کچھ بھی

میسم نے گھورتے ہوئے کہا۔پر ادینہ چہرہ دوسری طرف کیے خاموش بیٹھی تھی۔میسم نے ہاتھ سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا۔

میسم میں کیوں کرتی کیوں جھوٹ بولتی

ادینہ نے ماتھے پر شکن ڈال کر روہانسی آواز میں صفائی دی۔اب اس کو کیسے سمجھاتی کہ ثنا ایک پکی عمر کی عورت تھی اسے سمجھ بھی نہیں ائی وہ کیسے کیسے باتوں میں الجھا کر اس سے سب کچھ اگلوا چکی تھی بعد میں وہ کیسگ منکر ہوتی اپنی کہی ہوئی باتوں سے۔

گریٹ پہلے تو جیسے کبھی بولا نہیں تم نے

میسم نے طنز بھرے انداز میں ناک پھلایا۔ادینہ نے بھنویں اچکا کر حیرت سے اس کے اس انداز کو دیکھا دل جو آج اس کے بار بار دیکھنے پر تھوڑا سا خوش ہوا تھا پر اب پھر اس کے اس روکھے رویے پر افسردگی کا شکار ہو گیا تھا۔

مجھے عادت نہیں جھوٹ بولنا آپکا کام ہے

ادینہ نے آنسوؤں کے اٹکے گولے کو نگلا اور ضبط سے میسم کی آنکھوں میں دیکھا۔گہری دل میں اترتی آنکھیں مڑی ہوئی گھنی پلکیں ہلکی سی بڑھی ہوئی شیو بھرے سے خوبصورت ہونٹ وہ اتنا خوبرو تھا یہ اس کے دل کی دنیا کا بادشاہ ہونے کی وجہ سے وہ اس کی داسی بن چکی تھی۔

میں نے کیا جھوٹ بولا؟

بھنویں اوپر چڑھا کر سوال کیا۔ادینہ کے لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ ابھری غور سے میسم کی چہرے کی طرف دیکھا۔

کہ اب مجھ سے محبت نہیں رہی آپکو

مدھم سے لہجے میں کہا۔جس پر وہ پل بھر کے لیے بس ادینہ کی طرف دیکھتا ہی رہ گیا۔

سچ ہی تو کہہ رہی تھی کیسے کہہ جاتا ہوں میں سامنے بیٹھی اس لڑکی سے جو میرے وجود میں میرا دل بن کر دھڑکتی ہے کہ مجھے اس سے اب

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

محبت نہیں رہی۔یا کیا جانے میں کہاں کہاں جزبات پر قابو نہیں پا رہا۔

بس میں ہارنا نہیں چاہتا اس دوغلی حسینہ کے آگے۔

ہاں تو نہیں رہی

گھٹی سی آواز میں کہا اور چہرے کا رخ دوسری طرف موڑ لیا۔

جھوٹ ہے یہ

ادینہ نے گہری سانس لی کار اب ہاسٹل کے گیٹ کے آگے رکی تھی۔

جب بھی وہ قریب آیا اس کے دل کی بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کا احساس ادینہ کو ہوا تو وہ کیسے مان لے

ادینہ خاموشی سے اتری اور بنا میسم کی طرف دیکھے گیٹ کے اندر گم ہو گئی جبکہ اب وہ نظر موڑے اس کے اندر جانے کا انتظار کر رہا تھا جیسے ہی ادینہ اندر گئی میسم نے ٹیکسی والے کو اشارہ کیا جانے کا۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

مبارک ہو شادی کی برو

وہ جم کٹ کی زپ بند کر رہا تھا جب کسی نے پیٹھ تھپکی میسم نے رخ موڑا تو فواد بلکل پیچھے کھڑا تھا ہنٹوں پر طنز بھری مسکراہٹ سجائے۔

شکریہ فواد بھائی

میسم نے ضبط سے نرم سی مسکراہٹ لبوں پر سجائی سن گلاسز آنکھوں پر ٹکائے اور جم کٹ کو کندھے پر لٹکایا۔چند قدم آگے بڑھائے جب پیچھے سے پھر آواز ائی۔

مجھے اوپنگ شپ سے ہٹانے کا مشورہ تم نے دیا ہے کیا کپتان کو

طنز سے بھرا کڑوا سا لہجہ تھا میسم کے قدم وہیں تھم گئے۔دوسری طرف خاموشی تھی میسم جبڑے ایک دوسرے میں پیوست کیے ضبط کے عالم میں پیچھے مڑا۔

پاکستان کرکٹ ٹیم کے کپتان توقیر عامر نے میسم کے ساتھ اوپنر کھلاڑی ابراہیم کو کر دیا تھا۔توقیر میسم کو آسٹریلیا کی سیریز جیتنے کے بعد سے بہت اہمیت دینے لگا تھا اور وکٹ کیپر اسد سے شازل اور فواد کی پہلے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے ہی اتنی نہیں بنتی تھی اور وہ آجکل میسم کے بہت قریب تھا اس لیے فواد کو اس سب میں میسم کا ہاتھ لگتا تھا۔اور کچھ شازل اس کا دماغ خراب کر چکا تھا۔

نہیں کیوں میں ایسا کیوں کروں گا

دائیں ہاتھ سے سن گلاسز اتارے ایک آبرو نفرت آمیز انداز میں اوپر چڑھائے فواد کی طرف دیکھا جو اب ٹاول سے گردن صاف کرتا چند قدم چل کر میسم کے بلکل سامنے آ گیا تھا۔آج رات انہیں انگلینڈ کے لیے نکلنا تھا۔اس لیے وہ آج جم میں تھوڑا وقت لگا کر واپس جا رہا تھا۔

ہمم اسد سے کافی دوستی ہے نہ تو

فواد نے کندھے اچکا کر طنز بھرے انداز میں لبوں کو باہر کی طرف ابھارا۔میسم کی رگیں تن گئیں سپر لیگ کا سیمی فائنل پھر سے دماغ میں گھوم گیا۔

میں نے سب کی طرف ہی دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا کسی نے بڑھ کر

تھام لیا تو کسی نے اپنی سازشوں کی نظر کیا۔

میسم نے مسکرا کر طنز بھرے لہجے میں جواب دیا۔فواد نے چونک کر دیکھا میسم کی آنکھیں لہجے کی طرح ہی سرد تھیں اور لبوں پر کڑوی سی مسکراہٹ۔

فواد کچھ بھی نہیں بول سکا۔میسم نے سن گلاسز پھر سے آنکھوں پر سجائے۔

مجھے جانا ہے ایکسکیوزمی

سنجیدہ سے لہجے میں کہا اور شان سے رخ موڑے جم سے باہر نکل گیا جبکہ فواد وہیں ہونق بنا کھڑا تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

جنوب مشرقی انگلینڈ میں موجود دی اوؤل کرکٹ اسٹڈیم کے وسیع عریض میدان میں میسم مراد سبز رنگ کی کرکٹ وردی میں ملبوس وکٹوں کے آگے کھڑا دھواں دار بلے بازی میں مصروف تھا۔اور سامنے لگی ناظرین کی نشستوں میں وہ ثنا کی بغل میں بیٹھی آج اپنا سب سے ناپسندیدہ کھیل

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بہت زیادہ پسندیدگی اور دلچسپی سے دیکھنے میں مصروف تھی۔اور وجہ وکٹوں کے سامنے کھڑا وہ شخص جس کے آگے وہ اپنا سب کچھ ہاری تھی دل انا غرور سب ختم تھا۔

وہ لوگ کل انگلینڈ پہنچے تھے جہاں تمام کھلاڑیوں کو ان کی فیملیز کے ساتھ ایک شاندار ہوٹل میں ٹھہرایا گیا تھا۔

میسم اور ادینہ کے لیے توقیر عامر نے ایک بہت خوبصورت ہنی مون سویٹ بک کروایا تھا۔

واہ کیا شاندار کھیل رہا ہے

ثنا نے مسکرا کر ادینہ کی طرف دیکھا۔ادینہ نے جواب میں میٹھی سی مسکراہٹ کاتبادلہ کیا۔آج انگلینڈ کے ساتھ پاکستان کا پہلا ون ڈے میچ تھا۔اور میسم ہمیشہ کی طرح سینچری کے بعد اب آخری اؤورز تک وکٹ کے آگے جما ہوا تھا پر انگلینڈ نے کافی مشکل وقت دیا تھا بلے بازی میں اس لیے پاکستان کی جیت اتنی یقینی نہیں تھی۔انہیں بہت بڑے حدف کا سامنا تھا

فرسٹ ٹائم ان کو دیکھ رہی ہوں ایسے کھیلتے ہوئے

ادینہ نے ہوا سے اڑتے بالوں کو انگلی کی پوروں سے سمیٹتے ہوئے کہا۔

گال گلابی ہو رہے تھے اس سارے سکون کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میسم کھلاڑیوں کے سامنے ادینہ کے ساتھ بہت اچھا رویہ اپنائے ہوئے تھا ہر ہر چیز میں پرواہ کر رہا تھا کل سے اور ادینہ اس کی اتنی سی اہمیت دینے پر ہی ہواؤں میں پنکھ پھیلانے لگی تھی۔

اوہ واؤ پھر تو تمہیں اور بھی مزہ آ رہا ہوگا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ثنا نے شریر سی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ادینہ ہلکا سا قہقہ لگا گئی۔

میسم نے ایک سکور لیا تھا اور اب وکٹ کے سامنے دوسرا کھلاڑی آ گیا تھا۔عزیر ایک گیند باز تھا اس لیے سب کی جان پر بن ائی تھی اس سے گیند کھیلنا مشکل ہو رہا تھا۔اور وہ گیند پر گیند ضائع کر رہا تھا

pakistan need 7 score on three balls to win

(پاکستان کو جیت کے لیے تین گیند پر سات سکور چاہیے)

کمنٹیٹر کی بازگشت گونجی اور ادینہ نے جلدی سے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو دعا کی صورت میں گول کیا۔یہی حالت اب ساتھ بیٹھی ثنا کی تھی کیونکہ میسم اگر بلے بازی کی طرف ہوتا تو کوئی فکر نہیں تھی۔میسم اب عزیر کو کچھ سمجھا رہا تھا۔شرٹ ساری پسینے سے بھیگی ہوئی تھی۔

اور فرسٹ ٹائم ہی پاکستان کے جیتنے کے دعا کر رہی ہوں

ادینہ نےایک نظر میسم کے پریشان سے چہرے پر ڈالی جو پتا نہیں بازو کو لمبا کیے عزیر کو کیا سمجھا رہا تھا اور پھر مدھم سی آواز میں ثنا کی طرف دیکھ کر روہانسی شکل بنائی

جیت جائے گا ہے نہ میسم

ثنا نے محبت بھرے لہجے میں تسلی دی اور ادینہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

انشااللہ

ادینہ نے بچوں کی طرح آنکھیں بند کیے دعا کی۔عزیر نے ایک سکور

لیا۔اب آخری گیند پر ایک چھکا چاہیے تھا سب لوگوں کی جان پر بنی تھی اور امیدیں جڑی تھیں میسم مراد سے۔

And this mess with Masum Murad hitting a six and winning Pakistan

(اور یہ میسم مراد کے ایک چھکے کی مارا اور پاکستان میچ جیت جائے گا)

کمنٹیٹر ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔کیونکہ میسم کے ساتھ کے کھلاڑی نے بمشکل ایک سکور کیا تھا اور اب دوسری طرف وکٹ کے سامنے پھر سے میسم کھڑا تھا۔ گراؤنڈ میں لگی سکرین پر اب ادینہ دعا مانگتی ہوئی نظر آ رہی تھی ادینہ نے دعا کرتے ہوئے اپنا آدھا چہرہ اپنی ہتھیلوں میں چھپا رکھا تھا۔

The camera is repeatedly focusing on Masum's wife and she is praying and covering her face with hands

(کیمرہ بار بار میسم کی بیوی کو فوکس کررہا ہے جو چہرہ ہاتھوں میں چھپائے دعا مانگ رہی ہیں)

کمنٹیٹر نے قہقہ لگایا اب دونوں کمنٹیٹر قہقہ لگا رہے تھے اور تمام کیمرے بار بار ادینہ کی طرف مڑ رہے تھے۔سب لوگ ادینہ کی حالت سے لطف اندوز ہورہے تھے۔میسم نے نظر اٹھا کر سکرین کی طرف دیکھا دل کو عجیب سی خوشی ہوئی یہ وہ لمحہ ہوتا ہے جس کی خواہش ہر کھلاڑی کرتا ہے کہ وہ جس لڑکی کو دل سے چاہتا ہو وہ یوں اس کو کھیلتا دیکھے اور اس کی جیت کے لیے دعا گو ہو۔

اور آج اس کے دل کی ملکہ اس کی زندگی کا سب سے اہم رکن بنے اس کے لیے دعاگو تھی۔

newly married couple aaaan

ایک کمنٹیٹر نے قہقہ لگا کر دوسرے سے سوال کیا۔جس پر دوسرے کا بھی جاندار قہقہ گونجا۔اب اس بات پر نشستوں پر بیٹھے تمام لوگ ہنس رہے تھے۔کیمرہ اب میسم کا چہرہ دکھا رہا تھا سکرین پر جو مسکراہٹ کو

شرمانے کے سے انداز میں دبا رہا تھا۔

yup beautiful couple congratulations masum murad

دوسرے نے تائید کی اور ساتھ ساتھ مبارک باد پیش کی شادی کی۔میسم نے بھرپور انداز میں مبارک باد پر سر ہلایا سب لوگ لطف اندوز ہو رہے تھے اور ہنس رہے تھے۔میسم نے بلا ادینہ کی طرف کیا اور لبوں کو بھینچتے ہوئے تھوڑا سا اونچا کیا سب لوگوں کا شور گونج گیا ادینہ بلش ہو رہی تھی بار بار سکرین پر اس کا چہرہ آرہا تھا کمنٹیٹر اس کے بارے میں بات کر رہے تھے۔

میسم اب وکٹ کے آگے کھڑا تھا اور گیند باز بلکل سامنے تیار تھا۔سب لوگ ادینہ سمیت دھڑکتے دل کے ساتھ بیٹھے تھے۔

گیند باز نے گیند میسم کی طرف اچھالی اور میسم نے وکٹ سے کچھ قدم آگے بڑھ کر گیند کو بازو کھینچتے بلے سے ہٹ کرتے ہوئے بلند کیا۔

Anddddddd Masum Murad Hit a big six on last ball in his style and Pakistan have won the first match of the ODI series from England.

(اور یہ میسم مراد نے اپنے انداز میں ایک شاندار چھکا لگایا اور پاکستان انگلینڈ کے ساتھ کھیلے جانی والی سیریز کا پہلا میچ جیت چکا ہے)

کمینٹری کی گونج کے ساتھ نشستوں پر براجمان پاکستانی شائقین اپنی اپنی جگہوں سے اچھلے تھے۔ادینہ نے پر جوش انداز میں ساتھ بیٹھی ثنا کو ساتھ لگایا اب وہ اور ثنا کھڑے ہو کر تالیاں پیٹ رہی تھیں۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ونڈسر کیسل کی خوبصورت عمارت کے سحر میں جکڑی وہ میسم کے ساتھ قدم سے قدم ملائے چل رہی تھی۔

یہ انگلینڈ میں دیکھے جانے والی ان کی آخری جگہ تھی وہ لوگ صرف قریبی جگہوں پر ہی گھوم پھر رہے تھے دو ون ڈے میچ جیتنے کے بعد وہ میسم کے رویے میں بہت سی مثبت تبدیلیاں دیکھ رہی تھی۔لیکن ابھی

بھی کوئی پھانس تھی جو اٹک جاتی تھی وہ جب بھی ادینہ کے قریب آتا تو کسی گہری سوچ میں پڑ جاتا۔دو دن تو وہ میچ کے بعد اتنا تھک چکا تھا کہ پین کلر لیتے ہی ڈھیر ہو جاتا تھا۔اور کل صبح اٹھتے ہی وہ لوگ باقی کھلاڑیوں کی فیملیز کے ساتھ کیسل دیکھنے ائے تھے۔یہ تین روزہ ون ڈے سریز تھا جس میں دو دن کا گیپ رکھا گیا تھا اسی لیے وہ کل سے گھوم پھر رہے تھے اور آج انھیں واپس جانا تھا اور تیسرا اور آخری ون ڈے میچ کھیلنا تھا۔

میسم کیمرہ ہاتھ میں پکڑے تصویریں لینے میں مصروف تھا جب عقب سے نسوانی پر جوش آواز ابھری۔میسم کے ساتھ ادینہ نے بھی رخ موڑا۔

میسم مراد

ایک یہودی لڑکی جوش سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ کھڑی تھی۔ اس کی آنکھوں میں حیرت تھی۔ہاف ٹی شرٹ اور جینز میں ملبوس وہ لڑکی خوشگوار حیرت چہرے پر سجائے آگے ائی۔

O my God i am so excited to see u i am ur

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

huge fan

(افف میرے خدا میں بہت پرجوش ہوں آپکو یوں اپنے سامنے دیکھ کر میں آپکی بہت بڑی پرستار ہوں)

لڑکی نے پاگلوں کی طرح گالوں پر ہاتھ رکھے میسم کے بلکل سامنے ہوتے ہوئے والہانہ انداز میں اپنی بے قراری بیان کی۔میسم حیرت سے مسکرا دیا۔جبکہ ادینہ کا چہرہ ایک پل میں ہی سنجیدہ ہوا۔لڑکی کا لباس اور اس کا انداز ادینہ کو بری طرح کھل گیا تھا۔

پاکستان کی بہت سی لڑکیوں میں یہ والا جوش وہ خود کے لیے بہت دفعہ دیکھ چکا تھا اس تھوڑے سے عرصے میں پر یوں ایک غیر ملکی لڑکی کو خود کے لیے پرجوش ہوتے ہوئے وہ پہلی دفعہ دیکھ رہا تھا۔اور اس بات پر میسم کے لب بے اختیار مسکرا دیے کہ غیر ملکی بھی اسے اتنا پسند کرتے ہیں۔

i want to take a selfie with you please

(مجھے ایک سیلفی لینی ہے آپ کے ساتھ پلیز)

وہ لڑکی بوکھلاہٹ میں اپنے بیگ سے اپنا فون نکال رہی تھی۔میسم نے سارے بتیسی باہر نکالی ادینہ نے سینے ہر ہاتھ باندھ کر خفگی بھری نظر میسم پر ڈالی جس کا جناب پر کوئی اثر نہیں تھا۔وہ لڑکی اس وقت اس کی پرستار تھی اور وہ صرف اُسی نظر سے اس سے پیش آ رہا تھا۔

شیور

میسم نے بڑے انداز میں سن گلاسز اتارے اور تھوڑا سا آگے ہوا لڑکی اب لپک کر میسم کے بلکل ساتھ آ کھڑی ہوئی اور ہاتھ بڑھا کر کیمرہ اونچا کیا ایک عدد سیلفی لی۔ادینہ نے زبان کو منہ کے اندر گھوماتے ہوئے ارد گرد بے زاری سے دیکھا۔دل چاہا میسم کا بازو تھامے اور کھینچتی ہوئی ایک طرف لے جائے۔

ون موررررر پلیز

اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں کی پوروں کو جوڑے لڑکی نے التجائی انداز میں

میسم کی طرف دیکھا جو مسکراتا ہوا سر کو اثبات میں ہلاتا پھر سے سیدھا ہو چکا تھا۔لڑکی نے لبوں کو باہر نکال کر بوسے کی شکل میں گول کیا۔ کچھ دور کھڑی ادینہ کا منہ حیرت سے کھلا کمینی کہیں کی دانت پیس کر خود سے سرگوشی کی اور آنکھیں سکوڑ کر میسم کو گھورا۔لڑکی کے اس انداز پر میسم نے ایک چور سی نظر ادینہ پر ڈالی جس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور ناک پھول گیا تھا۔

آہ تھینک یو

لڑکی جوش میں میسم کے گلے لگ گئی۔ادینہ کا ضبط جواب دے چکا تھا میسم کو لڑکی کی اس بے باکی کا اندازہ نہیں تھا وہ سٹپٹا گیا لڑکی اب شکریہ ادا کرتی تصویر کو جوش سے دیکھتی ایک طرف جا چکی تھی۔میسم بھی مسکراتا ہوا واپس کچھ ہی فاصلے پر کھڑی ادینہ کے پاس آیا۔جس کے چہرے کے رنگ ڈھنگ ہی بدلے ہوئے تھے۔منہ پھول کر گپا ہوا تھا تو آنکھیں اپنے حجم سے چھوٹی ہو رہی تھیں۔

کیا ہوا تمہیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم نے کان کھجاتے ہوئے پوچھا۔جبکہ اسکا یہ انداز دل کو بھا گیا تھا۔

ادینہ غصے سے دیکھ کر ایک طرف چل دی۔میسم جلدی سے اسے پکارتا ہوا اس کے پیچھے ہوا۔وہ تو جیسے سن ہی نہیں رہی تھی۔

ادینہ مسز اسد دیکھ رہی ہیں

میسم نے آگے بڑھ کر بازو سے پکڑ کر ادینہ کا رخ اپنی طرف کیا۔پر وہ تو بچوں کی طرح ضد پر اتری ہوئی تھی۔

دیکھتی رہیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ نے خفگی سے کہا اور زور سے میسم کی گرفت سے بازو چھڑوایا۔میسم کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ ابھری۔اتنی جلن

یہ سب تو برداشت کرنا پڑے گا

میسم نے ایک آنکھ کا آبرو ذومعنی انداز میں اوپر چڑھایا اور ادینہ کے ساتھ قدم ملادیے۔جو خفا سی بس سبز گھاس کے درمیان موجود راہداریوں میں چل رہی تھی۔پھر ایک دم سے رکی اور رخ میسم کی

طرف کیا۔

مطلب کوئی بھی ائے گی ایسے چپک جائے گی

ادینہ نے روہانسی آواز میں کہا میسم نے بے ساختہ بلندوبانگ قہقہ لگایا۔

وہ چپکی تھی میں تو نہیں

تھوڑا سا نیچے جھک کر ادینہ کی خفا سی آنکھوں میں جھانکا۔وہ اس وقت اسطرح حق جتاتی اس کی دل میں موجود دماغ کی حکومت کے خلاف محاز کھول چکی تھی۔دل نے اپنی فوج کو ہتھیار اٹھانے کا حکم دے کر دماغ کے خلاف کھلی جنگ کا اعلان کیا۔وہ جو غصے میں بھری کھڑی تھی میسم کے یوں دیکھنے پر حیران سی ہوئی وہ کتنا بدلہ بدلہ لگ رہا تھا۔

اور اب اگر اجازت ہو تو چلیں میسم ز وائف شام کو میچ بھی ہے

محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے ادینہ سے کہا جو پہلے ہی بے یقینی کے عالم میں کھڑی تھی۔اُسی طرح مجسم سی حیرت میں ڈوبی اس کی نظروں کے وار سے تڑپتے دل کو لے کر میسم کے ساتھ چل دی۔

کیوں اتنا پریشان ہورہے ہو زیادہ سے زیادہ انکار ہی ہو جائے گا

اریبہ نے چائے کا سپ لیا اور چھت پر رکھے جھولے کا رخ کیا۔عصر کے بعد کا وقت تھا اور وہ فہد کے میسج کرنے پر چھت پر ائی تھی۔اور اب اس سے فون پر بات کر رہی تھی جو اسے رشتہ بھیجنے کی اطلاع دے رہا تھا کہ وہ گھر رشتہ بھیجنے والا ہے۔

شکل اتنی پیاری ہے تو بات کیوں نہیں پیاری کرتی تم

فہد نے دانت پیستے ہوئے خفگی سے کہا۔جس پر وہ بھرپور طریقے سے مسکرا کر رہ گئی۔

کیونکہ پوسیبل ہے یہ بھی امی تمہیں بلکل بھی پسند نہیں کرتی ہیں معلوم ہے یہ تمہیں

اریبہ نے چائے کا سپ لیا اور شرارت سے کہا۔دوسری طرف تھوڑی دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔

تم بات کرو آنٹی سے

فہد نے مدھم سے لہجے میں ڈرتے ہوئے کہا کیونکہ اریبہ اسے صاف صاف بتا چکی تھی کہ وہ گھر میں کوئی بات نہیں کرے گا وہ رشتہ بھیجے گا اور گھر والے قبول کریں گے اس میں وہ میسم کی مدد لے سکتا ہے تو ٹھیک ہے لیکن اس کے علاوہ وہ کسی سے بھی بات نہیں کرے گی۔

بلکل نہیں آپ رشتہ بھیجیں گے

اریبہ نے دو ٹوک انداز میں پھر سے منع کیا۔دوسری طرف فہد نے گہری سانس لی۔بس ایک عزرا کا خوف تھا جو اسے بلکل پسند نہیں کرتی تھیں۔ابھی ایک دفعہ رشتہ بھیجنے کا مشورہ اسے میسم نے ہی دیا تھا۔

مغرب کی آذان کی آواز پر فہد نے خاموشی کو توڑا۔

اچھا چلو نماز کا وقت ہو گیا ہے پھر بات کرتا ہوں

فہد نے بے چارگی سے کہا اریبہ بے ساختہ مسکرا دی۔فون بند کیا اور دل ہی دل میں دعا کرتی نیچے کی طرف چل دی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ادینہ

ایک طرف سے جانی پہچانی آتی آواز پر وہ رکی اور گردن گھمائی اور ساکن رہ گئی۔روشان چہرے پر بھرپور مسکراہٹ سجائے کھڑا تھا۔ایک لمحے کے لیے تو جیسے سر چکرا سا گیا۔یہ کہاں سے آ گیا تھا۔پر پھر ذہن نے ہی ابھرتے سوال کا جواب دیا کہ وہ یہیں تو سپیشلائزیشن کے لیے آیا ہوا ہے اور کرکٹ کا تو وہ ویسے بھی شیدائی تھا تو آج ضرور وہ فائنل دیکھنے آیا ہوگا۔

ادینہ نے گھبرا کر ساتھ کھڑے میسم کی طرف دیکھا۔اور اسکے اندازے کے عین مطابق میسم کا چہرہ سنجیدگی کی آخری حدوں کو چھو رہا تھا۔

وہ لوگ آج تین روز ون ڈے میچ کا فائنل جیتنے کے بعد سٹڈیم سے باہر نکل رہے تھے۔جہاں ان کو کار میں بیٹھ کر ہوٹل کے لیے روانہ ہونا تھا۔

روشان کا انداز بہت پر جوش تھا وہ مسکراتا ہو آگے بڑھا۔وہ بہت مشکل

سے میسم تک پہنچنے میں کامیاب ہوا تھا۔اس کے والد کے اثر و رسوخ کی وجہ سے وہ یوں آج میسم کے سامنے کھڑا تھا۔

اے سر میسم مراد

روشان نے پرجوش انداز میں میسم کی طرف مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔میسم نے ضبط کرتے چہرے کے ساتھ پر سوچ انداز میں سن گلاسز اتارے۔چہرہ تنا ہوا تھا۔ذہن زور زور سے دل پر لعنت ملامت کر رہا تھا جس کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ آج ڈائمنڈ رنگ خرید لایا تھا جو اسے آج رات ادینہ کو پہنانی تھی اور اپنی کی گئی ساری زیاتیوں کی معافی مانگنی تھی۔

ائی لو کرکٹ اینڈ بیگیسٹ فین آف یو سر

روشان تو بچوں کی طرح پرجوش ہو رہا تھا۔میسم نے لب بھینچتے ہوئے روشان کے بڑھے ہاتھ کو تھاما۔گال تپ رہے تھے اور دل کررہا تھا تحس نحس کر دے سب کچھ تو کیا اس سے اتنی سی دوری بھی برداشت نہیں ہوئی کہ پیچھے انگلینڈ تک چلا آیا۔

ادینہ تعارف کرواؤ

روشان نے دانت نکالتے ہوئے ادینہ کی طرف دیکھا جو سفید لٹھے جیسا چہرہ لیے حیران سی کھڑی تھی۔ایک دم سے روشان کی بات پر بوکھلا کر میسم کی طرف دیکھا۔

یہ یہ۔۔۔

گلے میں جیسے کچھ اٹک سا گیا۔اس سے پہلے کہ وہ فقرہ مکمل کرتی میسم کی کرخت سی آواز ابھری۔

روشان ڈاکٹر روشان کیسے بھول سکتا ہوں آپکو

میسم کا چہرہ سپاٹ تھا۔جبڑے اور دماغ کی رگیں صاف تنی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔دل تو چاہ رہا تھا کہ روشان کا یہیں بازو گھما کر اسے زمین پر پٹخ ڈالے۔

جانتے ہیں مجھے واؤ

روشان نے خوش ہو کر ایک نظر ادینہ کی طرف دیکھا اور پھر میسم کی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

طرف۔روشان کو ماہ رخ کے ذریعے ادینہ کی شادی کا پتہ چل چکا تھا ادینہ نے کبھی بھی اسے اپنی طرف سے کوئی ایسی امید نہیں دلائی تھی کہ وہ اس کے عشق کا روگ لگا بیٹھتا۔ہاں وہ ایک سال کے اندر ادینہ سے بے پناہ محبت کرنے لگا تھا لیکن یہ محبت یک طرفہ تھی یہ وہ اچھی طرح جان چکا تھا ماہ رخ سے۔

جی بہت اچھی طرح

میسم نے دانت پیسے اور آنکھوں کو خاص انداز میں سکیڑا۔ادینہ سے ایسے بے رخی برتی جیسے وہ یہاں موجود ہی نہ ہو۔

گڈ ادینہ نے بتایا ہوگا

روشان نے مسکرا کر ادینہ کی طرف دیکھا۔جو ہونق بنی بس میسم کے چہرے کے بدلتے زاویے دیکھ رہی تھی۔وہ میسم جو پانچ دن سے نظر آ رہا تھا ایک پل میں ہی کھو گیا تھا۔کتنی محنت اور محبت سے وہ میسم کی آنکھوں میں پھر سے وہ پیار لانے میں کامیاب ہوئی تھی اور آج لگتا تھا سب ڈھیر ہو چکا تھا۔

ہاں تھوڑا بہت

میسم نے طنزیہ انداز میں ہونٹ باہر نکال کر گردن کو دائیں بائیں جنبش دی۔دھوکا دھوکا صرف دھوکا اس کو بھی بلوا لیا یہاں اور مجھ سے سچی محبت کے دعوی بھی دن رات کرتی ہے۔میسم کا دماغ چٹخنے لگا۔

واہ کیا کھیلتے ہیں آپ سر

روشان نے جوش میں تعریفی کلمات کہے جس پر میسم کے لبوں پر کڑوی سی مسکراہٹ در ائی کن اکھیوں سے ادینہ کی طرف دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور بھی بہت سے لوگ بہت اچھا کھیلتے ہیں

گہری سانس لی اور کوٹ کو درست کیا۔ادینہ کو لفظوں کی چبھن صاف محسوس ہوئی دل میں گھٹن بڑھنے لگی۔

اف یو ڈونٹ مائینڈ ائی ٹیک ون پک

روشان نے جیب میں ہاتھ ڈالے التجائی انداز میں کہا۔میسم نے زہریلی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائی اور خونخوار نظر پریشان حال سی کھڑی ادینہ پر

ڈالی۔

اوہ ادینہ کے ساتھ شیور

میسم نے مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ طنزیہ انداز اپنایا۔اور ایک طرف

ہوا۔

ن۔۔نہیں آپ کے ساتھ سر

روشان اب موبائل کو ہاتھ میں پکڑے میسم کے قریب آچکا تھا۔میسم

نے گہری سانس لی ضبط سے رگیں ابھر رہی تھیں۔

ہمم

سپاٹ سے چہرے کے ساتھ روشان کے ساتھ تصویر بنوائی اور سن گلاسز

پھر سے چڑھائے۔

تھینک یو سو مچھ

روشان مشکور سا ہوتا ہوا ایک طرف ہوا اور مسکرا کر ادینہ کی طرف

دیکھا۔

ادینہ تم ہو یہاں میں کار میں ویٹ کرتا ہوں

میسم نے بے رخی سے کھردری آواز میں کہا اور قدم آگے بڑھائے

ادینہ سٹپٹا گئی۔

ن۔۔۔نہیں نہیں میں ساتھ چلتی ہوں

گھٹی سی کانپتی آواز میں کہتی وہ اب تیز تیز قدم میسم کے قدموں کے ساتھ ملا رہی تھی۔

NEWERAMAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھولی بے ترتیب سانسوں کے ساتھ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اب میسم کے پیچھے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔میسم نے کارڈ سوائیپ کیا کمرہ کھولا اور سیدھا کمرے کے درمیان میں جا کر کھڑا ہوا دونوں ہاتھوں کمر پر دھرے وہ خاموش کھڑا تھا بس ادینہ دروازہ بند کرتی اب بلکل پیچھے آ کھڑی ہوئی۔

میسم وہ یہاں انگلینڈ میں سپیشلائیزائیشن کے لیے آیا ہے

ادینہ نے تھوک نگل کر آواز کو قدرے نارمل رکھتے ہوئے کہا وہ آخر کو اتنا کیوں گھبرا رہی ہے وہ کوئی چور تو نہیں کار میں ہوٹل تک کے سفر کے دوران وہ خود کو بہت کچھ سمجھا چکی تھی۔اور اب کچھ دیر میسم کے بولنے کا انتظار کرنے کے بعد وہ بول پڑی تھی۔

میسم نے کوٹ اتارا اور زور سے بیڈ پر پٹخ ڈالا ادینہ نے خوف سے آنکھیں بند کیں اور پھر تیزی سے میسم کے بلکل سامنے ائی۔

میسم لسن ٹو می

میسم کے بازو کو پکڑا اور نرمی سے کہا۔میسم نے بکھرے سے انداز میں ادینہ کی طرف دیکھا۔

میں نے کچھ پوچھا تم سے

گھٹی سی آواز تھی آنکھیں نم تھیں وہ شاید رو رہا تھا۔افففف ادینہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا۔تڑپ کر اور قریب ہوئی۔

تمھاری یہی تو پرابلم ہے تم کچھ بھی نہیں پوچھتے مجھ سے بس خود سے

سوچ لیتے ہو سب اور بس

ادینہ نے پھر سے میسم کے بازو پکڑے اور جھنجوڑ کر کہا۔میسم نے دانت پیستے ہوئے پلکیں اوپر اٹھائیں۔نرمی سے اس کے ہاتھ خود سے دور کیے

اچھا میں جو بھی سوچتا ہوں وہ میری آنکھیں دیکھ چکی ہوتی ہیں

میسم نے ناک پھلاتے ہوئے تنی ہوئی رگوں کے ساتھ ادینہ کی آنکھوں میں دیکھا۔

تمھاری آنکھیں کیا دیکھتی ہیں ایسا کیا میسم

ادینہ نے جھنجلا کر اس کے بازو چھوڑے وہ تھکی سی لگ رہی تھی۔اب برداشت ختم ہو رہی تھی۔

اس دن مجھے نہیں معلوم تھا وہ مجھے پرپوز کر رہا ہے اور ماہ رخ بھی تھی ساتھ وہ واش روم میں تھی اس وقت

ہاتھ کو ہوا میں چلاتے ہوئے روہانسی شکل بنا کر وضاحت دی۔

اچھا اس دن تمہیں نہیں پتا تھا

میسم نے طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجا کر سر کو ہوا میں مارا۔

نہیں مجھے کچھ بھی نہیں پتا تھا انفیکٹ مجھے تو ڈنر کا کہا تھا سب نے

ادینہ نے جھنجلا کر چیخنے کے سے انداز میں کہا۔دل چاہ رہا تھا یا تو خود کچھ سر میں دے مارے یا میسم کا سر پھوڑ دے۔

ہمم اچھا بیوقوف بنا رہی ہو مجھے بہت اچھا بس اب اور نہیں بننا مجھے

میسم نے کمر پر ہاتھ دھرے اور رخ دوسری طرف موڑا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم تم سب غلط سمجھ رہے ہو اور میں اب تھک چکی ہوں تمہیں صفائی دیتے دیتے

ادینہ تنک کر پھر سے اس کے آگے ہوئی میسم اب گلے میں لگی ٹائی کو بے دردی سے دائیں بائیں گھما رہا تھا۔

تو مت دو

میسم نے کندھے اچکائے۔ٹائی ایک طرف اچھالی۔

کیوں نہ دوں پیار کرتی ہوں تم سے شوہر ہو تم میرے اور روشان کچھ

بھی نہیں میرا میں نے کبھی سوچا تک نہیں اسکے بارے میں

ادینہ کا گلا پھٹ رہا تھا۔کیوں سمجھ نہیں آتی اس شخص کو کوئی بھی بات۔

بس کرو یار سوچا تک نہیں سوچا تک نہیں نکاح سے ایک دن پہلے

یونیورسٹی میں وہ رو رہا تھا تمھارے لیے اور تم آنسو صاف کر رہی تھی

اس کے

میسم نے دانت ایک دوسرے میں پیوست کیے اس کی طرف دیکھا جس

پر حیرت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔

میسم

ادینہ کی آواز کہیں دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہ کس دن کی بات

کر رہا تھا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا وہ الزام ہی تو لگا رہا تھا۔اس نے

کس دن کب اور کہاں روشان کے آنسو صاف کیے تھے۔

ہاں میں نے دیکھ لیا تھا اس دن تمہیں اور اُسے

میسم کا چہرہ تنا ہوا تھا۔لب اس قدر زور سے بھینچے ہوئے تھے کہ وہ اس

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کے ضبط کا پتہ دے رہے تھے۔ادینہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ساکن مجسم بنی کھڑی تھی۔

کیا ہوا تھا نکاح سے ایک دن پہلے ذہن پر زور دیا۔وہ یونیورسٹی گئی تھی اور روشان اوہ روشان سیڑھیوں میں تھا۔سارا منظر نظروں کے آگے گھوم گیا تو کیا اس دن میسم یہ سمجھا کہ روشان میرے نکاح کی وجہ سے رو رہا ہے اور میں جو اسے تسلی دے رہی تھی اوہ میرے خدا ادینہ کا ہاتھ بے ساختہ اس کے ماتھے پر گیا۔گلے میں کانٹے سے چبھ گئے۔ماتھے پر ہاتھ دھرے ہی وہ پھر سے آگے ہوئی۔

میسم تم نے جو دیکھا وہ سب غلط تھا

ادینہ نے میسم کے بازو پر ہاتھ رکھا۔اور افسوس سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔وہ تو دیکھ بھی نہیں رہا تھا آنکھوں کو سامنے دیوار پر گاڑے تنے ہوئے چہرے کے ساتھ ایسے لاتعلق کھڑا تھا جیسے سامنے کھڑی اس لڑکی سے اسکا کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

بس کرو ادینہ بس کرو

میسم نے ایک جھٹکے سے اپنے بازو پر سے اس کے ہاتھ کو دور کیا۔ادینہ نے تڑپ کر اس کی طرف دیکھا۔اتفاق ایسا ہوا تھا ہر دفعہ کہ اس کے دل میں موجود شک یقین میں بدل گیا تھا۔

میسم میں کیسے یقین دلاؤں تم میری بات سنو پوری

ادینہ نے پیار سے اس کے سامنے آ کر کہا دل کے سارے خدشات دھل گئے تھے۔وہ اسے نکاح کے روز صرف اسی وجہ سے چھوڑ گیا تھا کہ وہ شاید روشان سے محبت کرتی ہے اور پھر اس کے اظہار کو اسی لیے سمجھ نہیں سکا تھا۔

پر میسم اس وقت کسی بھی بات کو سمجھنے کے لیے تیار نہیں تھا۔اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

اوہ میڈیم بس کرو سب پتا مجھے تم پہلے اس کے ساتھ تھی کیونکہ تمہیں نظر آ رہا تھا کہ وہ ایک ڈاکٹر بنے گا اور میں تب تمھارے لیے کچھ بھی نہیں تھا

میسم نے دور ہوتے ہوئے نفرت آمیز لہجے میں زہر اگلا ادینہ نے نا سمجھی کے سے انداز میں پیشانی پر شکن ڈالے کیا کیا کہہ رہا تھا یہ وہ۔

تم خود کہا کرتی تھی نہ شکل نہ عقل اور نہ تعلیم جبکہ وہ روشان ان سب چیزوں میں مجھ سے بہتر ہے پر جب میں راتوں رات مشہور ہوا تو تم نے اسے اس کے پرپوزل پر ڈمپ کیا

میسم نے کمر پر ہاتھ دھر کر طنز بھری مسکراہٹ لبوں پر سجائی ادینہ کے ارد گرد کی ساری چیزیں گھومنے لگی تھیں صرف وہ خود ہی وہیں کھڑی تھی۔وہ تو زہر اگل کر آرام سے کھڑا تھا اپنی گھٹیا سوچ لے کر اس کی محبت کو اس نے اپنے ذہن میں اس قدر گھٹیا مقام دے رکھا تھا۔ادینہ کو ایسا لگا جیسے کسی نے زمین میں گاڑ دیا ہو اسے۔

کچھ پل کے لیے دونوں طرف قبرستان جیسی خاموشی تھی۔ادینہ کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا دماغ پھٹ رہا تھا آخر کو اس نے سمجھ کیا لیا تھا مجھے جتنا بھی کیچڑ اچھالتا رہے گا میں چپ رہوں گی خاموش رہوں گی اب بس بات اب صرف محبت پر کیے گئے شک کی نہیں تھی بات

عزت نفس کی تھی۔ادینہ نے خاموشی کو توڑا۔

مسٹر میسم مراد اب اس کے بعد میں تمہیں کبھی کوئی وضاحت نہیں دوں گی نہ اپنی محبت کی نہ اپنی سچائی کی یہ میری اور تمھاری آخری بات چیت تھی

سرد لہجے اور سپاٹ چہرے کے ساتھ کہا۔میسم نے چہرے کا رخ ناگواری سے موڑا۔دل میں اس کی بے رخی کی اس دفعہ کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ ادینہ ناک چڑھا کر تن کر آگے ہوئے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہیں اپنے ذہن میں بھرے اس خناس کے ساتھ جینا ہے جیتے رہو میں اب اس کو صاف نہیں کروں گی

ادینہ نے آنسوؤں کو رگڑ کر گال سے صاف کیا اور گلے میں اٹکے گولے کو نیچے کیا۔اب بس محبت کی بھیک مانگنا گڑگڑانا ختم میسم اس بری طرح اس کی نظروں سے گرا تھا کہ خود اپنے آپ سے نفرت ہونے لگی تھی کہ اس شخص سے ٹوٹ کر پیار کیا اس نے۔

مجھے چاہیے بھی نہیں میں بھی تھک چکا ہوں اور میرے ذہن میں جو بھرا ہے وہ سچ ہے خناس نہیں ہے

میسم نے سرد لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر جا چکا تھا اور وہ یونہی کھڑی تھی۔

میسم صرف شک کی بات ہوتی تو میں انگاروں پر چل کر بھی تمھاری محبت کی خاطر اس کو ختم کرنے کی کوشش کرتی پر تم نے میرے بارے میں اتنا گھٹیا امیج بنا رکھا تھا کہ میں اب صرف تم سے تمھاری کامیابی تمھاری دولت اور شہرت کی وجہ سے جڑی ہوں۔میسم مراد تم نے تو مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا آج۔

ساری رات میسم کمرے میں نہیں آیا تھا۔اور وہ ساری رات یوں ہی سرد کمرے میں سلگتی رہی مگر اب کی دفعہ کا سلگنا راکھ نہ کر سکا تھا اسے۔

آسمان کی اس اونچائی میں بیٹھ کر بھی یوں لگ رہا تھا وہ بہت نیچے ہے زمین میں دھنسی ہوئی ذلت اور پستی میں

میسم بلکل ساتھ بیٹھا تھا آنکھیں موندے سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے پر وہ اس سے کوسوں دور تھا۔اس کا سب کچھ ہو کر بھی اس کا کچھ بھی نہیں تھا وہ۔

رات کے بعد دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی اور صبح آ کر میسم نے اسے پاکستان واپسی کا حکم صادر کر دیا تھا۔باقی ساری ٹیم کا ابھی دو دن اور رکنے کا منصوبہ تھا جبکہ میسم کسی کا کام کا بہانہ بنا چکا تھا۔

ادینہ نے خاموشی سے بیگ پیک کیا تھا۔میسم نے نیچے سے ناشتہ آرڈر کیا تھا جسے کھانے سے اس نے صاف انکار کر دیا تھا۔کچھ دیر وہ کھڑا اسے کھانے کا کہتا رہا لیکن ادینہ نے ایک نظر اٹھا کر بھی دیکھنا گوارا نہیں کیا تھا۔اور اب اس لمحے جہاز میں بیٹھے دل عجیب طریقے سے متلی کا شکار ہو رہا تھا اور سر چکرا رہا تھا۔

ائیر ہوسٹس کو بل سائین دے کر ادینہ نے ضبط سے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا۔طبیعت بوجھل ہو رہی تھی رات سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔

جی میم

ائیر ہوسٹس نے قریب آ کر جھکتے ہوئے مہذب انداز میں کہا۔ادینہ نے تھکی سی نظر ائیر ہوسٹس پر ڈالی جو لبوں پر میزبان مسکراہٹ سجائے کھڑی تھی۔

مجھے گھٹن محسوس ہورہی ہے ایسے لگ رہا ہے جیسے وؤمٹ ہو جائے گی

ادینہ نے گھبرائی سی آواز میں کہا میسم نے چونک کر گردن موڑ کر ادینہ کی طرف دیکھا چہرے پر ایک دم سے پریشانی در ائی۔

ادینہ از ایوری تھنگ اوکے؟

میسم نے تھوڑا سا سیدھے ہوتے ہوئے پریشان سے لہجے میں پوچھا۔ادینہ نے لا تعلقی برتی ایسے جیسے اس نے سنا ہی نہیں کہ میسم نے کچھ پوچھا ہے اس سے۔

سسٹر مجھے کوئی میڈیسن ملے گی؟

ادینہ نے گھبرائی سی صورت بنا کر سامنے کھڑی ائیر ہوسٹس سے کہا جو اب مسکراتے ہوئے سر ہلا رہا تھی میسم نے لب بھینچ کر غصے سے ادینہ

کی طرف دیکھا بیوقوف نے کچھ بھی نہیں کھایا کل رات سے اچانک یاد آنے پر میسم نے افسوس سے سر کو ہوا میں مارا۔

ادینہ کیا ہوا تمہیں؟

پھر سے سپاٹ لہجے میں ادینہ سے سوال پوچھا اب وہ مکمل طور پر اس کی طرف رخ موڑ چکا تھا۔لیکن ادینہ نے کوئی بھی جواب نہیں دیا۔ائیر ہوسٹس سیدھی ہوئی اور جانے کے لیے قدم بڑھائے۔

سسٹر ویٹ انہوں نے کچھ بھی نہیں کھایا ہے صبح سے کچھ کھانے کے لیے لا دیں پہلے

میسم نے ہاتھ کے اشارے سے ائیر ہوسٹس کو روکا اس نے ایک نظر ادینہ کے زرد چہرے پر ڈالی اور پھر میسم کی طرف دیکھ کر سر ہلایا۔

سسٹر مجھے کچھ بھی نہیں کھانا پلیز میڈیسن لا دیں

ادینہ نے ماتھے پر شکن ڈال کر سختی سے کہا۔میسم کے ماتھے پر بھی بل نمودار ہو چکے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ دماغ ٹھیک ہے کیا تمھارا خالی پیٹ میڈیسن لو گی

ادینہ کی طرف رخ کیے ڈپٹنے کے سے انداز میں کہا۔

مجھے بھوک نہیں ہے

ادینہ نے سرد لہجے اور سپاٹ چہرے کے ساتھ جواب دیا۔

میم سر ٹھیک کہہ رہے ہیں میں آپ کے لیے جوس لاتی ہوں آپ وہ پی لیں اس کے بعد میڈیسن لیجیے گا

ائیر ہوسٹس نے ادینہ کے کندھے پر ہاتھ دھر کر نرمی سے کہا۔اس سے پہلے کہ ادینہ کچھ بولتی میسم نے فورا بول کر اس کی بات کاٹی۔

جی بلکل آپ جوس لا دیں بلکہ ساتھ ایک عدد سینڈوچ بھی

میسم نے التجائی مسکراہٹ کے ساتھ کہا ائیر ہوسٹس نے سر کو اثبات میں ہلایا اور چل دی۔

مجھے آپکی کسی توجہ اور فکر کی ضرورت نہیں ہے آپ میرے معاملات میں پلیز دخل مت دیں

ادینہ نے سامنے سیٹ کی پشت کو گھورتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

میری ذمہ داری پر میرے ساتھ ائی تھی تمہیں باحفاظت پاکستان لے کر جانا فرض ہے میرا اس سے زیادہ اور کچھ بھی نہیں

میسم نے دانت پیستے ہوئے اس سے بھی زیادہ سخت لہجہ اپنایا۔ائیر ہوسٹس جوس اور سینڈوچ لا چکی تھی۔

میم پلیز کچھ کھا لیں

ائیر ہوسٹس نے نرم سے لہجے میں کہا۔ادینہ اسی طرح ساکن بیٹھی تھی۔

سسٹر آپ جائیں

میسم نے ٹرے ادینہ کے سامنے کرتے ہوئے مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا۔ائیر ہوسٹس مسکراتی ہوئی وہاں سے چل دی

شرافت سے کھاؤ کچھ مجھے کوئی نخرے نہیں دیکھنے تمھارے سمجھی تم

میسم نے دانت پیستے ہوئے آواز کو مدھم رکھتے ہوئے کہا۔

میں نخرے کر بھی نہیں رہی

ادینہ نے جھپٹ کر ٹرے اپنی طرف کی اور سینڈوچ کے اوپر چڑھے ریپر کو اتارا۔میسم نے سر کو طنزیہ انداز میں جنبش دی اور پھر سے چہرے کا رخ موڑ لیا۔سینڈوچ کے ٹکڑے زہر لگ رہے تھے۔جوس کے سپ کے ساتھ گلے میں پھنسے آنسوؤں میں اٹکتے ہوئے نیچے جا رہے تھے۔

مجھے شاخ شاخ سے توڑنا

پھر بیچ بیچ سے جوڑنا

یہ ادا ادا بھی کمال ہے

یہ سزا سزا بھی کمال ہے

یہ شام شام کے دُھندلکے

اور قطرہ قطرہ سی بارِشیں

مجھے پیاس پیاس میں ڈال کے

پھر دشت دشت میں چھوڑنا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ اُداس اُداس اُداسیاں

اور دُور دُور کی دُوریاں

مجھے اشک اشک بکھیر کے

پھر ہنس ہنس کر سمیٹنا

یہ آگ آگ کا کھیل ہے

اسے روز روز نہیں کھیلنا

مجھے ورق ورق کھولنا

پھر حرف حرف پہ سوچنا

یہ جفا جفا کے راستے

اور وفا وفا کی منزلیں

مجھے ڈھونڈ ڈھونڈ کے ڈھونڈنا

پھر چھوڑ چھوڑ کے چھوڑنا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ چہرہ چہرہ حِجاب ہے

میرے درد درد کا علاج ہے

مجھے دُور دُور سے دیکھنا

مجھے مرض مرض کا بھولنا

یہ ادا ادا بھی کمال ہے

یہ سزا سزا بھی کمال ہے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اریبہ نے دھیرے سے قریب ہوتے ہوئے دروازے کے ساتھ کان چپکائے۔وہ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی تھی جیسے ہی کان قریب کیا اندر ہونے والی گفتگو صاف سنائی دینے لگی۔

عزرا لڑکا اتنا بھی برا نہیں دیکھا بھالا ہے بچپن سے سامنے پلا بڑھا ہے

مراد احمد نے دھیرے سے سر اوپر اٹھایا اور سامنے بیٹھی عزرا کی طرف دیکھا جو بے زار سی صورت بنائے بیٹھی تھی۔احمد میاں کے کمرے میں

لگی کرسیوں پر سب گھر کے بڑے براجمان تھے۔

بھائی پر ہے تو لا پرواہ نا اور کوئی نوکری نہیں تعلیم بھی مکمل نہیں

عزرا نے ناگواری سے ناک چڑھائی فہد کے والدین اریبہ کا رشتہ لے کر ائے تھے جن کے جانے کے بعد اب سب بڑے بیٹھے اس پر غور و فکر کررہے تھے اور عزرا سرے سے ہی انکار کر چکی تھی کہ اسے فہد کے ساتھ اریبہ کا رشتہ منظور نہیں ہے۔لیکن مراد احمد اسکے فیصلے کی تردید کرتے ہوئے اسے قائل کر رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عزرا یہ سب باتیں تو اب بلاجواز ہیں تمھاری اکلوتا لڑکا ہے اپنے ماں باپ کا اور اتنا بڑا کاروبار ہے

مراد نے افسوس سے سامنے بیٹھی عزرا کی طرف دیکھا۔عزرا نے خفگی بھری نظروں سے دیکھا پر بولی کچھ نہیں۔

میں تو کہتا ہوں کوئی برائی نہیں رشتے میں اور پاس ہوگی ہمارے نظروں کے سامنے بلکل ادینہ کی طرح

مراد احمد نے پھر سے سب کی طرف نظر دوڑائی احمد میاں جو تکیے کے سہارے بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے دھیرے سے سر کو اثبات میں جنبش دیتے ہوئے مراد احمد کی بات کی تائید کرنے لگے۔

ابا جی آپ کیا کہتے ہیں اس بارے میں

مراد احمد نے تھوڑا سا رخ موڑا اور پوری توجہ احمد میاں کی طرف مرکوز کی۔احمد میاں نے گہری سانس لی بوڑھے ہاتھوں سے پیشانی کو پرسوچ انداز میں رگڑا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رشتہ اچھا ہے آجکل کہیں بھی باہر رشتہ کریں گے تو چھان بین کے باوجود لڑکے کا پتا نہیں ہوگا وہ کیسا ہے

احمد نے کپکپاتے سے لہجے میں کہتے ہوئے عینک کی اوٹ سے بغور عزرا کا جائزہ لیا جو پہلو بدل کر رہ گئی۔چہرے پر ابھی بھی وہی بے زاری تھی فہد انھیں بچپن سے ہی ناپسند تھا اس کی وجہ شاید میسم کا بہت زیادہ ڈانٹ کھانا تھا میسم ان کا لاڈلا تھا اور فہد میسم کا واحد دوست تھا اور جب بھی میسم کو گھر میں ڈانٹ پڑتی تھی عزرا سارا الزام فہد پر دھر

دیتی تھیں کہ میرا بھتیجا تو معصوم ہے موئے فہد کا قصور ہو گا سب۔اور اب اسی موئے فہد کو وہ کیسے اپنے داماد کے روپ میں دیکھ سکتی تھیں۔

عزرا اللہ کا نام لو اور ہاں کر دو

احمد میاں نے عزرا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اب گہری سوچ میں ڈوب چکی تھی۔سب لوگ اب عزرا کی طرف ہی متوجہ تھے۔کچھ دیر خاموشی رہی پھر عزرا نے مراد احمد کی طرف دیکھا۔

بھائی صاحب آپ نے مجھ سے زیادہ دنیا دیکھ رکھی ہے آپکی ذمہ داری ہیں میری دونوں بیٹیاں اگر آپکو مناسب لگتا ہے تو میں راضی ہوں

مراد احمد نے مسکراتے ہوئے سر کو ہلایا اور پھر سب لوگ مسکرا دیے۔

میسم نے فائل پر سے سر کو اٹھایا اور سامنے بیٹھے شخص کی طرف دیکھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

گڈ تھینک یو سر آپ کو ابھی ایک سال کا کنٹریکٹ سائن کرنا ہے

سامنے بیٹھے شخص نے مسکرا کر پرجوش انداز میں اپنی گود میں دھری
فائل کو اٹھایا اور کھول کر میسم کے سامنے کیا۔میسم نے فائل کو سامنے
میز پر رکھا۔اس شخص نے جلدی سے قلم میسم کی طرف بڑھایا۔وہ
انٹرنیشنل پرفیوم ایڈونچر کے لیے میسم کو برینڈ امبیسڈرز بنانے کی پیشکش
لے کر آیا تھا۔انگلینڈ کی سیریز جیت کر ائے ہوئے ابھی اسے ایک ہفتہ
ہوا تھا جب اسے مختلف اشتہارات کے پیشکش آنے لگی تھیں وہ پورے
پاکستان کا دل بن کر دھڑکنے لگا تھا۔

باہر نکلتا تو لوگوں کی بھیڑ اکٹھی ہو جاتی۔اس سب سے بچنے کے لیے
پاکستان آتے ہی اس نے سب سے پہلا کام کار لینے کا کیا تھا۔کرکٹ کی
جان تھا تو پاکستانی لڑکیوں کے تکیوں کے نیچے اس کی تصاویر
تھیں۔جوان کرکٹ کا جنون رکھنے والے لڑکوں کی متاثر کن شخصیت تھا
تو کرکٹ کے شیدائیوں کی محبت بن گیا تھا۔خبروں سے لے کر گلی میں
کرکٹ کھیلتے لڑکوں تک سب کی زبانوں پر میسم مراد کی تعریف تھی۔وہ
نہ صرف دھواں دار بلے باز تھا بلکہ اس کی شخصیت اس کی پرسنالٹی کی

وجہ سے بڑے بڑے برینڈز کی طرف سے اسے اشتہارات کی پیشکش ہونے لگی تھی جو اُسے منہ مانگی قیمت دینے کے لیے تیار تھے۔

ہمم پر مجھے زیادہ ایکٹنگ نہیں کرنی آتی

میسم نے کانٹریکٹ پر دستخط کیے اور ہنستے ہوئے سر اوپر اٹھایا۔سامنے بیٹھا شخص قہقہ لگا گیا۔

آپ فکر نہ کریں بس تھوڑی سی کرنی پڑے گی باقی آپکی کوسٹار سنبھال لے گی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سامنے بیٹھے شخص نے مسکراتے ہوئے کہا اور میسم کے ہاتھ سے فائل کو لیا۔

ہمم پھر ٹھیک ہے

میسم نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔وہ ابھی طلحہ کے ساتھ ہی رہائیش پزیر تھا۔اور اس وقت وہ اسی اپارٹمنٹ کے لاونج میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

تھینک یو سو مچ سر

آدمی نے مشکور نظروں سے میسم کی طرف دیکھا اور بیگ میں سے چیک بک نکالی۔چیک کو چیک بک سے علیحدہ کیا۔

یہ ایڈوانس چیک آپکا

میسم کی طرف چیک بڑھایا۔میسم نے لب بھینچے سر کو اثبات میں ہلایا۔اور چیک کو پکڑا۔

چلیں پھر کل شام کو ملاقات ہوتی ہے

وہ آدمی فائلز کو بیگ میں رکھ کر اٹھا . میسم سے مصافحہ کیا۔اور دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ میسم دو لاکھ کے چیک کی طرف دیکھ رہاتھا۔لبوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

جھکا دوں گا

گرا دوں گا

میں ہوں بخت

میں ہوں نوشتہ تقدیر

میں ہوں مقسوم

ایک ہفتہ ہوگیا چھپ چھپ کر رو رہی ہو اور مجھے اب بتا رہی ہو اتنی بڑی بات

ماہ رخ نے حیرت اور افسوس سے آنکھیں پھیلا کر ادینہ کی طرف دیکھا جو اب ساکن بیٹھی تھی اور سپاٹ چہرہ لیے سامنے دیوار کو گھور رہی تھی۔

کیا بتاتی کہ جس کے لیے تمھارے سامنے ہر پل سسکی ہوں وہ اپنے ذہن میں میرا یہ مقام رکھتا ہے

ادینہ نے سرد لہجے میں کہا آواز بھاری ہورہی تھی۔آنکھیں سرخ تھیں۔

اسکی اور ماہ رخ کی ڈیوٹیز کا وقت ایک ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے دونوں کی بات چیت کم تھی اور آج ایک ہفتے بعد ادینہ اسے سب بتا رہی تھی۔

میسم کا تو دماغ میں درست کرتی ہوں ایڈریس دو اس کا

ماہ رخ نے ماتھے پر بل ڈالے غصے سے کہا۔ادینہ نے طنزیہ مسکراہٹ لبوں پر سجائی۔

نہیں ہے میرے پاس اور مجھے اُسے کوئی صفائی نہیں دینی اب تم کچھ بھی نہیں کہو گی

بکواس بند کرو نمبر دو اس کا میں کوئی صفائی نہیں دوں گی اس کا دماغ ٹھکانے لگاؤں گی سمجھتا کیا ہے خود کو بہت ذہین ہے یا غیب کا علم رکھتا ہے

ماہ رخ نے دانت پیستے ہوئے کہا اور ادینہ کے پاس پڑا موبائل اٹھایا۔

میسم کا نمبر نکالا اور سکرین ادینہ کے سامنے کی۔ادینہ نے گھٹنوں پر سے سر اٹھایا اور اثبات میں دھیرے سے سر ہلایا۔سکرین پر میسم کا نمبر تھا۔ جو شادی کے بعد اس نے ہیزبینڈ کے نام سے موبائل میں محفوظ کیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہ رخ نے اپنے موبائل سے نمبر ڈائل کرتے ہی موبائل کو کان سے لگایا۔ادینہ نے سر جھکایا پر دوسری طرف خاموشی ہی تھی ماہ رخ ابھی تک فون کان کو ہی لگائے کھڑی تھی۔

ماہ رخ نے ادینہ کی طرف دیکھا۔اور آنکھوں کو سکوڑ کر نفی میں سر ہلایا۔

یہ تو بند ہے اور کوئی نمبر ہے کیا اس کا

ماہ رخ نے پھر سے ادینہ کے موبائل کو اٹھا کر اس کی طرف سوالیہ نظر ڈالی۔

نہیں تو نمبر تو یہی ہے میرے پاس اس کا

ادینہ نے آہستہ سی آواز میں جواب دیا اور نمبر بند ہونے کا سن کر پریشان سا چہرہ بنایا۔ماہ رخ نے گہری سانس لی اور بیڈ پر ادینہ کے ساتھ ڈھنے کے سے انداز میں بیٹھی۔جیسے سارا جوش ٹھنڈا پڑ گیا ہو۔

ماہ رخ تم رہنے دو چھوڑو

ادینہ نے بکھرے بالوں کو جوڑا بنایا اور خود کو نارمل ظاہر کیا۔ماہ رخ نے ماتھے پر شکن ڈالے اور غصے سے اسے گھور کر دیکھا بکھرے سے بال روکھا سا چہرہ وہ ایک ہفتے میں ہی ایسی پژمردگی کی شکار ہوئی تھی کہ لگ ہی نہیں رہا تھا وہ نئ نویلی شادی شدہ ہے۔

چپ بیٹھو تم میں کرتی رہوں گی ٹرائی

ماہ رخ نے ڈپٹنے کے انداز میں کہا۔ادینہ نے بے یقینی سے دیکھا کچھ بھی نہیں ہونے والا شک میسم کے دماغ میں جڑیں پکڑ چکا تھا۔ادینہ نے پھیکی سی مسکراہٹ کو لبوں پر سجا کر سوچا۔

چلو اٹھو اب کچھ کھا لو حالت دیکھو اپنی

ماہ رخ نے آگے بڑھ کر بازو سے پکڑ کر اسے اٹھایا۔جو بے زار سے صورت بنائے اٹھی تھی۔

ایڈوینچر کلون کے شاندار سیٹ پر وہ ان کے دیے گئے کوسٹیم کو زیب تن کیے کھڑا تھا ڈائیریکٹر اسے اشتہار کا منظر سمجھانے میں مصروف تھا

جب ایک طرف سے ابھرتی پر جوش آواز نے دونوں کو نظر اٹھانے پر مجبور کیا۔

ہائے۔۔۔۔میسم مراد

برہنہ کندھوں والی ٹی شرٹ کے نیچے تنگ جینز پہنے میک اپ سے لیس چہرہ لیے ناز عالم پورے دانت باہر نکالے پر جوش انداز میں کھڑی تھی میسم نے گردن کو تھوڑا سا خم دیا وہ لمبے قد اور سانولی رنگت کی پرکشش لڑکی پاکستان کی مشہور ماڈل تھی جو بڑی بے باکی سے اب بلکل میسم کے قریب آکر پرجوش انداز میں اسکے گلے لگ کر اسکے گال سے اپنا گال جوڑ چکی تھی۔میسم اس بے باکی پر گڑبڑا سا گیا۔وہ اب مسکراتے ہوئے پیچھے ہوئی۔آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں۔

میسم یہ ہے ناز پاکستانی ٹاپ ماڈل

ڈائیریکٹر نے مسکرا کر میسم سے ناز کا تعارف کروایا۔وہ کچھ دیر پہلے ہی دبئی میں شوٹ کے لیے پہنچا تھا۔ناز عالم ایڈوینچر کلون کی لیڈی برینڈ امبیسڈر تھی۔

جی جانتا ہوں

میسم نے مسکرا کر سر کو اثبات میں ہلایا۔ناز کو کون نہیں جانتا تھا وہ نہ صرف ٹاپ ماڈل تھی بلکہ بہت سے سیریلز میں اداکاری کے جوہر بھی دکھا چکی تھی۔

اور آپ کو بھی جانتی ہوں میں بہت اچھے سے

ناز نے پرجوش انداز اپنایا اس کی آنکھوں سے ہی میسم کے لیے بے پناہ پسندیدگی نظر آ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

you know you are the reason of my heart beating these days

(آپ جانتے ہیں آجکل آپ میرے دل کے دھڑکنے کی وجہ ہیں)

ناز بے ساختہ چہکتے ہوئے کہہ گئی میسم خجل سا ہوتے ہوئے مسکرا کر رہ گیا جبکہ پاس کھڑے ڈائریکٹر کا فلک شگاف قہقہ گونجا۔جس پر اب ناز بھی انداز دلربائی سے ہنس رہی تھی۔

چلیں اب پھر ٹیک لیتے ہیں کچھ

ڈائیریکٹر نے ہاتھ کا اشارہ سیٹ کی طرف کرتے ہوئے دونوں سے درخواست کی۔

رکیں ایک شرط پر میسم اس کے بعد میرے ساتھ کافی پر چلیں گے کیوں میسم

ناز نے چہکتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے ڈائیریکٹر کو روکا اور میسم کی طرف دیکھا۔اب میسم کے سامنے کھڑے دونوں نفوس میسم کی طرف متوجہ تھے۔میسم نے مسکراتے ہوئے سر کو اثبات میں جنبش دی

ہمم اور آپ دبئ گھمائیں گی

خوشگوار انداز میں ناز کی طرف دیکھا۔ناز نے کھلکھلا کر اثبات میں زور زور سے سر ہلایا۔

بلکل بلکل مجھے خوشی ہو گی

وہ خوشی سے کہتے ہوئی میسم کے ساتھ قدم سے قدم ملاتی سیٹ کی

طرف چل دی۔

⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘

اسٹیتھ سکوپ کو گلے کے گرد سے اتارتی وہ تھکی سے سٹاف روم میں ابھی داخل ہی ہوئی تھی جب سامنے بیٹھی ڈاکٹر روشبہ کی آواز پر ٹھٹکی۔

ادینہ نیو ایڈ دیکھا ایڈونچر والوں کا

وہ اپنے موبائل پر نظریں جمائے ذومعنی انداز میں بولی ادینہ نے نا سمجھی کے انداز میں دیکھا۔

نہیں کیا ہوا

تھکے سے لہجے میں کہتی وہ اب روشبہ کے قریب آ چکی تھی۔جو بڑی دلچپسی سے موبائل پر کچھ دیکھ رہی تھی اس کو پاس کھڑے دیکھا تو مسکرا کر ہاتھ آگے بڑھایا

see your husband

(دیکھو تمھارا شوہر)

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

روشبہ نے موبائل سکرین کا رخ ادینہ کی طرف کیا ادینہ اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھتی چلی گئی۔میسم سے کوئی بھی رابطہ ہوئے آج دو ہفتے ہو چلے تھے۔وہ شاید پاکستان میں نہیں تھا اس لیے کوئی رابطہ نہیں تھا۔

روشبہ کے موبائل پر ایڈونیچر کلون کا اشتہار چل رہا تھا جس میں ناز عالم میسم کے بلکل قریب کھڑی میسم کی گردن پر انگلی پھیر رہی تھی۔تن بدن میں جیسے آگ لگی۔دل میں دھواں سا بھرنے لگا میسم اسکی آنکھوں میں محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا ناز عالم گہرے گلے والی میکسی زیب تن کیے ہوئے تھی اس کا انداز دلکشی کی آخری حدوں کو چھو رہا تھا۔

میسم کے لبوں پر انوکھی سی مسکراہٹ تھی جو ادینہ کو اس وقت زہر لگ رہی تھی۔دل میں بھرتے دھویں کی چبھن اب آنکھوں تک آنے لگی تھی۔

لکی ہو تم ادینہ سچ میں ماڈل کی آنکھوں کی حسرت دیکھو ذرا

روشبہ نے قہقہ لگاتے ہوئے توجہ دلائی جس میں اشتہار کے آخر میں ناز

NEW ERA MAGAZINE .com Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عالم میسم کے بلکل سامنے کھڑے ہو کر اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔اور وہ اداکاری سے زیادہ حقیقت لگ رہی تھی۔

ادینہ نے پھیکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر روشبہ کا فون اس کے ہاتھ میں دیا۔اپنا فون ہوتا تو شاید وہ اب تک دیورا میں مار چکی ہوتی۔آنکھوں کے کونے نم ہونے لگے تھے۔

ادینہ ایک ملاقات ہم سب سے بنتی ہے بھئی

روشبہ کے ساتھ بیٹھی سحر نے بچوں کی طرح منہ بناتے ہوئے ادینہ سے التجا کی۔ادینہ نے اپنے لاوے کی طرح ابلتے جزبات پر قابو پایا۔

ہاں ادینہ آٹو گراف پکس بھی ہم بھی تو دکھائیں سب کو ہماری کولیگ کا ہزبینڈ ہے ہم کلوزلی جانتے ہیں اس کو

روشبہ نے بھی چہکتے ہوئے سحر کا ساتھ دیا۔ادینہ نے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجائے دونوں کی طرف دیکھا۔ماہ رخ جو کچھ دور چائے کے ٹی بیگ کو کپ میں بار بار ڈبکیاں دلا رہی تھی غور سے سنتے

ہوئے اب ساری بات سمجھ چکی تھی۔

تم بات کرو نہ میسم بھائی سے

روشبہ اب زیادہ ہی پرجوش ہو چکی تھی۔ادینہ نے نظر اٹھا کر ماہ رخ کی طرف دیکھا۔ماہ رخ اپنی جگہ سے اٹھی اور قریب ائی۔

کیوں نہیں رکھیں گے ضرور رکھیں گے

ماہ رخ نے ادینہ کے کندھے پر ہاتھ رکھے اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے مسکرا کر پہلے دونوں کی طرف دیکھا اور پھر پیار سے ادینہ کی طرف۔

ہائے کتنا مزہ ائے گا میں اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ساتھ لاؤں گی مرتا ہے وہ میسم پر

روشبہ پرجوش انداز میں چہکی ادینہ نے خفگی بھری نظر ساتھ بیٹھی ماہ رخ پر ڈالی جس نے لبوں کو بھینچے سر کو آہستگی سے ہلایا۔

امی یہ والی کڑھائی بہت زیادہ ہے لڑکوں کو اتنی اچھی نہیں لگتی کڑھائی

اریبہ نے ڈبے میں بند نسواری رنگ کے کُرتے کو ناگواری سے اٹھا کر ایک طرف کیا۔وہ مردانہ کپڑوں کی دوکان میں لگی کرسیوں پر بیٹھی کڑھائی والے کُرتے دیکھنے میں مصروف تھیں۔

ائے ہائے کچھ بھی لے لو اس لنگور پہ کونسا کچھ جچنا ہے

عزرا نے بے زار سی شکل بنائی اریبہ کے ڈبوں کو اٹھا کر جانچتے ہاتھ رکے افسوس سے اپنے ساتھ بیٹھی عزرا کی طرف دیکھا۔دو دن بعد اس کی اور فہد کی نکاح کی تقریب تھی اور عزرا کی نفرت ہنوز قائم تھی۔فہد کے والدین نے تو منگنی کی رسم ادا کرنے کے کہا تھا جس پر احمد میاں بلکل رضامند نہیں ہوئے تھے ان کے مطابق منگنی کوئی جائز رشتہ نہیں تھا اور فہد کو وہ بچپن سے جانتے تھے اس لیے انھوں نے نکاح کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

امی۔۔۔بس کریں اب تو میرا نکاح ہونے والا آپ کو اب بھی لنگور لگتا

اریبہ نے خفگی سے کہتے ہوئے روہانسی صورت بنا کر عزرا کی طرف دیکھا عزرا نے بے چینی سے پہلو بدلہ۔

اچھا چل جو تجھے پسند ہے وہ کر لے میں تو ان لوگوں کی وجہ سے کہہ رہی تھی پینڈو سے ہیں زیادہ کڑھائی پسند کریں گے

عزرا نے پھر ناگواری سے ناک چڑھائی۔اریبہ نے ماتھے پر زور سے ہاتھ رکھا اور سر کو نفی میں ہلاتی اب وہ عزرا کی طرف دیکھ رہی تھی۔

امی کوئی پینڈو وینڈو نہیں ہیں وہ لوگ اچھے خاصے ہم سے زیادہ پیسے والے ہیں اور آپکو اتنے ہی ناپسند تھے تو رشتہ کیوں کیا

بے زاری سے ہاتھوں کو گود میں دھرا جس دن سے بات طے ہوئی تھی وہ عزرا کی اس طرح کی باتیں سن رہی تھی۔عزرا اریبہ کی اتنی ناراضگی پر سٹپٹا سی گئیں۔

اچھا چل سوری کر پسند

اریبہ کے چہرے پر غصہ دیکھ کر عزرا نے منہ کا زاویہ بگاڑتے ہوئے کہا

اریبہ نے پھر سے توجہ ڈبوں میں بند کاٹن کے کرتوں کی طرف مبزول کی۔

ہلکا رنگ کرنا میسم تھوڑی ہے جو پہنے گا وہ بچ جائے گا

اریبہ کے ہاتھ میں گہرے گرے رنگ کے کُرتے کو دیکھ کر عزرا بیگم پھر سے خود کو کچھ کہنے سے نہیں روک سکی تھیں۔اریبہ نے دانت پیستے ہوئے گردن موڑ کر عزرا کی طرف دیکھا۔

اچھا اچھا کر پسند

عزرا نے اریبہ کے کندھے کو زور سے ہلایا انداز ایسا تھا جیسے کہہ رہی ہوں اب میں کچھ نہیں بولوں گی۔

بھائی جس کے گلے پر کم کڑھائی وہ دکھائیں پلیز

اریبہ نے ایک غصیلی نظر عزرا پر ڈالی اور پھر سامنے کھڑے آدمی سے کہا جو اب ڈبے نکال کر اریبہ کے سامنے رکھ رہا تھا۔

گلابی گداز لبوں کو کچلتی ادینہ بجتے موبائل پر نظریں گاڑے بیٹھی تھی۔ سکرین پر ہزبینڈ کے الفاظ جگمگا رہے تھے اور موبائل کا تھرکنا دل میں

ہتھوڑے کی طرح ضرب لگا رہا تھا آج پورے تین ہفتے بعد جناب کو اس کی یاد ائی تھی پر کس لیے ادینہ کا دل پھٹنے کو تھا اور اب فون بند ہو کر تیسری دفعہ بجنے لگا تھا۔فون بج رہا تھا اور وہ اسے فقط گھور رہی تھی۔میسم کے زہر جیسے لفظوں کی بازگشت ذہن کی دیواروں سے سر پٹخ رہی تھی۔

جیسے جیسے فون کی بل جارہی تھی میسم کا غصہ بڑھ رہا تھا۔الٹا غصہ دکھانے لگی تھیں محترمہ غصے سے سوچا اور فون بند کیا۔اور اب لب بھینچے انگلیاں پیغام لکھ رہی تھیں جانتا تھا کہ وہ جان بوجھ کر فون نہیں اٹھا رہی ہے۔

فون کی تیسری دفعہ کی بل بھی بند ہو چکی تھی۔ادینہ اب بھی ماتھے پر بل ڈالے موبائل کو گھور رہی تھی۔میسج ٹون کے ساتھ ہی ہزبینڈ کے نام کے ساتھ پیغام کا اشارہ واضح ہوا۔ادینہ نے چہرے پر ناگواری سجائے موبائل اٹھایا اور پیغام کو کھولا۔

فون کیوں نہیں اٹھا رہی میرا

پیغام ادینہ کی سوچ کے بلکل مطابق تھا۔ادینہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

فون اب پھر سے بج رہا تھا اور ادینہ ویسے ہی بیٹھی تھی مجسم بن کر۔

میسم نے زور سے موبائل ایک طرف پٹخا الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔پھر کچھ سوچتے ہوئے موبائل اٹھایا اور پیغام لکھا۔

پیغام کی رنگ پھر سے بجنے پر ادینہ نے پیغام کھولا۔

ادینہ فون اٹھاؤ میرا مجھے معلوم ہے تم جان بوجھ کر نہیں اٹھا رہی

وہ پیغام پڑھ رہی تھی جب فون پھر سے بج اٹھا ادینہ نے فون ایک طرف رکھ دیا۔اور گھٹنے میں چہرہ دیا میسج ٹون پر سر اٹھایا اور ساتھ ہی موبائل بھی اٹھایا۔

ادینہ کیا بدتمیزی ہے یہ فون اٹھاؤ

پھر سے پیغام آیا ادینہ ابھی اس کو پڑھ ہی رہی تھی جب ایک اور پیغام آیا۔

اوکے فائن کل صبح تیار رہنا پانچ بجے نکلیں گے خیر پور کے لیے

پیغام پڑھتے ہی ادینہ کی پیشانی شکن آلودہ ہوئی۔اریبہ کے نکاح کے لیے اسے اور ماہ رخ کو کل کوچ سے جانا تھا اور جناب آج اپنے ساتھ جانے کا حکم صادر کر رہے تھے۔فون پھر سے بج رہا تھا ادینہ نے فون اٹھا کر کان کو لگایا اور سپاٹ لہجے میں گویا ہوئی۔

میں خود جا سکتی ہوں مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ

چہرہ سختی لیے ہوئے تھا دانت ایک دوسرے میں پیوست تھے۔اس سے پہلے کے وہ کچھ بولتا ادینہ نے اپنی بابت کی۔

ادینہ کے اس انداز پر میسم کی رگیں ایک ہی پل میں تنی۔

دماغ ٹھیک رکھو اپنا دادا ابو نے کہا ہے اپنے شوق سے نہیں لے جا رہا میں

غصے سے بھاری آواز میں کہا اور فوراً فون بند کیا۔

میسم کی رعب دار آواز اس سے بھی زیادہ سختی لیے ہوئے تھے۔ادینہ کے چہرے پر تزلیل کا عکس واضح ہوا وہ فون بند کر چکا تھا۔ادینہ نے

غصے سے ایک طرف موبائل پٹخا۔ماہ رخ جو ابھی ابھی واش روم سے باہر ائی تھی اس کا انداز پرکھتے ہوئے آگے ہوئی۔

ادینہ فون چل پڑا کیا اس کا

ماہ رخ نے کھوجتی سی نظر موبائل پر ڈالتے ہوئے سوالیہ نظر ادینہ پر ڈالی جو ضبط سے گزرتے ہوئے سرخ ہو رہی تھی۔ادینہ کچھ دیر چپ رہی پھر ماہ رخ کی طرف دیکھا۔

کہہ رہا ہے کل صبح میرے ساتھ جانا خیرپور حکم صادر کر رہا تھا

ادینہ نے ناک پھلاتے ہوئے گھور کر موبائل کی طرف دیکھا۔جیسے موبائل کو ہی کچا چبا جائے گی۔

ہاں تو ٹھیک ہے نہ اُسی کے ساتھ جائیں گے

ماہ رخ نے جلدی سے کہا اور پرسوچ انداز میں آنکھیں سکیڑے اس کے ساتھ بیڈ پر براجمان ہوئی۔

اسلام علیکم

سیاہ رنگ کی کرولا کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر ماہ رخ نے سر اندر کیا اور سپاٹ لہجے میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے میسم کو سلام کیا۔وہ پانچ بجے کا کہہ کر پورے چھ بجے ان کے ہاسٹل کے سامنے کھڑا تھا ادینہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ چکی تھی۔ماہ رخ نے ساری رات لگا کر اسے سمجھایا تھا کہ وہ کچھ بھی نہیں کرے گی بس خاموشی سے تماشہ دیکھے گی۔میسم کا دماغ وہ خود اپنے طریقے سے درست کرے گی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وعلیکم سلام

میسم نے مہذب انداز میں ماہ رخ کے سلام کا جواب دیا اور ایک اچٹتی سی نظر ادینہ پر ڈالی جو سپاٹ چہرہ لیے ساتھ بیٹھی تھی۔سیاہ رنگ کے جوڑے میں شفاف سے چہرے کے ساتھ وہ اس صبح کے ملگجے اندھیرے میں بھی دمک رہی تھی۔

میسم بھائی

وہ چور نظر سے ادینہ کا جائزہ لیتے ہوئے سیٹ بیلٹ باندھ رہا تھا جب عقب سے ماہ رخ کی آواز کانوں میں پڑی۔

جی

گردن کو تھوڑا خم دیے معدب انداز اپنایا۔ماہ رخ نے سیٹ کی پشت کو پکڑے تھوڑا سا آگے ہوتے ہوئے کہا۔

ہم دونوں نے ناشتہ نہیں کیا ہوا تو کہیں ناشتہ کرنا ہے ہمیں پہلے

ماہ رخ کا انداز بڑا حق جتاتا ہوا پر سپاٹ سا تھا۔وہ پوری طرح سالی ہونے کا کردار نبھا رہی تھی۔میسم نے پھر سے ایک نظر ادینہ پر ڈالی جو بے رخی سے گردن موڑے بیٹھی تھی۔

اوکے کسی بعام قیام پر رک جاتے ہیں

میسم نے کار کو ریورس کرتے ہوئے بیک ویو سکرین پر نظر جمائی۔

اوکے

ماہ رخ نے رعب سے کہا اور پیچھے ہوتے ہوئے سیٹ کے ساتھ سر

ٹکایا۔ادینہ نے چہرے کا رخ موڑ کر ماہ رخ کی طرف دیکھا اور پھر ماتھے پر شکن ڈالے۔

مجھے تو نہیں کرنا ناشتہ

بے رخی سے کہا۔میسم نے چونک کر دیکھا۔کار اب موٹر وے کے رستے کی طرف رواں دواں تھی۔

کیوں تم ناشتہ رات کو ایڈوانس میں کر کے سوتی ہو

میسم نے لب بھینچے بھنویں اچکا کر کہا اور سوالیہ نظر ادینہ پر ڈالی۔جو اب منہ میں کچھ بڑبڑا رہی تھی۔

کار میں تین نفوس کے ہوتے ہوئے بھی قیام و بعام تک کا سفر انتہائی خاموشی سے طے پایا تھا۔

گاڑی قیام بعام کے وسیع پارکنگ میں رکی۔اور میسم نے سیٹ بیلٹ اتاری وہ اب سن گلاسز لگائے ہوئے تھا۔ہڈ کی ٹوپی کو کھینچ کر منہ کو ڈھکا

چلیں پھر

گاڑی سے اترتے ہوئے گہری سانس لے کر پیچھے بیٹھی ماہ رخ سے کہا اور پھر ایک نظر غصے میں بھری ادینہ کی طرف دیکھا۔ماہ رخ نکلنے کے بعد اب زبردستی ادینہ کو اتار چکی تھی۔

ہوٹل میں ناشتہ کے آرڈر کے بعد میسم اور ماہ رخ جیسے ہی نشستوں پر براجمان ہوئے ادینہ اٹھ کر ریسٹ روم کی طرف بڑھ گئی۔

اس دن میں بھی اس کو اور روشان کو یوں ہی اکیلا چھوڑ کر واشروم گئی تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ادینہ کو جاتا دیکھنے میں مصروف تھا جب ماہ رخ کی سرد سی آواز پر چونک کر اُس کی طرف دیکھا۔

جی

میسم نے نا سمجھی کے انداز میں ماہ رخ کی طرف دیکھا۔ماہ رخ کا چہرہ سپاٹ تھا اور انداز طنز سے بھرا تھا۔

جی اُس دن ہوٹل میں جب آپ نے دونوں کو دیکھا تھا تو میں وہاں

ان کے ساتھ تھی اور میں جان بوجھ کر واش روم میں گئی تھی

ماہ رخ نے سخت لہجے اور سپاٹ چہرے کے ساتھ میسم کی طرف دیکھا۔ میسم کے چہرے پر فوراً سنجیدگی طاری ہوئی۔لبوں کو بھینچے ماتھے پر شکن ڈال کر ارد گرد دیکھا۔

تو اس ساری بات کو دھرانے کا مقصد پوچھ سکتا ہوں آپ سے

میسم نے ناک کے نتھنے پھلاتے ہوئے کھردرے سے لہجے میں کہا۔اور بےزاری سے سامنے بیٹھی ماہ رخ کی طرف دیکھا جس کے لبوں پر اب افسوس کرنے جیسی مسکراہٹ تھی۔

جی بلکل مقصد ہے کیونکہ آپ جو کچھ بھی آج تک سمجھتے ائے ہیں

روشان اور ادینہ کے بارے میں وہ سب غلط سمجھتے ائے ہیں

ماہ رخ نے طنز بھرے انداز میں سخت چہرے کے ساتھ بات کی وضاحت دی جس پر میسم نے ضبط کرنے کے انداز میں ایک نظر سامنے ماہ رخ کی طرف دیکھا اور پھر ارد گرد نظر دوڑائی۔ایسا محسوس ہو رہا تھا

وہ بمشکل وہاں بیٹھا ہے۔

آپ کو کیا لگتا ہے میں ادینہ کی بات پر یقین نہیں کرتا تو کیا آپ کی بات پر کروں گا

سپاٹ چہرے کے ساتھ بے زار لہجہ اپنایا۔ماہ رخ نے طنزیہ ہنسی کے ساتھ افسوس سے سر کو ہوا میں مارا۔

مت کریں لیکن میں سچ بات بتا رہی ہوں اور آپ کو سننا ہو گی

ماہ رخ نے ماتھے پر شکن ڈالے میسم سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے جسے ماہ رخ نے ہاتھ کے اشارے سے روکا۔

اس دن جب آپ یونیورسٹی ائے تھے اور میں نے آپکو ادینہ کا بتایا تھا تو میں ان دونوں کے پاس سے اٹھ کر گئ تھی روشان کے لیے پانی لینے کے لیے

ماہ رخ نے دانت پیستے ہوئے میسم سے کہا جو اب چہرے کا رخ موڑے

ضبط کرنے کے سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔چہرہ صاف بتا رہا تھا وہ ماہ رخ کی بھی کسی بات پر یقین نہیں کر رہا ہے۔

کیونکہ روشان رو رہا تھا

میسم نے طنز بھری مسکراہٹ سجا کر سر کو ہوا میں مارا۔

جی ہاں وہ رو رہا تھا لیکن اس کی وجہ ادینہ نہیں اس کی مدر تھیں جن کی ریسنٹلی ڈیتھ ہوئی تھی

ماہ رخ نے تیزی سے اپنی بات مکمل کی وہ اتنے جوش میں تھی کے بات مکمل ہونے پر اس نے میز پر زور سے اپنی ہتھیلی کو مارا۔میسم اب چونک کر ماہ رخ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اور ادینہ اور میں صرف اسے تسلی دے رہے تھے اور ادینہ اس دن میرے کہنے پر یونیورسٹی ائی تھی نہ کہ روشان کے کہنے پر

ماہ رخ اب اونچی آواز میں بول رہی تھی اور میسم اب بلکل خاموشی سے سن رہا تھا۔چہرے کی سختی قدرے کم ہوئی۔

ادینہ نے اسی دن مجھے بتایا کہ وہ میسم کو چاہنے لگی ہے

ماہ رخ نے بے چارگی سے کہا آواز سے سختی تھوڑی سی کم ہوئی۔وہ میسم کو سمجھاتے سمجھاتے روہانسی ہو چلی تھی ادینہ کی حالت دماغ میں گھوم رہی تھی۔میسم نے غور سے ماہ رخ کی طرف دیکھا اور گہری سانس لی۔

واہ اچھی کہانی بنائی ہے دونوں دوستوں نے مل کر

ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا۔جس پر سامنے بیٹھی ماہ رخ کے دماغ کی رگیں تن سی گئیں۔عجیب بد دماغ انسان ہے۔ویٹر اب میز پر ناشتہ سجا رہا تھا ماہ رخ کچھ دیر کے لیے خاموش ہوئی جیسے ہی ویٹر مڑا ماہ رخ پھر سے آگے ہوئی۔

یہ کہانی نہیں ہے میسم بھائی آپ اچانک محبت ہو جانے پہ یقین رکھتے ہوں یا نہیں لیکن میں رکھتی ہوں اور ادینہ کو آپ سے محبت ایسے ہی نکاح سے دو دن پہلے ہو چکی تھی

ماہ رخ نے سختی سے سپاٹ چہرے کے ساتھ کہا وہ ضبط سے تیز تیز

سانس لے رہی تھی۔میسم نے آبرو چڑھا کر دیکھا۔ماہ رخ اب اپنے بیگ سے موبائل نکال رہی تھی۔

اور اب بھی آپکو میری کسی بات کا یقین نہیں ہے تو یہ دیکھیں میری اور روشان کی چیٹ

اپنے موبائل کو غصے سے میسم کے آگے کیا۔میسم نے فون ہاتھ میں پکڑا اور اب میسم کا انگوٹھا اس کے فون کی سکرین کو اوپر کی طرف اچھال رہا تھا۔آنکھیں پھیل رہی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس میں میں نے اسے بتایا ہے سب کہ ادینہ نے اُس کا پرپوزل کیوں ایکسیپٹ نہیں کیا تھا کیونکہ وہ اپنے کزن میسم سے محبت کرتی ہے آپ ساری چیٹ پڑھ سکتے ہیں وقت اور دن بھی نوٹ کریں ادینہ کو پرپوزل کا بھی نہیں پتہ تھا سب اس چیٹ سے واضح ہو جائے گا آپکو

جیسے جیسے میسم چیٹ پڑھ رہا تھا ویسے سر نیچے کی طرف جھکتا جا رہا تھا گردن کی اکڑاہٹ ختم ہو رہی تھی پلکیں شرمندگی کے زیر اثر جھکتی جا رہی تھیں۔دل میں دھواں سا بھرا تھا اور ذہن سائیں سائیں کرنے لگے

تھا۔

ادینہ کی التجائیں منتیں صفائیاں سب یاد آنے لگی تھیں اس کی ہر ہر بات سچ تھی۔روشان اور ماہ رخ کی ساری چیٹ سے صاف ظاہر تھا کہ ادینہ کو روشان کی محبت کا علم تک نہیں تھا۔

میسم بھائی جو بھی آپ سمجھتے رہے سب کچھ غلط تھا سب سب

ماہ رخ کے لہجے میں اب میسم کے چہرے کے زاویے دیکھ کر سختی ختم ہو چکی تھی۔میسم کے چہرے پر اب شرمندگی اور دکھ کے آثار تھے۔ نظریں اوپر نہیں اٹھ رہی تھیں۔

ادینہ ہر بات مجھ سے کرتی ہے اور اگر اس دن وہ روشان سے ملنے کے لیے آتی تو کیا میں آپکو وہاں بھیج دیتی بتائیں مجھے

ماہ رخ نے سر کو تھوڑا نیچے کرتے ہوئے میسم کے جھکے چہرے کی طرف دیکھا۔پر وہاں تو چہرہ سفید پڑا ہوا تھا۔

آپ نے ادینہ سے پوچھا بھی نہیں ایک بار بھی اور خود سے ازیوم کیا

اور چل دیے

ماہ رخ نے افسوس سے میسم کی طرف دیکھا۔میسم اب موبائل ایک طرف رکھے سر کے بالوں کو ہاتھوں سے جکڑے بیٹھا تھا۔افف کیا کر بیٹھا تھا وہ خود پر غصہ آنے لگا تھا۔اور ادینہ پر بے تحاشہ پیار

آپ کے جانے کے بعد مجھے پتہ ہے میں نے کیسے سنبھالہ تھا ادینہ کو

ماہ رخ کا آواز مدھم ہو گئی تھی۔میسم نے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے ڈھک لیا گالوں سے تپش نکلنے جیسا احساس ہو رہا تھا۔اور عصاب کھچ رہے تھے۔وقت اب واپس نہیں آ سکتا تھا۔

آپ نے اسے بہت اذیت دی ہے بہت بہت زیادہ

ماہ رخ نے گہری سانس لی آواز میں افسوس تھا دکھ تھا۔وہ کرسی کو پیچھے دھکیلتی ہوئی اٹھی۔

میں اسے لے کر آتی ہوں ناشتہ کرے

ماہ رخ نے آہستگی سے کہا اور باہر نکل گئی۔میسم شرمندہ سا چہرہ لیے

ساکن بیٹھا تھا۔جس سے اتنی محبت کی اسے ہی اتنی تکلیف دی انجانے میں۔دل کوئی دوبوچ رہا تھا۔اور دل دماغ کی بیوقوفیوں پر ماتم کنعاں تھا۔

ہوٹل کے دروازے سے باہر نکل کر ماہ رخ نے ارد گرد نظر دوڑائی تو سامنے لان میں لگی کرسیوں پر ادینہ بیٹھی نظر ائی۔سر سبز لان میں ایک طرح بچوں کے لیے جھولے لگے تھے جہاں تین بچے جھولے لینے میں مصروف تھے۔صبح کے آٹھ بج رہے تھے اور ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔

ماہ رخ مسکراتی ہوئی لان میں اترتے زینے اتر کر اس تک ائی وہ سامنے بچوں کو جھولا لیتے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔آنکھیں مسکراہٹ کا ساتھ نہیں دے رہی تھیں۔

ماہ رخ نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا اور گہری سانس لیتے ہوئے کمر پر ہاتھ دھرے۔

اٹھو اندر چلو

ماہ رخ کی آواز پرسکون تھی ادینہ نے ہوا سے اڑتے بالوں کو سمیٹتے

ہوئے گردن گھما کر ماہ رخ کی طرف دیکھا جو بھرپور انداز میں مسکرا رہی تھی۔اور کب اس کے پاس آ کر کھڑی ہوئی پتہ ہی نا چلا۔

تم کرو ناشتہ مجھے بھوک نہیں ہے

سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے ادینہ نے نظریں پھر سے بچوں پر جمائیں۔اندر وہ بیٹھا تھا جزباتوں کا قاتل۔دل میں ٹیس اٹھی۔

اٹھو ایسا دماغ ٹھکانے لگایا ہے تمھارے میاں صاحب کا جا کر حالت چیک کرو ہیرو کی

ماہ رخ نے آگے بڑھ کر ادینہ کا ہاتھ تھاما اور اٹھانے کے لیے بازو کو کھینچا۔انداز اور لہجہ ہر جوش تھا وہ اپنی جیت پر چہک رہی تھی۔

تو میں کیا کروں میرے آنسو میرے دن رات ہر اذیت ہر تکلیف کا ازالہ تو نہیں ہو سکتا نہ اور سب سے بڑی بات مجھ پر تو نہیں یقین کیا نہ دوسروں کے ثبوت دینے پر کیا

ادینہ نے بے رخی سے بازو کھینچا اور چہرہ موڑا۔معصوم سے چہرے پر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ناگواری کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔

تم جا کر دیکھو تو شرمندگی سے نظریں تک نہیں اٹھا رہے

ماہ رخ اب گھوم کر اس کے سامنے ائی اور پھر سے پرجوش انداز میں گویا ہوئی۔

رہے شرمندگی میرے دل سے تو مقام اتر چکا ہے نہ اس گھٹیا بات کے بعد سے مجھے اب کوئی پرواہ نہیں اکڑ دکھائیں یا شرمندہ ہوں

ادینہ نے آنکھوں کو سکوڑے ماہ رخ کی طرف دیکھا ادینہ کے چہرے پر خوشی کی کوئی رمق موجود نہیں تھی۔دماغ میں بار بار انگلینڈ کی اذیت بھری رات آ رہی تھی۔

اچھا کرتی رہو غصہ جتنا کرنا ہے بلکہ میں تو خود یہ چاہتی ہوں اچھی سزا دو جناب کو

ماہ رخ پیار سے کہتی ہوئی ادینہ کے گھٹنے پکڑ کر گھاس پر بیٹھی۔

میرا دل نہیں

ادینہ نے روہانسی صورت بنائی آنسو پھر سے امڈ آنے کو تیار تھے۔جنہیں بمشکل روکے ہوئے تھی۔

اٹھو نا بہت بھوک لگی ہے ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے

ماہ رخ نے اس کا بازو پکڑ کر کھینچتے ہوئے اٹھایا اور زبردستی ہوٹل میں داخل ہوئی میسم جو ہنوز اسی انداز میں سوچ میں ڈوبا شرمندہ سا وہاں بیٹھا تھا چونک کر ادینہ کی طرف دیکھا۔سپاٹ چہرہ اور جھکیں نظریں لیے وہ اس کے دل و دماغ کو اور شرمندگی میں گاڑ گئی۔

خود پر میسم کی نظریں محسوس کرتے ہوئے ادینہ نے بے رخی سے نظریں گھمائیں۔ماہ رخ اب ادینہ کے لیے کرسی پیچھے کر رہی تھی۔

اس کی بے رخی ناراضگی سب بجا تھی نظریں تو وہ اس سے ملانے کے قابل نہیں رہا تھا۔وہ اب بیٹھ چکی تھی۔میسم ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا۔

میسم بھائی کہاں جا رہے ہیں ناشتہ کریں

ماہ رخ نے میسم کی شرمندگی دور کرنے کے لیے نارمل سے انداز میں کہا۔

میں آتا ہوں آپ لوگ کرو ناشتہ

گھٹی سی آواز میں کہا۔اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔خیر پور تک کا سارا سفر گہری خاموشی میں کٹا۔دل دماغ کو لتاڑ رہا تھا اور وہ جس پر بے وجہ ظلم ڈھاتا رہا بے رخی سے چہرہ موڑے کھڑکی سے باہر دیکھتی رہی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اتنا ازیت بھرا سفر کبھی زندگی میں نہ کیا تھا۔دل شرمندہ تھا نالاں تھا اور جو اپنی محبت پر غرور کرتا تھا آج خود پر تف بھیجنے کو دل کیا۔

احمد میاں کے کمرے سے اٹھ کر ائے ہوئے اسے گھنٹہ بھر ہو چلا تھا۔ وہ لوگ مغرب کے بعد گھر پہنچے تھے۔اور اب رات کے گیارہ بج رہے تھے ادینہ کھانے کے بعد رابعہ کے کمرے میں چلی گئی تھی اور وہ احمد میاں کے کمرے سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آیا تھا۔

دل نے دماغ کو عمر قید کی سزا سنا کر حکومت خود سنبھال لی تھی اور اب وہ ایک گھنٹے میں خود پر لعنت ملامت کرتا یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ اپنی ساری زیاتیوں ساری باتوں کا ازالہ کرنا ہے۔پر ادینہ کمرے میں آ ہی نہیں رہی تھی۔

کبھی جلے پیر کی بلی کی طرح کمرے میں چکر لگا رہا تھا تو کبھی بیٹھ کر ٹانگ ہلا رہا تھا۔آ کیوں نہیں رہی۔اسی طرح ایک گھنٹہ اور بیت گیا تھک کر وہ کمرے سے باہر نکلا ابھی بھی سفر والے ہی کپڑے ٹی شرٹ اور جینز زیب تن کیے ہوئے تھا حتی کہ جوگرز بھی نہیں اتارے تھے کچھ بھی کرنے کا دل ہی نہیں تھا دل و دماغ پر اگر سوار تھی تو ادینہ اور اس کی ناراضگی

سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں گھس چکے تھے اور لاونج کی لائٹ بھی بند ہو چکی تھی۔کمرے سے باہر نکل کر کمر پر ہاتھ رکھے ارد گرد دیکھا۔

رابعہ کے کمرے کا دروازہ بھی بند تھا۔جب وہ اپنے کمرے میں جارہا تھا تب اس کی نظر سامنے پڑی تھی اس وقت ادینہ رابعہ کی گود میں سر

رکھے لیٹی ہوئی تھی۔اسی سوچ کے زیر اثر وہ رابعہ کے کمرے کی طرف بڑھ چکا تھا۔

رابعہ کے کمرے کے دروازے کو دھیرے سے دھکیلتا وہ اندر داخل ہوا۔

امی ادینہ یہاں ہے؟

مدھم سی آواز میں پوچھا کمرے میں زیرو بلب کی ملگجی سی روشنی تھی اور اے سی کی ٹھنڈک نے کمرے کا ماحول پرسکون بنایا ہوا تھا۔

ادینہ رابعہ کے بیڈ پر سر تک چادر اوڑھے سمٹی سی لیٹی تھی اور رابعہ ساتھ لیٹی تھیں میسم کی آواز پر وہ ہاتھ کے سہارے سے فوراً اوپر ہوئیں۔

شششش سو گئی ہے

رابعہ نے ہونٹوں پر انگلی دھر کر میسم کو بولنے سے روکا اور ادینہ کی طرف اشارہ کیا۔میسم اب کمرے کے درمیان میں پہنچ کر بیڈ کے بلکل پاس ادینہ کے سر پر کھڑا تھا۔نازک سا سراپا چادر میں لپیٹا اس کے

سارے منصوبوں کو منہ چڑا رہا تھا۔

تھکی ہوئی تھی شاید بہت یہیں پر سو گئی تو بھی سو جا جا کر میرے ساتھ سو جائے گی آج

رابعہ نے خمار آلودہ آواز میں کہا وہ بھی شادی نیند میں جانے ہی والی تھیں جب وہ کمرے میں داخل ہوا۔میسم نے بے چارگی سے ادینہ کی طرف دیکھا۔جو بے خبر سو رہی تھی۔

دل نے اچانک تخیل میں ادینہ کی کمر کے نیچے ہاتھ دھرے اور بازوؤں میں اٹھایا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

کوئی بات نہیں آپ اٹھا دیں چلیں میں خود اٹھا دیتا ہوں

میسم الجھے سے انداز میں کہتا تھوڑا سا نیچے جھکا۔

کیا ہو گیا ہے آنکھ لگی ہوئی ہے پھر سے نیند اۓ نہ اۓ میڈیسن لے کر سوئی ہے کہہ رہی تھی سر میں درد ہے بہت

رابعہ نے میسم کو ڈپٹنے کے انداز میں کہا اور گھور کر دیکھا۔

ہمم

کمر ہر ہاتھ دھر کر سیدھا ہوا اور پر سوچ انداز میں ادینہ کی طرف دیکھا۔

جاؤ اب

رابعہ نے آواز کو آہستہ رکھتے ہوئے غصے سے میسم کو گھورا۔جو کان کھجا کر رہ گیا۔

وہ میرے کپڑے نکال دیتی یہ

بے ساختہ کوئی ڈھنگ کا بہانہ بھی نہ گڑھ سکا۔رابعہ نے افسوس سے گھور کر دیکھا۔

وہ لاہور میں ساتھ تھی تمھارے کیا وہاں بھی تو خود ہی کرتے تھے نہ سارے کام

رابعہ نے دانت پیسے میسم اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔مایوسی سے جانے کے لیے قدم بڑھائے۔

جاؤ اور دروازہ اچھے سے لگا جانا

عقب سے رابعہ کی آواز ائی۔مریل سے قدم اٹھاتا اپنے کمرے میں آیا۔ شدت سے ان لمحوں کا احساس ہوا جب ادینہ اس کا انتظار کرتی تھی اور وہ جان بوجھ کر دو تین بجے کمرے میں آتا تھا۔

بیڈ پر آ کر ڈھنے کے سے انداز میں لیٹا اور چھت کو گھورا۔دل بے چین تھا۔شرمندہ تھا۔

میسم تب نہیں تھی محبت۔۔۔ادینہ کی گھٹی سی آواز کمرے میں گونجی

بس مسٹر میسم مراد اب میں اپنی اور اپنی محبت کی سچائی کی کوئی صفائی نہیں دوں گی

دماغ میں ادینہ کے مختلف فقروں کی بازگشت تھی اور آنکھوں کے آگے اس کا چہرہ۔

ادینہ کو سوچتے سوچتے کب آنکھ لگی پتہ ہی نہ چلا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فون کی بل مسلسل بجنے پر آنکھ کھلی تھی۔وہ رات جو گرز اتارے جینز کی پینٹ میں ہی ترچھے رخ بیڈ پر لیٹا تھا اور اب بھی ہنوز اسی انداز میں تھا۔

بوجھل سی آنکھوں کو بمشکل کھولا اور پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا۔

فہد کا نام جگمگا رہا تھا۔فون کو آن کیے کان سے لگایا۔

ہیلو

بھاری سی نیند کی خمار میں بھری آواز سے کہا اور بمشکل ہاتھ کا سہارا لے کر اٹھا۔جسم درد کر رہا تھا۔

عجیب یار ہے تو بھئی

دوسری طرف سے فہد کی ناراض سی آواز ابھری۔

کیوں کیا ہوا رو کیوں رہا ہے

میسم نے اٹھ کر ٹانگوں کو سمیٹا۔

کل سے آیا ہوا ہے شام کو میرا نکاح ہے ابھی تک ملنے نہیں آیا مجھ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے

فہد نے خفگی بھرے لہجے میں شکوہ کیا۔

کیوں تو نے رخصت ہو کر اوٹ آف کنٹری جانا ہے

میسم نے گردن کو دائیں بائیں جھٹکے دیے جس سے رگوں کے چٹخنے کی آواز ابھری۔

وقت دیکھ بے غیرت انسان بازار جانا تیرے ساتھ کچھ بھی نہیں لیا سوچا تھا تمھارے ساتھ جاؤں گا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فہد نے اس کے طنز پر غصے سے کہا۔میسم نے ایک ہاتھ سے انگڑائی لیتے ہوئے سامنے لگے کلاک پر وقت دیکھا گیارہ تیس بج رہے تھے۔

اوئے نا کر یار تجھے پتا نہ پینٹ آلٹر کروا کر چھوٹی کروانی ہوتی تجھے بیوقوف

میسم نے مزاق اڑانے کے انداز میں کہا اور قہقہ لگایا۔

بکواس نہ کر وہ میں لے چکا ہوں اس کے ساتھ ٹائی اور شوز لینے ہیں

فہد نے غصے سے کہا۔میسم اب قہقہ لگا رہا تھا۔

اچھا آتا ہوں ناشتہ کر لوں

فہد کو ناشتے کا کہہ کر فون بند کیا اور واش روم کا رخ کیا۔فریش ہو کر باہر آیا تو ٹی وی چل رہا تھا اور ادینہ عزرا اور اریبہ سے باتیں کرتی ہوئی ہنس رہی تھی جیسے ہی میسم پر نظر پڑی ہنسی ایک دم سے غائیب ہوئی۔

شاکنگ پنک رنگ کے جوڑے میں ہلکا سا میک اپ کیے وہ خوبصورتی کی انتہا کو چھو رہی تھی۔میسم گہری نظروں سے دیکھتا اب بلکل سامنے آ گیا تھا۔

ادینہ ناشتہ بنا دو

میٹھے سے لہجے میں ادینہ کے سر پر کھڑے ہو کر کہا۔ادینہ نے سپاٹ چہرہ بنایا جبکہ عزرا نے ادینہ کے بازو کو ہلا کر اٹھنے کا کہا۔ادینہ ہنوز اسی انداز میں کھڑی ہوئی۔میسم اب عزرا کے برابر بیٹھ چکا تھا۔

پراٹھا کھانا ہے یا ٹوسٹ

ادینہ نے سرد سے لہجے میں ایسے پوچھا جیسے کہہ رہی ہو زہر کھانا ہے یا گولی میسم نے مسکرا کر دیکھا۔

پراٹھا

محبت سے کہا جبکہ دوسری طرف ادینہ کے چہرے پر ناگواری در ائی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ممانی پھر پراٹھا آپ بنا دیں مجھ سے سہی نہیں بنے گا

ادینہ نے التجائی انداز میں رابعہ کی طرف دیکھا۔رابعہ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھی ہی تھی جب میسم نے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

رکیں رکیں امی میں ٹوسٹ کھا لوں

ادینہ نے گھور کر دیکھا۔اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔کچن میں ابھی وہ آملیٹ ہی چھینٹ رہی تھی جب میسم کچن میں داخل ہوا۔ادینہ نے لاپرواہی سے آگے ہو کر چولہے کے نیچے آگ جلائی۔جبکہ وہ اب پریشان

سی صورت بنائے اب بلکل سامنے شیلف سے کمر ٹکائے کھڑا تھا۔

ادینہ کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔میسم کی نظروں سے الجھن ہورہی تھی۔فرائی پین میں ائل ڈال کر وہ پھر سے انڈا پھینٹ رہی تھی۔بالوں کی لٹ اب چہرے پر آ رہی تھی۔

میسم نے ہاتھ بڑھا کر لٹ کو ادینہ کے کان کے پیچھے آڑیا۔

ادینہ نے ایک جھٹکے سے اپنے چہرے کے قریب ائے ہوئے میسم کے ہاتھ کو پیچھے کیا اور آنکھوں کو سکوڑے سپاٹ چہرے کے ساتھ دیکھا۔ میسم نے دنیا جہان کی معصومیت چہرے پر طاری کی۔جو اس وقت ادینہ کے دل پر ذرہ برابر بھی اثر نہ کر سکی۔

فیس پر آ رہے تھے بال

آہستہ سی آواز میں کہا۔ادینہ نے بے رخی سے چہرہ موڑا اور باؤل میں پھینٹے گئے املیٹ کو فرائی پین میں انڈیلا۔

ملکیت ہوں نہ نواب کی جب چاہا دھتکار دیا جب چاہا چاہتیں لٹانے آ

گئے۔ادینہ نے دانتوں کو بے دردی سے ایک دوسرے کے ساتھ پیوست کیا۔

میرے ہاتھ ہیں ٹوٹے ہوئے نہیں ہیں خود کر سکتی ہوں میں

ادینہ نے کھردرے سے تلخ لہجے میں کہا۔پر میسم پر نظر ڈالنا گوارا نہیں کیا۔میسم نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا۔میسم مراد غلطی اتنی چھوٹی نہیں ہے بہت رولایا ہے اپنی محبت کو انجانے میں دل نے دماغ کو سنائی جس پر دماغ خود کو خطا کار مان کر سر جھکا گیا اب وہ کبھی اسکے ہاتھوں کی طرف اور کبھی اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔امیلٹ بنا کر پلیٹ میں رکھنے کے بعد اس نے ٹوسٹر کی بل کی آواز پر ٹوسٹ باہر نکالے اور پلیٹ میں رکھے۔ہلکے سے بھورے رنگ کے ٹوسٹ کو ترتیب سے پلیٹ میں رکھ کر اب وہ املیٹ پلیٹ میں نکال رہی تھی۔سفید نازک سے ہاتھ جن کی انگلیوں کی پوریں گلابی تھیں ہلکے سے بڑھے شفاف ناخن خوبصورت تراش لیے ہوئے تھے۔بے ساختہ دل نے ان نازک اندام گداز ہاتھوں کو چھونے کی خواہش کر ڈالی۔

اپنے لیے نہیں گرم کیے ٹوسٹ

میسم نے ایک نظر ٹوسٹوں کی تعداد پر ڈال کر گہری نظروں سے ادینہ کی طرف دیکھا اس نے صرف چار ٹوسٹ گرم کیے تھے۔

میں کر چکی ہوں ناشتہ

لہجہ بے انتہا سختی اور بے مروتی لیے ہوئے تھا۔اور اس دوران اس نے ایک دفعہ بھی میسم کی طرف نہیں دیکھا۔ادینہ کی اتنی بے رخی برداشت سے باہر تھی اب احساس ہو رہا تھا کہ اس کی بے رخی ادینہ کے نازک سے دل پر کتنا اثر کرتی ہو گی۔دل آج اس کی ہر تکلیف محسوس کر رہا تھا بے اختیار سا ہو کر آگے بڑھا اور اس کا ہاتھ تھاما جس پر گھنی پلکوں کی جھالر اٹھائے اب وہ پر شکوہ نگاہوں سے میسم کو کھا جانے کا انداز لیے گھور رہی تھی۔

میرے بنا کر لیا آج ناشتہ

میسم نے بلکل سیدھا ہو کر ادینہ کے سر کے ساتھ اپنا سر جوڑا۔ادینہ نے

فوراً کمر شلف کے ساتھ ٹکا کر خود کو گرنے سے روکا چہرے کے رخ کو ناگواری سے موڑا۔

میسم ہاتھ چھوڑیں میرا

لہجے میں بیتے دنوں کی اذیتوں کی تلخی صاف واضح تھی۔پر ہاتھ کی گرفت اور قربت دونوں اسکے بس سے باہر تھیں۔آج جب میسم کے دل میں موجود سب شک و شبہات ختم ہوئے تھے تو جزبات پر باندھے بندھ بھی ختم ہو رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوری ادینہ

کان کی لو کو جلاتی سرگوشی تھی جس پر دل میں درد کی ایک ٹیس اٹھی سوری کتنا آسان تھا یہ کہہ دینا اس شخص کے لیے۔ادینہ کے آنکھوں میں جلن ہوئی۔

ہاتھ چھوڑ دیں میرا پلیز

ادینہ نےایک ہاتھ سے دھکا دیا اور کلائی کو پوری قوت سے میسم کے

ہاتھ سے چھڑوانے کے لیے مڑوڑا۔پر وہ تو معصوم روہانسی خطا کار سی صورت بنائے اسے دیکھ رہا تھا۔بھاری سا وجود اس کے ہاتھ کے نازک دھکے سے تھوڑا سا دور ہوا۔

پہلے معاف کرو

دھکے کا اثر کچھ پل کے لیے ہوا تھا قربت پھر سے فاصلے ختم کیے ہوئے تھی۔آج میسم کی قربت دل میں بھرے غصے کی دیوار کو پار نہیں کر پا رہی تھی۔تزلیل اور ذلت کے احساس نے تین ہفتوں میں مل کر محبت کے سمندر کے آگے سیسہ پلائی دیوار بنا ڈالی تھی جو اس قربت سے دل کے تاروں کو بجنے نہیں دے رہی تھی۔ماربل کے کنارے لیے ہوئی کچن شیلف کمر میں چبھنے لگی تھی۔ادینہ نے بمشکل نظر گھمائی تو فرائی پین میں پڑا چمچ نظر آیا۔

پیچھے ہٹیں اور ہاتھ چھوڑیں ورنہ یہ گرم چمچ لگا دوں گی

ادینہ نے پاس پڑے چمچ کو دوسرے ہاتھ سے اٹھایا اور دانت پیستے ہوئے میسم کے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا جو کلائی کو ابھی تک تھامے ہوئے تھا۔

اتنا پیار کرتی ہو تو کیا اتنا ظلم کر پاؤ گی؟

ادینہ کی غصے سے بھری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے مسکراہٹ دبائی پر یہ مسکراہٹ ابھی غصے کے غبار کو ختم کرنے کے لیے ناکافی تھی میسم کی نظروں میں التجا تھی وہی پھولوں میں بھری چھت پر کھڑے میسم جیسی آنکھیں تھیں پر آج دل تزلیل کے دھویں سے بھرا تھا صرف۔

یہ ظلم ابھی کم ہے

آہستہ سی آواز میں کہا اور گرم چیچ میسم کے ہاتھ پر دھر دیا جس پر فوراً ھاتھ کی گرفت ختم ہوئی۔میسم کے ماتھے پر جلن کی وجہ سے شکن نمودار ہوئے۔بھاری وجود کا وزن ختم ہوتے ہی شیلف کی چبھن کم ہوئی

افففففف

وہ ناگواری سے میسم کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے دور کرتی کچن سے باہر جا چکی تھی اور وہ ہاتھ کی جلن کی پرواہ کیے بنا بس مجسم بنا کھڑا تھا۔

کیسے ازالہ کروں ساری ذلتوں کو نازک وجود کا لمس میٹھے سے ارتھ کی

طرح دل میں رقص کرنے لگا۔

کیا ہے یار میرا نکاح ہے رات کو

فہد نے برا سا منہ بنا کر میسم کی طرف دیکھا جو ہونٹوں پر انگلی دھرے کب سے نیچے رکھی دو انگوٹھیوں پر نظر جمائے بیٹھا تھا دونوں ڈائمنڈ رنگ تھیں ایک میں صرف ایک ہیرا لگا تھا جو تھوڑا اوپر کو ابھرا ہوا تھا اور دوسرے میں پھول کی شکل میں پانچ ہیرے جڑے تھے۔

اب محترم سے فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ ان کی زوجہ محترمہ کے نازک اندام گداز مخملی ہاتھوں میں کونسی انگوٹھی زیادہ جچے گی۔فہد اس کے ساتھ بے زار سی صورت بنائے بیٹھا تھا یہ غالباً چوتھی جولیر شاپ تھی جہاں وہ لوگ بیٹھے تھے۔میسم ایک بجے اس کی طرف آیا تھا اور اب تب سے وہ فہد کو ساتھ لیے پہلے ادینہ کی منہ دکھائی کے لیے ڈائمنڈ رنگ ڈھونڈ رہا تھا جو جناب کے ناک کے نیچے نہیں آ رہی تھی۔

اور میری بھی سپیشل رات ہے چپ کر جا

میسم نے فہد کی طرف بنا دیکھے ڈپٹنے کے انداز میں کہا۔جس پر فہد نے بےزار صورت بنا کر اس کی طرف گھور کر دیکھا۔

یار کیسی رنگ چاہیے تجھے اُس کے لیے

کچھ دیر اور انتظار کرنے کے بعد بھی جب میسم کو اسی حالت میں بیٹھے دیکھا تو تھک کر پھر سے گھڑی کی طرف دیکھا جو اب چار بجا رہی تھی۔میسم نے کہنی کے بل ہاتھ کو فولڈ کرکے اپنے سر کے نیچے رکھا اور غیر مرئی نقطے کو گھورتے ہوئے کھوئے سے انداز میں کہا۔

نازک سی اُس کے ہاتھوں جیسی

صبح میں محسوس کیا ہوا اسکے ہاتھوں کا لمس یاد آ یا جو روئی کے گالے جیسا محسوس ہوا تھا۔فہد نے رونے جیسی شکل بنائی۔

وہاں سے جو لی تھی بہت خوبصورت تھی یار

میسم نے افسوس سے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔اس رنگ کو وہ اسی رات واپس بیچ آیا تھا اور فہد ناک چڑھائے بیٹھا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو عقل کے ناخن لیتا نہ

فہد نے ناگواری اور بے زاری سے کہا۔میرے سپیشل دن پر بھی بیغیرت کو اپنی بی لیٹیڈ سہاگ رات کی پڑی ہے فہد نے خفگی سے منہ پھلایا۔

کیا کرتا تو خود بتا جو نظر آ رہا تھا وہی سمجھنا تھا نہ سچ

میسم نے ٹھنڈی آہ بھری اور ایک نظر ہاتھ کے اوپر سرخ نشان پر گئی۔

کم ہے یہ ظلم بھی ادینہ کی آواز گونجی تو لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

بھائی صاحب بات کرکے کلیئر کرنے کا بھی ایک آپشن ہوتا ہے جو بھول گئے تھے شاید آپ

فہد نے دانت پیسے اور یہ بات بھول گیا کہ وہ خود بھی اس آپشن کا مشورہ اسے دیر سے ہی دے رہا ہے۔

ہاں یہ ضرور غلط کیا اگر پہلی دفعہ میں ہی پوچھ لیتا تو ایسا کچھ ہوتا ہی نہیں

میسم نے کان کھجایا اور بچارگی سے کہا۔فہد نے منہ چڑایا۔

اچھا اب جلدی پسند کر لے ان میں سے

فہد نے رونے جیسی شکل بنائی بے چینی سے گھڑی کی طرف دیکھا۔اور پھر کچھ دور پڑی ایک ڈائمنڈ رنگ اٹھا کر میسم کے سامنے کی جس پر ایک دل کے نشان میں ہیرا جڑا تھا۔

یہ کیسی ہے

انداز جھکنے والا تھا اپنی طرف سے اس نے ایک ایسی رنگ اٹھائی تھی جو شاید میسم کی نظروں سے اوجھل رہی تھی۔

اوں ہوں

میسم نے برا سا منہ بنا کر رنگ کو ایک طرف کیا۔

ڈھکن اپنی چوائس چیک کر سہی عزرا پھپھو تجھے پینڈو کہتی ہیں

میسم نے ناک چڑھا کر انگوٹھی ایک طرف کی۔فہد برا سا منہ بنا کر رہ گیا۔میسم پھر سے فیصلہ کرنے میں جتا تھا۔

او بھائی میرے انگلینڈ والی نہیں ملنی یہاں پر کیا ایک گھنٹے سے آنکھیں

پھاڑے بیٹھا ہے

فہد نے ماتھے پر شکن ڈالے اس کا صبر کا پیمانہ اب لبریز ہوا جا رہا تھا۔

اگر رات کو نکاح پر وقت پر نہ پہنچا تو تیرے گھر والوں نے سمجھنا ہے یہ بھی نکلا دوست جیسا ہی بھاگ گیا نکاح چھوڑ کر

فہد نے خفگی بھرے لہجے میں کہا اور سر کا ہوا میں مارا۔میسم نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔

میرے نکاح والے دن کی اپنی .بیغیرتیاں یاد ہیں گن گن کر چن چن کر بدلے لوں گا

میسم نے منہ پر ہاتھ پھر کر آبرو چڑھائے۔اور فہد کی آنکھیں اور پھیل گئیں۔

یہ کر دیں

میسم نے پانچ نازک سے ہیروں والی انگوٹھی اٹھا کر جولیر کی طرف بڑھائی۔فہد نے ہاتھ دعا کے انداز میں اوپر اٹھائے۔

شکر ہے

اور ہاتھوں کو منہ پر پھیرا۔میسم نے قہقہ لگایا اور ایک چپت اس کی گردن پر دھری۔

🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷

میسم نے شرٹ کا آخری بٹن لگا کر ٹائی کو میز پر سے اٹھایا اچانک ہاتھ پرسوچ انداز میں رکے۔وہ جب گھر واپس آیا تھا تو ادینہ شاید اریبہ کے ساتھ پارلر گئی ہوئی تھی ابھی اس کے قہقے کی آواز پر اس کے آنے کی خبر ملی وہ باہر لاونج میں کسی کی بات پر ہنس رہی تھی۔دل بے ساختہ اسے دیکھنے کو مچلنے لگا۔دل کی اس جائز خواہش پر اس نے مسکراتے ہوئے ٹائی کو پینٹ کی جیب میں رکھا اور باہر نکلا تو لڑ کھڑا سا گیا وہ دل سخن سامنے گہرے جامنی رنگ کے اتلس کے کلیوں والے فراک کو زیب تن کیے کانوں میں بڑے سے جھمکے پہنے قتل کر دینے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔بالوں کو جوڑے کی شکل دے رکھی تھی سلیقے سے کیا ہوا میک اپ چہرے کو بے حد حسین بنا رہا تھا۔

میسم پر نظر پڑتے ہی قہقہ کہیں غائب ہوا اور چہرہ پھر سے سپاٹ ہوا۔پر شکوہ نگاہ ڈال کر گردن کو خم دیا۔میسم نے ارد گرد نظر دوڑائی اور عزرا کو سامنے دیکھتے ہی مسکراہٹ دبائی۔

ادینہ میری گرے ٹائی نہیں مل رہی دیکھ کے دینا ذرا

تھوڑی سی اونچی آواز میں کہا اور ادینہ کے خفا سے چہرے کی طرف دیکھا۔جس پر اب غصے کے آثار نظر آ رہے تھے۔

مجھے کیا پتہ کہاں ہو گی

ادینہ نے دانت پیسے میسم کی آنکھوں میں بھری شرارت صاف نظر آ رہی تھی۔

شروع ہیں جناب اب محبتیں لٹانے کے مشن پر کیا سمجھتا ہے خود کو جب چاہے گا میں اسیر ہو جاؤں گی اس کی۔ادینہ نے دل کو سرزنش کیا جو اسے نیلی شرٹ اور ڈریس پینٹ میں دیکھ کر ڈھیر ہو رہا تھا۔

کیا مطلب کیا پتہ جا کر دیکھ دو اس کو

عزرا نے ڈپٹنے کے انداز میں ادینہ کی طرف دیکھا ادینہ نے بے چارہ سا منہ بنا کر عزرا کی طرف دیکھا جس پر عزرا نے آنکھیں نکالیں۔

جی

مصنوعی احترام چہرے پر سجا کر وہ کمرے کی طرف چل دی کمرے میں جا کر وہ الماری کی طرف بڑھی ہی تھی جب پیچھے سے دروازہ بند ہونے کی آواز پر مڑی جناب جیب سے ٹائی نکال کر ایک طرف رکھ رہے تھے لبوں پر شریر مسکراہٹ تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ نے ناک پھلا کر پیشانی پر بل ڈالے اور کمرے کے دروازے کی طرف قدم بڑھائے جب میسم کے بازو نے یک لخت آگے آتے ہوئے راستہ روکا اور ہاتھ پھر صبح کی طرح مضبوط ہاتھ کی گرفت میں تھا۔

جانے دیں

ادینہ نے پوری قوت سے بازو کو جھٹکا دیا۔دانت پیسے اور نظریں دوسری طرف پھیریں۔کلون کی مہک پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔اور اب

اس کے وجود میں اتر رہی تھی۔

اچھا سنو سنو تو

بازو کو بس ایک جھٹکا ہی تو لگا تھا اور سارا فاصلہ ختم تھا مضبوط بازو کمر کے گرد حائل تھے دل کے دھڑکنے کی رفتار دونوں طرف ہی بڑھ چکی تھی۔شادی کی بعد یہ پہلی بے باک قربت تھی۔

نہیں سننا مجھے کچھ

ادینہ نے کسمسا کر آزادی چاہی۔پلکیں چہرے پر لرز رہی تھیں پر لہجے میں سختی تھی۔میسم نے مسکراہٹ دبائی اور چہرے کو بغور دیکھا ہر نقش دل میں اتر رہا تھا۔

اچھا پلیز ایک منٹ

سرگوشی میں التجا تھی لمس میں پیار۔ادینہ نے ناگواری سے چہرے کا رخ موڑا۔گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش مسلسل جاری تھی جسے مسلسل ناکام بنایا جا رہا تھا۔

بات سنو ادینہ پلیز

محبت بھرے لہجے میں التجا کی ادینہ نے کوشش روکی اور آنکھوں میں جھانکا۔اس کا میسم لوٹ چکا تھا وہی بے پناہ محبت لیے۔پر دل میں کتنے ہی شکوے تھے دکھ تھا ذلت تھی اس کی سوچ پر افسوس تھا۔

نا سننا آپ سے ہی سیکھا ہے میں نے

لہجہ سخت تھا تو چہرہ سپاٹ۔میسم کی مسکراہٹ پھیکی پڑی سہی ہی تو کہہ رہی تھی جتنی تکلیف دی تھی اسے اس کا یہ رویہ بجا تھا۔ٹھنڈی آہ بھری۔نظر اس کے کان میں لٹکتے جھمکے پر رکی۔

ہمم جانتا ہوں جانتا ہوں

جھمکے کو دھیرے سے ایک بازو اٹھا کر انگلی کی پور سے ہلایا اففف ریڑھ کی ہڈی میں کرنٹ دوڑا ادینہ نے بے ترتیب دھڑکنوں کو سنبھالہ دل کو لتاڑا اور نخوت سے ناک چڑھائی اور آزادی کے لیے پھر سے قوت لگانی شروع کی۔

پھر چھوڑیں مجھے

ادینہ نے زور سے میسم کے ہاتھ کو پکڑ کر الگ کرنا چاہا ہاتھ شاید وہی تھا بے ساختہ میسم کے منہ سے آہ نکلی۔ادینہ نے تڑپ کر ہاتھ اٹھایا جلے کے نشان اب تھوڑا کالا ہو رہا تھا۔

اس پر لگائیں کچھ

خفگی اور بے رخی سے کہا دل میں اس کے زخم کو دیکھ کر تکلیف ہوئی اور خود پر غصہ آیا کیا ضرورت تھی اتنا درد دینے کی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں ایسے ہی رہنے دو سزا ہے یہ سزا پر مرہم کیسا

میسم نے پھر سے فاصلا ختم کیا۔ادینہ جو لمحے بھر کے لیے نرم پڑی تھی سزا کے لفظ پر پھر سے ماتھے پر شکن ابھرے۔

اوکے فائن

زور سے ہاتھ پر پھر سے ہاتھ رکھ کر دبایا اب کی بار تو میسم تڑپ گیا فوراً گرفت ڈھیلی ہوئی ادینہ بازو کے دائیرے سے نکلتی بھاگ کر

دروازے کی طرف لپکی۔اسے ایسے ہی تڑپتا چھوڑ کر وہ باہر نکل گئی۔

ہاتھ پر ایک نظر پڑی تو ادینہ کا ناخن شاید جلے کی جگہ پر ہی پیوست ہوا تھا جس کی وجہ سے نرم سی ہوئی جلد ایک جگہ سے ہٹ کر اب نیچے سے خون واضح ہو رہا تھا اب تو جلے کی تکلیف اور بڑھ گئی تھی۔

ڈریسنگ میز سے ٹائی اٹھا کر لگائی اور باہر آ گیا۔لاونج میں صوفے لگا کر سامنے میز رکھی گئی تھی فہد آ چکا تھا اور اب نکھرا نکھرا سا سامنے صوفے پر بیٹھا متلاشی نظروں سے میسم کو ہی کھوج رہا تھا۔میسم جا کر اس کے بغل میں بیٹھا۔ٹائی کو درست کیا اور ایک نظر فہد پر ڈالی۔فہد نے بھنویں اچکائیں۔میسم نے سوالیہ انداز سے ایسے دیکھا۔جیسے پوچھا ہو کیا تکلیف ہے

کیسا لگ رہا ہوں؟

فہد نے اس کے نا سمجھنے پر تھوڑا سا قریب ہو کر پوچھا۔میسم نے ایک نظر اسے سر سے پاؤں تک دیکھا اور گہری سانس لی۔

ایک دم بکواس

سنجیدہ سے لہجے میں کہا جس پر فہد کی آنکھیں اپنے حجم سے چھوٹی ہوئیں

وہ پہلو بدل کر رہ گیا۔

کمینے بس کر دے اب بدلے لینے

فہد نے کان کے قریب سرگوشی جس پر میسم نے بھنویں چڑھا کر شیطانی

انداز میں ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو دیکھتا جا بچو۔فہد کے موبائل پر پیغام

کی رنگ بجی وہ اب موبائل دیکھ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمھاری رخصتی کیوں فوراً کر دی تھی تمھارے دادا ابو نے

فہد نے کان میں پھر سے سرگوشی کی شاید اریبہ نے فون پر اپنی تصویر

بھیج دی تھی جس کی وجہ سے جناب رخصتی کے لیے بے تاب ہو چلے

تھے۔

بےاعتباری ہو گئی تھی نکاح چھوڑ کر بھاگ گیا تھا پہلی دفعہ تو بھی

بھاگ جا آج

میسم نے اسی کے انداز میں قریب ہو کر سرگوشی کی فہد ایک دم سے سٹپٹا کر سیدھا ہوا۔

اوہ

سر کو زور زور سے نفی میں ہلایا جس پر میسم نے مصنوعی مسکراہٹ سجا کر اس کی طرف دیکھا اور پھر ارد گرد نظر دوڑا کر ادینہ کو تلاش کیا

کہاں ہیں اب

اچٹتی سی نظر پورے لاونج میں ڈالی اور اچانک ایک جگہ تھمی جہاں وہ عزرا سے بات کررہی تھی ایک ہاتھ میں موبائل پکڑا تھا میسم نے ٹھنڈی آہ بھری اور پھر فہد کی طرف دیکھا۔

سکون کر لے شادی کے بعد منتیں ہی ہیں

میسم نے اس کے قریب ہو کر کہا اور موبائل نکال کر ادینہ کو میسج ٹائپ کیا۔

بیگم ایسے نہیں ماننا پھر۔۔۔

میسج سینڈ کرتے ہی ادینہ کی طرف دیکھا ادینہ نے فون کی سکرین پر دیکھا اور پھر بے ساختہ میسم پر نظر پڑی کوئی جواب دینا مناسب نا سمجھتے ہوئے موبائل والے ہاتھ کو پھر سے نیچے کیا۔میسم نے گہری نظر ڈالی دلکش سراپا پوری طرح بے اعتنائی برت رہا تھا جو اب جزبات کو گراں گزر رہا تھا اگلا پیغام لکھا۔

ناراض ہی رہنا ہے میری سفید چوہیا نے

میسج بھیج کر پھر سے ادینہ کی طرف دیکھا وہاں ہنوز وہی انداز تھا سپاٹ بے ضرر چہرہ کوئی جواب نہیں میسم نے پھر سے پیغام لکھا۔

ٹھیک ہے مت بات کرو

ساتھ غصے والی شکل بھیجی۔کوئی جواب نہیں آیا اور نہ ہی ادینہ کے چہرے پر کوئی رد عمل تھا۔میسم نے معصوم سی صورت بنا کر دیکھا اور پھر سے پیغام لکھا۔

نہ کرو بیگم میں ہی کرتا رہوں گا بات کوئی بات نہیں

پیغام کے ساتھ اداس سی شکل بنا کر بھیجی اور موبائل پھر سے جیب میں رکھ لیا۔فہد نکاح پڑھ چکا تھا۔میسم نے مبارک باد دیتے ہوئے گلے لگایا۔ادینہ نے گہری نظر چوڑی پشت پر ڈالی۔اتنا آسان ہے کیا میسم مراد اتنی راتوں کا حساب چکتا کرنا۔گہری سانس لی۔

تھوڑی ہی دیر میں ادینہ ہلکے سے مسٹرڈ گولڈن رنگ کے جوڑے میں دلہن بنی اریبہ کو لے کر ائی جسے فہد کے ساتھ صوفے پر بیٹھا دیا۔سب لوگ اب تصاویر بنانے میں مصروف تھے۔ادینہ کو مسلسل خود پر نظریں محسوس ہو رہی تھیں۔کیا ہے ایسے دیکھتے رہیں گے۔ادینہ نے خود کو عزرا کے پیچھے چھپایا۔موبائل پر پھر سے ہزبینڈ کے نام کا میسج جگمگایا۔پیغام کھولا۔اور دل تھم گیا

میری نگاہ شوق بھی کچھ کم نہیں مگر

پھر بھی ترا شباب ترا ہی شباب ہے

ادینہ نے جلدی سے سکرین آف کی اور دھڑکن کو کھینچ کر زنجیروں میں جکڑا۔کمبخت دل دماغ سے دغا کرنے پر تل بھی گیا تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

وہ عزرا کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی۔اریبہ پاس سنگھار میز کے سامنے بیٹھی زیور اتار رہی تھی۔اور ساتھ ساتھ عزرا کی اور اریبہ کی فہد کے گھر والوں کو لے کر نوک جھونک جاری تھی۔رابعہ بس عزرا کو سمجھانے میں لگی تھیں وہ کمرے میں لگے صوفے پر بیٹھی تھیں وہ سب کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی جب اسکے موبائل پر پھر سے پیغام کی رنگ ٹون بجی فون اٹھایا ہزبینڈ کا نام جگمگا رہا تھا۔میسج کھولا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ہے؟ادینہ کل میری امی آج تمھاری امی کیا ہے یار یہ سب

ادینہ نے گہری سانس لی اور موبائل بند کیا۔ابھی موبائل رکھے کچھ دیر ہی ہوئی تھی جناب اب کمرے میں آ کر رابعہ کے برابر صوفے پر بیٹھ چکے تھے ادینہ نے چہرے پر سنجیدگی طاری کی۔اگلا پیغام آیا۔ادینہ نے خفگی سے موبائل کی سکرین کو آنکھوں کے سامنے کیا۔

اٹھو نیند آ رہی تمھیں کمرے میں چلتے ہیں

ادینہ نے سر کو عزرا کی گود میں گھسایا اور آنکھیں بند کیں۔میسم نے

کرسی پر پہلو بدلہ باقی تینوں خواتین زور و شور سے آج کی تقریب پر باتیں کر رہی تھیں۔میسم نے اگلا میسج لکھا۔

ادینہ کل صرف سوچا تھا آج سچ میں اٹھا کر لے جاؤں گا کمرے میں

ادینہ نے میسج پڑھا دل نے زنجروں سمیت ہی نیچے غوطہ لگایا اور پھر سے اپنی جگہ پر آیا۔جلدی سے پیغام لکھا۔

ہاتھ بھی لگا کر دکھائیں ذرا مجھے کاٹ لوں گی ہاتھ پر

پیغام بھیج کر پھر سے لاپرواہی سے نظریں پھیریں۔میسم کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ ابھری شکر ہے جواب دینے پر تو ائی۔پھر سے میسج لکھا۔

جو دل چاہے میری بیگم کا صبح جلانے پر افف نکلا تھا اب تو افف بھی نہ کریں گے

ادینہ نے بمشکل بلش ہوتے گالوں کو چھپانے کے لیے رخ موڑا۔

کیا ہے کیا ہے کیا ہے مجھے؟ وہی اکڑو ہے جو پورے ایک سال سے تڑپا رہا دل کو سرزنش کیا۔پیغام کی بل ٹون پر پھر سے پیغام کھولا۔

ٹھیک ہے شرافت سے کام نہیں چلے گا تو پھر یوں ہی سہی

ابھی ادینہ نے میسج پڑھا ہی تھا جب عقب سے میسم کی آواز ابھری۔

بیگم میرا ٹراوزر شرٹ نکال دو بھئی نیند آ رہی ہے

ادینہ نے زور سے آنکھیں بند کیں۔عزرا اب اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

ادینہ اٹھو ادینہ

عزرا نے میسم کی بات پر کندھا ہلایا۔وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سو گئی ہے شاید پھپھو چلیں میں خود ہی

میسم نے معصومیت سے کہا اور گھٹنوں پر ہاتھ دھرے اٹھا۔

ارے بھئی کیوں خود ہی اسے بھی تو تبدیل کرنے کپڑے ادینہ اٹھو اب جاؤ اپنے کمرے میں میسم انتظار کر رہا ہے

وہ کمرے سے نکل رہا تھا جب عقب سے عزرا کی آواز سنائی دی۔کمرے میں آ کر پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کمرے کے کتنے چکر لگا ڈالے کپڑے تبدیل کیے پر وہ نہیں ائی باہر نکل کر پھر سے عزرا کے کمرے

میں جھانکا وہاں تو اب رابعہ بھی نہیں تھی۔تیز تیز قدم اٹھاتا رابعہ کے کمرے میں گیا وہاں حزیفہ اور رابعہ سو رہے تھے پھر احمد میاں کے کمرے میں گیا جہاں وہ سو رہے تھے۔اور ایک طرف جواد اور مراد لیٹے تھے۔کہاں جا سکتی ہے بھئی۔اچانک خیال آتے ہی آنکھیں اوپر اٹھیں اور پھر سیڑھیاں پھلانگتا وہ اوپر تھا۔

اندازہ درست تھا محترمہ اپنے کمرے میں تھیں۔ڈھیلے سے قمیض شلوار میں ملبوس بیڈ پر لیٹی تھیں۔میسم دبے پاؤں اب بیڈ کے پاس کھڑا تھا۔

اچھا تو یہاں ہو

میسم نے سینے پر ہاتھ باندھے اگست کے دن تھے گرمی اور حبس ابھی برقرار تھا۔اور اوپر زیادہ گھٹن تھی۔

ادینہ یہاں گرمی ہے چلو نیچے

بیڈ پر اس کے پاس بیٹھ کر کہا جو اب اٹھ کر بیٹھ چکی تھی۔

نہیں اتنی بھی نہیں اب مجھے یہیں سونا ہے آپ جائیں نیچے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سخت لہجے میں کہا۔میسم نے کچھ دیر اس کی طرف دیکھا جو تکیہ درست کر رہی تھی۔

ٹھیک ہے میں بھی یہیں سو جاتا ہوں

میسم نے تیزی سے کہا اور تکیہ دوسری طرف پھینکا۔ادینہ سٹپٹا گئی اچھل کر بیڈ سے نیچے اتری۔

نہیں آپ نیچے جا کر سوئیں اپنے کمرے میں

ادینہ نے چہرے کا رخ موڑا۔اور سینے پر ہاتھ باندھے۔دل کی آواز کان پھاڑنے لگی تھی۔

یہیں سونا ہے مجھے

میسم نے تکیے پر زور سے سر مارا۔مسکراہٹ دبائی۔ایک چور سی نگاہ اس پر ڈالی شرارت کی رگ بڑھکی

ویسے یہاں ٹھیک ہے پاس اؤں گا زبردستی مناؤں گا تم مارو گی چیخو گی کوئی سنے گا بھی نہیں گڈ ہے بھئی

میسم نے پرسکون لہجے میں کہا ادینہ نے چونک کر دیکھا اور تیزی سے داخلی دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔

م۔۔میں نیچے ہی جا رہی ہوں کمرے میں

ادینہ تقریباً بھاگتی ہوئی نیچے اترنے والے زینے کی طرف بڑھی جب پیچھے سے میسم گہری ہوتی مسکراہٹ کے ساتھ اٹھا۔اب اور کوئی چارہ نہیں تھا کمرے میں آتے ہی بیڈ پر پڑے کمبل کو سر تک تان کر لیٹ گئی۔دل پوری رفتار سے دھڑک رہا تھا۔کمرے میں اے سی پہلے سے چل رہا تھا مین لائیٹ آف ہونے کے بعد اب ایک چھوٹی لائیٹ کی ملگجی سی روشنی پورے کمرے کو گھیرے ہوئے تھی۔میسم کی آنکھیں میسم کی باتیں دماغ کو مفلوج کر رہی تھیں اور دل پورے وجود میں دھڑک رہا تھا جیسے

میسم کمرے میں آیا تو وہ لائیٹ بند کیے گٹھڑی سی بنی بیڈ پر لیٹی تھی۔ مسکراتا ہوا بیڈ کے قریب آیا کچھ دیر یونہی گہری ہوتی مسکراہٹ کے ساتھ کمبل میں خود کو چھپائے ادینہ کو دیکھنے کے بعد اچھل کر بیڈ پر لیٹا پر ادھر کوئی ردعمل نہیں تھا۔

افف ادینہ نے زور سے آنکھیں بند کیں۔کمبل سے کچھ نظر بھی نہیں آ رہا تھا۔کیا چھلانگیں لگا رہے ہیں بیڈ پر آنکھوں کو کمبل کے اندھیرے میں گھماتے ہوئے سوچا۔

میسم نے مسکراہٹ دبا کر کمبل کے ایک کونے کو پکڑ کر آہستہ سے اپنی طرف کھینچا۔کمبل سرک رہا تھا ادینہ نے غصے سے سر باہر نکالا آنکھوں میں خفگی تھی۔گھور کر دیکھا میسم شرارت سے بھری آنکھوں کے ساتھ لبوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملائے کہنی کے ایک بل بیڈ پر لیٹا تھا۔ ادینہ کے سر باہر نکالتے ہی دھیرے سے آنکھ کا کونا دبایا۔اور یہی وہ لمحہ تھا جب ادینہ کو اپنی پہلی رات میں کی گئی تمام شرارتیں یاد ائیں اور میسم کی بے اعتنائیاں دل جو دھڑک رہا تھا آہستہ آہستہ پھر سے رفتار میں کمی ائی۔

مجھے کیسے دھتکارتے رہے تھے اتنے سنگدل بنے تھے اور اب خود یہ سارے وار کر کے مجھے یقین دلا رہے ہیں کہ نواب کہیں پر غلط نہیں تھے بس انجانے میں ہوا سب۔

کیا ہے

ادینہ نے سخت لہجے میں کہتے ہوئے کمبل کو زور سے اپنی طرف کھینچا پر میسم کی مضبوط گرفت سے کمبل کھینچنا اتنا آسان نہیں تھا۔وہ اسی طرح گہری نظروں سے ادینہ کے چہرے کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

گھنے بال کندھوں پر بکھیرے ہوئے تھے دھلا سا شفاف چہرہ کمرے کے ملگجے سے اندھیرے میں بھی دمک رہا تھا اس کا روپ ہوش و خرد سے مفلوج کر رہا تھا۔

سردی لگ رہی ہے

میسم نے معصوم سی صورت بنا کر خمار سے بھاری ہوتی ہوئی آواز میں سرگوشی کی گہری نظریں اس کے چہرے پر گاڑے وہ کتنی آسانی سے اس سے معافی اور سب کچھ بھول جانے کا طلب گار بنا بیٹھا تھا۔

چادر ہے آپکی کمبل چھوڑیں میرا

ناگواری سے کمبل کو زور سے کھینچا۔میسم نے مسکراہٹ دبائی۔اور کمبل پر

گرفت مضبوط کی اس کے چہرے کی سختی اس کی ناگواری سب کچھ گورا تھا آج ساری اذیتوں کا ہر تکلیف کا ازالہ کرنا تھا۔

نہیں ہے

میسم نے سرگوشی کے انداز میں کہا جس پر ادینہ نے اردگرد نظریں گھمائیں چادر واقعی نہیں تھی۔میسم کی آنکھوں میں دیکھنا محال ہو رہا تھا۔

تو میں کیا کروں پھر؟

ادینہ نے پھر سے کمبل کا کونا اپنی طرف کھینچا۔جس پر اب وہ تقریباً کمبل کے اوپر ہی آ چکا تھا۔

تو کچھ نہ کرو کس نے کہا تم کچھ کرو

میسم نے گہری نظروں سے دیکھا۔ہاتھ اس کے بال سنوارنے کے غرض سے آگے بڑھایا جسے ادینہ نے ایک جھٹکے سے دور کیا۔ایک پل میں ہی آنکھیں دماغ کی ڈگر پر چل کر جلنے لگیں تھیں۔

پیچھے ہٹیں یہاں سے

ادینہ نے آنسوؤں میں ڈوبی بھاری سی آواز میں کہا۔انگلینڈ کی رات کی ساری تلخ باتیں میسم کا رویہ سب یاد آنے لگا تھا۔میسم وہیں تھم گیا۔چہرہ ایک دم سے پریشان ہوا وہ اب رو رہی تھی۔آج اس کا ہر آنسو دل پر گر رہا تھا۔ادینہ کا ایسے رو دینا تڑپا گیا تھا خود پر غصہ آنے لگا تھا کہ کیوں اتنا غلط سوچتا رہا۔

اچھا اچھا رونا نہیں بلکل بھی میں جا رہا ہوں صوفے پر

میسم نے مدھم سی آواز میں کہا اور تکیہ اٹھا کر صوفے کی طرف بڑھ گیا

ادینہ نے زور سے تکیے پر سر مارا اور رخ موڑا۔آنسو اب تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے جناب نے اتنا رولایا تو کیا ایک لمحے کی دلجوئی سے سب دھو دوں میں۔نہ کچھ پوچھا نہ بتایا بس مجھے معاف کردو مجھے معاف کر دو

میسم مراد اتنا آسان ہے کیا۔بے دردی سے گال رگڑ ڈالے۔

شازل نے سگریٹ کا کش لگا کر دھواں ہوا میں چھوڑا۔اور پھر دھویں

کے بنتے چھلوں پر نظریں مرکوز کیں کیفے کی مدھم سی روشنی میں ہلکی سی موسیقی بج رہی تھی۔سامنے بیٹھا فواد موبائل پر نظریں جمائے سگریٹ پی رہا تھا۔

جبکہ شازل طنز بھری مسکراہٹ لبوں پر سجا کر میز پر ہاتھ دھرتا تھوڑا سا آگے ہوا۔

تم نے توقیر کی باتیں سنی تھیں میسم سے شروع میسم پر ختم

شازل نے طنزیہ انداز میں سر کو ہوا میں ناگواری سے مارا۔فواد نے موبائل پر سے نظر اٹھا کر شازل کی طرف دیکھا۔ٹی ٹوینٹی ورلڈ کپ شروع ہونے والے تھا جس کے لیے آج وہ لوگ ایک ٹاک شو میں اکٹھے ہوئے تھے جہاں توقیر نے میسم کی بے تحاشہ تعریف کی تھی۔جو شازل کو ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

توقیر کا ہی نہیں چیرمین کا پورے پاکستان کا چہیتا ہے جدھر بھی جاؤ میسم میسم ہو رہا کس کس کا منہ بند کرے گا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فواد نے شازل کی حالت پر افسوس کرتے ہوئے کہا اور پھر سے موبائل پر نظر جمائی۔

سب کا سب کا منہ بند کروں گا

شازل نے گہری سوچ میں ڈوب کر کہا اس کی آنکھیں سکڑی ہوئی کسی غیر مرئی نقطے پر جمی تھیں۔

کل میرا بیٹا مجھے کہتا بابا آپ اچھا نہیں کھیلتے ہیں میسم مراد جیسا کھیلا کریں۔یقین جانو روح تک جل گئی میری

فواد نے مصروف انداز میں موبائل سکرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور قہقہ لگایا۔جبکہ شازل ہنوز اسی حالت میں بیٹھا تھا۔

اس کے آنے سے تیرا کچھ نہیں گیا یار میرا کیریر ٹھپ ہے

شازل نے گہری نظروں سے فواد کی طرف دیکھا اور پھر کرسی کی پشت کے ساتھ سر ٹکا کر چھت کو گھورا۔

مجھے کوئی شدید نفرت ہوتی ہے اس سے

گھٹی سی آواز میں کہا۔فواد اس کی بات پر اب اس کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

ریلکیس کر ورلڈکپ آ رہا ہے نا ٹی ٹوینٹی اس میں کارکردگی دیکھائیں گے جم کے

فواد نے تسلی دینے کے انداز میں کہا۔میسم سے پچھلی سیریز سے اسے بھی بہت چڑ ہو گئی تھی۔لیکن وہ شازل کی طرح جزباتی نہیں تھا۔

مجھے اپنی کارکردگی دکھانے سے زیادہ اس کی کارکردگی ختم کرنے میں انٹرسٹ ہے

شازل نے ایک دم سیدھے ہو کر میز پر ہاتھ رکھا۔فواد نے سگریٹ کا دھواں ہوا میں چھوڑا۔اور نا سمجھی کے انداز میں شازل کی طرف دیکھا۔

کیا مطلب وہ کیسے

سر کو ہاتھ کی مٹھی پر رکھ کر کہنی کو میز پر ٹکایا۔شازل اب اپنی جیب سے کچھ نکال رہا تھا۔

وہ ایسے سفید رنگ کی گولیوں کا پتہ میز پر دھرا فواد نے حیرت میں ڈوبے انداز میں میڈیسن کو اٹھا کر آنکھوں کے سامنے کیا۔

یہ یہ

نام پڑھتے ہی فواد کی آواز گھٹ سی گئی تھی حیرت سے شازل کی طرف دیکھا۔جو اب کمینی سی ہنسی ہنستا ہوا مسکرا رہا تھا۔

سب کے ہیرو کو سب کی نظروں میں زیرو کرنا ہے

شازل نے آنکھ کا ایک کونا دبایا۔فواد ابھی بھی ساکن بیٹھا تھا۔

ڈوب ٹیسٹ مائی بوائے

شازل کی سرگوشی نما آواز پر فواد نے حیرت سے پھر ہاتھ میں پکڑی میڈیسن کی طرف دیکھا۔جبکہ وہ اب پاگلوں کی طرح قہقے لگا رہا تھا۔

میسم بھائی اس سے ملاقات کروا دیں بس ایک دفعہ

حزیفہ نے ٹی وی پر سے نظر ہٹا کر میسم کی طرف دیکھا انداز التجائی تھا۔

ٹی وی پر میسم اور ناز عالم ایڈوینچر کلون کے اشتہار میں نظر آرہے تھے اور سامنے بیٹھے حزیفہ کے دل میں موجود حسرت اس کے زبان پر ائی تھی۔ساتھ بیٹھے جواد احمد اور اریبہ نے حزیفہ کی بات پر قہقہ لگایا۔

پوچھنا پڑے گا اس سے دراصل صرف انسانوں سے ملتی ہے وہ

میسم نے حزیفہ کی طرف دیکھ کر سنجیدہ سے انداز میں کہا جس پر سب کا قہقہ پھر سے گونجا تھا پر حزیفہ اپنی بے عزتی کے پرواہ نا کرتے ہوئے اب اور پرجوش ہو چکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا بھئی آپ کے ساتھ کام کیا اور آپ خود ہی تو بتا رہے تھے کہ آپکی فین نکلی یہ بھی مجھے ایک تصویر بنوانی اس کے ساتھ

حزیفہ نے خفا سے انداز میں ریموٹ پکڑے ہاتھ کو ہوا میں مارتے ہوئے میسم سے ضد کی میسم نے مسکراتے ہوئے نظر سامنے اٹھائی تو تھم گئی ادینہ بالوں کا جوڑا بناتی لاونج میں داخل ہو رہی تھی بازو اوپر اٹھا رکھے تھے رات کے ظلم کے بعد اب نظر آ رہی تھیں محترمہ جب آنکھ کھلی تو کمرے میں موجود نہیں تھیں ادینہ کی ٹی وی سکرین پر نظر پڑتے ہی

پیشانی پر بل پڑے اشتہار کا اختتام چل رہا تھا اور ناز عالم اب میسم کے سامنے کھڑی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھ رہی تھی۔میسم نے ایک نظر ادینہ کے چہرے پر در آنے والی ناگواری کی طرف دیکھا اور پھر تھوڑی سی آواز کو اونچا کرتے ہوئے حزیفہ کے سوال کا جواب دیا۔

کوئی ایسی ویسی فین ہے میری پورا دبئ گھمایا اس نے مجھے

میسم نے چور سی نظر ادینہ پر ڈالی جو اب سپاٹ چہرے کے ساتھ ٹی وی پر نظریں جمائے ہوئی تھی۔میسم کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔میسم کی بات پر پورے بدن میں آگ لگی تھی دل پر کوئی ہتھوڑے چلانے لگا تھا۔کتنی قریب ہوگی اور اوپر سے یہ لگ بھی اتنے پیارے رہے ہیں۔ادینہ کا دل گھبراہٹ کا شکار ہوا۔

ادینہ آپی ناز عالم کا بتا رہے بھائی

حزیفہ نے پرجوش ہو کر ادینہ کی طرف دیکھا ادینہ نے ناگوار سی شکل بنائی۔ناز عالم حزیفہ کی پسندیدہ اداکارہ تھی اسی لیے وہ کچھ زیادہ ہی پرجوش تھا۔

کون وہ کالی سی بندریا قصور ڈرامہ والی

ادینہ ناک چڑھا کر کہا اور اپنے موبائل پر نظر جمائی۔میسم نے شریر سی نظر اس کے سراپے پر ڈالی۔جو اب جلن کے مارے ناک پھلا کر موبائل کی سکرین پر غصہ اتار رہی تھی۔

ادینہ اتنی تو خوبصورت ہے بھئی

اریبہ نے نمکو منہ میں رکھ کر حیرت سے ادینہ کی طرف دیکھا۔ادینہ نے موبائل پر نظریں جمائے بھرپور لا پرواہی کا مظاہرہ کیا۔ایسے جیسے سنا ہی نہ ہو۔

ایڈ آگیا پھر سے ایڈ آ گیا چپ چپ سب

حزیفہ نے اچھل کر سب کو چپ کروایا اور پھر سے مسوائے ادینہ کے سارے پرشوق نظریں اب اشتہار پر جمائے بیٹھے تھے۔

کیا لگ رہی ہے ناز عالم اور میسم تم واہ ہیرو لگ رہے ہو

جواد احمد نے ہاتھ کو ہوا میں اٹھاتے ہوئے داد دینے کے انداز میں کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ نے جل کر پہلو بدلہ میسم نے ہنسی دبائی اور آنکھیں اب مخصوص انداز میں چمکنے لگی تھیں۔جو بار بار ادینہ پر جا رہی تھیں کیسے سمجھاتا اس وائٹ مائیس کو جس تخت پر وہ براجمان ہے دل پر وہاں تا حیات اب کوئی جگہ نہیں لے سکتی۔

اچھا مزے کی بات سنو سب

میسم نے تالی بجا کر سب کو متوجہ کیا اور چور سی نظر ادینہ پر ڈالی جو منہ پھلائے ایسے بیٹھی تھی جیسے اس نے سنا ہی نہ ہو اسے مزید تنگ کرنے پر دل بار بار اکساتا تھا اور ناز عالم کے لیے جلن میں اس کا پیار ہی تو جھلک رہا تھا۔

جب یہ اُدھر دبئ میں سٹوڈیو ائی اور آ کر ویسے ہی گلے لگ گئی میرے جیسے یہ شوبز کے لوگ ملتے آپس میں

میسم نے سب کو بتایا جس پر سب اب ہنس رہے تھے جبکہ ادینہ کا چہرہ غصے سے لال ہوتا میسم کے دل کو سکون بخش رہا تھا۔موبائل کو پینٹ کی جیب میں سے نکال کر پیغام لکھا۔

جب میرے پاس ائی ناز اور گال سے گال جوڑے مجھے تو ہوش نہ رہا قسم سے

مسکراہٹ دباتے ہوئے پیغام بھیج کر اب ادینہ کے چہرے کی طرف دیکھا جس پر ضبط کی لکیریں صاف واضح تھیں۔

مجھے ایک بات نہیں سمجھ آتی لوگ آخر اس کے دیوانے ہیں کیوں بس قد ہی تو ہے نہ رنگ نہ شکل

ادینہ نے نخوت سے ناک چڑھا کر کہا۔سب اب ادینہ کی طرف دیکھ رہے تھے میسم نے پھر سے پیغام لکھا۔

اس کی جان لیوا ادا بھول رہی ہو بیگم

ادینہ نے پیغام پڑھ کر ناک پھلا کر سامنے دیکھا۔دل کو جیسے کسی نہ گھونسہ مارا ہو

پتہ نہیں کیا کیا ادائیں دکھاتی رہی ہوگی کمینی ان کو۔ذہن میں ناز عالم کا بے باک لباس گھوم گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ اب یہ بات تو تم غلط کہہ گئی ہو خوبصورت ہے بہت

اریبہ نے اس کی بات کی نفی کرتے ہوئے کہا۔ادینہ نے جھٹکے سے اریبہ کی طرف گردن گھمائی۔

کیا خوبصورت ہے مجھے تو نہیں لگتی

ناک چڑھا کر منہ کا زاویہ بدلہ۔میسم نے بمشکل قہقہ روکا۔غصے سے لال ہوتی اس کے دل کو بے تاب کر رہی تھی وہ۔

ارے نہیں بھئی رئیل میں دیکھی ہے میں نے بہت کمال لگتی ہے اور اتنی فرینڈلی ہے کہ پوچھو مت

میسم نے مسکراہٹ چھپا کر سنجیدگی سے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔مسوائے ادینہ کے سب لوگ اب اشتیاق سے میسم کی طرف دیکھ رہے تھے۔میسم نے گود میں دھرے موبائل پر پھر سے میسج ٹائیپ کیا۔

بہت پاس سے دیکھا ہے میں نے اسے دھکا بھی نہیں مارتی

میسج پڑھ کر ادینہ کا چہرہ ضبط سے زرد پڑا جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی

اور بنا پیچھے دیکھے باہر نکل گئی۔میسم نے بے اختیار امڈ آنے والے قہقے پر بمشکل قابو پایا اور سب پر نظر ڈالتا کان کھجاتا باہر آیا۔وہ کہیں بھی نہیں تھی کمرے میں آیا تو وہ روٹھے سے انداز میں بیڈ پر لیٹی موبائل کی سکرین پر ناز عالم کی تصویر کو دیکھ رہی تھی۔

کیا تھا اس ناز عالم ایسا ناز کی تصویر کو زوم کیے وہ خود سے موازنہ کر رہی تھی۔

کیا ہوا کمرے میں چلی ائی

میسم نے سکرین پر ایک نظر ڈال کر مسکراہٹ دبائی۔ادینہ جو کھوئی سی بیٹھی تھی میسم کی آمد کا پتا ہی نہ چلا جلدی سے موبائل سکرین آف کی۔

کچھ نہیں سونا ہے مجھے

ادینہ نے سر اوپر اٹھایا اور رخ موڑ کر تکیے پر سر کو زور سے مارا۔میسم کہنی کے بل قریب ہوا سفید گردن پر گھرے بھورے بال بکھرے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھے۔جن سے گداز سے سفید جلد جھلک رہی تھی گردن سے نظر پھسل کر اب کان پر پڑی تھی جس میں چھوٹے سے سنہری بندے جگمگا رہے تھے میسم نے اس کے کان کے قریب جھک کر سرگوشی کی۔

آج جا رہا ہوں بیگم

لب کان کے اتنے قریب تھے کے بمشکل کان کی لو کو چھونے سے بچے تھے۔گرم سرگوشی نے دل کی رفتار بڑھائی تھی ایک لمحے کو ادینہ نے سمٹ کر ٹانگوں کو موڑا۔دل کو قابو میں کیا اور دماغ کو حاضر کیا۔

تو جائیں روکا کس نے

بے رخی سے سرد سے لہجے میں کہا۔میسم نے بے اختیار گردن پر بکھرے بال ہٹائے۔

تو اگر معافی مل جاتی اس خطا کار کو

میسم نے التجائی انداز میں کہا ادینہ تنک کر اٹھ کر بیٹھی۔

کیا معافی معافی رٹ لگا رکھی ہے آپ نے اتنے زخم دیے ہیں دل پر

کیا وہ دو دن میں بھر جائیں بولیں

ادینہ نے روہانسی شکل بنا کر دیکھا وہ جو ہوش کی دنیا سے باہر تھا ایک پل میں واپس آیا اور اب سنجیدہ سے انداز میں سیدھا ہوا۔

ادینہ مانتا ہوں بہت بہت غلط کرتا رہا پر سب انجانے میں ہوا تم شروع سے انکار کرتی رہی

میسم نے شرمندگی میں ڈوبی آواز میں کہتے ہوئے بچارگی سے دیکھا۔

وہ ساری باتیں ایک طرف میسم اگر صرف وہی سب ہوتا تو وہ تو میں کب کا معاف کر چکی تھی کیونکہ اس میں میری غلطی شامل تھی

ادینہ نے کی آنکھیں پھر سے نم ہونے لگی تھیں اور یہی میسم کی کمزوری تھیں اب۔وہ کیسے بھول جاتی اتنی جلدی وہ تزلیل بھرے الفاظ جو انگلینڈ میں میسم نے کہے تھے۔

لیکن آپ نے میرے بارے میں اتنا گھٹیا سوچا کیا آپ مجھے نہیں جانتے تھے ہم نے ایک ساتھ بچپن گزارا آپ کو کیا میں اتنی گھٹیا لگتی

تھی کہ پیسے کی خاطر کسی کے بھی پیچھے لگ جاتی

ادینہ کی آواز پھٹ رہی تھی۔ہاں آج اس کا وقت تھا اور سامنے بیٹھا شخص آج نالاں تھا اپنے کیے پر

ادینہ میں بہت شرمندہ ہوں

گھٹی سی آواز میں کہا۔اور سر کو جھکایا یہ بات واقعی میں کیا وہ اتنی جلدی بھول جاتی یہ اس کی کردار کشی تھی۔

آپ کی شرمندگی میرے دل میں پھر سے وہ مقام نہیں لا سکتی آپکا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ نے تلخ لہجے میں کہا اور ناگواری سے چہرے کا رخ موڑا۔

پھر میں کیا کروں بولو جو کہو گی وہ کروں گا بس اب رونا نہیں

میسم نے جلدی سے آگے ہو کر التجائی انداز اپنایا۔اور اس کے گود میں دھرے ہاتھوں پر ہاتھ رکھا۔

فلحال مجھے اکیلا چھوڑ دیں

ادینہ نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر سے رخ موڑے لیٹ گئی۔

میسم نے کچھ دیر یوں ہی اسے دیکھتے رہنے کے بعد داخلی دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔

میسم کے جانے کے بعد وہ دھیرے سے اٹھ کر بیٹھی تھی اور پھر گھٹنوں کو سمیٹ کر ان پر سر دھرا۔گردن پر ابھی انگلیوں کا لمس ٹھہر گیا تھا اور کان کی لو بھی گرم سانسوں کی تپش کو بار بار محسوس کر رہی تھی۔ٹھیک کر رہی ہوں یا غلط دل میں ایک پھانس تھی۔

پر دماغ تھا کا کسی بھی صورت معاف کرنے پر راضی نہیں ہو رہا تھا۔ہر بار وہی تزلیل بھری بازگشت ذہن میں گونجنے لگتی تھی۔اور پھر میسم کوئی بھی بات کیے بنا صبح چار بجے لاہور کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔اسے ٹی ٹوینٹی ورلڈ کپ کے لیے کسی میٹنگ میں شرکت کرنی تھی اور ادینہ کو ماہ رخ کے ساتھ جانا تھا دو دن بعد۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

چلو بھئی چلتے ہیں

ماہ رخ نے پاس آکر کوٹ کو بازو پر ڈالا۔ادینہ نے حیرت سے مسکراتے

ہوئے اُس کی طرف دیکھا۔وہ ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد ہاسٹل کے لیے نکل رہی تھی جب ماہ رخ پاس ائی اور اکٹھے چلنے کے لیے کہا۔اس کی تو شاید آج نائیٹ شفٹ تھی لیکن وہ اب اس کے پاس آ کر اسے چلنے کا کہہ رہی تھی۔

ارے واہ تم آج میرے ساتھ ہی فری ہو گئی کیا؟

ادینہ نے حیرت سے دیکھتے ہوئے پاس پڑے بیگ کو کندھے پر لٹکایا ماہ رخ دھیرے سے مسکرائی اور جواب دینے کے بجائے سر کو اثبات میں ہلایا۔وہ بھی اپنا بیگ اٹھا رہی تھی۔انہیں لاہور واپس ائے ہوئے آج تیسرا دن تھا۔

جی بلکل

ماہ رخ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا اور بیگ کو کندھے پر ڈال کر سیدھی ہوئی۔ادینہ نے نا سمجھی کے انداز میں کندھے اچکائے اور مسکرا دی۔

حیرانگی کی بات ہے ابھی کچھ دیر پہلے تو ائی تھی تم

ادینہ نے ساتھ چلتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔جس پر وہ بس مسکرا کر رہ گئی وہ لوگ ابھی ہاسپٹل کے گیٹ پر ہی پہنچی تھیں جہاں موجود بہت سی گاڑیوں میں سے اچانک بلکل پاس آ کر سیاہ کرولا رکی اور اس میں سے میسم دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ماہ رخ کے ساتھ ساتھ ادینہ کے قدم بھی تھم گئے تھے جناب آج پورے پانچ دن بعد نظر ائے تھے لاہور آتے ہی پھر سے وہی حال تھا نہ کوئی میسج نہ کوئی کال ادینہ بار بار فون اٹھا کر میسج کا انتظار کرتی رہتی تھی۔ناراضگی اور بے اعتنائی اپنی جگہ پر دل میں موجود بے پناہ محبت پر بند باندھنا اتنا آسان نہیں تھا۔

ااپنے مخصوص انداز میں ہڈ اور سن گلاسز لگائے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے نکھرا نکھرا سا وہ اب ان کے پاس پہنچ چکا تھا۔لبوں پر جان لیوا مسکراہٹ سجائے ادینہ کے بلکل سامنے کھڑا تھا

اسلام علیکم

مسکرا کر سلام کیا ادینہ نے فوراً ماہ رخ کی طرف دیکھا جو اب میسم کو

دیکھ کر بھرپور طریقے سے مسکرا رہی تھی۔ادینہ نے بے رخی سے چہرہ دوسری طرف موڑا۔

وعلیکم سلام میسم بھائی کیسے ہیں آپ؟

ماہ رخ نے خوشدلی سے سلام کا جواب دیا میسم اب لبوں پر گہری ہوتی مسکراہٹ کے ساتھ ادینہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔جو موتیا رنگ کے جوڑے میں کھل رہی تھی۔اور خفگی اس قدر تھی کہ سلام کا جواب بھی نہ دیا۔

بلکل ٹھیک تم کیسی ہو؟

میسم نے نظر ادینہ پر سے ہٹائی اور ماہ رخ کی طرف دیکھ کر خوشگوار لہجے میں جواب دیا۔ادینہ ایسے ظاہر کر رہی تھی جیسے اس کے لیے یہاں کھڑے ہونا اب بہت دشوار تھا۔

میں بھی ٹھیک

ماہ رخ نے جھکنے جیسے انداز میں نچلے لب کو دانتوں میں لیا۔اور چور سی

نظر خفا سی کھڑی ادینہ پر ڈالی جو پوری طرح بے اعتنائی برت رہی تھی۔

ادینہ چلو کہیں جانا ہے

میسم نے ہڈ کو کھینچ کر درست کرتے ہوئے ارد گرد نظر دوڑائی مبادہ کوئی اسے پہچان کر لپک پڑے۔ادینہ نے آنکھوں کو سکوڑ کر میسم کی طرف دیکھا

نہیں میں بہت تھکی ہوئی ہوں تو آرام کرنا مجھے ہاسٹل جا کر میں کہیں نہیں جا سکتی

ادینہ نے سپاٹ سے لہجے میں کہا اور پھر ماہ رخ کی طرف گھور کر دیکھا انداز ایسا تھا جیسے کہہ رہی ہو چلو اب یہاں کھڑی کیوں ہو۔

اوکے تو چلو ہاسٹل چھوڑ دیتا ہوں تم دونوں کو

میسم نے بھنویں اچکا کر تائیدی نظر ماہ رخ پر ڈالی جبکہ ادینہ بھرپور طریقے سے اب سر کو نفی میں ہلا رہی تھی۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے

ماہ رخ نے چہکتے ہوئے جواب دیا اور آگے بڑھ کر کار کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ادینہ نے منہ کھول کر ماہ رخ کو گھورا۔پر اس پر کوئی اثر نہیں تھا۔

کیا ٹھیک ہے؟ ہم چلے جائیں گے آپ جائیں

ادینہ نے ماہ رخ کے بازو کو پکڑ کر زور کا جھٹکا دیا اور آنکھوں کو سکوڑ کر ایسے گھورا جیسے کہہ رہی ہو تمہیں تو میں پوچھتی ہوں

پاگل مت بنو چلیں آپ میسم بھائی

ماہ رخ نے واپسی اُسی طرح گھورا اپنا بازو چھڑوایا اور پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولتی ہوئی بیٹھ گئی۔میسم اب ادینہ کے لیے دروازہ کھولے کھڑا مسکرا رہا تھا۔ادینہ نے ایک خفا سی نظر میسم پر ڈالی اور بےزاری سے سیٹ پر بیٹھی میسم اب گھوم کر آتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا جیسے ہی میسم ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ماہ رخ نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور باہر

نکل گئی وہ اب باہر نکل کر کھڑی مسکرا رہی تھی اور میسم شرارت سے ادینہ کی طرف دیکھ رہا تھا ادینہ نے حیرت اور ناسمجھی میں منہ کھول کر دونوں کو دیکھا اور جلدی سے کار کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی پر میسم دروازے لاک کر چکا تھا۔

لاک کھولیں یہ کیا بات ہوئی

ادینہ نے جھنجلا کر میسم کی طرف دیکھا۔میسم نے اس کی بات سنی ان سنی کی اور گاڑی کا تھوڑا سا شیشہ نیچے کرتے ہوئے ماہ رخ کی طرف دیکھا۔

تھینک یو ماہ رخ

بھرپور مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا ماہ رخ مسکرا کر سر ہلا رہی تھی ادینہ نے کھا جانے والی نظروں سے ماہ رخ کو گھورا جس پر اب وہ کانوں کو ہاتھ لگا کر معافی مانگ رہی تھی میسم نے قہقہ لگاتے ہوئے کار سٹارٹ کی

میسم مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ کہیں بھی روکیں اسی وقت کار

ادینہ نے اب سختی سے کہتے ہوئے میسم کی طرف چہرے کا رخ موڑا۔

میسم نے جواب دینے کے بجائے مسکراتے ہوئے کار کی رفتار کو بڑھایا۔

میسم آہستہ چلائیں

ادینہ نے سامنے ڈیش بورڈ پر ہاتھ رکھے اور شکن آلودہ پیشانی کے ساتھ

میسم پر پر شکوہ نگاہ ڈالی

جتنا بولو گی اتنی رفتار بڑھے گی

میسم نے آنکھ دبا کر شرارت سے کہا۔ادینہ کے ماتھے پر بل مزید گہرے

ہوئے۔پر جناب تو آج کسی اور ہی جون میں تھے۔

آپ دھونس جما رہے ہیں

ادینہ نے غصے سے آواز کو اونچا کرتے ہوئے کہا۔میسم نے مسکراتے

ہوئے رفتار اور بڑھائی مضبوط ہاتھ سٹیرینگ پر جمے تھے لب مسکرا رہے

تھے گالوں پر ڈمپل گہرے ہو رہے تھے آنکھیں شرارت سے چمک رہی

تھیں۔

اففف میسم

ادینہ نے بمشکل خود کو سنبھالنے کے لیے سامنے بورڈ کو تھاما پر جناب تو درختوں کے درمیان موجود سڑک پر گاڑی کو بھاگا رہے تھے۔

کہا نہ جتنا بولو گی رفتار بڑھاتا جاؤں گا

میسم نے قہقہ لگاتے ہوئے کہا ادینہ اس کے بعد کچھ بھی نہیں بول پائی۔

کار اب کسی رہائشی سوسائٹی کے گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی اور شفاف تارکول میں لپٹی سڑکوں پر گھومتی گاڑی ایک جگہ خوبصورت سے دو منزلہ گھر کے سامنے رکی تھی۔میسم اب کار سے اتر کے اس کی طرف کا دروازہ کھول کر کھڑا تھا۔

اترو

دروازہ کھول کر نرم سے لہجے میں حکمانہ انداز میں کہا۔ادینہ نے چہرے کا رخ دوسری طرف موڑا۔ذہن الجھ رہا تھا کر کیا رہے ہیں آخر یہ۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اترو نہ

میسم نے بازو سے پکڑ کر باہر نکالا۔اور ایک ہاتھ سے کار کے دارواز ے کو بند کیا۔گرے رنگ کا گیٹ تھا اور میسم اب اسے بازو سے تھامے زبردستی گیٹ کے پاس لے آیا تھا۔

یہ کیا کر رہے ہیں میسم

ادینہ نے بازو کو گرفت سے چھڑوانے کی کوشش کی جو بے سود تھی۔وہ اب گھر کا گیٹ کھول رہا تھا۔مسٹرڈ رنگ کی ٹائلوں والے پورچ سے اندر جانے کے بعد میسم نے پورچ سے اندر کی طرف کھلنے والے دروازے کو ایک ہاتھ سے کھولا وہ مسلسل ادینہ کی خفگی سے لاپرواہی برتتے ہوئے تھا

سفید ٹائلز کے فرش والا فرنیشڈ گھر تھا جہاں دروازہ کُھلتے ہی سامنے خوبصورت فرنیچر سے مزین لاؤنج تھا اور ایک طرف ڈرائینگ روم تھا دونوں کے بیچ میں سے خوبصورت زینہ اوپری منزل کی طرف جا رہا تھا ڈرائینگ روم میں بیش قیمت نفیس سے صوفے پڑے تھے ہلکے نیلے اور

سفید رنگ کے ملاپ سے سجا ڈرائینگ روم آنکھوں کو ایک نظر میں ہی تسکین بخش رہا تھا لاونج کی ایک دیوار کے ساتھ چھوٹا سا چار کرسیوں پر مشتمل شیشے کے گول میز والا ڈائینگ ٹیبل تھا۔لاونج کے ایک طرف ایک بیڈ روم کا دروازہ تھا اور ساتھ ہی سفید کیبنز والا اوپن کچن تھا گھر میں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ادینہ کی نظریں بے ساختہ گھوم کر سارے گھر کا جائزہ لے چکی تھیں۔

یہ ہے میرا اور تمھارا گھر

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم کی آواز اسے اپنے عقب سے سنائی دی۔ادینہ کچھ دیر خاموشی سے کھڑی رہی اُفف کتنا خوبصورت گھر تھا دل نے بے اختیار چاہ کہ پلٹے اور اس کے چوڑے سینے سے جا لگے ایسے چھوٹے سے خوبصورت گھر کی خواہش تو اسے بچپن سے تھی جو اس کا اپنا ہو اپنی ماں کو ساری زندگی بے گھر دیکھا تھا اس لیے آج دل خوشی میں پاگل ہو گیا تھا۔

پر میسم پر اپنی خوشی کا یوں اظہار کر دینا اس کی اس بات کی تصدیق کر دینے جیسا لگا جو اس نے انگلینڈ میں کی تھی اسی سوچ کے زیر اثر سپاٹ

چہرے کے ساتھ رخ میسم کی طرف موڑا۔

آپ کو کیا لگتا ہے یہ سب کریں گے تو میں معاف کر دوں گی آپ کو اُس ساری بات کے لیے

سرد لہجہ اپنایا۔میسم جو اس کے جواب کا منتظر کھڑا تھا اس کی ناراضگی برقرار دیکھ کر ہوا میں ہاتھ اٹھا کر گہری سانس لیتے ہوئے نیچے کیے

میں نے کب کہا ایسا کچھ بھی یہ سب تو میری خوشی ہے

محبت بھرے لہجے میں اردگرد دیکھتے ہوئے کہا اور پھر خفا سی ادینہ کی طرف دیکھا۔

ہاسٹل چھوڑ کر ائیں مجھے فوراً

ادینہ نے غصے سے کہا اور قدم آگ بڑھائے۔میسم نے بازو آگے کیا اور راستہ روکا۔

تمھارا سامان سارا لے آیا تھا ہمارے بیڈ روم میں پڑا ہے

میسم نے پرسکون لہجے میں کہا جس پر اب وہ منہ کھولے حیرت سے دیکھ

رہی تھی۔یہ سب ماہ رخ کا کام تھا اسی لیے اُس نے اسے نائیٹ ڈیوٹی کا کہا اور خود میسم کے ساتھ مل کر اس کی پیکنگ کرتی رہی۔

فریش ہو جاؤ میں کھانا لگا رہا ہوں

میسم نے ایک ہاتھ سے کمرے کی طرف اشارہ کیا پھر پیار سے ادینہ کے گال تھپتھپا کر وہ آگے بڑھا۔

ادینہ نے گھور کر ایک نظر میسم پر ڈالی اور مطلوبہ کمرے کی طرف بڑھی جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھولا سامنے کا منظر سکوت طاری کر دینے والا تھا کمرے میں مختلف جگہوں پر سفید سرخ گلاب اور روم ڈیکور کینڈل تھیں سنگھار میز کے پاس پڑے شیشے کے میز پر ایک بڑے سے شیشے کے تھال میں پھول کی پتیاں اور کینڈل تیر رہی تھیں کینڈل کے جلنے سے ان کے اندر موجود خوشبو پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی جو ایک خوشگوار احساس پیدا کر رہی تھی کمرہ اتنے خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا کہ پل بھر کے لیے وہ نظریں ہٹانا بھول چکی تھی۔تو جناب آج پوری تیاری کیے ہوئے ہیں۔اتنی جلدی نہیں جناب ادینہ نے نچلے لب کو

دانتوں میں دبائے نظروں کو پر اشتیاق انداز میں ارد گرد گھمایا۔

آہستہ سے چلتی ہوئی اندر داخل ہوئی بیڈ کے ساتھ ملحقہ ٹیبلز پر بھی دیدہ زیب کینڈل جل رہی تھیں بیڈروم کا کمبنشن آف وائیٹ اور ہلکے بھورے رنگ کا تھا آف وائیٹ رنگ کے نیٹ کے پردے اور لکڑی کا دیدہ زیب فرنیچر کمرے کے ماحول کو فسوں خیز بنا رہا تھا کمرے سے ملحقہ ڈریسنگ روم میں پوری دیوار میں لکڑی کی الماری نسب تھی۔ارد گرد کمرے کی خوبصورتی کو جانچتی وہ اب الماری کھولے ہوئے تھی جس میں اس کے کپڑے سلیقے سے ہینگ تھے۔

کھانا لگ گیا ہے بیگم

میسم کی عقب سے آتی آواز پر وہ الماری کے دروازے کو تھامے مڑی وہ داخلی دروازے سے ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ باندھے گہری محبت سے لبریز آنکھیں لیے مسکراتا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔

مجھے بھوک نہیں

ادینہ نے آہستہ سی آواز میں کہا اور چہرہ پھر سے الماری کی طرف موڑا۔دل کی حالت میسم سے چھپانا لازم تھا۔

اچھا

میسم نے سر کو پیچھے سے گردن جھکا کر کھجایا جب کے لب مسکراہٹ دبانے میں لگے تھے۔محترمہ کو کچھ بھی امپریس نہیں کر پایا تھا کیا کروں شرارت سے سوچتا آگے بڑھا اور ایک جھٹکے میں وہ ادینہ کو اپنے بازوؤں میں اٹھا چکا تھا وہ جو اس رودادِ حادثہ کے لیے تیار نہیں تھی بوکھلا سی گئی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم۔۔۔۔۔

گلے سے چیخ نما آواز برآمد ہوئی گرنے کے ڈرے سے جلدی سے میسم کی شرٹ کو ہاتھوں سے پکڑا۔اور آنکھوں کو خوف سے بند کیا ایسا لگ رہا تھا ابھی گر جائے گی دل کمبخت ویسے ہی غوطے لگانے کا شغل فرمانے لگا تھا وہ اب مسکراتا ہوا کمرے سے باہر آ چکا تھا۔جہاں ڈائننگ ٹیبل کی کرسی پر لا کر اس نے ادینہ کو نرمی سے بیٹھایا۔وہ بلش ہوتے

چہرے کے ساتھ سانس بحال کرتی اس کی بے تابی کو ہوا دے رہی تھی۔میز پر ہاتھ دھر کر تھوڑا جھک کر چہرہ اس کے کان کے قریب کیا۔

یہاں یہی سب ہوگا بیگم کیونکہ یہاں نہ تمھاری امی ہیں نہ میری امی ہیں

کان کے قریب سرگوشی کرنے کے بعد وہ شرارت سے مسکراتا ہوا سیدھا ہوا

اور یہاں تمہیں بچانے والا کوئی نہیں

لبوں کو بھینچ کر بھنوں کو شرارت سے اوپر نیچے نچایا ادینہ کے ساتھ کی کرسی کو کھینچا اور بیٹھ گیا۔

اچھا تو پھر آپ اس طرح زبردستی کریں گے ہر معاملے میں

ادینہ نے پیشانی پر بل ڈال کر پوچھا۔میسم نے نیپکن کو جھاڑتے ہوئے قہقہ لگایا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آف کورس

ہاتھ کو ہوا میں اٹھا کر شرارت سے آبرو چڑھایا اور سر کو جھکایا۔اچھا تو یہ بات ہے ادینہ نے دانت پیستے ہوئے سوچا۔

میسم

بلانے کا انداز خفگی لیے ہوئے تھا۔میسم جو اس کے سامنے پلیٹ رکھ رہا تھا مصروف سے انداز میں نظریں اٹھائیں۔

جی بیگم

فوراً پیار سے کہا اور ڈش کو ادینہ کی طرف بڑھایا۔ادینہ نے غصے سے سامنے رکھی پلیٹ کو اپنی طرف کھینچا۔کچھ بھی کہنے کا ارادہ ترک کرتی اب وہ کھانا کھانے پر مجبور ہو چکی تھی کھانا شاید کہیں سے آرڈر کیا تھا جس کی خوشبو ادینہ کی بھوک کو بڑھا چکی تھی اور ناراضگی کے مقابلے میں پلڑا بھاری کر چکی تھی

کھانے کے بعد جب وہ کپڑے تبدیل کرنے کے بعد باہر ائی میسم پہلے

سے کمرے میں موجود تھا۔مسکراہٹ دباتا پیچھے ہاتھ باندھے ادینہ کی طرف بڑھا وہ وہیں رک گئی۔راہ فرار کے آگے وہ حائل تھا

ہاتھ آگے کرو

آہستہ سی آواز میں کہتا وہ اب بلکل سامنے کھڑا تھا۔ادینہ کے ہاتھ آگے نا کرنے پر وہ اب جھک کر اس کے ہاتھ کو تھام چکا تھا۔بازو گھما کر دوسرے ہاتھ سے رنگ کو آگے کیا وہ طلسم پھونک چکا تھا جس کے سحر میں جکڑی وہ اس لمحے ہاتھ پیچھے نہیں کھینچ سکی تھی ڈائمنڈ رنگ کو ادینہ کے ہاتھ میں پہنا کر محبت سے اس کی حیرت سے کھلی آنکھوں میں دیکھا۔

یہ منہ دکھائی

آہستہ سی جزبات میں ڈوبی آواز تھی ادینہ نے انگوٹھی کی طرف دیکھا دل نے اس کے انتخاب کی داد دی۔اور شادی کے پہلی رات ذہن میں گھوم گئی عورت کا یہی المیہ ہے ہر لمحے کا موازنہ بیتے لمحات سے ضرور کرتی ہے اور وہ بھی اس وقت ذہن میں یہی کر رہی تھی۔

ادینہ مانا بہت غلط سوچتا رہا بہت دکھ دیتا رہا پر تم سے پیار بہت کرتا ہوں اور پتا نہیں کب سے کرتا ہوں

مضبوط ہتھیلی نے ادینہ کی گال کو چھوا۔لمس میں بے پناہ چاہت تھی اور میسم کے چہرے پر التجا۔

اتنا پیار کرتا تھا کہ تمھاری خوشی کی خاطر صرف تمہیں چھوڑ کر گیا

تھوڑا سا جھک کر اس کی آنکھوں میں جھانکا شفاف سا چہرہ دل کو ٹھنڈک بخش رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور شک بھی کیا

ادینہ نے مدھم سی آواز میں کہتے ہوئے شکوہ کیا۔آنکھوں میں ذہن کے اندر ہونے والی کشمکش کی لکیریں تھیں۔

ادینہ ذہن نے سب کچھ خود سے ہی گڑھ لیا اور حالات ایسے بنتے چلے گئے کہ

بچارگی سے کہتے ہوئے رکا اب وہ دوسری ہتھیلی کو اس کے دوسرے

گال پر رکھ چکا تھا۔محبت سے چہرہ تھام کر سر جھکایا۔میسم کے چہرے کو قریب آتا دیکھ کر ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔بوکھلا کر میسم کے دونوں ہاتھ اپنے گال پر سے ہٹائے

اور جو مجھے ایک لالچی لڑکی سمجھا جو آپکی شہرت سے متاثر ہو کر بس ائی آپ کے پاس وہ

لہجے کو ذہن کے مطابق ڈھالا وہ اب بچارگی سے ادینہ کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ہمت نہیں ہارنی میسم مراد دل کی دستک پر پھر سے آگے بڑھا

وہ کہانی بھی خود سے ہی گڑھ لی ذہن نے پتا نہیں کیوں

ادینہ کے سر سے اپنا سر جوڑے روہانسی سی آواز میں کہا۔ادینہ نے دنوں ہاتھوں کو میسم کے سینے پر رکھ کر آہستگی سے اپنے سے دور کیا۔

ادینہ کیا ہے یار

التجائی انداز میں کہتے ہوئے اب وہ کندھے گرائے کھڑا تھا۔کیا ہے اور

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کتنی سزا باقی تھی اب اس کی بے رخی برداشت سے باہر ہو رہی تھی۔

مجھے وقت چاہیے

ادینہ نے رخ دوسری طرف موڑا۔ابھی سہی وقت نہیں ہے معاف کرنے کا ابھی اگر معاف کیا تو میسم کو لگے گا ان سب چیزوں کے لیے کیا آنکھوں کو زور سے بند کیے دل کو سمجھایا۔

کتنا؟

عقب سے تھکی سی آواز ابھری۔ادینہ نے سانس اندر کھینچا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

معلوم نہیں

آہستہ سی مدھر آواز میں سختی نہیں تھی اب۔

ٹھیک ہے جتنا بھی وقت چاہیے دوں گا پر تمہیں ادھر رہنا میرے پاس ہاسٹل میں نہیں

میسم نے گزارش کے انداز میں کہا نظریں اس کے پشت پر بکھرے بالوں پر تھیں۔

ٹھیک ہے

ادینہ نے آہستہ سے انداز میں جواب دیا۔

سو یہاں سکتا ہوں

بہت قریب سے آواز ائی۔

نہیں

ادینہ نے دل پر ہاتھ دھرے اُسی لہجے میں جواب دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھیک ہے

پھیکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائی لب بھینچ کر کمرے پر نظر گھمائی اور پھر آہستہ الٹے پاؤں چلتا ہوا باہر نکل گیا۔ادینہ نے آہستہ سے رخ موڑا۔

سوری میسم

لبوں کو بچوں کی طرح باہر نکالے خود ساختہ سرگوشی کی دل اس کو یوں بار بار دھتکار کر اب نرم پڑ چکا تھا غصے کا طوفان سیسہ پلائی دیوار کو

ہلا چکا تھا۔

تو ادینہ یہ تو لانگ ٹرپ تھا نہ اتنا مزہ آتا کیوں نہیں جا رہی تم بھئی

ثنا نے شکوہ کرتے ہوئے ادینہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔وہ لوگ لاہور ائیر پورٹ پر کھڑے تھے جہاں وہ میسم کو الوداع کرنے ائی تھی اس کی طرح اور بھی بہت سی قومی کرکٹ ٹیم کے کھلاڑیوں کی بیگمات اپنے شوہر حضرات کو الوداع کرنے ائی تھیں اور بہت سی ساتھ جا رہی تھیں۔

جی پر مجبوری ہے ہاؤس جاب کے لاسٹ منتھ چل رہے ہیں تو چھٹی نہیں مل سکی

ادینہ نے مسکرا کر ثنا کی بات کا جواب دیا اور پھر سے ایک نظر کچھ فاصلے پر کھڑے میسم پر ڈالی جو اسد اور طلحہ کے ساتھ باتوں میں مشغول تھا۔

دو دن میسم بری طرح پریکٹیس میں مصروف رہا تھک کر گھر آتا تھا اور اوپر موجود دوسرے بیڈ روم میں سو جاتا تھا اب تیسرے دن ان کی

آسٹریلیا کے لیے فلائیٹ تھی جہاں سڈنی میں ان کا پہلا ٹی ٹوینٹی میچ آسٹریلیا کے ساتھ تھا۔

ہممم ائی کین اینڈرسٹینڈ

ثنا کی آواز پر ادینہ نے جھینپ کر میسم پر سے نظر ہٹائی جو بار بار اس پر اٹھ رہی تھی۔

یہ تو ہمارے جیسی ہاوئیس وائیف ہیں ہر دفعہ ساتھ چل پڑتیں

ثنا اب ہلکا سا قہقہ لگاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ادینہ نے دھیرے سے سر ہلایا۔میسم اب اس کی طرف آ رہا تھا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اداسی دھواں بن کر پورے وجود میں بھرنے لگی تھی آنکھوں میں جلن سی ہوئی اور سامنے سے آتا میسم دھندلہ سا پڑا پورے پچیس دن تھے جو اسے میسم کے بنا گزارنے تھے۔ثنا میسم کو آتا دیکھ کر ایک طرف چل دی تھی اب وہ بلکل سامنے آ کر کھڑا تھا چہرے پر وہاں بھی اداسی تھی۔

اپنا خیال رکھنا

آہستہ سی آواز میں کہا سانس کو ضبط کرنے کے انداز میں اندر کھینچا اور پھر جیب میں سے کریڈٹ کارڈ نکال کر ادینہ کی طرف بڑھایا۔ادینہ نے اداسی سے کارڈ کو دیکھا

نہیں چاہیے

آہستہ سی آواز میں کہتے ہوئے آنسوؤں کو چھپایا۔جو بری طرح چھلکنے کو تیار تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر بھی رکھو ضرورت پڑ سکتی ہے

میسم نے رعب سے ڈپٹنے کے انداز میں کہا۔اور کارڈ والے ہاتھ کو زور سے ہلایا۔

ہمم

ادینہ نے آہستہ سی آواز میں کہتے ہوئے کارڈ کو تھاما۔وہ سیاہ رنگ کے شفون جوڑے میں اداس سی اس کے دل کو بے قرار کر گئی تھی دل

کے ہاتھوں مجبور ہو کر بے ساختہ آگے بڑھ کر اسے ایک طرف سے بغل میں لیا اور لبوں کو اس کے سر پر رکھ دیا ادینہ نے زور سے آنکھیں بند کی تو آنکھوں کے کناروں پر موجود آنسوؤں لڑھک گئے جلدی سے اس کے سینے میں منہ چھپا کر آنسو صاف کیے۔میسم کے دل کے دھڑکنے کی آواز کان صاف سن سکتے تھے۔ائیر پورٹ پر ان کی فلائیٹ کی اناونئسمنٹ گونج رہی تھی۔

اچھا چلتا ہوں

میسم نے آہستہ سے اسے خود سے الگ کیا۔اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا سر کی مانگ ابھی بھی اس کے لمس سے آشنائی لیے ہوئے تھی جیسے وہ خود تو چلا گیا پر اپنا سارا اثر سر کی مانگ پر چھوڑ گیا ادینہ خود کو سنبھالتی اس وقت تک وہیں کھڑی رہی جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہوا۔میسم اب اور ناراض نہیں رہ سکتی میں آپ سے خود سے سرگوشی کرتی بوجھل سے قدم اٹھاتی آگے بڑھ گئی۔

ڈوپ ٹیسٹ کی سامپلنگ میں چند کھلاڑی چنے ہیں صرف

توقیر نے کاغز پر سے نظر اٹھا کر سب کی طرف دیکھا۔وہ لوگ آسٹریلیا سے میچ جیت چکے تھے اور میسم کی شاندار پرفارمنس ہی میچ کی جیت کو یقینی بنا سکی تھی لیکن میچ کے فوراً بعد ائی۔سی۔سی نے ڈوپ ٹیسٹ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

میسم ہے ابراہیم ہے اور صفدر ہے

توقیر نے باری باری سب کے نام لیے۔جس پر سب سر ہلا رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوکے تو آپ لوگ چلیں پھر لیب میں

توقیر نے کاغز کو بند کرتے ہوئے کہا۔میسم سر ہلاتا ہوا اب ابراہیم اور صفدر کے ساتھ آگے بڑھا کچھ فاصلے پر ہی ائی۔سی۔سی کی لیب میں ان کے یورین سامپل لینے کے بعد انھیں واپس بھیج دیا گیا۔

توقیر بھائی بات سنیں

فراز نے پھولی سانس کے ساتھ توقیر کو مخاطب کیا۔توقیر نے گردن گھما کر فراز کی طرف دیکھا جس کا چہرہ پریشانی لیے ہوئے تھا۔

میسم کا ڈوب ٹیسٹ پوزٹیو ہے

کیا

توقیر حیرت سے کھڑا ہوا۔فراز کی طرح اب اس کے چہرے پر بھی حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی در ائی تھی۔وہ اپنے کمرے میں چائے پینے میں مصروف تھا جب فراز بوکھلایا سا آیا۔

جی بلکل ایسا ہوا ہے یہ رپورٹ دیکھیں

فراز نے آہستہ سے شرمندہ آواز میں کہتے ہوئے۔ہاتھ میں پکڑا سفید کاغز توقیر کی طرف بڑھایا۔توقیر کی نظریں اب کاغز پر دوڑ رہی تھیں جہاں صاف صاف لکھا تھا کہ میسم مراد نے اپنا انرجی لیول بڑھانے کے لیے میڈیسن لی ہے۔

میسم کہاں ہے فوراً بلاؤ اسے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نچلے لب کو بے دردری سے دانتوں میں لے کر کھینچا اور فراز کی طرف دیکھا۔فراز گردن ہلاتا ہوا ایک طرف بڑھ گیا۔

ٹی وی پر چلتی خبر پر وہ حیران سی ہوتی پاس پڑے صوفے پر ایک طرف بیٹھ گئی تھی۔اس کی آج نائیٹ شفٹ تھی ابھی ہاسپٹل پہنچ کر وہ ڈاکٹر عابد کے ساتھ راؤنڈ پر ہی تھی جب ماہ رخ اسے زبردستی کھینچتی ہوئی سٹاف روم میں لے ائی تھی جہاں سامنے ٹی وی سکرین پر اینکر بریکنگ نیوز دینے میں مصروف تھی۔

قومی ٹیم کے اوپنر بیٹسمین میسم مراد کا ڈوپ ٹیسٹ مثبت آگیا،پی سی بی کی ایک کمیٹی اس حوالے سے تحقیقات کر رہی ہے۔

اینکر کے ہر لفظ پر ادینہ کے ماتھے کے بل حیرت سے اور پریشانی سے بڑھ رہے تھے۔ایسا کبھی ہو ہی نہیں سکتا تھا دل کو میسم پر اندھا اعتماد تھا۔ٹی وی سکرین پر بار بار پریشان سے میسم کو دکھا رہے تھے جو شاید ہاتھ اٹھا کر کسی شخص سے بات کر رہا تھا جس میں وہ بے حد پریشان

لگ رہا تھا۔ادینہ کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں لیا میسم کی پریشانی اس کا پریشان چہرہ دل کو تکلیف دے رہا تھا۔

میسم مراد کا ڈوپ ٹیسٹ مثبت آنے کے باعث انہیں پانچ ماہ یا اس سے زائد وقت کی پابندی کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔خیال رہے کہ بورڈ تحقیقات کرے گا کہ انہوں نے کونسی ممنوعہ دوا کب اور کیوں استعمال کی تاہم میسم مراد کو بھی موقف پیش کرنے کا موقع دیا جائے گا پھر ان کی سزا کا تعین ہوگا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اینکر بول رہی تھی ادینہ بے چینی سے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے بیٹھی تھی پاس بیٹھی ماہ رخ کی پریشانی کا بھی کچھ یہی حال تھا۔بار بار سکرین پر نیوز کو دہرایا جا رہا تھا اور میسم کی پریشان صورت دکھائی جا رہی تھی۔

واضح رہے کہ آئی سی سی نے نومبر 2015 میں پاکستانی لیگ اسپنر باسط گل کو ڈوپنگ پر معطل کر دیا تھا، انہیں 3 سال کی پابندی بھگتنا پڑی تھی جب کہ پاکستان کے ارشد علی ، عابد درید ، اختر علی اور وجاہت حسن کا بھی ماضی میں ڈوپ ٹیسٹ مثبت آ چکا ہے۔

نیوز اینکر روانی سے بول رہی تھی ادینہ نے روہانسی سی صورت بنا کر پاس بیٹھی ماہ رخ کی طرف دیکھا جو خود حیرت زدہ سا پریشان چہرہ لیے بیٹھی تھی۔

♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆

سر میں نے کوئی ڈرگز نہیں لی ہیں

میسم نے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور پریشان سے لہجے میں سامنے بیٹھے توقیر عامر کی طرف دیکھا جو اس سے بھی زیادہ پریشان صورت بنائے بیٹھا تھا۔ہاتھ میں رپورٹ کا کاغز پکڑے وہ بار بار رپورٹ پر نظر ڈال رہا تھا۔انکوائیری روم میں اب صرف وہ دو لوگ موجود تھے۔انکوائیری ٹیم اب اٹھ کر جاچکی تھی۔

آپکا ٹیسٹ پوزیٹو ہے اب کیسے یقین دلائیں سب کو اوپر سے کل میچ میں صرف تمھاری وجہ سے جیت ممکن ہوئی تھی تم نے اتنا سکور کیا یہ ضرور آسٹریلیا کی ٹیم نے ائی سی سی پر تمھاری ڈوپنگ کا شبہ ظاہر کیا ہے

توقیر نے کاغز کی طرف نظریں جمائیں۔میسم نے بے یقینی سے توقیر کی طرف دیکھا کیا وہ بھی اس کا یقین نہیں کر رہے تھے وہ صبح سے صفائی دے دے کر تھک چکا تھا۔

سر مجھے معلوم نہیں یہ کیسے ہوا سب

میسم نے ہاتھ کا اشارہ پیپر کی طرف کیا گلا بار بار خشک ہو رہا تھا پیشانی پر ذہن پر بار بار زور ڈالنے کی وجہ سے شکن پڑے ہوئے تھے۔

پر تم یہ ورلڈ کپ اب نہیں کھیل سکیں گے مجھے اس بات سے زیادہ پریشانی ہو رہی میں بہت خوش تھا کہ اس دفعہ تم ٹیم میں موجود ہو تو شاید ہم کپ جیت سکیں گے

توقیر نے آہستہ سی آواز میں کہا اور پھر گہری سانس لیتے ہوئے کرسی کی پشت سے سر ٹکایا۔

توقیر سر مجھے میرا موقف پیش کرنے دیں میں جھوٹ نہیں بول رہا مجھے ایسا لگتا ہے یہ ڈرگز مجھے دھوکے سے دی گئ ہیں

میسم نے پریشان سے لہجے میں الجھ کر کہا توقیر اب غور سے میسم کی طرف دیکھ رہا تھا۔

میسم ذہن پر زور ڈالو پچھلے کچھ دنوں میں بیمار ہوئے ہو تو دوائی باہر سی لی ہو

توقیر نے پرسوچ انداز میں اسے ذہن پر زور ڈالنے کا کہا وہ پہلے سے ہی اپنے سر کو دونوں ہاتھوں میں جکڑے بیٹھا ہوا تھا۔

لیکن یہ ہوا کیسے میں تو بیمار بھی نہیں ہوا

میسم نے پریشان سے لہجے میں کہتے ہوئے ذہن پر زور ڈالا لیکن ایسا کچھ بھی یاد نہیں آ رہا تھا۔دل عجیب طرح گھٹن کا شکار تھا۔دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا شرمندگی الگ سے تھی۔توقیر اب کرسی پر سے اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

اچھا پریشان نہ ہو اللہ بہتر کرے گا اگر یہ سب تمھارے خلاف سازش ہے تو بہت جلد بے نقاب ہو گی

توقیر نے میسم کے کندھے پر ہاتھ رکھے کہا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔اور وہیں خالی انکوائیری روم میں سر جھکائے بیٹھا تھا۔

مراد احمد ٹی وی سکرین پر تمام نیوز چینل بدلتے بدلتے ایک پر رک گئے تھے۔سارے گھر والے اداس صورت بنائے ٹی وی کے سامنے بیٹھے تھے رابعہ عزرا تو باقاعدہ رو رہی تھیں کوئی صحافی سڑک چلتے مختلف لوگوں سے میسم کی ڈوپنگ پر اظہار رائے لے رہا تھا۔

میں تو پہلے بھی سوچتا تھا کہ اتنی پاور اتنی انرجی دال میں کچھ تو کالا ہے کمر پر ہاتھ دھرے چالیس کے لگ بھگ شخص مائیک میں کہہ رہا تھا۔

سکرین بدلی۔

لڑکا دو دو سینچری مار رہا ہے کچھ تو سچ لگتا ہے ڈوپ ٹیسٹ میں

سر کو زور زور سے ہلا کر ادھیڑ عمر شخص نے مسکراتے ہوئے

کہا۔سکرین بدلی۔

دیکھیں یہ ہمارے پاکستانی کھلاڑیوں کا المیہ ہے جی بال ٹرمپنگ دوسرا

بال تیسرا بال یہ سب ان کی ایجادات ہیں جناب باپ ہیں یہ سب اور

پھر ڈوپنگ اور کبھی میچ فکسنگ بس یہی سب دیکھتے آ رہے ہیں

بائیس سالہ لڑکا جوش میں مائیک پر جھکا بول رہا تھا۔سکرین بدلی

نام ہی ڈوبو دیتے ہیں پاکستان کا اور کیا کہوں

عورت نے ناگواری سے ناک چڑھائی۔سکرین بدلی

شاید ہو سکتا ہے وہ پہلے بھی لیتا رہا ہو کیا کہا جا سکتا ہے جی

پچاس سال کے لگ بھگ آدمی نے کندھے اچکائے۔سکرین بدلی

اوہ بات سنیں سر پاکستانی دو نمبر کام میں ہے ہی آگے کس کس کو پکڑو

پچھلے ورلڈ کپ میں باسط تھا اس میں یہ جس سے امید جوڑ لو سالا وہی

ایسا نکل آتا

پان کی پچکاری مار کر چھبیس سالہ لڑکے نے جوش سے کہتے ہوئے

ماتھے پر شکن ڈالے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

خوبصورت سے لاونج میں لگی بہت بڑی فلیٹ پینل ٹی وی سکرین پر نظریں جمائے وہ اداس سی بیٹھی تھی آنسو آنکھوں میں چمک رہے تھے۔

چھبیس سالہ میسم مراد کا ستارہ گردش میں ڈوپ ٹیسٹ مثبت ہونے کی وجہ سے ائی سی سی اور پی سی بی نے ان پر فلحال پانچ ماہ تک کسی بھی طرح کی انٹرنیشنل اور ڈومیسٹک کرکٹ کھیلنے پر پابندی عائید کر دی ہے اور انھیں پاکستان واپس بھیجنے کا فیصلا کر دیا گیا ہے

اینکر نے ہاتھ باندھ کر سامنے رکھے میز پر دھرے اور روانی سے خبر کو پڑھا۔میسم کو ائیر پورٹ پر دکھایا جا رہا تھا وہ شرمندہ سا سر جھکائے ہوئے تھا۔

میسم مراد سپرلیگ سے بہترین کارکردگی دیکھا کر قومی ٹیم کا حصہ بننے والے واحد کھلاڑی ہیں

اینکر روانی سے بول رہا تھا ساتھ ساتھ میسم کی پچھلے میچز کی کاکردگی دکھائی جا رہی تھی۔اور کبھی ایک طرف پریشان حال میسم جو ائیر پورٹ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

پر واپسی کے لیے کھڑا تھا۔ادینہ نے گال پر لڑھک آنے والے آنسو صاف کیے۔اور چینل بدلہ

ابھی تک وہ پانچ ٹیسٹ دس ون ڈے اور بیس ٹی ٹوینٹی کھیل چکے ہیں جن میں وہ بہترین کارکردگی دکھاتے ہوئے پورے پاکستان میں اپنا نام بنا چکے ہیں

دوسرے چینل پر بھی میسم کے متعلق ہی خبر چل رہی تھی۔ادینہ کا دل جیسے کوئی دبوچ رہا تھا۔

پانچ ماہ کی پابندی میں تحقیقات کے بعد ان کے حق میں فائنل فیصلہ ائی سی سی دے گی

اینکر نے سنجیدہ سی شکل میں کہا۔ادینہ نے جلدی سے ٹی بند کر دیا بس اب اور دیکھا نہیں جا رہا تھا۔

میسم دیکھ دل چھوٹا بلکل نہیں کرنا تحقیقات ہونے دے مجھے پتا ہے کہ کوئی قصور نہیں تمھارا

اسد نے میسم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا اور پھر زور سے گلے لگایا وہ ہاتھ میں کیری بیگ کا ہینڈل تھامے اداس سی شکل بنائے کھڑا تھا۔شیو ان تین دنوں میں زیادہ بڑھ گئی تھی۔

پر یہ میرا پہلا ورلڈ کپ تھا اسد بھائی

گہری سانس لے کر اوپر آسمان کی طرف دیکھا۔دل میں ٹیس اٹھی تھی سب ختم تھا۔اناؤنسمنٹ ہونے لگی تھی۔

کوئی بات نہیں سب کلیئر ہو جائے گا ایسے بہت سے ورلڈ کپ اور ائیں گے میری جان

طلحہ نے زور سے گلے لگایا۔میسم کے لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ ابھری خود کو طلحہ سے الگ کیا۔

ہاں پر سب کی نظروں میں اور دل میں میرا وہ مقام نہیں رہے گا

بہت دور سے آتی ہوئی آواز تھی۔ضبط کی وجہ سے چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

میسم پلیز ہمت کر

اسد نے آگے بڑھ کر کندھے کو زور سے تھاما۔اناؤنسمنٹ پھر سے ہونے لگی تھی۔

⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜

ایکسکیوزمی میم ایکسکیوزمی بس دو منٹ

مائیک تھامے آدمی ادینہ کے بلکل سامنے آ گیا تھا وہ ابھی ہاسپٹل سے باہر ہی نکلی تھی جب سامنے سے دو لڑکے اس کی طرف لپکے ایک کے ہاتھ میں مائیک تھا تو دوسرا کیمرہ کو کاندھے پر ٹکائے ہوئے تھا وہ کسی چینل سے تھے شاید۔

میم پلیز آپ کیا کہتی ہیں اپنے ہزبینڈ کے ڈوپنگ ایشو کے بارے میں

صحافی نے ادینہ کے ساتھ قدم ملاتے ہوئے تیزی سے کہا۔ادینہ نے سر جھکا کر قدموں کی رفتار اور تیز کر دی۔پیشانی پر شکن نمودار ہوئے تھے

میم آپ ڈاکٹر ہیں کیا وہ پہلے بھی اسطرح کی انرجی ڈرگز لیتے رہے ہیں کیا

دوسی طرف سے اچانک ایک اور چینل کا صحافی نمودار ہو ا ادینہ ایک دم سے رکی ناگواری سے دونوں کی طرف دیکھا۔

I am absolutely convinced of my husband that my husband can never do this..this is a conspiracy against him just conspiracy

(مجھے میرے شوہر پر پورا یقین ہے میرے شوہر کبھی ایسا نہیں کر سکتے ان کے خلاف سازش ہے یہ سراسر سازش۔۔)

ادینہ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

ایکسکیوزمی

ادینہ نے کندھے کو تھوڑا سا خم دے کر سر جھکایا اور قدم آگے بڑھائے پر صحافی ساتھ ساتھ چلنا شروع ہو چکے تھے۔

میم آپ یہ سب کیسے اتنی شیور ہو کر کہہ سکتی ہیں

صحافی نے تیزی سے کہتے ہوئے ادینہ کے چہرے کے سامنے پھر سے

مائیک کیا۔ادینہ کے چلتے قدم پھر سے تھم گئے۔ہاسپٹل کے گارڈ اب ادینہ کی مدد کے لیے وہاں پہنچ چکے تھے۔آس پاس کے لوگ بھی متوجہ ہو چکے تھے اور صحافیو کے گرد اکھٹا ہونے لگے تھے۔

میں انہیں جانتی ہوں تب سے جب وہ یہ سب نہیں تھے کرکٹ ان کی پہلی محبت ہے اور محبت کے حصول کے لیے وہ کبھی غلط راستہ اختیار نہیں کر سکتے

ادینہ نے پرسکون لہجے میں کیمرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا اور دل جانتا تھا وہ سچ کہہ رہی ہے گھر کی تیسری منزل تک گیند صرف اسکا میسم ہی پہنچایا کرتا تھا۔اس نے چلنے سے پہلے بلے کو درست پوزیشن میں پکڑنا سیکھ لیا تھا۔پڑھائی کے وقت بھی جو کتابوں میں چھپا کر گیند سے کھیلتا رہتا تھا وہ اس کھیل سے غداری کیسے کر سکتا تھا۔

میرے شوہر نے سب کچھ اپنی ہمت محنت اور لگن کے بل بوتے پر حاصل کیا ہے

ادینہ نے گردن کو تھوڑا اوپر کیا اس کی آواز میں اس کا عتماد اس کا پیار

جھلک رہا تھا۔آنکھوں میں میسم کی تکلیف اس کے دکھ کی وجہ سے نمی تھی۔

میم پھر ڈوپ ٹیسٹ کیوں پوزیٹو آیا اس کے بارے میں کیا کہیں گی آپ

دوسرے چینل کے صحافی نے بھی اپنا سوال داغا۔ادینہ نے پیشانی پر ہلکے سے شکن ڈالے۔آنسوؤں کو چھلک جانے سے بمشکل روکا۔

جیسا کہ میرے شوہر نے کہا ان کے خلاف سازش ہے یہ سب انہوں نے کوئی ڈرگز نہیں لی یہ ڈوپ ٹیسٹ جھوٹا ہے اور میں جانتی ہوں وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے

ادینہ نے پر اعتماد انداز میں کہا۔اور تیزی سے قدم آگے بڑھا دیے گارڈ اب ادینہ کے ارد گرد چل رہے تھے اور صحافیوں کو دور کر رہے تھے۔

تو یہ تو آپ ائی سی سی کو غلط کہہ رہی ہیں میم؟

صحافی نے ساتھ ساتھ قدم ملاتے ہوئے تیزی سے کہا۔ادینہ نے چلنا اور

تیز کر دیا تھا گال تپنے لگے تھے۔

میم یہ تو آپ وہاں کی لیب کو غلط کہہ رہی ہیں؟

صحافی بار بار اسی سوال کو دہرا رہا تھا۔اور ہاسپٹل کی گیٹ سے لے کر سڑک تک کی راہداری پر وہ تیز تیز قدم ادینہ کے ساتھ اٹھا رہے تھے۔ادینہ کیب کو پہلے سے ہی بلوا چکی تھی جو کب سے انتظار میں تھی۔

no more question please

ادینہ نے ہاتھ ہوا میں اٹھاتے ہوئے تیزی سے کہا کیب سامنے ہی کھڑی تھی جلدی سے اس میں بیٹھ کر ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ کیا اور سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا۔آنسو اب بہنے سے اور زیادہ نہیں رک سکتے تھے۔اگر مجھے اتنا دکھ اتنی تکلیف ہو رہی ہے تو میسم کا کیا حال ہو گا دل کو کوئی مٹھی میں بھر کر دبوچ رہا تھا۔گرم سیال آنکھ سے بہہ کر گال بھگو رہا تھا۔

وہ جیسے ہی ائیرپورٹ سے باہر نکلا تو بہت سے انتظار میں کھڑے صحافی لپک پڑے تھے اسی بات کے پیش نظر پی سی بی نے میسم کو ائیر پورٹ پر سکیورٹی فراہم کی تھی تین گارڈ میسم کے آگے پیچھے اسے تحافظ دیے ہوئے تھے اور اب آگے بڑھتے صحافیوں کو بھی میسم سے دور رکھنے کے لیے بازو حائل کر رہے تھے میسم سیاہ گلاسز لگائے سر جھکائے سامنے کھڑی گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔جس نے اسے تحافظ سے گھر تک پہنچانا تھا۔

سر سر کچھ کہنا چاہیں گے آپ

صحافی تیز تیز قدم ساتھ ملا رہے تھے۔میسم لب بھینچے خاموشی سے چل رہا تھا۔سکیورٹی گارڈز بازو آگے کرتے ہوئے میسم کو گھیرے ہوئے چل رہے تھے۔

سر آپ کہہ رہے ہیں آپ کے خلاف سازش ہے لیکن اسے ثابت کریں

دوسرا صحافی بول رہا تھا اور اس طرح کے ڈھیروں دل کو چھلنی کر دینے

والے سوالات ارد گرد سے اس پر کیچڑ کی طرح اچھالے جا رہے تھے۔چہرہ تزلیل کے احساس سے سرخ پڑ رہا تھا اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا اسے ایسے وقت کا بھی سامنا کرنے پڑے گا۔

سر کون لوگ ہیں آپکے خیال میں اس سب کے پیچھے اور آپکے ساتھ کوئی کیوں ایسا کرے گا

میسم کار تک پہنچ چکا تھا۔جلدی سے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔اس کے کار میں بیٹھتے ہی اب گارڈ کار کے سامنے لگی بھیڑ کو ہٹا رہے تھے۔

سر سر بات سنیں

صحافی اب کار کی کھڑکیوں سے جھانک رہے تھے۔شیشہ اوپر چڑھ رہ تھا اور صحافی دونوں اطراف سے ہاتھ رکھتے ہوئے شیشوں کو اوپر ہونے سے روک رہے تھے۔کار آہستہ سے آگے بڑھنے لگی تھی۔

سر ایک منٹ

صحافی اب کار کے پیچھے چل رہے تھے کار کی رفتار جیسے ہی تیز ہوئی

سارے مایوس سی شکل بنائے اپنے کیمروں کے آگے کھڑے ہو
چکے تھے۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

کب کس وقت یہ دوائی مجھے کھلائی گئی یا انجیکٹ کی گئی۔وہ ٹی وی سکرین
پر نظر جمائے ذہن پر زور دے رہا تھا

لاؤنج میں لگے صوفے پر بیٹھا تھا ادینہ کھانے کے میز پر برتن رکھتے
ہوئے بار بار میسم کی طرف دیکھ رہی تھی۔وہ کچھ دیر پہلے ہی گھر پہنچا
تھا۔نظریں چراتا سا شرمندہ سا تھکا سا وہ فقط سلام کرنے کے بعد کمرے
میں چلا گیا تھا اور اب کپڑے تبدیل کرنے کے بعد وہ ایک گھنٹے سے
ٹی وی کے سامنے بیٹھا تھا کھویا سا بکھرا سا جس کو دیکھ دیکھ کر ادینہ
کے دل میں ٹیس اٹھ رہی تھی۔

ہاں وہ پانی ذہن میں جیسے جھماکہ ہوا سڈنی سٹڈیم میں سینچری کے بعد
اسے پانی پلانے آیا تھا کوئی لڑکا ہاتھ میں بوتل تھی اور بازو پر ٹاول بوتل
سیل بند تھی ہاں سیل بند تھی اس کا کیپ میں نے ہی کھولا تھا پر پانی

کا ٹیسٹ عجیب تھا پر پیاس کی وجہ سے پی گیا تھا میں اوہ خدایا۔

ذہن میں کچھ ٹھک ٹھک کرنے لگا تھا۔

میسم کھانا کھا لیں

ادینہ کی آہستہ سی آواز پر وہ خیالوں سے باہر آیا ذہن میں جیسے ہتھوڑے چلنے لگے تھے مطلب جو کوئی بھی تھا وہ پاکستانی ٹیم میں سے تھا۔جھماکے سے فواد کا اور شازل کا چہرہ نظروں کے سامنے گھوم گیا۔

بھوک نہیں ہے تم کھا لو

کھوئی سی آواز میں ادینہ کی طرف دیکھے بنا اسے جواب دیا۔ادینہ نے اداس سی صورت بنا کر دیکھا۔ایک نظر سامنے چلتے ٹی وی پر ڈالی ٹی وی سکرین پر مختلف لوگ میسم کے خلاف بول رہے تھے۔کیوں دیکھ رہے ہیں یہ سب ادینہ نے بچارگی سے ٹی وی کی طرف دیکھا۔

میسم یہ مت دیکھیں نہ زیادہ پریشان ہوں گے آپ

ادینہ نے آہستہ سی آواز میں کہتے ہوئے تھوڑا سا آگے ہو کر میسم کے

چہرے کی طرف دیکھا۔پر وہ تو ویسے ہی بیٹھا تھا۔چہرے پر بلا کی پریشانی تھی تو پیشانی پر شکن تھے۔

میسم بند کریں اسے

ادینہ نے میسم کے ہاتھ سے ریموٹ کھینچا۔اور ٹی وی بند کر دیا۔وہ جو سوچوں میں الجھا بیٹھا تھا ایک دم سے جیسے دماغ پھٹنے پر آیا۔

کیا مسئلہ ہے تمھارے ساتھ

غصے سے دھاڑا۔وہ جو ٹی بند کرنے کے بعد مڑی ہی تھی میسم کی اتنی اونچی آواز پر لرز گئی۔وہ آنکھوں میں خون سا بھرے ماتھے پر بل ڈالے اسے ناگواری سے گھور رہا تھا۔

جاؤ سو جاؤ جا کر میرا دماغ مت کھاؤ

غصے سے ادینہ کے ہاتھ سے ٹی وی کا ریموٹ کھینچا اور پھر سے ٹی وی آن کیا۔ادینہ کا دل جیسے کسی نے آری سے کاٹ دیا تھا تکلیف اس کے اس رویے کی نہیں اس کے دکھ کی تھی۔وہ بہت پریشان تھا اور اس کی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پریشانی ادینہ کے لیے سوہان روح تھی۔

ادینہ کچھ دیر کھڑی یوں ہی اُسے دیکھتی رہی پھر کھانے کے میز پر لگے برتن سمیٹ کر خاموشی سے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

انھوں نے سیل بند بوتل میں میڈیسن کس طرح ڈالی ہو گی۔تھوڑی پر بے چینی سے ہاتھ پھیرا۔بے چینی سے لب کچلتے ٹی وی کے چینل تبدیل کیے اور ایک جگہ ہاتھ تھم گئے۔ادینہ سکرین پر مائیک کے آگے بول رہی تھی۔

مجھے میرے شوہر پر پورا یقین ہے میرے شوہر کبھی ایسا نہیں کر سکتے ان کے خلاف سازش ہے یہ سراسر سازش

کتنا اعتماد تھا اس کے لہجے میں۔کتنی محبت تھی اس کے انداز میں۔

میں انہیں جانتی ہوں تب سے جب وہ یہ سب نہیں تھے کرکٹ ان کی پہلی محبت ہے اور محبت کے حصول کے لیے وہ کبھی غلط راستہ اختیار نہیں کرسکتے

میسم نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔ادینہ کی آنکھوں میں چمکتے آنسو اور ان میں تیرتی اس کے لیے محبت صاف نظر آ رہی تھی۔آنکھیں نم ہونے لگی تھیں۔

میرے شوہر نے سب کچھ اپنی ہمت محنت اور لگن کے بل بوتے پر حاصل کیا ہے

اس کے الفاظ تھے پر وہ جانتا تھا یہ صرف الفاظ نہیں تھے اس کے منہ سے نکلا ہر لفظ اس کے دل پر مرہم رکھ رہا تھا ہر اس زخم پر جو تین دن سے اس کے دل پر لگ رہے تھے۔

جیسا کہ میرے شوہر نے کہا ان کے خلاف سازش ہے یہ سب انہوں نے کوئی ڈرگز نہیں لی یہ ڈوپ ٹیسٹ جھوٹا ہے اور میں جانتی ہوں وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے

میسم نے آسمان کی طرف دیکھا آنکھوں کو جھپکا اور ٹی وی بند کیا صوفے کی پشت سے سر ٹکایا۔گود میں پڑے کشن کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر ایک طرف مارا اور کمرے کی طرف قدم بڑھائے۔

وہ بیڈ پر لیٹی تھی میسم کو دیکھتے ہی اٹھ کر بیٹھ گئی۔حیران سی ہو کر اس کے جھکے شرمندہ سے چہرے کو دیکھا میسم بوجھل قدم اٹھاتا بیڈ پر آیا اور کچھ بھی کہے بنا اسکے گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔اس کے یوں اچانک لیٹنے پر وہ سٹپٹا سی گئی حیرت سے اسکے گود میں دھرے سر کی طرف دیکھا وہ بچوں کی طرح ٹانگوں کو سمیٹ کر ایک ہاتھ سے ادینہ کے گھٹنے کو تھام کر آنکھیں بند کیے لیٹا ہوا تھا۔

ادینہ نے ہاتھ کو میسم کے سر پر رکھا اور پھر دھیرے سے مخروطی انگلیوں کو بالوں میں پھیرا۔میسم نے سر کو اوپر کیا اور چہرے کا رخ اس کی طرف موڑ کر چہرے کو ساتھ لگاتے ہوئے چھپا لیا۔ادینہ نے جھینپ کر نیچے دیکھا پر وہ کمر کے گرد بازو حائل کیے چہرے کو چھپائے ہوئے تھا۔

اس کے مخملی گداز انگلیاں میسم کے بالوں میں چل رہی تھیں۔اور آغوش کی گرمی اتنی تسکین بخش تھی کہ تین راتوں سے آنکھوں سے روٹھی نیند پیار سے دستک دے چکی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم کے گہرے گہرے سانس لینے کی آواز پر احساس ہوا جیسے وہ سو گیا ہے۔جھک کر نیچے دیکھا وہ چہرہ پیٹ کے رخ چھپائے ہوئے تھا پر سانسوں کے احساس سے صاف ظاہر تھا وہ سو گیا ہے۔میٹھی سی مسکراہٹ تھی جو ادینہ کے لبوں پر پھیل گئی تھی۔

ادینہ نے دھیرے سے دوسرے ہاتھ کی مدد سے کمر کے نیچے تکیہ رکھا۔کمبل کو کھینچ کر میسم کے اوپر اچھالا۔اور پھر خبر نہیں ہوئی کس لمحے وہ میسم کے بالوں میں یوں ہی ہاتھ پھیرتے پھیرتے خود بھی سو چکی تھی۔

اچانک آنکھ کھلی تو عجیب سا احساس ہوا ادینہ کا ہاتھ بالوں میں پھنسا تھا اور اس کا اپنا سر اس کی گود میں تھا آنکھوں کو اوپر اٹھا کر دیکھا تو وہ سر کو ایک طرف ڈھلکائے سو رہی تھی۔سر اٹھا کر گھڑی کی طرف دیکھا رات کے دو بج رہے تھے افف وہ تین گھنٹے سے یوں بیٹھی تھی

دھیرے سے اٹھا اور اس کی ٹانگیں سیدھی کی وہ شاید بہت تھک چکی تھی اس لیے گہری نیند میں تھی۔میسم نے تکیے کو اس کی کمر کے نیچے

سے نکال کر اس کے سر کو پیار سے تکیے پر رکھا اور خود ساتھ لیٹ کر کمبل اس پر بھی اوڑھا دیا۔کمرے کی لائیٹ بند کرنے کا دل نہیں تھا۔ اس کے چہرہ تسکین دے رہا تھا دل کو۔اور نیند پھر سے تھپکی دینے لگی تھی۔

چہرے پر ہوا پڑنے کے احساس پر آنکھ کھلی تو ادینہ کے چہرے کو خود پر جھکا پایا۔وہ شاید کچھ پڑھ کر اس پر پھونک رہی تھی۔دوپٹہ نماز پڑھنے کے انداز میں سر پر اوڑھے ہوئے نکھری نکھری سی وہ اس کے دل کی تسکین کا باعث بن رہی تھی۔تڑپتے دل کو قرار سا آ گیا تھا رات سے میسم کے یوں دیکھنے پر وہ اب چہرے پر پلکیں لرزانے لگی تھی۔میسم نے اس کے گود میں دھرے ہاتھ کو تھاما۔

میں نے تمھاری محبت پر اتنا شک کیا تھا یہ اس کی سزا ہے ادینہ

مدھم سی آواز نے کمرے کے سکوت کو توڑا۔ادینہ نے تڑپ کر اوپر دیکھا

نہیں

جلدی سے دوسرے ہاتھ کو میسم کے لبوں پر رکھا۔اور گردن کو نفی میں ہلایا

ہر پریشانی ہر دکھ سزا نہیں ہوتا میسم آزمائش بھی تو ہو سکتا ہے نہ

محبت سے کہا میسم اب دوسرے ہاتھ کو بھی تھام چکا تھا۔

یہ آزمائش ہے شاید یا پھر خدا آپ کو احساس دلانا چاہتا ہے

ادینہ نظریں جھکائے نرم سے لہجے میں بول رہی تھی اور وہ ہم تن گوش تھا۔ہاتھ ایک دوسرے کو محبت کی سچائی کا احساس دلا رہے تھے۔

آپ اپنی شہرت میں گم ہوئے اس ذات کو بھول گئے جس نے اپکی قسمت میں یہ سب اتنی آسانی سے ملنا لکھا

میسم اب اس کی انگلیوں پر دھیرے سے اپنا انگوٹھا پھیر رہا تھا۔اس کا ہر لفظ اس کا سکون بن رہا تھا

شاید کسی لمحے آپ نے خود کو سب کچھ مانا ہو کبھی غرور کیا ہو

ادینہ نے آنکھیں اٹھا کر میسم کی آنکھوں میں دیکھا۔میسم نے لب بھینچ کر سر کو اثبات میں ہلایا۔

ہاں تمھارے معاملے میں کیا تھا

میسم نے کھوئے سے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

تم مجھے معاف کر دو

التجائی انداز میں ادینہ کی آنکھوں میں دیکھا۔وہ نرمی سے مسکرا دی۔

میسم میں نے کر دیا تھا جس دن آپ گئے تھے اسی دن کر دیا تھا پر مجھ سے نہیں اس سے معافی مانگیں جس کو دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی غرور پسند نہیں

ادینہ نے مسکرا کر کہا۔میسم نے اس کے چہرے پر محبت بھری نظر ڈالی۔

تم نماز پڑھ کر ائی ہو

نرم سے لہجے میں کہتے ہوئے گہری نظروں سے اس کے چہرے کو دیکھا

ادینہ مسکرا دی۔سر کو اثبات میں ہلایا۔

جی

نرم سی آواز۔میسم اب بازو کے سہارا سیدھا ہو رہا تھا۔

ابھی وقت ہے

اٹھ کر گھڑی پر نظر ڈالی۔اور سوالیہ انداز میں ادینہ کی طرف دیکھا۔

جی ہے

ادینہ نے مسکرا کر کہا۔

مجھے نماز پڑھنی ہے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم نے کمبل کو ایک طرف کیا ادینہ نے خوش ہو کر ایک طرف ہو کر میسم کو اترنے کا راستہ دیا۔وہ وضو کے غرض سے واش روم جا چکا تھا اور وہ وہیں بیٹھی مسکرا رہی تھی۔

بکواس ہے سب میرا پوتا ایسا کر ہی نہیں سکتا

احمد میاں نے کیمرے میں آنکھیں ڈال کر رعب سے کہا۔سر ہلکا ہلکا کپکپا

رہا تھا پر وہ وہ اس وقت اپنے پورے وقار کے ساتھ صوفے پر براجمان تھے۔اگیل چینل کی ٹیم اس وقت خیر پور میں احمد ہاوئیس میں موجود تھی جہاں وہ میسم کے ڈوپنگ کیس سے متعلق ان کے اہل خانہ کی رائے لے رہے تھے۔محلے کے تمام لوگ میسم کے تمام ہم جماعت استاد سب جمع تھے سب میسم کے حق میں بیان دے رہے تھے۔

مجھے میری تربیت پر بھروسہ ہے میرے پوتا بلکل ٹھیک کہہ رہا ہے اسے پھنسایا جا رہا ہے ڈرگز کا بے بنیاد الزام لگایا جا رہا ہے

احمد میاں نے اعتماد کے ساتھ گردن اوپر کرتے ہوئے پر یقین لہجے میں کہا۔صحافی اب مراد احمد کی طرف مڑ گئے تھے کیمرے وغیرہ بھی ان کی طرف سیٹ کر دیے گئے تھے۔

یہ سازش ہے میرے بیٹے کے خلاف میں نے اسے بچپن سے کھیلتا دیکھا ہے کرکٹ اس کا جنون ہی نہیں اس کی چاہت ہے اور کوئی اپنی چاہت سے دو نمبری نہیں کرتا

مراد احمد نے پرسکون لہجے میں کیمرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔اس

کے بعد جواد احمد مائیک کو تھامے ہوئے تھے۔

جب سے وہ ٹیم میں سلیکٹ ہوا ہے کچھ لوگوں کو ویسے ہی کھٹک رہا ہے میری ای سی سی سے اپیل ہے وہ تحقیقات کریں میرا بھتیجا اس طرح کا ایلیگل کام نہیں کر سکتا ہے

جواد احمد کا انداز پر یقین تھا۔

اب کیمرہ مین اور صحافی فہد کی طرف بڑھ گئے تھے جو پہلے سے ہی سب سے زیادہ دل برداشتہ بیٹھا ہوا تھا۔

دو سینچری اس کے لیے کچھ بھی نہیں ہے وہ تین بھی مار سکتا ہے اس میں دم ہے اور یہ دم برقرار رکھنے کے لیے میسم کو کسی ڈرگز کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں

فہد نے لب بھینچ کر ماتھے پر بل ڈالے۔اس کے بعد میسم کے مختلف استائزہ اور محلے کے تمام لوگوں نے ڈوپنگ ٹیسٹ کو بے بیناد قرار دیا۔

ان سب کے یقین نے میسم کے دل کے کتنے ہی گھاؤ بھر دیے تھے۔

لیکن ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے اس کا کیس بے بنیاد تھا

⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘

کمرے کی لائیٹ جلتے دیکھ وہ کمرے میں ائی تو مسکرا کر رہ گئی میسم اوپر والے بیڈ روم میں نماز عشاؑ ادا کر رہا تھا۔آہستہ سے کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے باہر ائی۔آج شاید اِدھر ہی سونا ہو گا میسم کو۔ذہن میں فوراً خیال آیا

کیسے کہوں ان کو کہ آپکی وہ سزا ختم ہے اب میں ناراض نہیں آپ سے بچارگی سے کمرے کے بند دروازے کی طرف دیکھا اور پھر مریل سے قدم کے ساتھ زینے اترنے لگی۔

اے اللہ مجھے معاف کر دے تیری بار گاہ رحمت میں ہاتھ اٹھائے ہوئے تجھ سے معافی کا طلبگار ہوں

میسم نے ہاتھوں کی لکیروں پر نظریں گاڑے دعا مانگنی شروع کی۔آج بہت عرصے بعد اتنے خوش و خضوع سے وہ دعا مانگ رہا تھا۔نماز تو وہ پڑھ ہی لیتا تھا اکثر پر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر کبھی اتنی لگن سے اور

خوش و خضوع سے دعا نہیں مانگتا تھا۔

بے شک تو ہی ہے ہر ذی روح کو پیدا کرنے والا رزق دینے والا

عزت دینے والا اور شہرت دینے والا

دل رنجور تھا غم سے پھٹ رہا تھا۔آنسوؤں کا گولہ گلے میں اٹک رہا تھا۔وہ پہلے جب باہر نکلتا تھا تو لوگ کیسے اس پر محبتیں لٹاتے تھے اس کی تعریفیں کرتے تھے اور آج کیسے لوگ اس پر جملے کس رہے تھے۔

میرے مالک میرے دل میں اگر کبھی بھی انجانے میں یا جان بوجھ کر میری شہرت کو لے کر تکبر آیا ہو تو مجھے اس پر معاف فرما دے

میرے پروردگار

اسے سب مل جانے پر لگتا تھا کہ وہ بلند بخت ہے قومی ٹیم میں اتنی جلدی منتخب ہوا اوپنر بلے باز بنا شہرت ملی محبت ملی دولت ملی عزت ملی۔انجانے میں ہی وہ خود کو مقسوم سمجھنے لگا تھا۔پر یہ بھول گیا تھا یہ قسمت دینے والا اللہ ہے وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت۔

اے بخش دینے والے رحم کرنے والے میری آزمائیش ختم کر دے

پر دل ابھی بھی اپنے اس زوال کو اللہ کی آزمائیش مان رہا تھا۔وہ فرش سے عرش پر لایا تو احساس ہوا وہ تو خدا کو فراموش کیے ہوئے تھا ادینہ کے سمجھانے کے بعد آج پانچ وقت نماز پڑھنے کے بعد دل بہت حد تک پرسکون ہو چکا تھا۔دل پر رکھے من من بھر کے پتھر خدا کے آگے جھکنے سے ہی سرک کر گر چکے تھے۔کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ گناہ گار نہیں ہے ہاں صرف خطا کار ہے کہ خود کی قسمت پر تکبر بھرے الفاظ استعمال کیے کہ وہ مقسوم ہے بخت ہے

مجھے معاف فرما میرے تکبر کرنے پر خود کو مقسوم کہنے پر بے شک میرا مقسوم ہونا یا نہ ہونا تیرے کن کا محتاج ہے

جیسے جیسے وہ خدا سے بات کرتا جا رہا تھا دل کے زخم بھرتے جا رہے تھے۔جب وہ جائے نماز سے اٹھا وہ مکمل طور پر پرسکون ہو چکا تھا۔سب خدا پر چھوڑ چکا تھا۔

جائے نماز کو سمیٹ کو ایک طرف رکھا اور سر سے ٹوپی اتارتے ہی ادینہ

کا خیال آیا آج سارا دن وہ انٹرنیٹ پر ڈوپنگ کے متعلق مختلف حقائق تلاش کرتا رہا تھا اور دونوں کے درمیان کوئی خاص گفتگو نہیں ہوئی تھی اب رات ہوئی تو کل کی رات یاد ائی اس کی گود اس کا پیار سے بالوں میں ہاتھ پھیرنا ایک میٹھی سی مسکان لبوں پر در ائی تھی تو دل کے دھڑکنے کی رفتار میں بھی اضافہ ہوا تھا۔ادینہ سے سارا دن لاپرواہی برتتا رہا تھا اور اب ذہن میں خیال آ رہے تھے کہ اس کا دل بھی تو دکھایا تھا نہ اس کو بھی بلاجواز اسکے حق سے محروم رکھا یہ بھی تو گناہ ہی کرتا رہا اس سے بھی تو اللہ کی ناراضگی مول لی اپنی پاک باز بیوی پر شک کرتا رہا۔بس اب اور نہیں انہی سوچوں میں گم وہ کمرے میں آیا تو ادینہ بیڈ پر بیٹھی تھی میسم کو کمرے میں دیکھ کر جلدی سے سیدھی ہوئی تکیے سے ٹیک ختم کی۔وہ تو یہی سوچ بیٹھی تھی کہ میسم آج اوپر سوئیں گے اسے کمرے میں دیکھ کر جلدی سے ٹانگیں جو وہ لاپرواہی سے پھیلائے ہوئی تھی سے سمیٹیں۔

میسم الماری سے ٹراوزر شرٹ نکال کر واش روم میں گھس گیا۔افف کیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہاں سوئیں گے آج جلدی سے اٹھ کر سنگھار میز کے سامنے ائی اپنا جائزہ لیا دوپٹے اور بالوں کو درست کیا واش روم کے لاک کھلنے کی آواز پر دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا جلدی سے سنگھار میز پر پڑی ٹوکری میں بلاجواز کچھ تلاش کرنے کی غرض سے ہاتھ پھیرنے شروع کر دیے

میسم باہر نکلا تو وہ سنگھار میز کے اوپر جھکی مصروف سے انداز میں کچھ تلاش کر رہی تھی۔کچھ دیر یونہی اس پر نظریں جمائے کھڑا رہا پر وہ تو نجانے کیا تلاش کر رہی تھی جو تلاش ختم ہونے پر ہی نہیں آ رہی تھی۔تھک کر بلکل اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا

چلو بیٹھو

بلکل عقب سے کان کے قریب میسم کی آواز پر اس کے باسکٹ میں چلتے ہاتھ تھم گئے۔ریڑھ کی ہڈی میں سنسناتی سی ایک لہر نے تیزی سے اوپر سے نیچے کا سفر کیا

کیا؟

گھٹی سی آوز میں سوال کیا وہ بکلل پیچھے تھا پلکیں اٹھائے نہیں اٹھ رہی تھیں۔ہلکے سے تربوزی رنگ کے جوڑے میں وہ موم کی گڑیا لگ رہی تھی جو اس کے یوں پیچھے آ کر کھڑے ہونے پر پگھلنے جیسے انداز میں چھوئی موئی ہو کر سمٹتی جا رہی تھی۔نظر اٹھا کر سامنے آئینے میں اس کا لجایا سا سراپا دیکھا وہ گلابی ہوتے گالوں اور لرزتی پلکوں میں دنیا کی حسین ترین مورت لگ رہی تھی۔ایسی مورت جس پر ساری محبتیں لٹانے کو دل چاہے میسم نے دل میں ہوتی گدگدی کے زیر اثر اس کے کان کے قریب جھکا

چلو بیٹھو کل کی طرح تمھاری گود میں سر رکھ کر سونا ہے مجھے

میٹھی سی سرگوشی نما آواز کان کے قریب ہوئی۔دل تو جیسے پسلیوں کی دیواریں توڑ کر باہر آنے لگا ادینہ نے زور سے آنکھیں بند کیں۔

وہ یوں گھبرائی سی شرمائی سی اس کے دل کی بے تابی کو بڑھا رہی تھی آج نہ چہرے پر غصہ تھا اور نہ آنکھوں میں کوئی شکوہ حوصلہ بڑھا تو میسم اب گھوم کر سامنے ہوتے ہوئے سنگھار میز کے ساتھ کمر ٹکا چکا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھا۔

افف پورا وجود دل بن کر دھڑکنے لگا تھا ادینہ نے آنکھوں کو اور زور سے بند کیا ہاتھ سامنے جو سنگھار میز پر ٹکے تھے میز کو ایسے مضبوطی سے تھام چکے تھے جیسے وہ ابھی ڈھے جائے گی اگر اس کو چھوڑا تو۔ادینہ کے یوں بھیگی بلی کی طرح آنکھیں بند کرنے پر میسم کی شرارتی رگ اور پھڑکنے لگی تھی۔

گود میں سر رکھ کر سونا ہے انفیکٹ روز ایسے ہی سونا ہے اب مجھے

میسم نے ہاتھوں کو سنگھار میز کے ساتھ ٹکا کر تھوڑا سا آگے ہوتے ہوئے اس کے چہرے پر نظروں کو گھمایا نظروں نے ہر ہر نقش کو دل میں سمویا لمبی گھنی لرزتی پلکیں چھوٹا ساک ناک بھرے سے گلابی ہونٹ دمکتی چندن رنگت

میسم کی بات پر ادینہ نے بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ کو دبایا۔میز پر ہاتھوں کی مضبوطی اور قائم کی جن پر ہلکا ہلکا سا پسینہ آنے لگا تھا۔گو کہ آنکھیں بند تھیں پر میسم کی نظروں کی تپش وہ با خوبی اپنے چہرے

پر محسوس کر سکتی تھی

ہنسے جا رہی ہو مزاق نہیں کر رہا میں اتنی میٹھی نیند آج سے پہلے مجھے کبھی نہیں ائی

ہاتھ سے ادینہ کی تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے ہوئے پیار سے اس کے جھکے چہرے کو اوپر کیا ادینہ کی پلکیں اب بری طرح گالوں پر لرزنے لگی تھیں پر لب اب بھی مسکرا رہے تھے۔

اتنا سکون آج سے پہلے مجھے کبھی نہیں ملا

میسم نے تھوڑی کے نیچے رکھے ہاتھ کے انگوٹھے سے اس کے ملائم سے گال کو چھوا۔جتنی وہ آنکھوں سے دیکھنے پر ٹھنڈک دیتی تھی اتنا ہی چھونے پر دل کو سکون دے رہی تھی۔

چلو بیٹھو نہ جا کر

اس کی بند آنکھوں اور غیر ہوتی حالت سے محظوظ ہوتے ہوئے ضد کے انداز میں بچوں کی طرح کہا۔جبکہ انگوٹھا ابھی بھی اس کے گال کا طواف

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کر رہا تھا۔پر ادینہ کو تو جیسے چھو کر کسی نے مجسم بنا دیا ہو میسم نے اس کی حالت کو سمجھتے ہوئے ہاتھ کو پیچھے کیا۔

سنا نہیں بیٹھو جا کر نیند آ رہی مجھے

گھمبیر سی آواز میں سرگوشی کی۔ادینہ نے سنگھار میز کے کناروں پر رکھے ہاتھوں کو مضبوط کیا جیسے کہ خود کو ڈھے جانے سے بچایا ہو

تو تھک جاؤں گی ایسے تو بیٹھے بیٹھے

گھٹی لجائی سی آواز میں میسم کی طرف دیکھے بنا جواب دیا جو اس بات پر بے ساختہ ہلکا سا قہقہ لگا گیا۔

اتنی سی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتی میرے لیے کیسی محبت ہوئی بیگم

گہری نظروں اور گہری ہوتی مسکراہٹ سے کہا۔ادینہ نے چونک کر پلکیں اٹھائیں نظروں کا تصادم ہوا دونوں طرف آنکھوں میں محبت کا سمندر موجزن تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب برداشت ہے

نرم سی آواز میں کہا۔ہاں سامنے کھڑے اس شخص سے بے پناہ محبت تھی اسے وہ سفید رنگ کی ٹی شرٹ کے نیچے چیک والا ڈھیلا سا ٹراپوزر زیب تن کیے ہوئے تھا شیو معمول سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی لیکن چہرہ کل کی طرح اترا ہوا نہیں تھا سکون تھا چہرے پر اس کے چہرے کا یہ سکون ادینہ کے اندر تک سکون اتار گیا تھا اس کا پریشان چہرہ دل کو تکلیف دیتا تھا اور آج تو میسم کی آنکھوں میں پیار تھا شرارت تھی خماری تھی پتا نہیں کیا کیا تھا۔

سوچ لو کیا کہہ رہی ہو؟

میسم نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا ادینہ نے پھر سے پلکیں اٹھائیں شرارت بھری نظروں کا تصادم ہوا ادینہ نے بچوں کی طرح لب باہر نکال کر کندھے اچکائے۔

کیوں ایسا کیا ہے؟

سوالیہ سے انداز میں میسم کی طرف دیکھا۔چہرے پر نا سمجھی کے آثار تھے۔

ایسا ہی کچھ ہے

میسم نے قہقہ لگایا۔شرارت آنکھوں سے پوری طرح عیاں تھی وہ اس وقت کتنی معصوم لگ رہی تھی

آپ مجھے تکلیف دے ہی نہیں سکتے

ادینہ نے محبت سے آنکھوں میں جھانکتے ہوئے لاڈ سے جسم کو جھلایا گردن کو اکڑیا کتنا ناز تھا اسے آج میسم کی بے پناہ محبت پر

اتنا بھی اعتماد کرنا اچھا نہیں بیگم

میسم نے شرارت سے اس کی ناک کو چھوا۔ادینہ نے حیرت سے منہ کھولا

مطلب میں سمجھیں نہیں؟

ہنوز ایسے ہی منہ کھولے پوچھا۔میسم نے شرارتی انداز میں اُس کی طرف

دیکھا سنگھار میز سے ٹیک ختم کی اور آگے بڑھا ادینہ کے ہاتھ کو تھاما۔

ادینہ نے مسکرا کر اوپر دیکھا

سمجھاتا ہوں سب اؤ

میسم نے شرارت سے آنکھ کا کونا دبایا۔

تیری قربت کے ان لمحوں میں

ہم نے صدیاں گزار لیں جیسے

تیری آنکھوں کی گہری جھیلوں میں

ہم نے آنکھیں اتار دیں جیسے

تیرے لبوں کے نرم گوشوں میں

زندگی کا سراغ ملتا ہے

تیری باتوں میں ہے مسیحائی

نیم جاں سانس لینے لگتا ہے

تیرے پہلو میں نیند جیسا سکوں

اپنے پہلو میں باندھ لے مجھ کو

تیری آغوش لگے مجھے جنتوں جیسی

سن اپنے دامن سے گانٹھ دے مجھ کو

ادینہ نے چولہے کی آنچ آہستہ کی اور فون کو پکڑا ہاتھ تبدیل کیا۔اور

دوسرے ہاتھ سے فون کو پکڑ کر کان سے لگایا۔

اسکو لے کر آ جا یہاں بیٹا گھر آ جا

احمد میاں کی پریشان سی آواز فون میں سے ابھری تھی۔ادینہ نے

مسکراتے ہوئے دھیرے سے گردن کو ہلایا وہ چاہے جتنی بھی سختی

برتتے رہیں میسم سے وہ بے پناہ محبت کرتے تھے۔ایک نظر سامنے بیٹھے

میسم پر ڈالی جو سامنے لاؤنج میں لگے صوفے پر بیٹھے فہد کے ساتھ باتوں

میں مصروف تھے۔میسم کو ائے ہوئے ہفتہ بھر ہو چلا تھا اور گھر سے

روز کسی نہ کسی کا فون آجاتا تھا جوان کو خیر پور آنے کا کہہ رہے تھے

نہیں ابھی تو نہیں مان رہے نانا ابو میں نے کہا تھا آج بھی ان سے

ادینہ نے تسلی دینے کے انداز میں کہا۔ایک ہاتھ سے سامنے پکتے سالن میں چمچ چلایا۔

آپ لوگ پریشان نہ ہوں میں ہوں انکے پاس ہر وقت ساتھ ہوں

ادینہ نے پرسکون لہجے میں کہا۔اور کچن کی شلیف کو پکڑ کر اس کے ساتھ ٹیک لگائی۔میسم بہت حد تک سنبھل چکا تھا نماز اب وہ گھر کے بجائے مسجد میں پڑھنے جانے لگا تھا۔روز شام کو وہ باہر واک کی غرض سے جاتے تھے ادینہ ہاسپٹل سے آتی تو ایک پل کے لیے بھی اسے اکیلا نہیں چھوڑتی تھی ادینہ کی شرارتیں اور باتیں ہی تھیں جس سے وہ آدھا دن سٹریس سے باہر رہتا تھا۔

اسکا بہت خیال رکھنا بیٹا بہت زیادہ اور فہد بھی اسی لیے آیا ہے یہاں اسے اکیلا نہیں چھوڑنا کسی بھی لمحے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

احمد میاں کے لہجے سے ان کی میسم کے لیے بے پناہ محبت اور فکر جھلک رہی تھی۔فہد اپنے پیپرز سے فارغ ہوتے ہی لاہور آ گیا تھا۔

جی فہد پہنچ گیا ہے صبح آیا ہے

ادینہ نے چولہا بند کیا۔اور ایپرن کو ایک ہاتھ سے کمر کے پیچھے سے کھولا۔

ابھی اسی کے ساتھ ہیں سامنے بیٹھے ہیں

ایپرن اتار کر ایک طرف رکھا۔کچن کی شیلف پر کپڑا پھیرا۔

اچھا چلو اللہ کی امان میں تم دونوں

احمد میاں نے دعا دی جس پر ادینہ نے امین کہا اور پھر مسکراتے ہوئے فون بند کیا۔ہاتھ صاف کرتی ہوئی کچن سے باہر ائی

ہزبینڈ کھانا لگاؤں؟

مسکراتے ہوئے لاؤنج میں آ کر میسم کی طرف دیکھ کر پوچھا۔میسم نے شرارت سے فہد کی طرف اشارہ کیا۔

ہم سے کیا پوچھتی ہو بیگم ہمیں تو بھوکا بھی سلا دیں گی تو افف نہ کریں گے اپنے بہنوئی سے پوچھو پروٹوکول دو بھئی پہلی دفعہ ائے ہیں ہمارے گھر وہاں تو پھپھو کوئی عزت نہیں دیتی تو چلو ہم ہی سہی

فہد نے قہقہ لگایا۔جس پر میسم بھی مسکرا دیا۔ادینہ نے مصنوعی خفگی سے گھورا دونوں کو جو اپنی مشترکہ ساس کی باتیں کر کے اسے چھڑتے رہے تھے آج سارا دن

چلیں پھر بہنوئی جی آ جائیں کھانے کے میز پر

ادینہ نے مصروف سے انداز میں کہا اور پھر سے کچن کی طرف بڑھ گئی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

پتنگ کی ڈور کی طرف بڑھتا ننھا سا ہاتھ دس سالہ بچے کا تھا جو اس بات سے یکسر انجان تھا کہ اس کا آدھے سے زیادہ وجود بالکونی سے باہر ہے۔جیسے ہی پتنگ کی ڈور کو ننھے سے ہاتھ نے تھاما توازن ایسا بگڑا کہ وہ تیسری منزل سے گرتا سیدھا نیچے لان میں آ گرا سر بری طرح

کیاری سے ٹکرایا۔

چھت سے جھانکتے سارے بچوں کی دل خراش چیخیں سن کر گیٹ پر بیٹھے گارڈ نے گردن کا رخ پہلے چھت کی طرف کاٹھایا اور پھر بچوں کی نظروں کے تعاقب میں نیچے زمین پر نظر پڑتے ہی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔پاگلوں کی طرح بھاگتا وہ لان تک پہنچا ننھے سے وجود کو باہوں میں بھرا اور پورچ سے اندر جانے والے داخلی دروازے کی طرف بڑھا۔

بیگم صاب۔۔۔بیگم صاب بیگم صاب بابا۔۔۔

ہولناک انداز میں چیختا باہوں میں بچے کو اٹھائے اس کے بہتے خون سے لت پت وہ اندر داخل ہوا۔لاونج میں بیٹھی بہت سی خواتین کی گردنیں ایک ساتھ آواز کے تعاقب میں گھومی تھیں۔اور پھر ان میں سے ایک عورت پاگلوں کی طرح بھاگتی گارڈ کی طرف لپکی تھی۔

بسام۔۔۔۔۔

ممتا کی تڑپتی آواز نے محل نما گھر کی در و دیوار ہلا کر رکھ دی تھیں۔

کہاں ہے بسام؟

وہ پاگلوں کی طرح بوکھلایا سا اب سامنے کھڑی عورت کے کندھوں کو پکڑ کر جھنجوڑ رہا تھا۔جو اسے دیکھتے ہی آپریشن تھیٹر کے باہر لگے بنچ پر سے اٹھ کر اس کی طرف بھاگی تھی۔

میرا بچہ

عورت تڑپ کر اسکے سینے سے جا لگی۔اور اونچی اونچی رو دی۔

ہوا کیا تھا بتاؤ مجھے آفرین بتاؤ مجھے ہوا کیا تھا بسام کو

اس نے اپنے ساتھ لگی عورت کو خود سے علیحدہ کیا اور پھر سے کندھوں سے پکڑ کر پوچھا۔وہ تو جیسے ہوش و حواس میں نہیں تھی

کچھ نہیں پتا چلا چھت پر تھا بسنت منا رہا تھا سب بچوں کے ساتھ پتنگ پکڑنے ٹیرس کی طرف بھاگا ہے اور

آفرین چہرے پر ہاتھ رکھے پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

ڈاکٹر کیا کہتے ہیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے آفرین کے کندھے زور سے پکڑ کر ہلائے۔وہ روتے روتے پھر بمشکل چپ ہوئی

کچھ نہیں بتا رہے کچھ بھی نہیں

آفرین نے پاگلوں کی طرح روتے ہوئے کہا۔ادینہ نے آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھولا اور قدم باہر نکالے۔

ادینہ کو سامنے دیکھ کر لمحہ بھر کو وہ شخص وہیں ٹھٹک کر رک گیا۔انداز ایسا تھا جیسے وہ ذہن پر زور ڈال رہا ہو پہچان کے لیے اس نے ادینہ کو اس سے پہلے کہاں دیکھا ہے دوسری طرف ادینہ کا بھی کچھ ایسا حال ہی تھا ادینہ کے بھی ان دونوں میاں بیوی کی طرف آتے قدم آہستہ سے آہستہ ہوئے۔ہاؤس جاب پوری ہونے کے بعد ڈاکٹر عابد نے ادینہ کو اسی ہسپتال میں ڈاکٹر کے طور پر اپائینٹ کرلیا تھا۔اور آج اسکی ڈیوٹی ایمرجنسی میں تھی جہاں کل یہ خون میں لت پت بچہ پہنچا تھا۔آفرین تقریباً بھاگتی ہوئی ادینہ تک پہنچی

ڈاکٹر پلیز ڈاکٹر کچھ بتائیں کہاں ہے میرا بچہ

آفرین نے تڑپ کر ادینہ سے پوچھا جو اس وقت سامنے کھڑے شخص کو گھور کر دیکھنے میں مصروف تھی۔وہ بھی اب بوجھل سے حیران سے قدم اٹھاتا اپنی بیوی کے ساتھ آ کر کھڑا تھا۔وہ ادینہ کو پہچان چکا تھا انگلینڈ سیریز کھیلتے ہوئے ادینہ سٹڈیم میں سب کی نظروں میں ائی تھی اسے کون نہیں پہچانتا تھا۔کہ وہ مشہور بلے باز میسم مراد کی بیوی ہے۔

فواد سر دیکھیں ابھی سر پر چوٹ ہے بہت کرٹیکل کنڈیشن ہے خون بہت بہہ چکا ہے ہماری کوشش ہے خون سر کے اندر جمع نہ ہو کچھ کہنا مشکل ہے پر آپ پریشان نہ ہوں پلیز اللہ سے دعا کریں

ادینہ نے سپاٹ چہرے کا رخ فواد عظیم کی طرف موڑتے ہوئے پرسکون لہجے میں کہا۔دو ہفتوں سے وہ میسم کے منہ سے بار بار فواد اور شازل کا ذکر سن چکی تھی میسم اسے سارے قصے سنا چکا تھا کہ کس کس طرح دونوں شروع سے میسم سے خار کھاتے رہے ہیں اور اب بھی اس سب سازش کے پیچھے میسم کو ان دونوں پر شک ہے۔ادینہ کے منہ سے اپنا نام سن کر فواد چونک گیا۔انگلی سے ادینہ کی طرف اشارہ کیا

آپ مسز میسم مراد ہیں نہ؟

فواد نے آہستہ سی آواز میں پوچھا وہ ایک آبرو چڑھائے کھڑا تھا۔ادینہ نے بغور اسے دیکھا

جی میں ادینہ میسم ہوں میسم مراد کی وائف

ادینہ نے طنز بھری مسکراہٹ چہرے پر سجائے اور گہری سانس لیتے ہوئے سینے پر ہاتھ باندھے۔فواد نے سٹپٹا کر ارد گرد دیکھا۔پتہ نہیں ادینہ کی آنکھوں میں کیا تھا کہ لمحہ بھر کو ایسا لگا جیسے وہ سب جانتی ہو کہ اس نے اور شازل نے سازش کے ساتھ میسم کو ڈوپنگ میں پھنسایا ہے۔

اللہ سے دعا کریں اور ہو سکے تو اپنے گناہوں کی معافی مانگیں

ادینہ نے طنز بھری مسکراہٹ سجائے بظاہر پر سکون لہجے میں کہا۔فواد کی گھبراہٹ اور نظریں چرانا سب واضح کر چکا تھا کہ میسم ان پر سہی شک کر رہا ہے۔فواد نے چونک کر ادینہ کی طرف دیکھا۔

خدا کی لاٹھی بے آواز ہے فواد جی کہیں ایسا نہ ہو آپ کے معصوم بچے

کو آپ کے کسی گناہ کی سزا مل رہی ہو

ادینہ کا سرد لہجہ سامنے کھڑے فواد کو بوکھلاہٹ شکار کر چکا تھا۔وہ اب ہونق بنا ادینہ کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا اور آفرین نا سمجھی کے انداز میں کبھی ادینہ کے چہرے کو دیکھ رہی تھی اور کبھی فواد کی طرف دیکھ رہی تھی۔

ہم کسی پر ظلم ڈھانے کسی بے گناہ کو پھسانے سے پہلے یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اوپر بھی ایک ذات بیٹھی ہے جو ہماری بھی اس رگ پر ہاتھ رکھ سکتی ہے جس سے ہماری سانس بند ہو جائیں

ادینہ کے الفاظ تھے یا زہریلے تیر جو سامنے کھڑے فواد کے سیدھا دل میں پیوست ہو رہے تھے اور اس کی گردن جھکتی جا رہی تھی۔اوہ تو میسم کو ہم پر شک ہو گیا ہے۔فواد کے ذہن میں سائیں سائیں ہونے لگی تھی ادینہ نے ایک نظر فواد پر ڈالی اور حیرت میں ڈوبی کھڑی اُس کی بیوی کے کندھے پر تھپکی دی اور اپنے سفید کوٹ کو درست کرتی آگے بڑھ گئی۔

کیا ہوا فواد یہ ایسی باتیں کیوں کررہی تھی یہ کیا میسم کی وائف ہے

وہی کھلاڑی جس پر دو ہفتے پہلے ڈوپنگ کا کیس پڑا ہے

آفرین نے فواد کے بلکل سامنے کھڑے ہوتے ہوئے حیرت سے پوچھا

فواد کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔وہ ساکن کھڑا تھا چہرہ زرد

تھا دل خدا کے خوف سے کانپ گیا۔بسام اس کا اکلوتا بیٹا تھا۔دل جیسے

کوئی آری سے کاٹ رہا تھا قدم بے جان ہو رہے تھے۔

اپنا اور بسام کا خیال رکھو مجھے جانا ہے ابھی کہیں میں آتا ہوں

آفرین کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہتا وہ فوراً پلٹا اور تیز تیز قدم

اٹھاتا راہداری سے اب ہاسپٹل کے بیرونی دروازے کی طرف رواں دواں

تھا۔

وہ لاونج میں ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا جب باہر ڈور بل کی آواز پر

وہ اٹھا گیٹ کھولتے ہی سر پر حیرت کا پہاڑ ٹوٹا سامنے بوکھلایا سا فواد کھڑا

تھا۔یہ یہاں کیسے ابھی تو ورلڈ کپ ٹورنامنٹ چل رہا تھا۔میسم نے حیرت

سے دیکھتے ہوئے فواد کو اندر آنے کی جگہ دی۔

مجھے معاف کر دو میسم میں شازل کی باتوں میں آ گیا تھا پلیز مجھے معاف کر دو

فواد اندر داخل ہوا جیسے ہی میسم گیٹ کا دروازہ لگا کر پلٹا اس نے روتے ہوئے میسم کے آگے ہاتھ جوڑے اور سر جھکا لیا۔میسم حیرت سے فواد کو دیکھ رہا تھا اس کے الفاظ سن کر ساکن ہو گیا۔کیا خدا یوں بھی دعائیں قبول کرتا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرا بیٹا زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے میسم وہ تمھاری بیوی والے ہاسپٹل میں ایمرجنسی میں ہے

فواد اب اپنے جڑے ہاتھوں پر ہونٹ رکھے بری طرح روتے ہوئے التجا کر رہا تھا۔اس کے بیٹے کی حالت سنجیدہ ہونے کی وجہ سے وہ کچھ دیر پہلے ہی واپس پاکستان آیا تھا۔

میسم کو ہر چیز ہر بات حیران کر رہی تھی اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا

تھا یہ سب ہو کیا رہا ہے پر فواد کے منہ سے اس کے بیٹے کا اور ادینہ کا ذکر سن کر وہ چونک کر خیالات سے باہر آیا اور سر جھٹک کر آگے بڑھتے ہوئے فواد کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھاما۔

فواد بھائی پلیز اللہ نہ کرے آپ کے بیٹے کو کچھ ہو پریشان نہ ہوں وہ بلکل ٹھیک ہو جائے گا انشااللہ

میسم نے فواد کے معافی کے انداز میں جڑے دونوں ہاتھوں کو کھول دیا۔

فواد نے بچوں کی طرح آنسوؤں کو نگل کر میسم کی آنکھوں میں دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں میں پریس کانفرنس بلواؤں گا میں بیان دوں گا سب بتاؤں گا تمھاری بے گناہی ثابت کروں گا

فواد نے پر عزم انداز میں کہا۔میسم نے زور زور سے نفی میں سر ہلا کر فواد کی بات کی تردید کی۔

رکیں رکیں جلد بازی نہیں ثبوت کے بنا کچھ بھی نہیں فواد بھائی

میسم نے پر سوچ انداز میں ماتھے پر تین انگلیاں چلائیں۔وہ بڑھی شیو کے

ساتھ رات والے ہی ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھا گردن کو سوچ میں ڈوبے ہوئے انداز میں ارد گرد گھمایا۔اور پھر فواد کی طرف دیکھا

بات سنیں شازل کو پاکستان آ لینے دیں پھر میں جو کہوں گا وہ کریں گے آپ

میسم نے فواد کے کندھے پر ہاتھ رکھے تسلی دینے کے انداز میں کہا۔فواد نے زور زور سے تائید میں سر کو ہلایا۔

میسم مجھے معاف کر دو پلیز

فواد نے پھر سے روہانسی آواز میں التجا کی۔جس پر میسم نے لبوں پر دوستانہ مسکراہٹ سجا کر سر کو اثبات میں ہلایا۔

فلحال تو ہم ہاسپٹل چلتے ہیں چلیں میرے ساتھ

میسم نے فواد کے کندھے پر تسلی آمیز تھپکی دی۔فواد نے اثبات میں زور سے سر ہلایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسم آ جائیں اب گھر

ادینہ نے کوفت سے ناک چڑھائی وہ بیڈ پر فون کان کو لگائے بیٹھی تھی فواد کے بیٹے کے آپریشن کامیاب ہونے کے اور فواد کے مدد کرنے کے اعتراف کے بعد میسم بہت پر سکون ہوا تھا اور اسی لیے وہ اس ویکینڈ پر خیر پور ائے تھے۔تاکہ سب گھر والوں سے مل لیں ان کا یہاں تین دن رکنے کا پروگرام تھا۔

میسم صبح سے ناشتے کے بعد باہر نکلا تھا اور اب رات کے گیارہ بج چکے تھے انتظار کرتے کرتے ادینہ کی اب ہمت جواب دے چکی تھی اور اسی لیے وہ اب میسم کو فون کر رہی تھی بار بار اور گھر آنے کا کہہ رہی تھی۔

بیگم دراصل سارے پرانے دوست بیٹھے ہیں ایک گھنٹہ مزید لگے گا

میسم نے نرم سے لہجے میں درخواست کی۔ادینہ کا چہرہ غصے سے لال ہوا۔ لاہور میں کیونکہ دو ہفتے سے میسم کی پوری توجہ کا مرکز وہ تھی اس لیے یہ بے اعتنائی زیادہ ہی کھل رہی تھی۔

میسم آپ صبح سے باہر ہیں اور یہ وقت میرا ہے

ادینہ نے خفگی بھرے لہجے میں کہا پیشانی پر بل تھے۔دل بری طرح کوفت میں مبتلا ہوا اب تو نیند بھی نہیں آتی تھی دوسری طرف سے جناب نے گہری سانس لی جیسے بہت تنگ ہوں۔یہاں آیا تو دوستوں نے ملنے کا پروگرام رکھ دیا اور اب بھی وہ رات کا کھانا کھا رہے تھے باہر کسی ہوٹل میں جہاں ادینہ بار بار فون کر رہی تھی۔

اچھا بس کچھ دیر اب میسج نہ کرنا نہ ہی فون کرنا اوکے آتا ہوں بس بلکہ سو جاؤ جان آکر جگا دوں گا

بڑے میٹھے سے لہجے میں کہا ادینہ کے تن بدن میں اور آگ لگی آنکھوں کو سکیڑ کر فون کو دور کیے گھورا اور غصے سے بنا کچھ کہے فون بند کردیا فون کو زور سے بیڈ پر پٹخا۔گلابی رنگ کے جوڑے میں چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

اتنی لاپرواہی یہ پیار ہے کیا صبح سے رات ہو گئی جناب کو ابھی تک میری یاد نہیں ائی اور پر سکون دیکھو کیسے ہیں محترم(تم شو جاؤ جان)

ادینہ نے منہ بناتے ہوئے میسم کے الفاظ دہرائے اور پاس پڑا کشن اٹھا کر زور سے فرش پر پھینکا۔کچھ دیر یونہی ماتھے پر بل ڈالے بیٹھی رہی پھر غصے میں اٹھی زور زور سے ننگے پاؤں فرش پر مارتی کمرے کے داخلی دروازے تک پہنچی اور دروازہ لاک کر دیا اور خود آ کر غصے سے بیڈ پر لیٹ گئی۔اس غصے میں نیند تو خاک آنی تھی۔فون اٹھاکر جان بوجھ کر پھر سے میسم کو کال کی دوسری طرف سے کال کٹ ہوئی۔

چہرہ تپنے لگا پھر سے کال کی پھر سے کال کٹ کی منہ پھلا کر پھر سے نمبر ملایا۔میسم پر غصہ آنے لگا تھا۔کہاں گئے وہ لاڈ سارے آنکھوں میں آنسو آنے لگے

آپ کا مطلوبہ نمبر فلحال بند ہے برائے مہربانی کچھ دیر تک کوشش کریں

فون سے ابھرتی آواز پر خون کھول گیا۔زور سے فون کو ایک طرف اچھالا۔میسم نے بار بار فون آنے سے تنگ آ کر فون کو سوئچ آف کر دیا تھا۔

ابھی اسی طرح الجھتے گھنٹہ ہی گزرا تھا جب دروازے پر میسم کی آواز کے ساتھ دستک ہوئی۔جناب مین گیٹ کی چابی ساتھ لے کر گئے تھے لیکن اب آگے ادینہ نے کمرے کا دروازہ لاک کیا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر دستک دی پر دوسری طرف سے کو ردعمل نا ظاہر ہونے پر ادینہ کے نمبر پر فون کیا وہ فون نہیں اٹھا رہی تھی۔کرتے رہیں کال ادینہ نے دانت پیس کر بجتے فون کو دیکھا سکون اتر گیا سینے میں فون کو بجتے دیکھ کر

میسم نے گہری سانس لی فون کو کان سے ہٹایا سب پتا تھا وہ جاگ رہی ہوگی اس لیے فون بند کیا اور میسج لکھا۔

ادینہ دروازہ کھولو بھئی روم کا کب سے بجا رہا ہوں

وٹس ایپ میسج بھیجتے ہی ٹھک سے سین ہوا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ محترمہ موبائل ہاتھ میں تھامے بیٹھی ہیں۔ادینہ نے غصے سے سکرین کو گھورا نہیں کھولوں گی دل میں عزم کیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کوئی جواب نہیں آیا مطلب دروازہ نہیں کھولے گی۔میسم نے بھنویں اچکائیں۔

ادینہ میں توڑ کر اندر آ جاؤں گا پھر دینا سب کو صفائیاں

میسم نے مسکراتے ہوئے اگلا میسج بھیجا۔سین ہوا پر ہنوز وہی رد عمل۔میسم نے لب بھینچے کچھ دیر سوچا اور پھر ذہن میں آنے والے خیال سے آنکھیں شرارت سے چمک اٹھیں۔

چلو ٹھیک ہے باہر لاؤنج میں لیٹ جاتا ہوں ناز عالم کو ویڈو کال کرتا ہوں بہت مس کر رہی ہے وہ اتنے عرصے سے رات بھی کٹ ہی جائے گی اس سے باتیں کرتے ہوئے

میسم نے شرارت سے مسکراہٹ دباتے ہوئے میسج ٹائپ کیا بھیجتے ہی سین ہوا کیونکہ محترمہ آن لائن ہی تھیں تب سے۔

افففف ناز عالم کا نام دیکھ کر تو منہ کھل گیا جلدی سے بیڈ پر سے اٹھی۔

فوراً سے کمرے کا دروازہ کھولا میسم پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے مسکراتا

ہوا اندر داخل ہوا۔ادینہ اسے بنا دیکھے اب تیز تیز قدم اٹھاتی بیڈ کی طرف جا رہی تھی۔

کیا ہوا ہے میری بیگم کو

محبت سے پوچھا جو پیشانی پر ڈھیروں بل ڈالے اب مصروف سے انداز میں بیڈ پر کمبل کو درست کر رہی تھی۔

سر پھاڑ کر بتاؤں کیا ہوا ہے

ادینہ نے خود سے سرگوشی کی۔

افف اتنا غصہ

میسم نے شرارت سے مسکراہٹ دبا کر کہا اور سامنے صوفے پر بیٹھ کر جاگرز اتارنے شروع کیے۔

کپڑے نکال دو بیگم

جھکے سر کے ساتھ محبت بھرے لہجے میں کہا۔ادینہ نے غصے سے ناک پھلایا اور کمبل منہ تک تان کر لیٹ گئی۔کپڑے نکالتی ہے میری جوتی

دانت پیسے

میسم نے سر اٹھایا وہ کپڑے نکالنے کے بجائے آرام سے لیٹ چکی تھی۔

کان کھجایا بہت ناراض ہے۔

ادینہ گندی بیگم بن رہی ہو دیکھ لو

گہری ہوتی مسکراہٹ کے ساتھ کہا ڈریس شرٹ کے کف بٹن کھولتا

الماری کی طرف بڑھا ٹراؤزر شرٹ نکال کر واپس پلٹا۔

ہمم رکو بتاتا ہوں تمہیں کپڑے بدل لوں

شرارت سے اس پر ایک نظر ڈالی جو گٹھڑی بنی لیٹی تھی اور واش روم میں گھس گیا۔وہ جو غصے کی انتہا پر تھی اس کے اس فقرے پر دل زور سے دھڑکا۔

کچھ دیر بعد باہر نکلا تو محترمہ اسی حالت میں تھیں۔اچھل کر بیڈ پر کہنی کے بل لیٹا اور اس کے چہرے سے کمبل کو کھینچا۔آج شیو بنائے وہ بہت دنوں کے مقابلے میں بہت نکھرا سا اور تازہ دم تھا۔

اچھا بتاؤ اب کیا مسئلہ ہے میری وائیٹ مائیس کو

ادینہ جو دانت پیستے ہوئے کمبل کو کھینچ رہی تھی وائیٹ مائیس کہنے پر اور تپ گئی۔یہاں آ کر تو رنگ ڈھنگ ہی بدل گئے تھے جناب کے۔

اُدھر ہی سو جاتے دوستوں کے ساتھ یہ چند گھنٹوں کے لیے گھر آنے کی کیا ضرورت تھی

غصے سے بپھر کر طنز بھرے لہجے میں کہا اور کمبل کو پھر سے کھینچا جو میسم اپنی گرفت میں لیے اب شرارت بھری نظروں سے مسکراہٹ دبائے اسے گھور رہا تھا۔

اتنے دن سے وہاں لاہور میں تمھارے ساتھ ہی تھا نہ دن رات

گہری سانس لیتے ہوئے کہا اور کمبل کھینچ کر خود پر لیا۔اور سیدھا لیٹ گیا۔

اچھا تو وہ احسان تھا کیا

ادینہ نے آنکھوں کو سکوڑ کر گھور کر دیکھا اور خفگی سے تکیے پر سر کو

مارا۔وہ سیدھا لیٹا تھا ادینہ کے لیٹتے ہی جھٹ سے کہنی کے بل چہرہ اوپر کیا۔

نہیں بلکل نہیں پیار تھا جناب اور ابھی بھی اتنا ہے کہ مت پوچھو

پیار سے ادینہ کے غصے سے بھرے چہرے کو دیکھتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا ادینہ نے جھٹکے سے بازو دور کیا۔

ہاں نہیں پوچھتی مجھے نیند آ رہی ہے

ادینہ نے خفگی بھرے انداز میں کہا اور رخ دوسری طرف موڑا۔میسم بے ساختہ قہقہ لگا کر اب کان کے قریب ہوا۔

تمھاری نیند کی ایسی کی تیسی۔۔۔

ایک جھٹکے سے ادینہ کے اوپر سے سارا کمبل کھینچا۔

میسم۔۔۔۔۔۔

غصے میں بھری یہ آخری چیخ ابھری۔

ادینہ بسام کے اوپر جھکی اسکا روٹین چیک اپ کر رہی تھی وہ اب بہت بہتر ہو چکا تھا بازو پر فریکچر تھا جس کی وجہ سے وہ ابھی ہاسپٹل میں ہی ایڈمٹ تھا۔وہ روز ہاسپٹل میں آتے ہی پہلے اسے دیکھنے کے لیے آتی تھی۔

مسز میسم

عقب سے فواد کی آواز پر ادینہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا فواد نرم سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے کھڑا تھا۔جب وہ بسام کا چیک اپ کرنے ائی تھی اس وقت وہ یہاں موجود نہیں تھا صرف آفرین تھی۔

بہت بہت شکریہ میری آنکھیں کھولنے کے لیے

فواد نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور محبت سے بسام کی طرف دیکھا آفرین نے بھی سر نیچے جھکا لیا فواد اسے بھی سب بتا چکا تھا ادینہ نے پیارے سے مسکرا کر بسام کے گال پر ہاتھ رکھا۔اور پھر گہری سانس لیتی فواد کی طرف مڑی۔

اٹس اوکے فواد بھائی اللہ نے آپ کے بیٹے کو زندگی دی اور اگر آپ میسم سے معافی مانگ کر اس کی مدد کے لیے تیار نہ بھی ہوتے میں پھر بھی بسام کی ٹریٹ منٹ اسی طرح ہی کرتی

ادینہ نے بھرپور مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا اور پھر سے بسام کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرا۔وہ ان کچھ دنوں میں ادینہ اور میسم سے بہت زیادہ مانوس ہو چکا تھا میسم ہر شام اس سے ملنے آتا تھا۔

میسم انکل آج نہیں اۓ

بسام نے آہستہ سی آواز میں پوچھا ادینہ ہنستی ہوئی تھوڑا سا اس کے اوپر جھکی۔آفرین اور فواد بھی مسکرا کر بسام کی طرف دیکھ رہے تھے وہ کتنا خوش تھا کہ وہ جس کھلاڑی کا پرستار تھا وہ اسے روز ملنے آتا تھا۔

وہ کہہ رہے تھے میں رات کو اؤں گا اپنے بسام سے ملنے

ادینہ نے بسام کے ناک کو محبت سے چھوا فواد کے چہرے پر بھی گہری مسکراہٹ ابھری۔ادینہ ہنستی ہوئی سیدھی ہوئی

بابا میں کرکٹ کھیلوں گا ان کے ساتھ

بسام نے فواد کی طرف دیکھ کر جوش سے کہا۔جس پر فواد بھرپور طریقے سے مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور اس کے پاس بیٹھا۔

بلکل جان ضرور کھیلنا ابھی میرا بیٹا کچھ دن تک بلکل ٹھیک ہو جائے گا پھر کھیلیں گے ان کے ساتھ

فواد نے مسکراتے ہوئے کہا۔فواد اب اپنے بیٹے پر جھکا اسے پیار کر رہا تھا ادینہ کچھ دور بیٹھی آفرین کی طرف اجازت طلب نظروں سے دیکھتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹی وی سکرین پر چلتی ویڈیو پورا پاکستان دیکھ رہا تھا۔فواد لائیو پریس کانفرنس کر رہا تھا جس میں وہ اب ثبوت کے طور پر پروجیکٹر کے ذریعے بہت بڑی سکرین پر ویڈیو دیکھا رہا تھا جو اس نے کل شام شازل سے مل کر خفیا طور پر بنائی تھی۔شازل ہوٹل کی کرسی پر بیٹھا قہقہ لگا رہا تھا جب فواد کی آواز ابھری۔

اچھا مجھے ابھی تک یہ بات نہیں سمجھ ائی کہ تو نے ڈرگز اسے دی کیسے تھیں

فواد نے تجسس کے انداز میں سوال پوچھا۔یہ سارا طریقہ کار میسم نے فواد کو سمجھایا تھا وہ ثبوت کے بنا کسی طور پر اپنی سچائی دنیا کے سامنے نہیں لانا چاہتا تھا۔

فواد کے سوال پر شازل نے کمینی سی مسکراہٹ کو لبوں پر سجایا اور میز پر ہاتھ دھرتا ہوا تھوڑا سا آگے جھکا۔

بتا نا ہنسی جا رہا ہے

فواد نے پھر سے پرسکون لہجے میں پوچھا جس پر شازل اب قہقہ لگا گیا۔اور پھر بمشکل قہقہ روک کر سیدھا ہوا۔اس کے فرشتوں کے بھی علم نہیں تھا کہ فواد اس وقت اس کی ریکارڈنگ کر رہا ہے۔

آسٹریلیا کے میچ میں جب اسے پانی دیا گیا سینچری کے بعد اس سیل بند بوتل کے ڈھکن کے بلکل نیچے سے میں نے انجکیشن کے ذریعے

میڈیسن کا محلول داخل کر دیا تھا

شازل نے کمینگی سے آنکھ کے کونے کو دبایا۔اور پھر پیچھے ہوتے ہوئے کرسی سے ٹیک لگائی۔ان گنت ٹی وی چینل اس ویڈیو کو براہ راست اس وقت اپنے چینلز کے ذریعے دنیا تک پہنچا رہے تھے۔

بس پھر گیا وہ بے چارا پوری دنیا کے ہیرو سب کی نظروں میں زیرو بنا دیا میں نے بیوقوف عوام

شازل اب قہقہ لگا رہا تھا۔فواد نے تھوڑا سا رخ پروجیکٹر کی طرف موڑ کر ویڈیو کو بند کیا اور سیدھا ہوا۔تمام صحافی پوری دنیا کی طرح منہ کھو لے بیٹھے تھے۔پورے پنڈال میں سرگوشیاں ابھرنے لگی تھیں۔فواد نے تھوڑا سا آگے ہوتے ہوئے اپنے سامنے لگے ڈھیروں مائیک میں بولنا شروع کیا۔

یہ ویڈیو میں نے ائی سی سی ، تحقیقاتی ٹیم اور پی بی سی سب کو بھجوا دی ہے

فواد نے اعتماد سے کہا۔صحافیوں کے قلم چلنے لگے تھے تو نیوز چینل والے براہ راست پوری دنیا میں اس کی پریس کانفرنس چلا رہے تھے۔

میسم مراد انوسینٹ ہے وہ بہترین کھلاڑی ہے جسے کو کوئی ڈفیٹ نہیں کر سکتا

فواد نے سنجیدہ سے لہجے میں کہا۔اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر سر کو تھوڑا سا جھکایا۔اللہ تعالی نے اس کے بیٹے کو دوسری زندگی دی تھی اور اس نے دل سے توبہ کی تھی ہر اس گناہ سے جو وہ کرتا رہا۔

مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی میں شاذل کی باتوں میں آیا دو دوفعہ اور میسم کو دھوکا دیا

بات مکمل کرنے کے بعد فواد نے سر اوپر اٹھایا۔اور پورے پنڈال کی طرف نظر دوڑائی۔

پر اب اور نہیں

گہری سانس خارج کی۔نظریں اپنے ہاتھوں پر گاڑیں اسے کتنا سکون ملا تھا

یہ سب کر کے دل پر سے بوجھ اتر گیا تھا۔

میری اپیل ہے میسم کو پھر سے ٹیم میں اور دلوں میں وہی مقام دیا

جائے جو اس کا پہلے تھا

فواد نے پرسکون لہجے میں کہا۔اور سر کو تھوڑا سا جھکایا۔

اور مجھے بھی شاذل کے ساتھ ساتھ جو بھی سزا دی جائے گی مجھے قبول

ہے

سانس کو اندر کی طرف کھینچ کر پر اعتماد انداز میں کہا۔پورے پنڈال میں

اس کے لیے تالیاں گونج گئی تھیں۔سب کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔

ایگل سپورٹس چینل کے سیٹ پر سامنے لگی کرسیوں پر پنجاب کرکٹ

بورڈ کے چیرمین توقیر اور میسم بیٹھے تھے۔

نہیں نہیں یوں سمجھیں بہت بڑی غلطی ہوئی ہم سے

پنجاب کرکٹ بورڈ کے چیرمین نے زور زور سے سر نفی میں ہلاتے

ہوئے ٹی وی اینکر کی طرف دیکھا۔جو شاید پنجاب کرکٹ بورڈ کے ناقص انتظام پر چیر مین کو سنا رہا تھا۔

دیکھیں نا سر اس پر بھی آپ لوگوں کا چیک اینڈ بیلنس ہو نا چاہیے اس طرح تو کوئی بھی سنئیر کھلاڑی کسی اچھے کھلاڑی کو آگے نہیں بڑھنے دے گا

اینکر نے کوٹ کو درست کرتے ہوئے ماتھے پر بل ڈالے کر کرکٹ بورڈ کے چیرمین کی طرف دیکھا۔میسم اور توقیر نے بھی دھیرے سے نظروں کا رخ اب چیر مین کی طرف موڑا۔

جی دیکھیں بات یہ ہے کہ پہلے کبھی ایسا ہوا نہیں اس دفعہ کی ہے ہم نے ترمیم شازل کو نہ صرف معطل کیا گیا ہے بلکہ بھاری جرمانہ بھی عائید کیا گیا ہے اور آگے مزید اقدامات کریں گے

چیر مین نے اعتماد کے ساتھ کیمرے میں دیکھتے ہوئے کہا۔میسم اور توقیر نے بھی سر جھکا کر اثبات میں سر ہلایا۔اینکر نے اثبات میں سر ہلایا اور رخ میسم کی طرف موڑا۔

میسم آپ کو مبارک ہو ائی سی سی نے آپ پر سے بین کو کھول دیا

ٹی وی اینکر نے مسکرا کر میسم کی طرف دیکھا جو اب گہری ہوتی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ سیدھا ہوا۔ہلکے نیلے رنگ کی ڈریس شرٹ کے اوپر سیاہ کوٹ پہنے ہلکی سی بڑھی ہوئی شیو کے ساتھ وہ پرسکون انداز میں بیٹھا ہوا تھا آزمائیش ختم ہو چکی تھی اللہ نے اسے پھر سے اس کی وہی عزت اور شہرت لٹا دی تھی لیکن اس دفعہ اس کی آنکھوں میں غرور کی جگہ عاجزی نے لے لی تھی۔

جی الحمدُ ِللہ

پرسکون لہجے میں کہا آنکھیں چمک رہی تھیں چہرے پر سکون تھا لیکن انداز عاجزی بھرا تھا۔

تو اب کم بیک کیسا ہو گا وہی دھواں دھار میسم مراد چاہیے ہمیں

ٹی وی اینکر نے بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ کہا جس پر میسم کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ہنسی کو قابو پا کر تھوڑا سا سیدھا ہوا۔

جی ان شا اللہ کیوں نہیں دراصل میرا خود پر کوئی کنٹرول نہیں میں کھیل ہی ویسے سکتا ہوں

میسم نے مسکراتے ہوئے تھوڑا سا شرمائے سے لہجے میں کہا گال پر خوبصورت گڑھے ابھرے چیرمین اور توقیر اس بات پر بھرپور انداز میں مسکرا دیے۔

چائے پئیں گے؟

میسم نے تھوڑا سا جھک کر عبدالطیف کے کان میں کہا۔وہ رکشے پر جھکا شاید کچھ کر رہا تھا۔میسم کی آواز پر حیرت سے پلٹا۔اپنے سامنے میسم کو کھڑا دیکھا کر ایک لمحے کے لیے ساکن سا ہوا۔وہ کیسے میسم کو بھول سکتا تھا ڈیڑھ سال سے وہ اس انتظار میں تھا کہ کب میسم اسے ملنے ائے گا کبھی تو مایوس ہو جاتا تھا کہ شاید وہ اسے بھول گیا ہے لیکن پھر بھی ایک یقین تھا کہ ایک دن وہ ضرور ائے گا۔

ارے تم

حیرت اور جوش کے ساتھ ساتھ اس کی باچھیں کھل اٹھی تھیں۔ایک دم جیسے وہ خوشی سے پاگل ہو گیا۔

اوئے منظور ، اوئے اجمل

چیختا ہوا میسم کو وہاں چھوڑ کر ساتھ بنے چائے کے ڈھابے کی طرف بھاگا۔انداز ایسا تھا جیسے پتا نہیں اس نے کیا جیت لیا ہو۔

اوئے بیشر دیکھ وہ آ گیا مجھ سے ملنے کہا تھا نہ میں نے وہ ائے گا دیکھ وہ آ یا ہے

عبدالطیف کی آواز خوشی اور جوش سے کانپ رہی تھی۔بہت سے لوگ اب ڈھابے میں سے اور اردگرد سے اکٹھے ہو گئے تھے سب کی آنکھوں میں حیرت تھی۔عبدالطیف اب مسکراتا ہوا جوش سے میسم کی طرف بڑھا۔

کیساہے بیٹا سب مجھ پر ہنستے تھے کہتے تھے وہ نہیں ائے گا

بوکھلائے سے انداز میں پیار سے میسم کی طرف دیکھ کر کہا کتنے ہی لوگ

پرشوق نگاہیں لیے اب میسم کے گرد جمع ہو چکے تھے سب کے دانت باہر تھے اور سب خوشی سے پاگل ہو رہے تھے ان کے درمیان میسم مراد موجود تھا۔

میں نے کہا وہ اۓ گا چاۓ پینے ایک دن

عبد الطیف نے فخر سے گردن کو اکڑا کر ارد گرد دیکھا۔سب لوگ حیرت میں ڈوبے تھے۔

صرف چاۓ پینے نہیں آیا ہوں آپکو ایک نوکری کی آفر دینے بھی آیا ہوں

میسم نے گہری ہوتی مسکراہٹ کے ساتھ عبدالطیف کے کندھے پر ہاتھ دھرا۔عبدالطیف نے حیرت سے میسم کی طرف دیکھا۔وہ جس دن سے نماز پڑھنا شروع ہوا تھا عبدالطیف کا خیال اس دن سے ہی دل میں تھا اور آج صبح مارننگ واک کے بجاۓ وہ یہاں اچکا تھا۔

میری بیوی کو میں نے ایک کار لے کر دی ہے وہ ڈرائیونگ سے بہت

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈرتی ہے آپ ڈرائیونگ کریں گے کیا؟

میسم نے عبدالطیف کی آنکھوں میں اترتی نمی کو دیکھ کر پیار سے کہا۔وہ گنگ کھڑا تھا۔حیران سا

آپکو بیس ہزار کے ساتھ گھر کے اندر بنے کوارٹر میں رہائیش بھی ملے گی بولیں کیا آپ کریں گے

میسم نے پھر سے کہتے ہوئے اس کی حیرت کو ختم کیا۔عبدالطیف اب باقاعدہ رو پڑا تھا۔اور اپنے کندھے پر موجود سرخ ڈبیوں والے صافے کے ساتھ اپنی بوڑھی آنکھیں رگڑ ڈالیں۔

رو کیوں رہے ہیں

میسم نے جلدی سے آگے بڑھ کر ااسے سینے سے لگایا۔اب وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا اردگرد کھڑے لوگ پاگلوں کی طرح اپنے اپنے موبائلوں میں ریکارڈنگ کر رہے تھے۔

کچھ دیر کے بعد میسم نے عبدالطیف کو خود سے الگ کیا اور نرمی سے

اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

اچھا چائے تو منگوائیں اور آج تو پیسے مجھے دینے ہیں نہ

گہری مسکراہٹ کے ساتھ جھک کر کہا۔جس پر عبدالطیف زور زور سے سر کو اثبات میں ہلا گیا۔

ادینہ چائے کا کپ اٹھا کر کرسی کو پیچھے دھکیلتی ہوئی کھانے کے میز پر سے اٹھی۔ایک چور سی نظر میسم پر ڈالی وہ اب موبائل پر جھکا مصروف سا کچھ دیکھ رہا تھا سامنے خالی چائے کا کپ پڑا تھا۔شام کی چائے کے بہانے وہ آج اکٹھے بیٹھے تھے میسم چائے ختم کر چکا تھا اور اس نے جان بوجھ کر آدھا کپ پیا تھا بس۔ادینہ نے انگلی کی پور ڈال کر چائے کو چیک کیا ٹھنڈی ہو چکی تھی۔

کرسی سے آگے ہوتے ہوئے مسکراہٹ دبا کر ساری چائے میسم کے کندھے پر انڈیل دی۔وہ جو مصروف سا بیٹھا تھا یوں اچانک چائے گرنے پر ایک دم اچھل کر سیدھا ہوا۔

اوہ یار

جلدی سے اٹھ کر موبائل کھانے کے میز پر رکھ کر کھڑا ہوا۔ادینہ نے بمشکل ہنسی چھپا کر چہرے پر سنجیدگی طاری کی۔

سوری سوری پتہ ہی نہ چلا

جلدی سے چائے کا کپ ایک طرف رکھا۔میسم اب شرٹ اتار رہا تھا۔

رکیں میں شرٹ لے کر آتی ہوں آپکی

ادینہ نے پریشان سی صورت بنا کر دو انگلیوں کو جوڑے ہوئے میسم کے آگے کیا۔جس پر میسم سر ہلاتا ہوا شرٹ کو ایک طرف رکھ کر پھر سے کرسی پر براجمان ہوا۔ادینہ شرارت بھری ایک نظر اس پر ڈالتی کمرے کی طرف بڑھی۔

ٹی شرٹ چلے گا ہزبینڈ

ادینہ نے کمرے کے دروازے پر ہاتھ رکھ کر آواز کو تھوڑا اونچا کیا جبکہ چہرے پر انوکھی سی شرارت تھی۔

بیگم جو لے اؤ گی وہ دوڑے گا

میسم نے موبائل پر نظریں جمائے جواب دیا۔ادینہ نے مسکرا کر میسم کی طرف دیکھا اور قدم الماری کی طرف بڑھائے الماری میں سے پیک کیا ایک گفٹ نکالا محبت سے اسے دیکھا اور پھر مسکراہٹ دباتی باہر کی طرف ائی میسم ہنوز اسی انداز میں بیٹھا تھا۔بلیو جینز زیب تن کیے کھانے کے میز پر کہنیوں کے بل ہاتھ میں موبائل پکڑے۔

یہ لیں

ادینہ نے مسکراہٹ کو چھپا کر نیلے رنگ کے خوبصورت سے گفٹ ریپ میں لپٹا ڈبہ میسم کی طرف بڑھایا۔میسم نے موبائل سے نظر اٹھا کر ادینہ کے ہاتھوں میں پکڑے ڈبے کی طرف دیکھا

ہیں گفٹ

بھنویں حیرت سے اوپر اچکائیں۔ادینہ نے شائستگی سے مسکرا کر سر ہلایا۔

ارے واہ میری بیگم کی طرف سے مجھے ملا پہلا گفٹ

میسم نے موبائل ایک طرف رکھ کر کرسی پر سے خود کو مکمل طور پر ادینہ کی طرف گھمایا۔اور لبوں کو داد دینے کے انداز میں باہر نکال کر ادینہ کے بلش ہوتے چہرے کی طرف دیکھا۔

یس اور آپکے سب گفٹ ماند ہیں اس کے آگے

ادینہ نے شرارت سے گردن اکڑا کر چھوٹی سی ناک اوپر چڑھائی پیلے رنگ کے جوڑے میں وہ سادہ سے دھلے چہرے کے ساتھ کھل رہی تھی۔میسم نے حیرت سے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا۔ایک انوکھی سی چمک اور شرارت لیے آنکھوں کے ساتھ وہ میسم کو دیکھ رہی تھی۔

اوہ ایسا کیا؟مطلب ڈائمنڈ رنگ یہ گھر اور باہر کھڑی کار سب

میسم نے آبرو چڑھائے۔ادینہ نے شان بے نیازی سے کندھے اچکائے۔وہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔

جی سب سب بے کار ہے

ادینہ نے مسکراہٹ دبائی اور آنکھوں میں شرارت بھر کر دیکھا۔

ہیں ایسا کیا لے ائی میری بیگم

میسم نے حیرت سے پیک کی طرف دیکھا اور گفٹ ریپ اتارنے کے لیے ہاتھ بڑھائے۔پیشانی پر تجسس کے ہلکے سے بل نمودار ہوئے۔

رکیں رکیں ایک شرط ہے پہلے

ادینہ نے عجلت میں میسم کے گفٹ کی طرف بڑھتے ہاتھ روک دیے جلدی سے اپنے گلے میں لپٹا سکارف نما چھوٹا سا دوپٹہ اتارا۔

آنکھیں بند کرنی ہیں اور جب میں کہوں پھر کھولنی ہیں اوکے

آگے بڑھ کر میسم کی آنکھوں کے گرد دوپٹے کو باندھ دیا وہ ادینہ کی ایسی بچگانہ حرکت پر قہقہ لگانے میں مصروف تھا حیرت ہنوز برقرار تھی۔ آنکھوں کے اوپر دوپٹہ باندھنے کے بعد ادینہ تھوڑا سا پیچھے ہوئی۔اور میسم کے ہاتھ کو اٹھا کر گفٹ پر رکھا۔جو اب بھرپور مسکراہٹ لبوں پر سجائے ریپر اتارنے میں مصروف تھا۔

اٹس فیل لائیک اے ٹی شرٹ وائف؟

ٹی شرٹ کے اوپر ہاتھ پھیرتے ہوئے سوالیہ انداز میں ادینہ کی طرف دیکھا جو بھرپور طریقے سے مسکرا رہی تھی۔گال گلابی ہو رہے تھے۔

یے ہزبینڈ سہی گیس کیا

ادینہ نے میسم کے بالوں میں ہاتھ کو پھیر کر اس کے بال بکھرائے۔میسم نے مسکرا کر سر پر سے ادینہ کے ہاتھ کو پکڑا۔

تو ایسا ہے بیگم کہ میں جب آنکھیں بند کر لوں پھر کچھ بھی نہیں کر سکتا پہناؤ مجھے شرٹ

میسم نے شرارت سے مسکراتے ہوئے رخ ادینہ کی طرف کیا اور بازو اوپر کیے۔ادینہ نے قہقہ لگا کر مصنوعی خفگی کے ساتھ کندھے پر چپت لگائی۔

ائیں اب ایسی بھی بات نہیں رکیں میں سیدھی کر دوں

ادینہ نے شرٹ کی تہہ کو ختم کرتے ہوئے سیدھا کیا اور میسم کے سامنے میز پر بچھایا۔

پہنیں اب

میسم کے ہاتھ اٹھا کر شرٹ کے اوپر رکھے۔جو اب پہلے شرٹ پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔آخر کو یہ کر کیا رہی ہے ذہن میں سوال اٹھ رہے تھے۔

ہمم کیا یہ سونے کے تاروں سے بنائی گئی شرٹ ہے ناظرین مجھے بہت تجسس ہو رہا ہے ایسا کیا ہے اس شرٹ میں

میسم نے ہنستے ہوئے نیوز پڑھنے کے انداز میں کہا اور شرٹ پہنی جب کہ ادینہ مسلسل بلش ہوتے چہرے کے ساتھ منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی کو چھپا رہی تھی۔

ہمم تو اب کیا کرنا ہے جانم؟

کھڑے ہو کر پیٹ سے پکڑ کر شرٹ کو نیچے کیا اور شرارتی انداز میں ادینہ سے پوچھا۔

اب چلیں میرے ساتھ ایسے ہی روم میں

ادینہ نے بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا اور خود پیچھے ہوتے ہوئے پشت سے

دھکا دینے کے انداز میں میسم کو آگے بڑھایا۔

اس میں تو ہیلپ کر دو ظالم ترین بیگم

میسم نے دونوں بازو سامنے کی طرف کھول کر ہوا میں چلاتے ہوئے

اندھوں کی طرح کہا۔

چلیں چلیں

ادینہ نے آگے ہو کر ایک بازو کو پکڑا میسم نے بازو اوپر کرتے ہوئے

اسے بغل گیر کیا۔ادینہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے سنگھار میز کی طرف

قدم بڑھائے۔

بہت تجسس ہو رہا قسم سے کیا اس پر ڈائمنڈ لگے ہیں

میسم نے تجسس بھری آواز میں کہتے ہوئے شرٹ پر ہاتھ پھیرا۔

یہاں کھڑے ہو جائیں

ادینہ نے بلکل آئینے کے سامنے میسم کو کھڑے کرتے ہوئے کہا۔

اب اتاریں آنکھوں سے پٹی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ نے گہری ہوتی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔اور تھوڑا سا پیچھے ہوتے ہوئے میسم کی طرف دیکھا۔

اوہ تھینک گاڈ فائنلی

میسم نے گہری سانس لی اور دوپٹے کو جلدی سے کھولا سامنے پڑتی نظر اور سکڑتی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔سفید رنگ کی ٹی شرٹ پر سرخ حروف میں لکھا تھا۔

Congratulations! you are now going to be a dady

(مبارک ہو آپ اب بابا بننے جا رہے ہیں)

میسم کا منہ حیرت سے کھلا تھا وہ بار بار کبھی سامنے اور کبھی گردن جھکا کر شرٹ پر لکھے الفاظ کو دیکھ رہا تھا۔ادینہ نے بلش ہوتے چہرے کے ساتھ مسکراہٹ کو گہرا کیا۔میسم کی خوشی نے اندر تک سکون اتار دیا تھا۔حیرت میں ڈوبا وہ ادینہ کی طرف مڑا۔

سیریسلی؟

خوشگوار حیرت سے سوالیہ انداز میں ادینہ کی طرف دیکھا۔ادینہ نے لب بھینچ کر چمکتی آنکھوں کے ساتھ سر کو زور زور سے اثبات میں ہلایا۔

کب پتا چلا مطلب کہاں ہے وہ؟

میسم کی زبان لڑکھڑا گئی تھی وہ خوشی میں بوکھلا سا گیا تھا۔ایک عجیب انوکھی سی خوشی تھی جس سے پہلی بار آشنائی تھی۔یقین نہیں آ رہا تھا۔

میسم کیا ہوگیا آپکو

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ نے میسم کے عجیب سے سوال پر قہقہ لگاتے ہوئے کہا۔میسم نے جھینپ کر کمر پر ہاتھ دھرے۔

اوہ خوشی میں کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا

قہقہ لگا کر گردن کھجاتا ادینہ کے پاس ہوا۔جو اب محبت پاش نم آنکھوں سے میسم کی طرف دیکھ رہی تھی۔

آج صبح ہی کنفرم ہوا

ادینہ نے شرمائے سے انداز میں شرٹ پر ہاتھ پھیرا جبکہ میسم اب شائستگی سے مسکراتا اسکے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا وہ دنیا کی خوب صورت ترین عورت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خوبصورت دل کی مالک تھی وہ سہی کہہ رہی تھی اس کا ہر مہنگے سے مہنگا گفٹ ادینہ کے اس گفٹ کے آگے ماند تھا بےکار تھا اولاد کی دولت سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہوتی۔۔

آئی لو یو بیگم۔۔

میسم نے سر کو جھکا کر ادینہ کے دونوں ہاتھوں کو عقیدت سے اپنے ہاتھوں میں لیا۔ادینہ نے محبت سے مسکراتے ہوئے میسم کی طرف دیکھا۔

ائی ایم سو سو سو ہیپی

لفظوں پر زور دیا اور ہاتھوں پر گرفت مضبوط کی۔ادینہ نے پیار سے ناک چڑھائی۔کتنا سکون تھا سامنے کھڑے شخص کی محبت میں جس نے مکمل کر دیا تھا اسے ایک پیارا سا احساس گدگدا گیا تھا۔

می ٹو

آنکھوں میں دنیا جہان کا پیار سموئے میسم کی طرف دیکھا۔میسم نے ہاتھ چھوڑ کر بانہیں پھیلائیں۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

جی ڈاکٹر کیسی ہے میری ڈاکٹر

میسم نے سامنے سے آتی ڈاکٹر اور ادینہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔جو مسکراتی ہوئی چیک اپ روم سے باہر آرہی تھیں وہ دونوں ہفتے بعد ہی ڈاکٹر سے مکمل چیک اپ کے لیے ائے تھے۔ادینہ کی تسلی میسم کے کسی کام نہیں آرہی تھی وہ لاہور کی بیسٹ ڈاکٹر سے چیک اپ کے لیے اسے آج ہفتے بعد ہی لے آیا تھا ڈاکٹر سبینہ ایک بہت ہی تجربہ کار عمر رسیدہ اور مشہور ڈاکٹر تھیں۔جس کے بارے میں انہیں ثنا نے آگاہی دی تھی۔

یہاں بھی شاٹ مارنے سے باز نہیں ائے آپ

ڈاکٹر سبینہ نے شرارت سے مسکراتے ہوئے چشمے کی اوٹ سے میسم کی

طرف دیکھا۔میسم نے حیرت سے ادینہ کی طرف کی طرف رخ کیا جو گلابی ہوتے چہرے کے ساتھ اب لبوں پر ہاتھ رکھے بلش ہو رہی تھی۔

مطلب؟

میسم نے گردن گھما کر سوالیہ انداز میں ڈاکٹر کی طرف دیکھا جو ہنوز شرارت بھری مسکراہٹ چہرے پر سجائے بیٹھی تھیں۔

آپکی ڈاکٹر ٹوینز ایکسپیکٹ کر رہی ہیں

ڈاکٹر نے بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور ادینہ کی طرف دیکھا جبکہ میسم کا منہ حیرت سے تھوڑا سا کھلا تھا۔

جی ماشااللہ

ڈاکٹر نے حیران سے میسم کی طرف دیکھ کر کہا۔میسم اب بار بار ادینہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ڈاکٹر اب چشمے کو ناک پر تھوڑا سا آگے کیے کاغذ پر کچھ لکھ رہی تھی۔

ایکسٹرا کیئر مائی بوائے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کاغذ میسم کی طرف بڑھایا۔

آپ فکر نہ کریں

میسم نے مسکرا کر کاغذ کو تھاما۔اب ڈاکٹر مختلف احتیاط بتانے میں مصروف تھی۔جن سے ادینہ بھی باخوبی واقف تھی۔لیکن میسم کو اس معاملے میں ادینہ پر کوئی اعتبار نہیں تھا وہ زور زور سے سر ہلاتا ہوا ڈاکٹر سے تمام ہدایات سننے میں مصروف تھا۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

ارے بھئی اور منگوا لو چائے

میسم نے ہاتھ کو ہوا میں چلاتے ہوئے کہا۔سب لوگ قہقہ لگا کر ہنسنے لگے سیاہ رنگ کی شیراوانی میں ملبوس فہد نے حیرت سے ماتھے پر بل ڈال کر میسم کی طرف دیکھا اور اس کے قریب ہوا۔

میسم گھڑی دیکھ کمینے ساڑھے بارہ بج گئے

فہد نے دانت پیستے ہوئے میسم کے کان میں سرگوشی کی جو باقی سب

دوستوں کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا۔سارے فہد کے گھر کے

ڈرائنگ روم میں بیٹھے آڑے ترچھے صوفوں پر ڈھیر تھے کوئی بھی ابھی

فہد کو چھوڑنے پر رضامند نہیں تھا۔

تو؟

میسم نے پرسکون لہجے میں کہتے ہوئے آنکھ کے ایک آبرو کو چڑھایا۔فہد

نے ماتھے پر بل ڈال کر گھورا۔

کیا ہلڑ بازی مچا رکھی یار اریبہ انتظار کر رہی

بچارگی سے التجائی لہجے میں کہا۔جبکہ میسم نے کمینگی سے دیکھا۔

تو؟

پرسکون لہجے میں کہہ کر آبرو پھر سے چڑھائے۔

میسم خبیث انسان تو ساتھ دے دے باقی تو کسی سے کوئی امید نہیں

فہد نے دانت پیس کر غصے سے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہوا۔

بیٹھ ابھی ادھر تیری ایسی کی تیسی

میسم نے بازو سے کھینچ کر فہد کو پھر سے صوفے پر گرایا۔جس پر سب لوگ اب قہقہ لگارہے تھے فہد نے بچارگی سے سب کی طرف دیکھا سب ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔کمینے۔

یہ اپنا ریمبو سنا بہت اچھا گانا گاتا ہے

میسم نے گلا صاف کرتے ہوئے دانت نکالتے بے سرے ریمبو کی طرف اشارہ کیا۔

ریمبو چل شروع ہو جا بھئی

آصف نے بھی میسم کی تائید کی ریمبو اب دانت نکالتا کھڑا ہو چکا تھا۔

اففف کیا رات ائی ہے۔۔۔

راشد عرف ریمبو اب اپنی بے سری آواز میں اونچی اونچی گانا گانے میں مصروف ہو چکا تھا فہد نے روہانسی صورت بنا کر میسم کی طرف دیکھا۔

موبائل پر اریبہ کا میسج بلنک ہوتے ہی فہد نے جلدی سے میسج کھولا۔

انف فہد میں جا رہی ہوں اپنے گھر

غصے والی شکل کے ساتھ میسج دیکھ کر فہد نے غصے سے میسم کی طرف گھور کر دیکھا جو سامنے کھڑے ریمبو کے بے سرے گانے کو بھرپور طریقے سے انجوائے کر رہا تھا۔

اریبہ پاگل ہوگئی ہو کیا

اریبہ کو میسج بھیجا۔جس پر کچھ دیر میں ہی جوابی میسج آیا

ہاں ہوگئی ہوں ایک بج رہا ہے تھکاوٹ سے مر رہی ہوں میں

اریبہ نے غصے والی بے شمار شکلیں بنائیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

فہد نے بےچارگی سے سب دوستوں کی طرف دیکھا جو موج مستی میں لگے قہقے لگا رہے تھے اور پھر اریبہ کو جوابی میسج ٹائپ کیا

یہ تمھارا بہنوئی عرف کزن ہی سب سے زیادہ کمینہ بنا ہوا ہے

گھور کر ساتھ بیٹھے دانت نکالتے میسم کی طرف دیکھا جو اب ہونٹوں کو بوسے کی انداز میں باہر نکالے فہد کو تنگ کر رہا تھا اریبہ کا جوابی میسج

آیا تو نظریں موبائل کی طرف جھکائیں۔

عرف تمھارا دوست سب سے بڑھ کر رکو اس کا حل ہے میرے پاس

اریبہ کا میسج پڑھ کر فہد نے موبائل نیچے کیا میسم اور باقی سب اب لہک لہک کر بے سُرے ریمبو کا گانا سن رہے تھے۔

میں نے تمھاری گاگر سے کبھی پانی پیا تھا پیاسا تھا گوری یاد کرو تم شرما کر تھوڑا سا بل کھائیں تھیں وہ دن یاد کرو

ریمبو لہک لہک کر بازو آگے پیچھے کرتا ہوا گانا گا رہا تھا۔

میسم کے فون پر ادینہ کی کال آنے پر وہ فون کان کو لگائے ایک طرف ہوا۔

ہیلو بیگم

گردن کھجاتے ہوئے پیار سے کہا۔ایسے جیسے اسی کے فون کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔

میسم آ جائیں اب کہاں ہیں اتنی دیر ہو گئی ہے

ادینہ نے خفگی سے غصے والا لہجہ اپنایا۔میسم نے جلدی سے گھڑی کی طرف دیکھا۔رات کا ایک بج رہا تھا۔جان پر بن گئی اس کا چھٹا ماہ چلنے کی وجہ سے وہ اس کا خیال بھی بہت رکھ رہا تھا پر اب یہاں آ کر فہد اور اریبہ کی شادی کی وجہ سے تھوڑی لاپرواہی برت گیا تھا۔

اوکے اوکے آتا ہوں زیادہ غصہ نہیں کرنا بی پی ہائی ہوگا اس سے جلدی سے کہا اور موبائل بند کیا۔ادینہ آجکل چھوٹی چھوٹی بات کو بہت محسوس کرتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چلو بھئی اب چھوڑ دیتے ہیں دلہے کی جان

میسم نے تالی بجا کر سب کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔فہد دانت پیستے ہوئے اٹھا۔

نہیں نہیں کچھ دیر اور بیٹھ جاتے ہیں

فہد نے میسم کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔میسم نے مسکرا کر دیکھا اور فہد کے منہ کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔

ارے نہیں بخشی تیری جان جا جی لے اپنی زندگی

فہد کا چہرہ ایک طرف کرتے ہوئے قہقہ لگایا۔فہد نے اچھل کر میسم کی گردن کو دبوچا۔

کمینہ انسان اب اپنی والی کا فون آیا تو کیسے لائن ہی بدل گیا

فہد نے زور سے میسم کی پشت پر مکا جڑا۔جس پر اب وہ ایک ہی دفعہ میں اس کے بازو کو گھما کر سیدھا ہو چکا تھا۔

سمجھا کر یار تیرے والی کا پتہ نہیں میرے والی تو کمرے کا دروازہ ہی نہیں کھولتی پھر

میسم نے مصنوعی معصومیت چہرے پر طاری کی۔

میری والی سن اس کی شادی کی پہلی رات چھوڑ کر میکے جانے کی دھمکی دے رہی

فہد نے بچارگی سے کہا اور پھر دونوں جلدی جلدی سب کو نکالنے میں مصروف ہو گئے۔

تو ایسے بات بات پر مجھے دھمکی ملا کرے گی

فہد نے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے اریبہ کے ہاتھ میں ابھی ابھی پہنائے گئے برسیلٹ کی طرف دیکھا۔سرخ رنگ کے بھاری بھرکم جوڑے میں وہ زیور اور میک اپ سے لیس بیٹھی دل کو بے تاب کر رہی تھی۔

کونسی دھمکی

اریبہ نے انجان بنتے ہوئے پلکیں اٹھا کر فہد کی آنکھوں میں جھانکا۔سیاہ شیروانی میں گہری نظروں سے دیکھتا ہوا دل کے تار چھیڑ گیا تھا۔

یہی کہ میں جا رہی ہوں اپنی امی کے گھر

فہد نے شرارت سے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔شیروانی کے اوپر والے حصے کو کھول کر پاس پڑے صوفے پر رکھا۔اریبہ نے بمشکل مسکراہٹ کو چھپایا۔

ہاں آپ آ ہی نہیں رہے تھے تو کیا کہتی پھر اور صرف کہہ ہی نہیں

رہی تھی سچ میں چلی جاتی

اریبہ نے مسکراہٹ چھپا کر خفگی ظاہر کی۔وہ اب واپس بیڈ کی طرف آ رہا تھا۔

تو پھر اس کا تو کوئی حل تلاش کرنا پڑے گا

فہد نے کان کھجایا اور بلکل سامنے آ کر بیٹھا۔اریبہ نے کچھ دیر نظروں میں دیکھا اور پھر اس کی آنکھوں میں موجود بے پناہ جزبات کی تاب نا لاتے ہوئے فوراً نظریں جھکائیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہے نہ حل آپ ایسا کچھ کریں نہ جو مجھے ناراض کرے

لاڈ سے کہا۔جبکہ نظریں ہنوز نیچے جھکی تھیں۔فہد کا یوں دیکھنا حالت کو غیر کررہا تھا۔

یہ تو مشکل ہے تھوڑا۔۔۔

فہد نے کان کھجایا اریبہ نے چونک کر دیکھا۔آنکھوں کو سکوڑ کر گھورا۔

یہ کیا ایسے ہی تنگ کرتے رہیں گے مجھے

کیا مطلب

انداز پھر سے غصے والا تھا۔فہد نے مسکراہٹ کو گہرا کیا۔

مطلب تم تو ایسے ہی ناراض ہو جاتی ہو چھوٹی چھوٹی بات پر تو ہر بات پر بھاگ جایا کروگی سامنے میکے میں

فہد نے مسکراہٹ دبائی۔اریبہ کا منہ اور خفگی سے پھول گیا تھا۔

کیا مطلب آپکا بس ایسے ہی ہر بات پر ناراض ہو جاتی ہوں میں

NEW ERA MAGAZINE.com Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اریبہ نے پھولے منہ سے غصے سے کہا۔فہد اب اسکے انداز سے محظوظ ہو رہا تھا۔

ابھی دیکھ لو شکل دیکھو سامنے

فہد نے اریبہ کے چہرے کو تھوڑی سے پکڑ کر سامنے سنگھار میز کی طرف موڑا۔

ہاں تو ایسے ہی منہ پھولے گا نہ کوئی تعریف کی نہ کچھ گیا بھاڑ میں پچاس ہزار

اریبہ نے گردن کو افسوس کے انداز میں جھلایا۔فہد نے حیرت سے منہ کھولا۔

اوہ تیری پچاس ہزار میں تیار ہوئی

فہد نے اچھلنے کے انداز میں کہا۔اریبہ نے گھور کر کھاجانے والی نظر سے دیکھا

کیوں سب سے اچھے پارلر سے ہوئی ہوں ریڈی آپکو اچھی نہیں لگی کیا

اریبہ ایک دم سے روہانسی ہو چلی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مطلب میں اچھی نہیں لگ رہی

روہانسی سی آواز میں کہا۔

نہیں ایسا کب کہا میں نے

فہد گڑبڑا گیا۔اریبہ جلدی سے لہنگا سنبھالتی بیڈ سے نیچے اترنے کے انداز میں آگے ہوئی۔

کیا ہوا اب کہاں جا رہی ہو

فہد نے حیران ہوتے ہوئے کہا جو اب بیڈ سے نیچے اتر کھڑی ہو چکی تھی

اپنے گھر اور کہاں

اریبہ نے خفگی سے کہا چہرے کا رخ موڑ کر ہنسی دبائی۔فہد نے اس کی مسکراہٹ کو دیکھ کر جھٹ سے اس کا ہاتھ تھام کر کھڑا ہوا۔

ارے ارے

نرمی سے بازو پکڑ کر فاصلہ ختم کیا۔اریبہ جھینپ گئی ساری اکڑ اتنی سی قربت میں ہوا ہو گئی تھی۔

میرے مطلب تھا تمہیں اس سب بناؤ سنگھار کی ضرورت ہی نہیں مجھے اس سب کے بنا دیکھنا

پیار سے اریبہ کے چہرے کے قریب جھکتے ہوئے کہا جس پر وہ بری طرح شرما چکی تھی

چلو کمی تھی تو ان کی

احمد میاں نے جواد احمد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو اب مزید سر جھکا گئے تھے۔سب بڑے احمد میاں کے کمرے میں جمع تھے ارِیبہ کے ولیمے کی تقریب کے بعد ابھی وہ گھر پہنچے ہی تھے جب سب سر جھکائے احمد میاں کے کمرے میں آ گئے تھے۔

ابا جی شازیہ کی بیٹی تھی ایک کہہ رہی تھی پہلے بیٹی کی شادی کروں گی پھر اپنے نکاح کے بارے میں سوچوں گی اس لیے پہلے ذکر نہیں کیا کبھی میں نے

جواد احمد نے نظریں جھکا کر ڈری سی آواز میں کہا۔

وہ جس نجی کالج میں شام کو پڑھانے جاتے تھے وہاں ایک بیوہ پروفیسر خاتون آتی تھیں جواد احمد ان سے نکاح کرنا چاہتے تھے جس کے لے وہ اب احمد میاں کے سامنے بیٹھے اجازت مانگ رہے تھے۔

ابا جی اس میں کیا معیوب بات ہے سادگی میں نکاح کر کے لے آتے

ہیں گھر

رابعہ نے جھجکتے ہوئے جواد کی تائید جس پر عزرا اور مراد نے بھی سر ہلا دیا

مطلب یہ تم سب کو راضی کر چکا ہے یہ

احمد میاں نے گھور کر جواد احمد کی طرف دیکھا۔جو اب مزید سر جھکا گئے تھے۔

تو جب تم سب نے فیصلہ کر ہی لیا تو پھر میں کون ہوتا ہوں

احمد میاں نے خفگی سے کہا اور آنکھیں اٹھا کر سب کی طرف دیکھا۔سب جو سر جھکائے بیٹھے تھے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

نہیں نہیں ابا جی کوئی فیصلہ آپکے حکم کے بنا کیسے کر سکتے ہیں کوئی فیصلہ نہیں ہوا بس رائے دے رہے ہیں

مراد احمد نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا اب سب کی گردنیں نفی میں ہل رہی تھیں۔احمد میاں بلکل خاموش بیٹھے تھے۔میسم کی اتنی شہرت کے

بعد دل میں کتنی دفعہ یہ خیال آتا رہا کاش جواد احمد کو بھی انہوں نے اس کی مرضی پر چلنے دیا ہوتا تو آج وہ بھی ایک کامیاب اور پرسکون انسان ہوتا۔اس کی شادی بھی اس کی مرضی کے خلاف کروائی جو زیادہ عرصہ چل نہیں سکی اب جب وہ بہت بیمار رہنے لگے تھے ہر وقت جواد کی فکر کھاتی تھی کہ وہ اکیلا ہے پر آج سکون ہو گیا تھا۔عزرا تو بیٹیوں میں خوشی تلاش کر لیتی تھی پر وہ اکیلا تھا اس کا یہ اکیلا پن احمد میاں کو کھل جاتا تھا۔انہوں نے پرسکون سانس لی سب کی طرف دیکھا

اچھا ٹھیک ہے اگلے جمعہ کو چلتے ہیں نکاح کے لیے

احمد میاں نے مسکرا کر جواد احمد کی طرف دیکھا جو اب بھاگتا ہوا ان کے گلے لگ چکا تھا۔سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

ڈاکٹر میری مسز ٹھیک ہیں

ڈاکٹر کی مبارک باد ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی جب میسم نے بے چین ہو کر سوال کیا۔عزرا اور رابعہ بھی جلدی سے ڈیلیوری روم کے باہر لگی

نشستوں پر سے اٹھ کر پاس آ چکی تھیں اور اب ایک بیٹا اور ایک بیٹی کی پیدائش کی خبر پر خوشی سے ایک دوسرے کے گلے لگ چکی تھیں۔

جی جی شی از ابسلوٹیلی آل رائٹ ماشااللہ

ڈاکٹر سبینہ نے مسکرا کر میسم سے کہا۔جو اب گہری سانس لیتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔احمد میاں کے اچانک انتقال کی وجہ سے ادینہ بہت زیادہ پریشان رہی تھی اسکا آخری ماہ چل رہا تھا اسی وجہ سے وہ بہت کمزور ہوگئی تھی۔اور اس ایک گھنٹے میں میسم کی جان سولی پر لٹکی ہوئی تھی۔

کیا میں جا سکتا ہوں اندر ڈاکٹر

ادینہ ابھی ڈیلیوری روم میں ہی تھی میسم نے بے چینی سے پوچھا ڈاکٹر نے جیسے ہی مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا میسم بھاگ کر اندر داخل ہوا۔

وہ ڈیلیوری روم میں سامنے بیڈ پر زرد چہرہ لیے نیم دراز تھی آنکھیں میسم کے آنے پر آہستگی سے کھلیں۔کاٹ میں لیٹی دو ننھی جانوں سے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بے نیازی برتتا وہ تیزی سے آ کر ادینہ پر جھکا۔ہلکے نیلے رنگ کے ہاسپٹل گاؤن میں وہ بیڈ پر تھکی سی لیٹی تھی۔آنکھوں کے نیچے گہرے حلقے واضح تھے۔

میری وائیٹ مائیس بہت ہمت والی ہو

اپنے چہرے کو ادینہ کے چہرے کے بلکل قریب لاکر اسکی چھوٹی سی ناک کو اپنی ناک سے چھوا وہ دھیرے سے مسکرا دی۔میسم کا یوں سیدھا اسکے پاس آنا اسکے لیے یوں فکرمند ہونا آنکھوں میں تیرتی نمی سب سکون دے گیا تھا۔تکلیف اب میٹھا سا درد لگنے لگی تھی۔گہری نظروں سے اپنے دل کے بادشاہ کو دیکھا شیو بڑھا رکھی تھی بال بکھرے ہوئے تھے ہڈ پہنے اس پر جھکا وہ اسے دوسری دفعہ اپنا دیوانہ بنا گیا تھا۔

میسم مراد کی بیگم ہوں

میسم کے کان میں سرگوشی ہونے پر چہرہ مسکراتے ہوئے اوپر کیا اور ادینہ کے ہاتھ کو نرمی سے اپنے ہاتھ میں لیا۔ہاتھ کے اشارے سے لب بھینچ کر پوچھا۔

ٹھیک ہو نا کوئی تکلیف تو نہیں دی ان دو چھٹکوں نے

ادینہ نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔تو گہری سانس لے کر دل پر ہاتھ رکھا اور اوپر دیکھا۔میسم کے یوں اشاروں میں بات کرنے پر وہ بھرپور طریقے سے مسکرا دی۔

لو یو بیگم اور اب میسم مراد کے دو انمول رتن کیسے ہیں

میسم اب سیدھا ہوا اور کاٹ کی طرف بڑھا جہاں دو چھوٹے سے گلابی اور سفید رنگت والے خوبصورت بچہ اور بچی لیٹے ہوئے تھے۔انکو دیکھتے ہی بے ساختہ میسم کی آنکھیں نم ہوئیں۔وہ روئی کے گالے لگ رہے تھے آنکھیں موندے سکون سے لیٹے تھے بچی نے گلابی اور بچے نے ہلکے نیلے رنگ کا گاؤن پہنا ہوا تھا۔ایسے گہری نیند سو رہے تھے جیسے بہت لمبے سفر سے لوٹے ہوں

ادینہ کتنے پیارے ہیں یہ دونوں

گردن موڑ کر روہانسی آواز میں ادینہ سے کہا جو ہونٹوں کو باہر نکالے

رونے کے انداز میں مسکرا دی اور گردن کو اثبات میں ہلایا۔

جی ایک نانا ابو کا ڈُمیر اور دوسری ان کی ارما

ادینہ نے بھیگی سی آواز میں کہا ادینہ کو شدت سے وہ رات یاد آئی جب وہ احمد میاں کو بچوں کے نام بتا رہی تھی اور انہوں نے یہ دو نام پسند کیے تھے بیٹے کا نام دمیر میسم اور بیٹی کا نام ارما میسم

وہ بہت خوش ہوں گے نہ میسم

ادینہ کی روہانسی آواز پر میسم نے سر اوپر اٹھایا اور مسکراتا ہوا اس کے پاس آیا۔

ہمم بہت خوش ہوں گے

پیار سے ادینہ کے گال کو تھپتھپایا نرس اور ڈاکٹر اب اندر داخل ہو چکی تھیں ادینہ کو اور بچوں کو کمرے میں شفٹ کرنا تھا۔

انگلینڈ کا ایجبز باؤل کرکٹ سٹیڈیم لوگوں سے کھچاکھچ بھرا ہوا تھا۔ایسا لگ

رہا تھا جیسے پوری دنیا یہاں اُمڈ آئی ہو۔لوگوں کے شور میں کمنٹری گونجی۔

Steve India and Pakistan match is treated like a war. Look at people's faces

(سٹیو انڈیا اور پاکستان کا میچ تو ایک جنگ کی طرح مانا جاتا ہے لوگوں کے چہرے دیکھو)

ایک کمنٹیٹر نے دوسرے سے کہا۔پتا نہیں کہاں کہاں سے لوگ میچ دیکھنے آ پہنچے تھے بہت سے پاکستانی اور انڈیا کے لوگ قریبی ممالک سے آ پہنچے تھے اور اب سب ایسے بیٹھے تھے جیسے زندگی موت کا معاملہ ہو۔اور یہ حال یہاں سٹڈیم تک محدود نہیں تھا۔پوری دنیا میں تھا اس وقت

Yes, yes and that is the last match of the World Cup. The people are very excited.

(جی جی اور وہ بھی ورلڈ کپ کا آخری میچ ہو بہت پر جوش ہے عوام دونوں طرف)

کمنٹری کی آواز چاروں اطراف میں گونج رہی تھی۔میسم نے ہیلمٹ کو درست کو اور ہاتھوں پر دستانے چڑھائے۔سبز رنگ کی وردی میں ملبوس وہ ابھی پیولین میں موجود تھا۔

India is considered the most favored team and India has ensured its victory by giving the best target of 370.

(زیادہ پسندید ٹیم انڈیا کو مانا جارہا ہے اور انڈیا نے تین سو ستر کا بہترین حدف دے کر اپنی جیت کو یقینی بھی بنا لیا ہے)

کمنٹری کی بازگشت پر میسم نے گردن کو دائیں بائیں جھٹکا دیا اور بلے کو دنوں ہاتھوں میں پکڑ کے کہنیوں کو باہر کی طرف نکال کر دائیں بائیں حرکت دی۔

But you are forgetting one thing jo jo that this time the captain of the Pakistan team is masaum murad. I agree that the Pakistan batting is not so good than india but not trusted on masam

(پر ایک بات بھول رہے ہیں آپ جوجو اس دفعہ پاکستانی ٹیم کا کپتان کوئی اور نہیں میسم مراد ہے میں مانتا ہوں پاکستان کی بلے بازی بھارت کے مقابلے میں خاص نہیں پر میسم کا کوئی بھروسہ نہیں)

کمنٹری گونج رہی تھی اور میسم بلا ہاتھ میں پکڑے سٹڈیم کے میدان کی طرف بڑھ رہا تھا۔انڈیا نے تین سو ستر کا حدف دیا تھا اور آج میسم کو اپنا بہترین کھیل پیش کرنا تھا۔پر یہ سب اللہ کی مدد کے بنا ممکن نہیں تھا۔اور اسے خدا پر مکمل بھروسہ تھا۔

This is also becareful to India. Let's see India has given Pakistan the best target of three

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

hundard seventy after the first bating in the World Cup final.

(یہ بات انڈیا کو بھی چوکنا کیے ہوئے ہے چلیں دیکھتے ہیں ہو گا کیا جی تو ورلڈ کپ فائنل میچ میں انڈیا پہلے بلے بازی کرنے کے بعد پاکستان کو تین سو ستر کا بہترین حدف دے چکی ہے)

کمنٹری گونج اور لوگوں کے شور میں سے گزرتے وہ اور بلے باز سمیع اب پچ کی طرف بڑھ رہے تھے۔

Mesum Murad and Sami Akram coming from Pavilion to field for opener Batsman

(اوپنر میں میسم مراد اور سمیع اکرم بلے بازی کے لیے پیولین سے میدان کی طرف آتے ہوئے)

میسم نے ہاتھ کے اشارے سے سمیع کو پاس آنے کا کہا وہ نیا بلے باز تھا جو بہت اچھا کھیلتا تھا اور میسم ہی اسے آگے لے کر آیا تھا۔

دیکھو جم کے کھیلنا ہے گھبرانا بلکل نہیں ہار جیت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے

بھارت کے ساتھ کھیلنے پر ویسے ہی ساری ٹیم بہت زیادہ دباؤ کا شکار ہو رہی تھی وجہ قوم کے جزبات تھے جو اس کھیل سے جڑے تھے۔پاکستانی عوام اس کو کھیل سے زیادہ جنگ سمجھ لیتی ہے انہیں وہاں کھیلنے والی کھلاڑی فوجی لگنے لگتے ہیں۔

جی میسم بھائی انشااللہ جیتیں گے

سمیع نے لب بھینچ کر پر یقین انداز میں سر کو اثبات میں ہلایا۔

انشااللہ بس پارٹنر شپ کو برقرار رکھنا ہے چل شاباش

میسم نے اس کے کندھے پر تھپکی دی اور خود پاؤں کو گھٹنوں تک اٹھاتا بھاگتا ہوا اب وکٹوں کے سامنے کھڑا تھا۔

Misam Murad is the best batsman and captain of Pakistan currently taking a position in front

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

of the wicket.

(میسم مراد پاکستان کے بہترین بلے باز اور کپتان اس وقت وکٹ کے سامنے پوزیشن لیتے ہوئے)

میسم نے اپنے مخصوص انداز میں آنکھوں کو سکوڑ کر گیند باز کے ہاتھوں پر ٹکایا۔منہ کو ایک دفعہ کھول کر ہیلمٹ کی سر کے پاس ہوتی چبھن کو کم کیا۔

Ram Jeevan ready for bowling

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(رام جیون گیند بازی کے لیے تیار)

دوسری طرف نیلی وردی میں ملبوس بھارت کا گیند باز اب گیند کو ہاتھ میں تھامے بھاگتا ہوا آ رہا تھا۔گیند میسم تک پہنچتے ہی میسم اس پر بلا گھما چکا تھا۔ایک سکور کے لیے گیند میدان میں گھومتی ہوئی جا رہی تھی اور نیلی وردی میں ملبوس کھلاڑی پیچھے بھاگ رہے تھے۔

Well Steve you ever noticed one thing Masum

murad play accordingly to every bowler's syle

اچھا سٹیو آپ نے ایک بات نوٹ کی کبھی میسم مراد ہر گیند باز کو اس کے مطابق کھیلتا ہے)

کمنٹیٹر آپس میں بات کر رہے تھے۔میسم نے پہلی دو گیند آرام سے کھیلنے کے بعد اب تیسری بال پر چھکا لگا دیا تھا جس پر رام اب سر پکڑ کر کھڑا تھا اور میسم اور سمیع ہاتھوں کی مٹھیوں کو بند کیے ایک دوسرے کے ساتھ ملا رہے تھے۔

Yes look at the bowling of the bowler first and then play. That is how a good batsman should be.

جی گیند باز کی گیند بازی کو پہلے بہت غور سے دیکھتے ہیں پھر کھیلتے ہیں ایک بہترین بلے باز کو ایسا ہی ہونا چاہیے)

دوسرے کمنٹیٹر نے جواب دیا۔میسم پھر اپنی جگہ لے چکا تھا۔پھر وہ اسی

طرح ہی کھیل رہا تھا ہر تیسری یا چوتھی بال پر ایک چوکا اور چھکا لگانا ضروری تھا کیونکہ بھارت کا حدف بہت زیادہ تھا۔سمیع اس کے ساتھ دس اؤور کھیل چکا تھا اور اب وہ بھارت کے سپنر گیند باز اجے کی گیند پر کلین بولڈ ہوا تھا۔

Out yes out Sami are out on Ajay's first ball
Ooh Sami Akram out on a very good
partnership at ninth score

(اؤٹ یہ اؤٹ ہیں سمیع اجے کی پہلی گیند پر ہی اؤٹ ہیں اوہ بہت اچھی پارٹنر شپ نوے سکور پر سمیع اکرم اؤٹ)

سمیع اب پیولین کی طرف جا رہا تھا۔پر اس کے بعد کوئی بھی سمیع کی طرح ٹک نہیں سکا تھا جس کی وجہ سے میسم کو اور ہمت دکھانی پڑ رہی تھی۔اس کی کپتانی میں یہ پہلا ورلڈ کپ تھا اور اسے یہ ورلڈ کپ ہر حال میں جیتنا تھا کیونکہ سب کی نظریں اس پر ٹکی تھیں پر اس کی نظریں خدا پر تھیں۔دل مسلسل ورد کر رہا تھا۔دو سو پچاس سکور بنا چکا

تھا جو اس کے اب تک کے بنائے گئے سکور میں سب سے زیادہ تھا۔

کیمرہ نشستوں پر بیٹھی ارما کی طرف گھوما تھا جہاں تین سالہ ارما ننھے ہاتھوں کو اٹھائے دعا مانگ رہی تھی ادینہ بھی دعا کے انداز میں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھی شاید ادینہ کو دیکھتے ہوئے وہ بھی وہی انداز اپنا چکی تھی۔دمیر ادینہ کے ساتھ بیٹھا پوری آنکھیں کھولے غور سے میچ کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اسے سب سمجھ آ رہا ہو۔

she is the daughter of Mesum Murad,who is reminiscent of the England tour when mesum's wife pray was just like that.

(یہ میسم مراد کی بیٹی ہیں شاید انگلینڈ کی سیرز یاد کروا رہے ہیں جب میسم کی وائف بلکل اسی طرح دعا گو تھیں)

کمنٹیٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔کیونکہ اب ایک طرف انگلینڈ کی سیریز کا مشہور کلپ چل رہا تھا جس میں ادینہ پانچ سال پہلے یوں ہی میسم کے لیے دعا مانگ رہی تھی۔اور ایک طرف سکرین پر ارما کو دکھایا جا رہا

تھا۔پورا سٹڈیم ہنسنے لگا تھا پر میسم نے آج اپنی بیٹی کی طرف ہوائی بوسہ اچھالا تھا جو بڑی سکرین پر میسم کو دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑی تھی دعا مانگنا بھول کر وہ اب ادینہ سے میسم کے پاس جانے کی ضد کرنے لگی تھی۔

آخری کھلاڑی تھے اب وہ اور اشرف اور ایک گیند پر دو سکور چاہیے تھے۔اشرف گیند باز تھا اور اس وقت وکٹ کے آگے وہی کھڑا تھا پاکستانیوں کے منہ لٹک چکے تھے۔پر میسم نے اشرف کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کچھ نہیں ہوتا بس کھیل جا۔

Pakistan need two score on one ball to win

(پاکستان کو جیت کے لیے ایک گیند پر دو سکور کی ضرورت)

کمنٹری کی آواز گونجی لوگ اب لبوں پر ہاتھ رکھے پریشان حال بیٹھے ہوئے تھے۔

Oh very disturbing situations on both sides

(اوہ بہت بہت پریشان کن حالات دونوں طرف)

کمنٹری کی گونج اور دھڑکتے دل سب کے اشرف بار بار پسینہ صاف کر رہا تھا۔

Sommeet Singh leads the bowling while Ashraf takes the wicket on the other side.

(سومیت سنگھ گیند بازی کے لیے آگے بڑھتے ہوئے دوسری طرف اشرف وکٹ سنبھالے ہوئے)

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھارت کے بلے باز نے گیند اشرف کی طرف پھینکی اشرف نے اللہ کا نام لیا اور آگے بڑھ کر بلا گھمایا گیند کچھ ہی دوری پر گری میسم نے بھاگنا شروع کیا پر دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

ابھی ایک سکور ہوا تھا کہ گیند ان کے کھلاڑی کے ہاتھ میں آ چکی تھی میسم نے دوسرے سکور کے لیے دوڑ لگائی اشرف حیران ہوا اور بھاگ پڑا بھارت کے کھلاڑی نے دونوں کی طرف دیکھا اور پھر زور لگا کر گیند

کو میسم کی طرف پھینکا یہی وہ غلطی کر گیا اشرف کی طرف پھینکتا تو شاید وہ جیت جاتے پر اسے یہی لگا تھا میسم تھکا ہوا ہے وہ اتنا تیز نہیں بھاگ سکے گا پر یہ صرف اس کی سوچ تھی گیند کے وکٹ تک پہنچنے سے پہلے وہ مقسوم بن چکا تھا۔

پاکستان جیت چکا تھا۔

ادینہ ادینہ سر میسم لسن ایک منٹ

وہ لوگ ابھی سکیورٹی کے دائیرے میں آگے بڑھ رہے تھے جب پیچھے سے بازگشت ابھری۔ادینہ نے دمیر کو گود میں اٹھا رکھا تھا جبکہ ارما میسم کے بازو پر تھی۔دونوں نے ایک ساتھ گردن کو خم دیا تو روشان بھاگتا ہوا قریب آیا۔

کیسے ہیں آپ سر پہچانا مجھے؟

روشان نے باچھیں نکالتے ہوئے پھولی سانسوں کے ساتھ کہا۔اسکی آنکھوں پر چشمے کا اضافہ ہو چکا تھا ادینہ نے چونک کر میسم کی طرف

دیکھا جو ایک آبرو چڑھائے روشان کو دیکھ رہا تھا۔اور روشان کے بڑھے ہاتھ کو پرسوچ انداز میں تھاما۔

ادینہ کیسی ہو

روشان نے مسکراتے ہوئے ادینہ کی طرف دیکھا جو ابھی ہونق بنی میسم کی طرف دیکھ رہی تھی۔اففف یہ کہاں سے آ گیا ادینہ کا دل عجیب گھٹن سے بھرنے لگا۔

سر ایک سیلفی ہو جائے

روشان نے جلدی جلدی موبائل نکالا اور پاس ہوا میسم نے بھرپور مسکراہٹ چہرے پر سجائی اور قریب ہوا۔کن اکھیوں سے ادینہ کو دیکھا اس کے انداز پر ہنسی چھپائی وہ کتنی پیاری لگ رہی تھی اس طرح ڈرتی ہوئی۔

شیور۔۔۔

مسکراہٹ دبا کر ایک نظر پھر گھبرائی سی ادینہ پر ڈالی جو اب اردگرد دیکھ

رہی تھی روشان کے ساتھ سیلفی بنانے کے بعد سیدھا ہوا۔

روشان انگلینڈ گھمائیں گے میری فیملی کو؟

خوشدلی سے مسکرا کر روشان سے کہا جس کا منہ خوشگوار حیرت میں کھل گیا تھا۔ادینہ نے حیرت سے میسم کی طرف دیکھا جس پر میسم نے مسکراتے ہوئے ایک آنکھ دبائی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

میں نہیں تم بھول گئی ہو شادی کیا ہوئی جناب کی نہ کوئی فون نہ کوئی خبر دو سال ہو گئے

ادینہ نے فون کان کو لگائے خفگی سے کہا۔باہر سے آتا شور بڑھنے لگے تھا۔دوسری طرف ماہ رخ موجود تھی جس کی شادی کراچی ہوئی تھی۔

دور ہی بہت چلی گئی ہوں یار

ماہ رخ نے ٹھنڈی سانس لی اور اداسی سے کہا۔لان سے اب دمیر کے رونے جیسی آوازیں آنے لگی تھیں ادینہ نے پیشانی پر بل ڈالے۔

ماہ رخ ایک منٹ میں تمہیں پھر کال کرتی ہوں کچھ دیر میں

عجلت میں ماہ رخ کو جواب دینے کے بعد وہ تیز تیز قدم اٹھاتی باہر ائی۔لان میں دمیر اور میسم بری طرح لڑ رہے تھے۔

بابا یہ کیا بات ہوئی آپ پھر جلدی اؤٹ نہیں ہوتے

دمیر میسم سے بلا پکڑ رہا تھا اور میسم بچوں کی طرح بلا واپس کھینچ رہا تھا۔

میسم کیا ہوا ہے بھئی کیا شور ہے یہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادینہ نا سمجھی کے انداز میں سر پر آ کر کھڑی ہوئی۔

یہ تمھارا بیٹا تین دفعہ اؤٹ کر چکا ہوں اسے مجھے بلا دینے پر تیار نہیں یہ

میسم نے گھور کر سات سالہ دمیر کی طرف دیکھا۔

میسم آپ بچے ہیں کیا

ادینہ نے حیرت سے میسم کی طرف دیکھا۔

تو؟ اس وقت میرے ساتھ کھیل رہا تو انصاف کرے

میسم نے منہ پھلا کر کہا جس پر دمیر نے کمر پر ہاتھ رکھ کر غصے سے دیکھا۔

چلیں میں کرواتی آپکو بال کھڑے ہوں

ادینہ نے اچانک کہا میسم نے آبرو چڑھائے وہ شرارت سے مسکرا رہی تھی۔

مما آپ

دمیر چہک اٹھا اور پھر جوش سے اندر کی طرف بھاگا۔

ارما ارما مما بابا کو اوٗٹ کریں گی

وہ آوازیں لگاتا اندر گیا اور پھر اگلے ہی لمحے سات سالہ ارما پونی لہراتی دانت نکالے باہر ائی تھی۔ادینہ نے گیند سیدھی میسم کے منہ کی طرف اچھالی جسے میسم نے بلا کھڑا کر کے جلدی سے روکا ادینہ نے دمیر کو اشارہ کیا جو اب پاس پڑا گیند سے بھرا باکس اٹھا کر ادینہ کے پاس آ چکا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھا۔

ادینہ یہ باؤنسر ہے چیٹنگ ہے یہ

میسم نے بلا نیچے کیا اور انگلی کھڑی کرتے ہوئے تنبیہ کیا۔

تو کھلیں اس کو بھی

ادینہ نے ایک اور گیند چہرے کی طرف پھینکی میسم بہت پھرتی سے بال

کو روک رہا تھا ادینہ اب اٹھا اٹھا کر اندھا دھند گیند پھینک رہی تھی۔

یہ اس دفعہ سریز پر ساتھ نہ لے جانے کے لیے

زور سے ایک گیند پھینکی میسم قہقہ لگا رہا تھا۔اور گیند بمشکل روک رہا تھا

بیگم لگے گی اتنا پیارا چہرہ خراب ہو جائے گا ناز عالم کیا کہے گی

ہنستے ہوئے کہا۔پر وہاں تو کوئی اثر ہی نہیں تھا۔

یہ ناز عالم کے ساتھ ایک اور برینڈ کا ایڈ سائن کرنے کے لیے

ایک اور گیند پھینکی۔۔بچے تالیاں بجا رہے تھے۔

بیگم

میسم چیخا کیونکہ لگاتار گیند پر گیند آرہی تھی بچے اٹھا اٹھا کر ادینہ کو گیند دے رہے تھے۔

یہ میرے بیٹے کے ساتھ لڑنے کے لیے

ایک اور پھینکی۔۔میسم اب کھیلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔

تمھاری تو رکو

بلے کو ایک طرف پھینک کر ادینہ کی طرف لپکا۔

مما بھاگیں

دمیر اور ارما نے ایک ساتھ چیخنے کے انداز میں کہا۔

❤ختم شدہ❤

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین